

اِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ تَبْكُورُ اَصْحَابُ فَقُولُوا الْعَيْنَةُ عَلَى شَرِّكُمْ
 (الحديث)
 جب تمہیں صبح کو براہوں کے دے دے دیکھو آئیں تو کہہ دیجئے شہ پر خدا کی لعنت

السيف المسلول

السنة العظيمة التي فرغنا منها كتابا شيعيا

تأليف

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ دہلوی قسری

ترجمہ ، تخریج ، توثیق
 مولانا محمد رفیع اشرفی

ناشر

فاز و قلم کتب خانہ دارالحدیث ملتان

اَلَا اِنَّكُمْ لَازِلِيْنَ بِسُوءِ اِخْتِيَاْ قِيْ قَوْلِ الْوَعْدَةِ الْكَلِمَةِ عَلَى شَرِّكُمْ
 جب نہیں صواب کو راہ لے کر گئے بلکہ غلطی میں آکر ہو رہے ہیں شر پر خدا کی لعنت

السيف المسلول للسيد عليا

ط

الَّذِينَ فَرَقُوا بَيْنَهُ وَكَانُوا شَيعَةً

تالیف

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی

ترجمہ ، تخریج ، تنویر

مولانا محمد رفیع اٹری

ناشر

فاز فخریہ انجمن اہل حق
 گنجنامہ ملت

بیہقی وقت علم الہدی قاضی ثناء اللہ پانی پتی

المتوفی ۱۲۳۵ھ

نسب ۱۔ شہر بزرگ شیخ جمال الدین غزنوی کی دسویں پشت سے تھے جن کا نسب
نسب حضرت مخن بن معان سے جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں چند اہل علم و ادب موجود ہیں جن کا
تعلیم و تربیت ۲۔ سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، ابتدائی تعلیم پانی پت کے
علاء و فضلا سے حاصل کی اور عمر کے سولہویں برس میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ پر مولوی ہو گئے،
جس بعد میں قاضی ثناء انھیں گولیں، ہندوستان میں امام ولی اللہ محدث دہلوی اپنے
علم و فضل سے تشنہ لبوں کو سیراب کر رہے تھے، اس شیریں چشمہ سے فیض حاصل کرنے
کو وہی آئے اور حدیث و علوم حدیث میں مہارت حاصل کی، جبکہ اسی عمر کے اٹھارہ
سال میں ہی قدم رکھا تھا، امام ولی اللہ اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:
مولوی ثناء ماثر مصابیح و مصححی استیحاء نمودند و مستند کتب ستر بلکہ مشو متداولہ اعلیٰ تھی۔
پھر شیخ محمد یابدستانی کے پاس سے ہندو علوم طریقت میں دسترس حاصل کی، اہل بلقان
مرزا مظہر جانجانا کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر طریقہ عبودیت کے مقامات عالیہ حاصل کئے
مرزا صاحب نے ان کو علم الہدی کے لقب سے نوازا، وہ فرمایا کرتے تھے: اس کی نیکی
تقویٰ اور دیانت نے میرے دل پر اس کی بیست بٹھادی ہے، یہ شریعت و طریقت
کا حسین مرقع ہے، صفات ملکوتیہ سے مصطف فرشتے بھی اس کی تعظیم کرتے ہیں۔
شیخ عبد العزیز محدث دہلوی نے جو کان کے ہم عصر تھے، ان کو بیہقی وقت کا لقب دیا
جس سے قاضی ثناء کی محدث حدیث میں تجربہ و مہارت نامہ کی نشان دہی ہوتی ہے۔

اخلاق و عبادت ۳۔ شیخ غلام علی دہلوی "القامات" میں لکھتے ہیں: ثناء اللہ پانی پتی متوکل
اور دیانت میں اپنے خود کے سوا اور منفرد شخصیت تھے، بہت عبادت گزار و ذکر و
مراقبہ اور تدبیریں و تعقیفات اور فیصلہ جات میں مشوریت کے باوجود قرآن پاک کا ایک
حزب بالاعتراف لاوت فرماتے تھے اتھی۔

خاصی صاحب کی شخصیت سے ان کے دور کے بڑے لوگ سچی گراہی کے ساتھ بھی
حاضر تھے۔

فقہی مسلک۔ فقہی مسائل میں مروجہ اہل نظر کے جمود کے قائل نہیں تھے، رسالہ اصول فقہ
میں فرماتے ہیں: "وہ اصول اول عوام اور خاص عند الحاجۃ استقلالاً سے نمودند و عمل سے کنند
و مہلات از سر قیود مروی نیست، تا کتاب الابدیت میں فرمایا: "رفع یدین تنزوا ابی حنیفہ
سنت نیست لیکن فقہاء محدثین اثبات کیں کنند تا غیر مظہری ص ۲۴۲ میں لکھتے ہیں۔

اگرچہ اسے جب ایسی حدیث جو کہ مرفوع ہو اور تعارض نہ کرے سے بالاتر ہو خواہ ابو حنیفہ م
کا فتویٰ ایسی حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر دوسرے عالم میں سے کسی کا اس حدیث
کے موافق نظریہ تو اس وقت حدیث کا تابع واجب ہے مگر تعلیق پر قائم رہنا بلکہ ایک
دوسرے کو رد بنا کر ملامت نہ آئے، انتہی۔

ایجاد صلاحیت میں اس بات کو خاص اہمیت دی ہے کہ ان کے جنازہ میں سنت کے مطابق
پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ پڑھیں دیکھئے ملاحذمہ ص ۱۹۱۔

احکامات محلئے۔ ذہن و فطرت اور صاحب قوت فکر کے مالک تھے، علوم عقلیہ و نقلیہ
پر پورا عبور حاصل تھا جس کی وجہ سے فقہ و اصول میں اجتہاد کے لوگ بے ترتیب رہ گئے تھے۔
صاحب مقامات مظہری لکھتا ہے: "در علوم عقلی و نقلی تبحر تام دارند و در فقہ و اصول بہتر اجتہاد
رسیدہ کتاب مبسوطہ در علم فقہ را بیان مافقہ و دلائل مختار مجتہدان مذہب را بعد در ہر مسئلہ
تالیف نمودند و ان چہ نزوایشان اتوی ثابت شدہ ان در رسالہ جہدی لکھی بہ مانند اتوی
تخریر فرمودہ و در اصول نیز مقامات خود نوشتہ اند انتہی۔

شیخ عین بن یحییٰ ترمذی "ادایانہ المثنیٰ" میں لکھتے ہیں: "ثناہ انہ را فی تہذیب فقہی، اصولی
زادہ اور مجتہد تھے، مذہب کے کئی مسائل میں ان کی اپنی رائے ہے، فقہ و تفسیر اور
زہد میں قابل تقلید مصنفات تالیف کیں، انتہی۔

قصائیف۔ امام ولی اللہ "کامیہ ہونہار شاگرد یحییٰ اپنے شیخ کمال کی طرح تصانیف کثیرہ
کا مؤلف ہے جن کی تعداد صاحب تراجم علامہ حدیث ہند نے تیس لکھی ہے انہوں نے کتب یہی۔

۱۔ تفسیر ظہری (عربی میں) (۲) حدیث پر ایک مسطور کتاب درود جلد (۳) ملاحذ منہ (فارسی)
 (۴) سیف السلوی (فارسی) (۵) حرث حرم (۶) تذکرۃ الرقی والتجود (۷) تذکرۃ السلاطین (۸) حقوق الاسلام
 (۹) حقیقۃ الاسلام (۱۰) حرث و بابت سرود والی شہادت قب (۱۱) اصول فقہ (۱۲) رسالہ فی الشعر
 والخراج (۱۳) ہدایۃ الطالبین (۱۴) المسائل الرقیۃ فی النبیۃ والوہبۃ (۱۵) کتاب فی سیرت النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم (۱۶) منارہ الاسلام (۱۷) اخذ اقویٰ ۔

سیف السلوی کے بارے میں ۔ کتاب ہذا جو کہ آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے
 فارسی زبان میں تحریر کی گئی تھی دہلی میں پہلی بار طبع ہوئی، بعد ازاں نایاب ہے بلکہ عام طور پر
 لوگ اس کے نام سے بھی نا آشنا ہیں، کتاب کی تالیف کلا میرزا علیؒ کے لپٹے الفاظ میں یہ
 مقام اس وقت دیکر ہند میں مذہب ثنائی عشریہ ظاہر ہو رہا ہے، جہالت و حماقت کی وجہ
 سے بہت لوگ خصوصاً پانی پت کے بعض افواجین کے باپ دادا کے سنت و ایمان
 کے مخالف تھے، مگر راہ ہو گئے ہیں بغیر کا خیال ہے کہ اسان فارسی میں رد و فتن کے رد میں ایک
 کتاب لکھی جائے، تاکہ عام لوگ اس سے نفع حاصل کر سکیں۔ ہو سکتا ہے کوئی راہ درست
 پر آجائے ۵

کتاب کے مطالعہ سے قاضی کی دست معلومات بالخصوص فرقائے رد و فتن کے
 نظریات پر بڑی گرفت کا پتہ چلتا ہے کتاب و سنت کی دشمنی میں فرقائے باطلہ کے عقائد
 و نظریات پر بہترین نقد و تبصرہ مآئم غلظت میں اس کتاب میں موجود ہے۔

قاضی صاحب کے دور میں چونکہ فارسی سرکاری اور مآئم غلظت زبان تھی ملک کے ہر طبقہ
 کے لوگ فارسی سیکھتے اور جانتے تھے، مگر اب حالات مختلف ہیں فارسی کا ہمارے ہاں
 وہ چرچا نہیں ہے، اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اس کا
 اسان اردو میں ترجمہ کر دیا جائے، تاکہ عام لوگ استفادہ کر سکیں، اور حق و انصاف کو نظر
 رکھتے ہوئے اپنے عقائد کی اصلاح کریں، کتاب کا مآئم غلظت میں اور سادہ ترجمہ کیا گیا
 ہے، اور حاشیہ میں حرمات کی تحریر بھی ہے حتیٰ الامکان کردی گئی ہے، تاکہ اصل محولہ
 کتابوں کی طرف مراجعت میں آسانی ہو، بعض جگہ مفید حواشی کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔

البتہ آیات قرآنی کی تخریج متن میں ہی صحیح کردی گئی ہے، چونکہ جس ترجمہ کے لئے مطبوعہ نسخہ نازل کیا گیا ایک غلطو کا مصوبہ ملا جس میں کتابت کی غلطیاں تھیں، اور کتب و دعا کے سہاوی میں اضافہ بہت زیادہ تھیں، پوری کوشش کی گئی ہے کہ ان کی اصلاح ہو جائے، اگر کسی جگہ کوئی غلطی رہ گئی ہے تو ناظرین سے التماس ہے کہ اطلاع ضرور دیں، تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی درستگی ہو سکے۔

تحفۃ اشاعریہ لحد کتاب ہذا۔۔۔ تاضی کے دور میں اور بھی کئی جنگوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی تحفۃ اشاعریہ بھی اسی دور کی ایک شاہکار کتاب ہے، دونوں کتابوں میں بعض باتوں میں یکسانیت اس بنا پر ہے کہ دونوں امام دہلوی محدث کے کتب کے فیض یا نثر میں تاضی پانی تہیہ عمر میں شاہ عبدالعزیز رحمہ سے جڑے تھے، اقرب قیاس یہی ہے کہ الیٹ السلسل پہلے تالیف ہوئی، اور بعد میں تحفۃ اشاعریہ۔

وفات ۱۔۔۔ رجب ۱۲۱۳ھ میں وفات پائی مولوی حافظ صاحب شہ صاحب پانی تہی نے آیت فہو مکرہون فی جنات النعیم ۱۲۲۵ھ سے ۱۲۷۵ھ تدریج وفات لکلا، ذخیرۃ الخواطر، ص ۱۲۰۱ و تراجم علماء حدیث ہند ص ۱۸۷ تا ۱۹۱ میں تفصیلی حالات ملاحظہ فرمائیں۔

ناشر کے بارے میں ۱۔ کتاب ہذا کے ناشر خان کے ایک علمی خاندان کے فرد حافظ عبد الشہ صاحب و انخوانہ ہیں، یہ خاندان کئی نسلوں سے متواتر کتاب و سنت کا شیطانی و عامل چلا آ رہا ہے، انشاء اللہ شاعت علوم اسلامی کا جذبہ حافظ صاحب و انخوانہ کو اپنے باندہ اجلا سے ورثہ میں ملے ہے، علامہ قمر الدین رحمہ اللہ خان میں پیشہ ورہ کے با احترام اور علوم کتاب و سنت کی تعلیم کے لئے مرجع افاضل تھے، ان کے فرزند علامہ عبدالنور محدث بھی پایہ کے عالم تھے، اور سید نذیر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کے شاگرد، مولانا عبدالباقیؒ کا خدق کتب خانہ اس وقت تک قائم رہی کہ ان کی کلامی امیر ایک ہفتہ شائع کے علاوہ ضلک سے خارج تحقیق محول کر چکا ہے، اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائے۔

محمد رفیق انصاری

مدیر دارالحدیث محمد علی پور پیر والا ضلع ملتان

۱۲۹۹/۴/۱۷

فہرست کتاب السیف المسلول للنسہ العلیا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۳	۶- وکینہ	۲۰	۱۷- غصہ	۱۵	پیش لفظ
۶	۷- خشبہ	۶	۱۸- نصیر	۱۸	مقدمہ
۶	۸- یعقوبیہ	۶	۱۹- اسماعیہ	۶	فرقائے واضح کامیاب
۶	۹- صالحیہ	۶	۲۰- علیانیہ	۶	فرقائے غلط
۶	۱۰- امامیہ	۲۱	۲۱- زرداریہ	۶	۱- سہایت
۶	۱- حنینہ	۶	۲۲- مقتدیہ	۱۹	۲- مفضلہ
۶	۲- نصیبہ	۶	۲۳- غامبیہ-رجعیہ	۶	۳- سرجمیہ
۶	۳- حکیمہ	۶	۲۴- کیسانیہ	۶	۴- بریضیہ
۲۴	۴- سالمیہ	۶	۱- کردیمیہ	۶	۵- کالیہ
۶	۵- شیطانہ	۶	۲- اسماعیہ	۶	۶- مغیرہ
۶	۶- مسیبہ	۶	۳- کندہ	۶	۷- جناحیہ
۶	۷- زرداریہ	۶	۴- عباسیہ	۶	۸- بیانیہ
۶	۸- یونس	۶	۵- طیارہ	۶	۹- منصورہ
۶	۹- بدائیہ	۶	۶- منکریہ	۶	۱۰- آمویہ
۶	۱۰- موقوفیہ	۲۲	۳۳- زرداریہ	۶	۱۱- تنواییہ
۶	۱۱- باقریہ	۶	۱- تفسیلیہ	۲۰	۱۲- خطابیہ
۶	۱۲- حاضریہ	۶	۲- چاروریہ	۶	۱۳- مصریہ
۲۵	۱۳- مادوریہ	۶	۳- جمیریہ	۶	۱۴- طبریہ
۶	۱۴- غازیہ	۶	۴- قمریہ	۶	۱۵- قرابیہ
۶	۱۵- اسماعیلیہ	۲۳	۵- نصیبہ	۶	۱۶- ذبیحہ
	تتبع فرمائی				

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	فاتحہ و صفات کے بارے	۲۸	۲۵- اثنا عشریہ	۲۵	۱- پہلے
۵۹	میں بعض بدعتی فرقوں کے نظریات۔	۲۶	پہلا مقالہ	"	۲- باطنیہ
	صفات ہادی تعالیٰ کے	"	اثبات مذہب اہلسنت	"	۳- قرطبیہ
۶۱	بارے میں اہلسنت کا نظریہ	"	و ابطال مذہب روانشن	"	۴- نطیہ
	ساتویں دلیل بر بطلان	"	پہلی دلیل میں غلطی کی بات	"	۵- میسونیہ
"	مذہب روانشن۔	۳۵	دوسری دلیل دوسرے عقائد	"	۶- حنفیہ
۶۳	آٹھویں دلیل۔		برائے اہل اسلام ایک شبہ	"	۷- رافضیہ
	روشن کا دعویٰ کہ ہم اپنا	۳۶	اداس کا جواب	۲۶	۸- جنا بید
"	دین انکسے پتے ہیں	۳۷	تیسری دلیل رافضیہ میں	"	۹- سببیہ
	باطل ہے۔	۳۷	چوتھی دلیل رافضیہ میں	"	۱۰- مہدویہ
"	بطلان کی پہلی وجہ	۳۸	روشن کا دعویٰ حجت الی	"	۱۱- نزاریہ
۶۵	دوسری وجہ		بیت	"	۱۲- مستطبیہ
"	تیسری وجہ	۳۸	اہل سنت کا دعویٰ حجت الی	۲۷	۱۳- مستطبیہ
۶۶	چوتھی وجہ۔		و احتجاج صحابہ اہل بیت	"	۱۴- امامیہ
۶۷	پانچویں وجہ	۴۵	پانچویں دلیل رافضیہ میں	"	۱۵- اسماعیلیہ
"	چھٹی وجہ	۵۳	اہل بیت از کتب شیعا	"	۱۶- یعقوبیہ
۶۸	ساتویں وجہ		کیا یہ انکار جہنی بر تفسیر میں	"	۱۷- قطعیہ
۶۹	آٹھویں وجہ	۵۶	چھٹی دلیل جن مسئلہ کے	"	۲۰- موسویہ
۷۰	ننانویں وجہ		نقطہ نظر سے	"	۲۱- مسطوریہ
	اسانید و آیات امامیہ	۵۸	حقائیم میں اختلاف	"	۲۲- رجبیہ
۷۱	میں کتاب و روایہ		کی اصل و اصل و ادال	۲۸	۲۳- احمدیہ
			سنت کا انداز فکر۔	"	۲۴- جعفریہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۰۷	اصولیت میں غلط فہمیت	۸۳	رفض کی ابتدا اور اس کے حقیقی مقاصد	۷۳	اسانید روایات شیعہ میں ضعیف روایات
۱۰۸	انتخاب صواب و عظمیٰ علم	۸۸	شیعہ تفسیر کے قائل	۷۴	اسانید احادیث امیر میں مجہول روایات
۱۰۹	تہذیب مذہب و اخلاق میں نبوت و رسالت کی روشنی	۹۰	تفسیر کے بارے میں شیعہ موقف	۷۵	معتبر و اسانید امیر میں مطعون روایات
۱۱۰	عید میلاد النبیؐ کی روشنی	۹۱	تفسیر کے وجوب پر پارے دلائل	۷۶	سلسلہ اسانید امامیہ میں مدرّس اور مخالفین ائمہ راوی
۱۱۱	توحید و رسالت میں بعض گمراہیوں کے نفی	۹۲	تفسیر کے بطلان پر دلائل	۷۷	سلسلہ اسانید امامیہ میں فاسق اور غیر مبین روایات
۱۱۲	تفصیلی مقاضیہ شیعہ کی نظر میں	۹۳	بر بطلان تفسیر قرآن میں قرآنیت کا مسئلہ	۷۸	امروز کتب شیعہ شیعوں کا سرسل روایت کے متعلق نظریہ
۱۱۳	تقدیر خالق کے ہاتھ میں اللہ کے علم کے ہاتھ میں	۹۴	تفسیر کے باطل ہونے پر ایک اور دلیل	۷۹	امیر کے ہاں سفارت مہدی
۱۱۴	مسئلہ کلام	۹۵	دوسرا مقالہ	۸۰	عمر مہدی کی طرہٴ ضرب
۱۱۵	قرآن میں قرآنیت کا مسئلہ	۹۶	پہلا سبب جو اس حکمہ کے بیان میں	۸۱	تقدیرات سے حدیث شیعہ کی صحیح ترین کتب
۱۱۶	صفت اللہ تعالیٰ	۹۷	دوسرا سبب عقل	۸۲	کلمہ کی موضوع روایات
۱۱۷	غذا کے ارکان کی نفی کرنے والوں کے مستندات اور جوابات	۹۸	تیسرا سبب خبر	۸۳	شیعہ کتب جہاں جمع و قطع ہیں ناقص اور بدل ہیں
۱۱۸	وجوب کے معنی میں اختلاف	۹۹	چوتھا سبب الہام	۸۴	
۱۱۹	قائمین وجوب الامسح کے دلائل اور جوابات	۱۰۰	سرا سبب علم	۸۵	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۴۳	ایک سوال اور جواب	۱۴۵	اللہ کے لئے عملی فرح	۱۴۶	ہر چیز اللہ سے پیدا کی
۱۴۴	دلائل عصمت انبیاء	۱۴۶	کارو	۱۴۷	فطریات جنتین میں
۱۴۵	پانس اور درجیم طیبہ اللہ	۱۴۶	موریکارے میں صوفیا کے	۱۴۷	بارے میں
۱۴۵	کی طرف منسوب	۱۴۶	سک کی وضاحت	۱۴۷	تقدیر کے بارے میں
۱۴۵	گناہ کی نفی	۱۴۸	مسئلہ مذیت بدی تعالیٰ	۱۴۷	امامیہ وغیرہ فرقوں کے
۱۴۶	اخلاق عذیر سے عصمت	۱۴۸	مسئلہ نوکام کے لئے	۱۴۷	عقائد
۱۴۶	زبیر اللہ دایرہ کے بعض	۱۴۸	بحث انبیاء اور ان کی تعریف	۱۴۷	کی اللہ رسول کی گمراہی
۱۴۶	فقط اقوال	۱۴۸	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد	۱۴۷	پر مبنی ہے، نظریہ اثنا
۱۴۶	سہو اور غلط فہمی سے انبیاء	۱۴۸	نبوت کے بارے میں	۱۴۷	عشرہ پر تنقید
۱۴۸	کا معصوم ہونا اور	۱۴۸	بعض شیعوں کی افواہات	۱۴۷	بلکے تمامین کے مدلل
۱۴۸	امیر موقت	۱۴۸	اثنا عشر پر مبنی طور پر	۱۴۷	جواب
۱۴۸	بفرت انبیاء	۱۴۸	ختم رسالت کے قائل	۱۴۷	اسلام و صفات کے بارے میں
۱۴۸	معارضہ بحسب الشریعت	۱۴۸	نہیں ہیں	۱۴۷	جنت کا حقیقہ
۱۴۸	جو رسول نے دیکھا علی	۱۴۸	امامیہ معنی نبوت اپنے اللہ	۱۴۷	کی غذا ہم ہے! جنتی گروہ
۱۴۸	نے بھی دیکھا امامیہ موقت	۱۴۸	میں ثابت کرتے ہیں	۱۴۷	کے عقائد
۱۴۸	نصوص کو ظاہر پر قبول	۱۴۸	امامیہ کے نزدیک علی	۱۴۷	خدا کی ہے، جنت میں کے
۱۴۸	کرا چلے، اور جنت میں	۱۴۸	انبیاء افضل ہے	۱۴۷	فطریات
۱۴۸	کا موقت	۱۴۸	علی کے بارے میں امامیہ	۱۴۷	جنت کے ان عقائد کے
۱۴۸	وہی اللہ کے بعد فرخ عالم کا	۱۴۸	کے خلیانہ عقائد	۱۴۷	بیان کی غرض!
۱۴۸	ہائے میں بدترین کا موقت	۱۴۸	ختم نبوت محمد صلی	۱۴۷	تائیدیں جسم کا بطلان
۱۴۸	کسی کو تکلیف لایا	۱۴۸	عشرہ پر مسلم	۱۴۷	روایات امامیہ سے
۱۴۸	نہیں دی گئی	۱۴۸	عصمت انبیاء اور امامیہ	۱۴۷	مسئلہ استواء یا اور وجہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۰۳	رسول اللہ کے بعد تشریف	۱۸۱	کیا ایمان اپنے ہون چھٹے	۱۸۱	ایمان کیا ہے؟
۲۰۴	خلافت خلافت مرقی آیت	۱۸۲	کو دینا کر سکتا ہے؟	۱۸۲	اعمال ایمان میں داخل نہیں ہیں
۲۰۵	خلافت خلافت امر بعد پر	۱۸۳	تائیدی اور رحمت خدا	۱۸۳	ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔
۲۰۶	اموریت رسول کی شرطیں	۱۸۴	کفر ہے	۱۸۴	مترکب کفر و ایمان
۲۰۷	ایک سوال	۱۸۵	مسئلہ تخریج امداد	۱۸۵	اطاعت پر ثواب اور
۲۰۸	جواب	۱۸۶	آخرین شاق از اولاد کا دم	۱۸۶	تفریق پر سزا دینا کی غذا
۲۰۹	خلافت خلافت امر بعد پر	۱۸۷	روح و ظلم	۱۸۷	پر واجب ہے
۲۱۰	پر اجماع امت	۱۸۸	فیصل ثواب	۱۸۸	کیجہ گناہ سے توبہ
۲۱۱	ایک سوال	۱۸۹	علامات قیامت	۱۸۹	کیا مترکب گناہ کافرت؟
۲۱۲	جواب	۱۹۰	تمییز امثالہ	۱۹۰	سوال مکرر کفر و عذاب کبر
۲۱۳	خلافت ابو بکر و عمر	۱۹۱	بحث امامت	۱۹۱	حشر میں اجماع کا اثنا
۲۱۴	آئمہ صحابہ	۱۹۲	مسئلہ امامت میں اہل	۱۹۲	صاحب اور قابض
۲۱۵	حضرت علی کا ابو بکر	۱۹۳	سنت دلیہ کفر و اختلاف	۱۹۳	اعمال اور میزان
۲۱۶	دعوت کی مدح کرنا	۱۹۴	اہل سنت کے نزدیک	۱۹۴	اہل حصر اور پست حقوق
۲۱۷	خلافت خلافت علی پر	۱۹۵	شرعی امامت	۱۹۵	کا گزرتا
۲۱۸	شیعہ کے دلائل از قرآن	۱۹۶	امامیہ کے نزدیک امام	۱۹۶	دیگر کو اہل امام حشر
۲۱۹	پاک	۱۹۷	کا تصور	۱۹۷	نفسانے جنت اور
۲۲۰	شیعہ کی پہلی دلیل	۱۹۸	امامیہ کے تصور امام	۱۹۸	طالب خدیج کے بارے
۲۲۱	جواب	۱۹۹	کی تخلیق	۱۹۹	میں بدھن کے نظریات
۲۲۲	شیعہ کی دوسری دلیل	۲۰۰	نصب امام پر امامیہ	۲۰۰	مشرک کا عقوبت کی ادب
۲۲۳	آیت قرآن سے	۲۰۱	کے دلائل کی حقیقت	۲۰۱	
۲۲۴	جواب	۲۰۲	خلافت امامت میں فرق	۲۰۲	

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵۹	پہلی دلیل	۲۳۶	پانچویں دلیل	۲۳۸	شیعہ کی تیسری دلیل
۲۶۰	جواب اول	۲۳۷	اس روایت کی	۲۳۹	جواب
۲۶۳	جواب دوم	۲۳۸	استادی تحقیق	۲۴۰	شیعہ کی چوتھی دلیل
۲۶۵	ایک ضروری غلطی	۲۳۹	جواب	۲۴۱	جواب
۲۶۶	ایک سوال	۲۴۰	پہلی دلیل	۲۴۲	شیعہ کی پانچویں دلیل
۲۶۷	جواب	۲۴۱	جواب	۲۴۳	جواب
۲۶۸	حفظ خداوندی برائے	۲۴۲	ساتویں دلیل	۲۴۴	شیعہ کی چھٹی دلیل
۲۶۹	عقائے راشدی	۲۴۳	جواب	۲۴۵	جواب
۲۷۰	جواب سوم	۲۴۴	آٹھویں دلیل	۲۴۶	شیعہ کی ساتویں دلیل
۲۷۱	امت علی پر شیعہ کی	۲۴۵	جواب	۲۴۷	جواب
۲۷۲	دوسری عقلی دلیل	۲۴۶	نازنی دلیل	۲۴۸	مسئلات شیعہ
۲۷۳	جواب	۲۴۷	جواب	۲۴۹	از امامیہ
۲۷۴	شیعہ کی تیسری دلیل	۲۴۸	دسویں دلیل	۲۵۰	پہلی دلیل
۲۷۵	جواب	۲۴۹	جواب	۲۵۱	جواب
۲۷۶	شیعہ کی چوتھی دلیل	۲۵۰	ایک سوال	۲۵۲	حدیث من کذب
۲۷۷	جواب	۲۵۱	جواب	۲۵۳	مولانا کاتب دہلوی
۲۷۸	چوتھی عقلی دلیل	۲۵۲	گیارہویں دلیل	۲۵۴	دوسری دلیل
۲۷۹	عقل اولیٰ حضرت ابو بکر	۲۵۳	جواب	۲۵۵	جواب
۲۸۰	چھٹا من کے جواب میں	۲۵۴	بارہویں دلیل	۲۵۶	تیسری دلیل
۲۸۱	چھٹا من	۲۵۵	جواب	۲۵۷	جواب
۲۸۲	جواب	۲۵۶	ہدایت علی بن ابراہیم کے	۲۵۸	چوتھی دلیل
۲۸۳	دوسرا من	۲۵۷	عقلی رائے	۲۵۹	جواب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۲	جواب	۲۹۲	جواب	۲۹۳	جواب
۲۱۳	تیسرے طعن	۲۹۳	ایک سوال	۲۹۴	جواب
۲۱۴	جواب	۲۹۴	جواب	۲۹۵	جواب
۲۱۵	چوتھا طعن	۲۹۵	فصل دوم حضرت عمرؓ پر	۲۹۶	جواب
۲۱۶	جواب	۲۹۶	طعن کے جواب میں	۲۹۷	جواب
۲۱۷	پانچویں طعن	۲۹۷	سید طعن در مقام دولت	۲۹۸	جواب
۲۱۸	جواب	۲۹۸	جواب	۲۹۹	جواب
۲۱۹	چھٹا طعن	۲۹۹	کیا تلم و دولت منکر ہے	۳۰۰	جواب
۲۲۰	جواب	۳۰۰	کا مقصد خلافت کی تحریر	۳۰۱	جواب
۲۲۱	ساتواں طعن	۳۰۱	کا برین امت پر شیعہ	۳۰۲	جواب
۲۲۲	جواب	۳۰۲	کی غلطیاں	۳۰۳	جواب
۲۲۳	آٹھواں اور نواں طعن	۳۰۳	دوسرے طعن حضرت عمرؓ	۳۰۴	جواب
۲۲۴	جواب	۳۰۴	کا گھر ملا	۳۰۵	جواب
۲۲۵	دسویں اور دہدہا	۳۰۵	جواب	۳۰۶	جواب
۲۲۶	جواب	۳۰۶	تیسرے طعن	۳۰۷	جواب
۲۲۷	ایک سوال	۳۰۷	جواب	۳۰۸	جواب
۲۲۸	جواب	۳۰۸	چوتھے طعن	۳۰۹	جواب
۲۲۹	ایک اور سوال	۳۰۹	جواب	۳۱۰	جواب
۳۱۱	جواب	۳۱۰	حضرت عمرؓ اسان	۳۱۱	جواب
۳۱۲	گیارہواں طعن	۳۱۱	حق میں	۳۱۲	جواب
۳۱۳	جواب	۳۱۲	پانچویں طعن	۳۱۳	جواب
۳۱۴	نواں پر ایک اعتراض	۳۱۳	جواب	۳۱۴	جواب
۳۱۵	جواب	۳۱۴	جواب	۳۱۵	جواب
۳۱۶	جواب	۳۱۵	جواب	۳۱۶	جواب
۳۱۷	جواب	۳۱۶	جواب	۳۱۷	جواب
۳۱۸	جواب	۳۱۷	جواب	۳۱۸	جواب
۳۱۹	جواب	۳۱۸	جواب	۳۱۹	جواب
۳۲۰	جواب	۳۱۹	جواب	۳۲۰	جواب
۳۲۱	جواب	۳۲۰	جواب	۳۲۱	جواب
۳۲۲	جواب	۳۲۱	جواب	۳۲۲	جواب
۳۲۳	جواب	۳۲۲	جواب	۳۲۳	جواب
۳۲۴	جواب	۳۲۳	جواب	۳۲۴	جواب
۳۲۵	جواب	۳۲۴	جواب	۳۲۵	جواب
۳۲۶	جواب	۳۲۵	جواب	۳۲۶	جواب
۳۲۷	جواب	۳۲۶	جواب	۳۲۷	جواب
۳۲۸	جواب	۳۲۷	جواب	۳۲۸	جواب
۳۲۹	جواب	۳۲۸	جواب	۳۲۹	جواب
۳۳۰	جواب	۳۲۹	جواب	۳۳۰	جواب
۳۳۱	جواب	۳۳۰	جواب	۳۳۱	جواب
۳۳۲	جواب	۳۳۱	جواب	۳۳۲	جواب
۳۳۳	جواب	۳۳۲	جواب	۳۳۳	جواب
۳۳۴	جواب	۳۳۳	جواب	۳۳۴	جواب
۳۳۵	جواب	۳۳۴	جواب	۳۳۵	جواب
۳۳۶	جواب	۳۳۵	جواب	۳۳۶	جواب
۳۳۷	جواب	۳۳۶	جواب	۳۳۷	جواب
۳۳۸	جواب	۳۳۷	جواب	۳۳۸	جواب
۳۳۹	جواب	۳۳۸	جواب	۳۳۹	جواب
۳۴۰	جواب	۳۳۹	جواب	۳۴۰	جواب
۳۴۱	جواب	۳۴۰	جواب	۳۴۱	جواب
۳۴۲	جواب	۳۴۱	جواب	۳۴۲	جواب
۳۴۳	جواب	۳۴۲	جواب	۳۴۳	جواب
۳۴۴	جواب	۳۴۳	جواب	۳۴۴	جواب
۳۴۵	جواب	۳۴۴	جواب	۳۴۵	جواب
۳۴۶	جواب	۳۴۵	جواب	۳۴۶	جواب
۳۴۷	جواب	۳۴۶	جواب	۳۴۷	جواب
۳۴۸	جواب	۳۴۷	جواب	۳۴۸	جواب
۳۴۹	جواب	۳۴۸	جواب	۳۴۹	جواب
۳۵۰	جواب	۳۴۹	جواب	۳۵۰	جواب
۳۵۱	جواب	۳۵۰	جواب	۳۵۱	جواب
۳۵۲	جواب	۳۵۱	جواب	۳۵۲	جواب
۳۵۳	جواب	۳۵۲	جواب	۳۵۳	جواب
۳۵۴	جواب	۳۵۳	جواب	۳۵۴	جواب
۳۵۵	جواب	۳۵۴	جواب	۳۵۵	جواب
۳۵۶	جواب	۳۵۵	جواب	۳۵۶	جواب
۳۵۷	جواب	۳۵۶	جواب	۳۵۷	جواب
۳۵۸	جواب	۳۵۷	جواب	۳۵۸	جواب
۳۵۹	جواب	۳۵۸	جواب	۳۵۹	جواب
۳۶۰	جواب	۳۵۹	جواب	۳۶۰	جواب
۳۶۱	جواب	۳۶۰	جواب	۳۶۱	جواب
۳۶۲	جواب	۳۶۱	جواب	۳۶۲	جواب
۳۶۳	جواب	۳۶۲	جواب	۳۶۳	جواب
۳۶۴	جواب	۳۶۳	جواب	۳۶۴	جواب
۳۶۵	جواب	۳۶۴	جواب	۳۶۵	جواب
۳۶۶	جواب	۳۶۵	جواب	۳۶۶	جواب
۳۶۷	جواب	۳۶۶	جواب	۳۶۷	جواب
۳۶۸	جواب	۳۶۷	جواب	۳۶۸	جواب
۳۶۹	جواب	۳۶۸	جواب	۳۶۹	جواب
۳۷۰	جواب	۳۶۹	جواب	۳۷۰	جواب
۳۷۱	جواب	۳۷۰	جواب	۳۷۱	جواب
۳۷۲	جواب	۳۷۱	جواب	۳۷۲	جواب
۳۷۳	جواب	۳۷۲	جواب	۳۷۳	جواب
۳۷۴	جواب	۳۷۳	جواب	۳۷۴	جواب
۳۷۵	جواب	۳۷۴	جواب	۳۷۵	جواب
۳۷۶	جواب	۳۷۵	جواب	۳۷۶	جواب
۳۷۷	جواب	۳۷۶	جواب	۳۷۷	جواب
۳۷۸	جواب	۳۷۷	جواب	۳۷۸	جواب
۳۷۹	جواب	۳۷۸	جواب	۳۷۹	جواب
۳۸۰	جواب	۳۷۹	جواب	۳۸۰	جواب
۳۸۱	جواب	۳۸۰	جواب	۳۸۱	جواب
۳۸۲	جواب	۳۸۱	جواب	۳۸۲	جواب
۳۸۳	جواب	۳۸۲	جواب	۳۸۳	جواب
۳۸۴	جواب	۳۸۳	جواب	۳۸۴	جواب
۳۸۵	جواب	۳۸۴	جواب	۳۸۵	جواب
۳۸۶	جواب	۳۸۵	جواب	۳۸۶	جواب
۳۸۷	جواب	۳۸۶	جواب	۳۸۷	جواب
۳۸۸	جواب	۳۸۷	جواب	۳۸۸	جواب
۳۸۹	جواب	۳۸۸	جواب	۳۸۹	جواب
۳۹۰	جواب	۳۸۹	جواب	۳۹۰	جواب
۳۹۱	جواب	۳۹۰	جواب	۳۹۱	جواب
۳۹۲	جواب	۳۹۱	جواب	۳۹۲	جواب
۳۹۳	جواب	۳۹۲	جواب	۳۹۳	جواب
۳۹۴	جواب	۳۹۳	جواب	۳۹۴	جواب
۳۹۵	جواب	۳۹۴	جواب	۳۹۵	جواب
۳۹۶	جواب	۳۹۵	جواب	۳۹۶	جواب
۳۹۷	جواب	۳۹۶	جواب	۳۹۷	جواب
۳۹۸	جواب	۳۹۷	جواب	۳۹۸	جواب
۳۹۹	جواب	۳۹۸	جواب	۳۹۹	جواب
۴۰۰	جواب	۳۹۹	جواب	۴۰۰	جواب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۸	ساتویں طعن	۲۲۱	جواب	۲۲۸	جواب
۲۵۰	جواب	۲۲۲	گیارہواں طعن	۲۲۲	دوسرا طعن
۰	آٹھواں طعن	۰	جواب	۰	جواب
۰	جواب	۲۲۳	بارہواں طعن	۰	تیسرا طعن
۲۵۱	تالیں طعن	۲۲۴	جواب	۰	جواب
۰	جواب	۰	تیرہواں طعن	۲۲۴	چوتھا طعن
۰	دسواں طعن	۰	جواب	۰	جواب
۰	جواب	۲۲۵	چوتھی فصل حضرت عائشہ	۰	پانچواں طعن
۲۵۲	پانچویں فصل صاحبزادہ	۰	پیشوہ صاحبزادہ کے درجے	۰	جواب
۰	عائشہ کے درجہ صاحبزادہ کے	۲۲۵	حضرت عائشہ پر پہلا	۲۲۵	پیشا طعن
۰	جواب میں	۰	شعبی طعن	۰	جواب
۲۵۲	صاحبزادہ پر پہلا شعبی	۰	جواب	۰	ساتواں طعن
۰	طعن	۲۲۶	دوسرا طعن	۰	جواب
۰	جواب	۰	جواب	۲۲۷	آٹھواں طعن
۲۵۵	دوسرا طعن	۲۲۷	تیسرا طعن	۰	جواب
۰	جواب	۰	جواب	۲۲۹	شہادت عثمان پر پہلا
۰	تیسرا طعن	۰	چوتھا طعن	۰	امیر کس کرنا
۰	جواب	۲۲۸	جواب	۰	شہادت عثمان پر سید
۲۵۶	اوصاف صاحبزادہ	۰	پانچواں طعن	۰	سید کے ہفت
۰	پاکسی	۲۲۹	جواب	۲۲۹	چنانچہ طعن
۲۶۵	چوتھا طعن	۰	پیشا طعن	۰	جواب
۰	جواب	۰	جواب	۰	دسواں طعن

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۸۵	چوتھا طعن	۳۸۵	سید شاہ کا کفر معاویہ پر	۳۸۵	پانچواں طعن
"	جواب	۳۸۶	دلیل نہیں بن سکتی	"	جواب
۳۸۶	پانچواں طعن	"	ایک سوال	"	چھٹا طعن
"	جواب	"	جواب	"	جواب
۳۸۷	چھٹا طعن	۳۸۷	نزع معاویہ کا دلیل ہے	۳۸۷	ساتواں طعن
"	جواب	۳۸۸	نفاق و عداوت باہمی	"	جواب
"	ساتواں طعن	۳۸۹	معاویہ پر استدلال باطل ہے	"	آٹھواں طعن
"	جواب	"	معاویہ پر طعن کرنا اپنے دین	"	جواب
"	آٹھواں طعن	۳۹۰	سے رہ سکتی ہے	"	نکیر علیہ السلام میں حضرت
"	جواب	۳۹۱	نافواں طعن	"	علی کا فرض علی
"	نافواں طعن	"	جواب	"	اسلامی حکومت میں بہت
۳۸۹	جواب	۳۹۲	دسواں طعن	"	رضوہ جنگ جمل کا پس منظر
"	دسواں طعن	"	جواب	"	جنگ جمل بناوٹ کا
"	جواب	۳۹۳	چھٹی اصل تاہمین تحت	"	نتیجہ واقعی
"	گیارہواں طعن	"	تاہمین اور تقیہ و مخفیہ	۳۹۳	معاویہ کا علی سے نزع
۳۹۰	جواب	۳۹۴	پر طعن کے جواب میں	۳۹۴	معاویہ کی دستبرد و غلامی
"	بارہواں طعن	"	سولہواں طعن	۳۹۵	اس نزع نے ایمان
"	جواب	"	جواب	"	معاویہ پر کوئی اثر نہ
۳۹۱	شہادت ابو بکرؓ	۳۹۵	دوسرا طعن	۳۹۵	نزع معاویہ کا دلیل نہیں
"	تیسرا طعن	"	جواب	"	معاویہ پر کوئی اثر نہ
۳۹۲	جواب	۳۹۶	تیسرا طعن	"	کیا علیؓ کے سامنے ہے جا
۳۹۳	چودھواں طعن	۳۹۷	جواب	"	قال کہ ہے تھے ؟

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۳۳۳	ہم سفیان ثوری کا اثر	۳۱۰	انفصیت شیخین پر اجماع	۳۱۰	جواب
۳۳۴	ایک سوال	۳۱۸	امت کا نمبر	۳۱۸	پندرہ سوال طعن
۳۳۵	جواب	۳۱۹	صحابہ برحقین	۳۱۹	جواب
۳۳۶	انفصیت شیخین پر ایک	۳۲۰	ارشاد عبداللہ بن عمر	۳۲۰	سورہ صافات طعن
۳۳۷	حقیقی دلیل	۳۲۱	ابو بکر کی شان عمر کی زبانی	۳۲۱	جواب
۳۳۸	عنات رسول اللہ صلی	۳۲۲	فضائل ابو بکر بڑے ہاتھ	۳۲۲	ستر سوال طعن
۳۳۹	اللہ پر کلم	۳۲۳	ابو عبیدہ	۳۲۳	جواب
۳۴۰	صحابہ کرام باقی است	۳۲۴	برادیت عبد اللہ بن مسعود	۳۲۴	اٹھارہ سوال طعن
۳۴۱	سے افضل ہیں	۳۲۵	انفصیت شیخین پر	۳۲۵	جواب
۳۴۲	صحابہ میں ناقص	۳۲۶	علیؑ کے اقوال	۳۲۶	پانچویں مقالہ فضائل
۳۴۳	صحابہ میں تین طبقات	۳۲۷	انفصیت عمرؓ میں قول علیؑ	۳۲۷	خلفاء و دیگر صحابہ
۳۴۴	جہاد و انصاف کا علم	۳۲۸	ابو بکر کی فضیلت علیؑ	۳۲۸	تائید اسلام میں شیخین کا
۳۴۵	صحابہ میں ناقص ایک	۳۲۹	کندہانی بوقت وفات	۳۲۹	سابق ہونا احادیث کی
۳۴۶	اور خشیت سے	۳۳۰	انفصیت شیخین ارشاد	۳۳۰	روشنی میں
۳۴۷	صحابہ میں خلفاء راشدین	۳۳۱	عبد اللہ بن مسعود	۳۳۱	انفصیت شیخین ان احادیث
۳۴۸	ایسی افضل ہیں	۳۳۲	شان عمرؓ میں ارشاد خلیفہ	۳۳۲	تفاضل میں ابی بکر و عمر
۳۴۹	خلفاء راشدہ میں شیخین	۳۳۳	شان عمرؓ میں ارشاد مسعود	۳۳۳	حدیث سیوطی اہل الجنت میں
۳۵۰	افضل درجہ میں	۳۳۴	بن ابی رقام	۳۳۴	ایک تعداد میں اولاد میں کمال
۳۵۱	آپ کا رجحانہ خلفاء	۳۳۵	ارشاد حسان بن علی	۳۳۵	کیا اولاد میں منقبت علیؑ
۳۵۲	اور بعد	۳۳۶	شان ابو بکرؓ	۳۳۶	انفصیت شیخین میں !
۳۵۳	آثار حمید ابو بکر صلی	۳۳۷	ابو جہن ثقی کا ایک شعر	۳۳۷	ابو بکرؓ کی شان میں ایک
۳۵۴	ایک سوال	۳۳۸	ہم مسروق کا قول	۳۳۸	حدیث کا صحیح مفہوم

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۰۰	صحابہ پر سب کرتے ہیں	۴۹۳	محبت صحابہ پر ایک	۴۹۳	جواب
"	شریعت میں سب کرنے کا حکم	"	حقانی دلیل	۴۹۴	باز حیدر حضرت عمرؓ
۵۰۱	عمرؓ نے زبردستی دختر کا طوطہ لی؟	۴۹۳	تفضیل صحابہ مختلف جہانگیر	۴۹۵	مرزا کی مٹی خوات
"	حضرت علیؓ کی شہن	۴۹۳	مشاہرت صحابہؓ	۴۹۶	فتح بد میں مرزا کی خوات
"	میں غلو اور افراط	۴۹۵	مشاہرت کے بارے	۴۹۸	شیخین کے بہرہ نفاذ میں
۵۰۵	عجب علیؓ فرور زرخ میں نہ جانے گا؟	۴۹۵	میں خاموشی اختیار کرنا	۴۹۸	انضلیت عثمانؓ خبر علیؓ
"	ان کے چند غلط	۴۹۶	چاہیے	۴۹۹	حدیث جامع سے
۵۰۶	فروری سالی	۴۹۶	یزید اور اس کے حوالہ	۴۹۹	ایک سوال
"	فرقیاتے امام کی	۴۹۶	پر لعنت کرنا	۴۹۹	جواب
۵۰۸	یہ بیورو نصاریٰ دوسرے دینوں	۴۹۶	چشمہ مقالہ خرافات کے بیان میں	۴۹۹	خلافت و انضلیت غلام
"	ساتھوں مقالہ بعض اہم مسائل کی تحقیق	۴۹۶	حضرت شیخین کے بارے	۴۹۹	غلام پر ارشد علیؓ از
"	اہل سنت کے نزدیک	۴۹۶	میں بدعتیگی	۴۹۹	کتب امامیہ
۵۱۱	امام کا معصوم ہونا ضروری نہیں ہے	۴۹۶	حضرت عائشہؓ کے حق میں	۴۹۹	ایک سوال
"	امام نماز کیلئے بھی معصوم ہونا ضروری نہیں ہے	۴۹۶	حنوفہ کے بعد حج صحابہؓ	۴۹۹	جواب
۵۱۲	مختلف پر مس کرنا	۴۹۶	کے بارے میں ان کا عقیدہ	۴۹۹	باز حیدر حضرت عثمانؓ
"		۴۹۶	عمرؓ کے بارے میں	۴۹۹	باز حیدر حضرت علیؓ
"		۴۹۶	ایک سوال	۴۹۹	انضلیت صحابہ پر لام بدو
"		۴۹۶	جواب	۴۹۹	غلام اور بعد حج امت
"		۴۹۶		۴۹۹	انضلیت صحابہؓ ان کتاب
"		۴۹۶		۴۹۹	ارشاد وادیت
"		۴۹۶		۴۹۹	صحابہ پر کلام بدو حدیثیں
"		۴۹۶		۴۹۹	کی نظر میں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۳۱	سوال	۵۲۶	عام صحابہ کو گالی دینے	۵۱۲	پادشہوں سے نانہ کیے تھے
"	جواب	"	وہ کی سزا	"	ایک ہی وقت میں نکاح نہ کیا جائے
۵۳۲	علیؑ طلب ارشاد	"	سوال	۵۱۳	کرات دیا جاتا ہے
"	نکاح و نکاحیت میں	"	جواب	"	جنت مدین کے ساتھ دوستی
"	ابوبکرؓ و عمرؓ رضی اللہ عنہما	"	حضرت علیؑ کا ایک	"	حرام ہے
"	ارشاد کلمات نبوت	۵۲۷	اہم خطبہ	۵۱۴	ایک سوال
"	ہیں	"	کتاب ہذا کے حوزہ مدینہ	"	جواب
"	مہدیؑ کی صفات	۵۲۵	میں پوری یا بندی	"	سب شیعیان کی سزا
۵۳۳	اور شہنائی کے	"	ہوتی ہے	۵۱۶	احمد رضاؒ کے بارے
"	بیان میں	۵۲۶	خاتمہ	"	میں چیلنگوئیاں
۵۳۵	مہدیؑ کے تین واسعہ حقیقہ	"	ہم کے چند سوال	۵۲۰	غنائی کی سب کچھ دے دی

پیش لفظ

(از مؤلف م)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذی خلق الارض
والسما وظهر وجوده فوق ظہورنا
الاشیاء حتی اقرب الازکیاء
والانبیاء و بطن کتبہ ذاتہ عن
معارفہ العقلیۃ مجز عن درک
ادراکنا البصیر یقون والانبیاء
المتصف بصفات الکمال وحسنی
الاسماء المنزہ عما یقول فیما اهل
الارواء والصلوۃ والسلام علی
اھمہم لا تقیاء وقائد القراء المحجلین
الاصفیاء محمد ہادی الناس
الی الجنۃ علیہم السلام رسالت ربہ
الاعلیٰ الذی خشی الرحمن ولہم
یحفل احدہم غیرہ من الانبی
والجان علی الہ واصحابہ اهل
الہم والاحسان وعلی الذین
جاموا من بعدہم
یقولون سایننا اغفر لنا

سب تو رفیق اللہ کے لئے ہے جس نے
آسمان و زمین پیدا کئے، اس کا وجود و شہد
کے ظہور سے زیادہ واضح ہے، لہذا وہ بھی سب ہی
مکان پر کتبہ ہی محض ہادی کی معرفت سے اس کی کائنات
مفہم ہے حتی کہ درجین اور انبیاء بھی اس کے اور اس
سے عاجز ہیں، وہ صفات کمال اور اچھے
ناموں سے متصف ہے، بہت سے اس کے
بارہ میں جو کچھ کہتے ہیں اس سے منزہ اور
پاک ہے، اور دو سلام ہو متقیوں کے
امام غریبین کے قائد محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر آپ اچھے اور بلند دربار کی طرف لوگوں
کے راہنما ہیں، اور اپنے اعلیٰ اور بہت رحم
کرنیوالے رب کے پیغمبر پہنچانے والے
ہیں، اللہ کے سوا کسی انسان رحمن سے
آپ خائف نہ ہوئے، اللہ و سلام ہو آپ کی
آل آپ کے صحابہ اہل بر و احسان پر اور ان
لوگوں پر جو کہتے ہیں اے رب میں بخش
دے، اللہ ہمارے ان بانیوں کو جو ہم سے

ولاخواننا الذین سبقتونا پہلے ایمان کے ساتھ گذر گئے، حمد و ستودہ
بالایمان اما بعد۔ کے بعد

فیتر عمر رشاد اللہ عثمانی نقشبندی مجددی کہتا ہے، (لغفاً اللہ لہ ولا سلاً علیہ)
جن فرائض کا ان تکلف ہوا ہے، ان میں سب سے پہلے عقائد کو اس بیخ پر درست کرنا
ہے کہ رب العالمین کے رسولوں کی ہدایات کے مطابق ہو جائیں جنہیں خاتم النبیین میرزا علی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے محقق و شدید فیضانِ کرب کے بعد فلو ہوا اور دونوں کے شیرِ محکم کی وجہ سے دین
محمدی میں متعدد مدعی اسلام فرستے پیدا ہو گئے ہیں، مجتہد، جبرید، تقدیر، مدافض، خوارج اور
مرجیہ وغیرہ وغیرہ۔

اہل حق نے ان گروہوں کے شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے اور دین متین کی
تائید و تائیس کے لئے تصانیف تحریر کی ہیں جبرائیم اللہ خیر الجزاء حق تعالیٰ کے اس
ارشاد کے مطابق۔

فاما الذین فیل حب جفا و اما ما ینقصر الناس فی کث فی الارض
کذا لک ینضرب اللہ الامثال (الزمرہ: ۵)

بہت فرستے پیدا ہونے اور معدوم ہوتے گئے، سچ ہے۔

و کلف اللہ المؤمنین القتال وکان اللہ

قویاً عزیزاً (الاحزاب: ۲۵)

پیغمبر ہوا کہ گروہ اہل حق، اہل سنت و جماعت کے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے، ہاں
مدافض خصوصاً ابنِ مشرعی اور ان کی ایک شاخ زیدیہ اور بعض بلاد میں خوارج موجود ہیں۔

اس وقت دوا رہند میں مذہب اثنا عشریہ ظاہر ہو رہا ہے۔ جمہالت و حماقت کی وجہ
سے بہت لوگ خصوصاً پانی پت کے بعض افراد جن کے باپ داوے سنت و ایمان کے
مائل تھے، گمراہ ہو گئے ہیں بغیر کا خیال ہے کہ آسان نارسائی میں مدافض کے زویں ایک
کتاب لکھی جائے تاکہ ان لوگوں میں سے کچھ حاصل کر سکیں ہو سکتا ہے، کوئی راہِ راست پر آجائے اور

”خمسيف المسنون للسنة العليا على الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا“۔ گناہ یہ کتاب ایک مقدمہ رسالت مقامے اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں فرقہ ہائے روافض کا بیان ہے۔

مقالہ اولیٰ میں اہل ابطال مذہب روافض اور انبیاء مذہب اہل سنت و الجماعت ہے۔

مقالہ دوم میں فتاویٰ اہل سنت و الجماعت کا بیان اور روافض کے خلاف مسائل کا تفصیلی ابطال ہے۔

مقالہ سوم میں مسئلہ امامت پر بحث ہے جسے روافض اصول فقائد سے شمار کرتے ہیں، اور

اہل سنت فروعی مسئلہ کہتے ہیں۔

مقالہ چہارم، مطامن خلفاء اور محرمات کرام و مطامن فرقہ تا بیاض منت کے جواب میں ہے۔

مقالہ پنجم میں فضائل صحابہ کا بیان ہے اور یہ کہ صحابہ رسول علی اللہ علیہ السلام کی سے یاد کرتا

چاہئے اور مشاہدات صحابہ سے نروان ہو کی جائے اور بزرگ پر لعنت کرنے جواز کا بیان ہے۔

مقالہ ششم میں خلافات روافض کا ابطال اور بعض فروعی مسائل کا ذکر ہے۔

مقالہ ہفتم میں اہل سنت و الجماعت کے چند امتیازی مسائل کا ذکر ہے۔

خاتمہ میں ٹکڑے بیت اور محرم ہدف کے بعض مناقب و شمائل کا بیان ہے۔

مقدمہ

فرقہ ہائے روافض کا بیان

محرم ہر کہ روافض کے پیادہ فرقے میں۔ ۱۔ غلاة۔ ۲۔ کیسانہ۔ ۳۔ زیدہ۔ ۴۔ ۱۱۔ امیہ۔

غلاة کے چوتھے فرقے بن گئے۔ ۱۔ سہبیہ۔ عبد اللہ بن سبا ایرانی صفائی یہودی کی طرف

منسوب ہے، یہ شخص مسلمانوں کے لباس میں منافق تھا، روافض کی بنیاد اس نے رکھی ہے، وقت

اسلام کو ایک دوسرے سے لڑنا چاہا ہے کہتا ہے کہ علی خدا ہے، علی پورے ہیں، بادل کی گستا

خانی کی آواز ہے، اور بجلی اس کا درہ۔

لہ آگے تفصیل میں ہمیں فرقہ شمار کیے ہیں، مقدمہ۔

۲۔ مفضلہ۔ مفضل میرنی کے صاحب ان کا عقیدہ ہے کہ خدا ائمہ میں مولیٰ کر چکا ہے اور سلسلہ نبوت بھی منقطع نہیں ہوگا۔

۳۔ سرسید۔ ایک شخص سرسید کے صاحب یہ گروہ کہتا ہے کہ خدا پانچ اشخاص میں مولیٰ کر چکا ہے نبی جہاں اعلیٰ جہز اور عقل ہیں۔

۴۔ بریلویہ۔ بریلوی بن دہس کے صاحب جو کہ حضرت محمد کو خدا کہتا ہے اس گروہ کا عقیدہ ہے کہ آخر کی طرف وحی آتی ہے۔

۵۔ کالیس۔ کالیس کے صاحب یہ لوگ خدا کو اپنے مرتبہ میں مصروف مانتے ہیں تناسخ روح کے قائل ہیں کہتے ہیں روح خدا پہلے آدم علیہ السلام میں آئی پھر شیث علیہ السلام میں اور اس طرح انبیاء میں مدامد ہوتی رہی ان کا یہ بھی نظریہ ہے کہ حضرت علیؑ کی وصیت ترک کر کے صحابہؓ (غیر ہاشم) کا فر ہو گئے تھے اور علیؑ اپنا حق چھوڑ کر کافر ہو گئے۔

۶۔ مغیرہ۔ مغیرہ بن سید علی کے صاحب کہتے ہیں خدا ایک انسان کی صورت میں ہے اور سر پر تاج رکھے ہوئے ہے۔

۷۔ جناحیہ۔ جناح امداد کے قائل ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی روح کا نام ہی خدا ہے اور ہی روح (خدا) ائمہ علیہ السلام کے تین فرزند حسن، حسین اور علیؑ میں آئی پھر عبداللہ بن عباسؓ بن عباسؓ بن جعفر بن ابی طالبؓ میں اس نے حلول کیا اسے محمد بن حنفیہ کے بعد پانچواں امام جانتے ہیں اس کا انکار کرتے ہیں امام کو حلال سمجھتے ہیں۔

۸۔ میانیہ۔ بیان بن سمان کے صاحب کہتے ہیں خدا علیؑ میں حلول کر آیا پھر محمد بن علیؑ میں ہوا اس کے بیٹے ابو اسحاق بن محمد میں پھر بیان میں۔

۹۔ منصورہ۔ منصورہ علی کے صاحب انہیں جلیلیہ بھی کہتے ہیں جہاں کے تقدیم دہادی ہونے کے قائل ہیں احکام کا انکار اور جنت و جہنم کی تکوین کرتے ہیں محمد باقر کو امام کہتے ہیں پھر منصورہ۔

۱۰۔ آموئیر۔ اموی کے صاحب ان کا عقیدہ ہے کہ حق نبوت میں شریک تھے۔

۱۱۔ آغولویہ۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا فرما کر محمدؐ علیؑ کو بھیجا کہ اس میں جو کچھ ہے سب آپ کے لئے مباح ہے بعض کہتے ہیں کہ دنیا علیؑ کے سپرد ہے اور حسن و علیؑ کے سپرد تھے ہیں۔

۱۲۔ خطابیہ اور ابوالخطاب محمد بن غریبہ رحمہ اللہ صنف الاسوی کے اصحاب کہتے ہیں کہ علیؑ بڑا خدا ہے اور جعفر صادقؑ چھوٹا خدا اور امیر خدا کے بیٹے۔ اور ابوالخطاب نہیں ہے، ابوالخطاب نے اپنے دوستوں کو مخالفین پر محبوبی گواہی دینے کا حکم دیا ہے۔

۱۳۔ معمر بن یاسرؓ۔ یہ گروہ خطابیہ کا ایک فرقہ ہے، اصحاب سمر کہتے ہیں کہ جعفر صادقؑ نبی ہے، پھر ابوالخطاب اور اس کے قتل کے بعد معمر نبی ہے، احکام شرع نبی کے سپرد ہوتے ہیں، اور سمر نے احکام ساقط کر دیئے ہیں۔

۱۴۔ غرابیہ۔ کہتے ہیں کہ محمدؐ اور علیؑ ایک دوسرے سے دو گندوں کی مانند پلہ سے مشابہ تھے، جبریل وحی علیؑ کے لئے لائے تھے، مگر غلطی سے محمدؐ کو پہنچا گئے۔

۱۵۔ ذبابیہ۔ کہتے ہیں کہ علیؑ خدا ہے، اور محمدؐ نبی، یہ دونوں دو مکھوں کی طرح ایک دوسرے کے مشابہ ہیں۔

۱۶۔ ذمیرہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمت کرتے ہیں کہتے ہیں، علیؑ خدا ہے، محمدؐ بھیہا کہ مخلوق کو اس کی طرف بلانے، مگر محمدؐ نے اپنی طرف بلانا شروع کر دیا۔
ذمیرہ میں ایک فرقہ ثابت ہے، جو ذمت سے رجوع کر چکے ہیں، اور محمدؐ کو علیؑ کا شریک بنا کر دونوں کو خلا قرار دیا۔

۱۷۔ انجسیرہ۔ ان کا عقیدہ ہے، خدا پانچ ہیں، محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ۔ یہ تمام ایک ہی ہیں خدا کی روح ان میں بڑا پر علیؑ کر چکی ہے، کسی کو کسی پر تعینیت حاصل نہیں ہے، ان میں سے بعض فاطمہؑ پر سے تائیدیت حذف کرتے ہیں کہ ان کو مؤنث بنانے سے احتراز کیا جائے، مگر وہ اسے محمدؐ کی بیٹی علیؑ کی بیوی اور حسنؑ حسینؑ کی ماں بھی مانتے ہیں۔

۱۸۔ نصیر یہ۔ نصیر کے اصحاب۔

۱۹۔ اسماعیلیہ۔ اسماعیلؑ کے اصحاب بن دونوں کا عقیدہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ علیؑ اور اس کی اولاد میں حلول کر چکا ہے۔

۲۰۔ علیانیہ۔ علیان صنف اولیٰ و ثانی الاسوی کے اصحاب کہتے ہیں جی تو ہے محمدؐ سے افضل کہ محمدؐ نے اس کی جیت کی ہے۔

۱۱۔ نزاد میر۔ نزاد کے اصحاب کہتے ہیں علی بن ابی طالب کے بعد امام محمد بن علی ہے۔ پھر ابو ہاشم ازن بھڑوں کی وصیت سے علی بن عبد اللہ بن عباس امام ہے۔ پھر اس کی اولاد منصور تک پھر اللہ تم نے جو مسلم میں حلول کیا، وہ قتل نہیں ہوا ہے، عمار کو قتل جانتے ہیں، فرائض ترک کرتے ہیں۔

۱۲۔ مختصر۔ متبع کے اصحاب ان کا عقیدہ ہے، خطر چار میں علی، حسن، حسین اور متبع۔
۱۳۔ غامیہ۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا کو محمد بہار میں زمین پر اترا آکا ہے، باطل ہیں اور دنیا میں گھومتا رہتا ہے پھر آسمان کی طرف چلا جاتا ہے اس فرقہ کو ربیعہ بھی کہتے ہیں۔

کیسانیکہ

کیسان ہلا حسن مخفی یا مولیٰ مرتضیٰ کی طرف خود کو منسوب کرتے ہیں، کیسان نے محمد بن حنفیہ کی شاکر کی دیکھنا یہ چھ فرقے ہیں۔

۱۔ گربہ۔ ابو کرب منیر کے اصحاب ان کا عقیدہ ہے کہ علی کے بعد امام محمد بن حنفیہ ہے، وہ صاحب الزمان ہے، انہیں ایک بہار میں اپنے چالیس دوستوں کے ساتھ مدینہ میں ہے، اس کے نزدیک دو چشمے ہیں، ایک شہد کا اور دوسرا پانی کا۔

۲۔ اسحاقیہ۔ اسحاق بن عمر کے اصحاب کہتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ کے بعد ابو ہاشم امام ہے، پھر اس کی اولاد ان کا عقیدہ ہے کہ خلا علی اور اس کی اولاد میں حلول کر چکا ہے۔

۳۔ گندیہ۔ عبد اللہ بن حرب گندی کے اصحاب یہ لوگ گندی کو ابو ہاشم مذکور کے بعد امام گردانتے ہیں۔

۴۔ عباسیہ۔ یہ کہتے ہیں ابو ہاشم علی بن عبد اللہ بن عباس ہے، پھر اس کا بیٹا محمد پھر اس کا بیٹا ابو مسلم غوری کا صاحب، پھر اس کا بیٹا۔

۵۔ طیارہ۔ کہتے ہیں ابو ہاشم کے بعد عبد اللہ بن مسعود بن عبد اللہ بن جعفر طیارہ ہے۔

۶۔ مختارہ۔ مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے اصحاب کہتے ہیں، علی کے بعد حسن امام ہے، پھر محمد بن حنفیہ۔

زیادیہ

یہ فرقہ خود کو زید بن علی بن العین کی طرف منسوب کرتا ہے اور خود غرقوں میں ڈبا ہوا ہے۔

۱۔ ان کے عقائد اصول و فروع میں اہل سنت و جماعت کے موافق ہیں، اتنا سا فرق ہے، کہ تمام صحابہؓ پر علی رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دیتے ہیں، کہتے ہیں خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا، انہوں نے اپنی خوشی اور رضا سے علما و علماء کو یہ حق تفویض کر دیا، یہ لوگ تمام صحابہؓ کو اچھے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔

۱۲۔ جبار و دیہ ۱۔ ابو الجبار اور زیاد بن ابی زیاد کے اصحاب کہتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد علی رضی اللہ عنہ امام ہے، اس بات پر وہ خاص موجود ہے، نام لے کر نہیں، یہ فرقہ صحابہؓ کی اس جبار پر تکفیر کرتا ہے کہ انہوں نے علیؓ کی اقتدار ترک کر دی۔ علیؓ کے بعد امام حسنؓ ہے، پھر حسینؓ، اس کے بعد مسیحؑ کی اولاد میں امامت شریعی کے تابع کر دیتے ہیں جس نے بھی تلوار کے ساتھ خراج کیا، اور یہاں تھا امام مانتے ہیں، زید بھی امام ہے، اس کے فرزند بھی کو بھی امام کہتے ہیں، امام منتظرؑ کے بارہ میں اختلاف رکھتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ منتظر محمد بن عبد اللہ بن حسین بن حسن ہے، جس نے دعویٰ امامت کیا تھا، اور منصور کے دور میں قتل ہوا، زید یہ اسے زندہ مانتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ منتظر محمد بن ہاشم بن حسین کوئی ہے، جو کہ ستین کے زمانہ میں قتل ہوا، یہ لوگ اس کے قتل کے منکر ہیں۔

۲۔ جزیرہ ۱۔ انہیں سیلیہ یا سیبھی کہا جاتا ہے، سیلہا بن جریر کے اصحاب امامت تمام خلق میں شریعی کے طور پر مانتے ہیں، ان کے نزدیک مسلمانوں میں سے دو اچھے مسلمانوں کے ساتھ امامت منتقل ہو جاتی ہے، جو کہ خود غرق کو امام مانتے ہیں، یہ بھی کہتے ہیں کہ امامت نے علیؓ کے ہوتے ہوئے، ان سے بیعت کر کے خلیفہ کی ہے، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور عائشہؓ کی تکفیر کرتے ہیں۔

۴۔ قیسہ ۱۔ انہیں قوسہ بھی کہا جاتا ہے، قیسہ قوسی کے اصحاب ہیں جس کا نام بمصر بن سعید ہے، کہتے ہیں، ابو جبرہ و عمرؓ کی بیعت خطا نہیں تھی، اس لئے کہ علیؓ نے ان کے لئے امامت ترک کر دی تھی، عثمانؓ کے بارہ میں توقع کرتے ہیں، علیؓ کو جب سلطان کی بیعت ہوئی تھی امام مانتے ہیں۔

۷۔ یحییٰ بن یزید کے اصحاب ان کے عقائد و خیالات تبریہ کی طرح ہیں، مگر یہ صرف عثمان کی تکفیر کرتے ہیں دوسرے صحابہ کرام کی نہیں۔

۸۔ وکیعہ بن فضال بن دکن کے اصحاب عقائد میں جاسوسی کی باتیں مگر طوطہ خذیر اور طوطہ کی ہی تکفیر کرتے ہیں دوسرے صحابہ کی نہیں۔

۹۔ خشیبہ بن علف بن عبد الصمد کے اصحاب ان کا خیال ہے اولادنا طرین امامت شوریٰ مخصوص ہے اولادنا طر کے سوا اگر کوئی اور خلیفہ بن جائے، تو اس کے خلاف خروج کرنا واجب ہے، انہوں نے ایک بادشاہ کے خلاف خروج کیا تھا، اور ان کے ہتھیار صرف بکڑی کے تھے، اس نے خشیبہ کہلائے۔

۱۰۔ یعقوب بن ابی اسحاق بن یعقوب بن حجت کے قائل ہیں اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی امامت کے منکر ہیں، اور ان سے تبری کرتے ہیں۔

۱۱۔ صالحیہ بن حسین بن صالح کے اصحاب اولادنا طرین امامت شوریٰ کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک اولادنا طر میں سے تلوار کے ساتھ جو خروج کرے اور عالم اور سپاہی ہو وہ امام ہے۔

امامیہ

ان کا خیال ہے امام نصب کرنا خدا پر واجب ہے، کوئی زمانہ امام از اولادنا طر سے خالی نہیں رہا ہے، اگر کسی فرقے میں ان میں ایک فرقہ اسمعیلیہ پھر تیس فرقوں میں بٹ گیا، اہل امامیہ کے سینچیس فرقے ہوئے۔

۱۔ اسمعیلیہ کہتے ہیں علی مرتضیٰ کے بعد حسن مجتبیٰ امام ہے، اہل ان کے بعد حسن مثنیٰ مسمیٰ بنی ہاشم کا خزانہ عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب کا بیٹا عبد اللہ بن دؤن بن ہاشم نے منصور کے ایام خلافت میں خروج کیا، اہل ان کے ساتھ جمع ہوئی دؤن قتل ہو گئے۔

۲۔ نقیضہ کہتے ہیں علی بن ابی طالب قتل نہیں ہوئے، بلکہ ظہر میں گئے۔

۳۔ حکمیدہ بن حشام بن حکم کے اصحاب کہتے ہیں امام علی مرتضیٰ ہے، پھر حسنؓ، پھر حسینؓ، پھر علیؓ بن الحسین، پھر محمد باقرؓ، پھر میرزا صادقؓ، ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک جسم ہے جس کا طول و عرض و عمق مساوی اور برابر ہے۔

۴۔ سالمیہ:۔ چشم بن سالم جو یحییٰ کے اصحاب امامت میں حکیم کی مانند ہیں، خود تھائی کو تھائی صورت پر مانتے ہیں۔

۵۔ بشیطانیہ:۔ انہیں نمایاں بھی کہتے ہیں، محو بن نعمانی البصری، ملقب بـ"بشیطانی سلطان" کے اصحاب، یہ بھی اللہ تعالیٰ کو سالمیہ کی طرح انسان کی صورت پر عقیدہ رکھتے ہیں۔

۶۔ مسیحیہ:۔ مسیحی کے اصحاب، امامت میں مذکورہ عدد فرقوں کا ساحقہ ہے، خدا تعالیٰ کو صاحبِ عصا، ہم فرض کرتے ہیں۔

۷۔ مزداریہ:۔ مزدلہ بن یحییٰ کے سر پر امامت میں حکیم کی طرح ہیں، گرے لوگ جبر نہیں ہیں، البتہ خدا تعالیٰ کی صفات کماؤں مانتے ہیں۔

۸۔ یونسیہ:۔ یونس بن عبد الرحمن احمی کے اصحاب کہتے ہیں، خدا عرش ہے، اندر فرشتے حامل عرش ہیں۔

۹۔ بدائنیہ:۔ بدائے کے قائل ہیں، یعنی کہتے ہیں کہ خدا ایک کام کا فیصلہ کرتا ہے، پھر اس کے دل میں پہلے کے برعکس دوسرے کام کا خیال آتا ہے، تو پھر اسے کرتا ہے۔

۱۰۔ مغویہ:۔ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے دنیا پیدا کر کے محمد بنی اللہ علیہ السلام کے سپرد کر دی ہے، بعض کہتے ہیں مٹی کے سپرد کر دی ہے، بعض کہتے ہیں، ان دونوں کے سپرد کر دی ہے۔ یہ دس فرقے امامیہ میں غالی ٹہرتے ہیں، اندر مذکورہ چھ اماموں پر متفق ہیں۔

۱۱۔ باقریہ:۔ کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب کے بعد باقر خاتم ہے، وہ مرے نہیں، ان کے خروج کا انتظار ہے۔

۱۲۔ حاضریہ:۔ کہتے ہیں کہ باقر کے بعد امام ان کا فرزند ذریعہ ہے، زندہ ہے، اور بہادر میں موجود۔

۱۳۔ اصول کافی میں ۱۱ فرقے دیئے ہیں، یہ امام ابو عبد اللہ فرقہ ہے، بدائے کے فرقے کو ان روایات میں اللہ کا نام و تعظیم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ایک ثابت خدا ہے، ان روایات میں بھی ثابت کرتا ہے۔
اصول کافی میں ۱۲ فرقے دیئے ہیں، امام ابو عبد اللہ فرماتے ہیں، کوئی نئی نبوت حاصل نہیں کرے گا، جب تک اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات کا اقرار نہ کیا جائے، شیخ کا کلام ہے، موجود و ثابت، اصول کافی میں ۱۱ فرقے دیئے ہیں، امام ابو عبد اللہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا نام و تعظیم نہیں ہے، ان روایات میں بھی ثابت کرتا ہے۔

۱۳۔ ابو سعید۔ عبد اللہ بن ابی بکر کے اصحاب کہتے ہیں باقرؑ کے بعد جعفر صادقؑ امام ہے زندہ ہے اور منتظر۔

۱۴۔ عماریہ۔ عمار کے اصحاب کہتے ہیں جعفرؑ کے بعد ان کا فرزند محمدؑ امام ہے۔

۱۵۔ اسماعیلیہ۔ کہتے ہیں جعفرؑ کے بعد ان کا فرزند اسماعیلؑ امام ہے، پھر اسماعیلیہ کے تیرہ فرقے ہوتے۔

اسماعیلی فرقے | ا۔ مبارکیہ۔ مبارک کے اصحاب کہتے ہیں اسماعیلؑ زندہ اور رہی مہدی موعود ہے۔

۲۔ باطنیہ۔ کہتے ہیں اسماعیلؑ مہدی ہے، اس کے بعد اس کی اولاد امام ہے، اہل اہل کا عقیدہ ہے، گرو باطن پر عمل کرنا واجب ہے، ظاہر پر نہیں۔

۳۔ قرطبیہ۔ محمد بن قرطوب کے اصحاب، بعض علماء کہتے ہیں کہ قرطوب واسط کے وہاں میں سے ایک وہ کا نام ہے، ان کا عقیدہ ہے، جعفرؑ نے خود اپنے بعد محمد بن اسماعیل بن جعفرؑ الصادقؑ کو امام کو امام کو امام محمد بن اسماعیلؑ کو زندہ مانتے ہیں، اباحت عورات کے قائل ہیں۔

۴۔ خلطیہ۔ یحییٰ بن ابی المنصور کے اصحاب، یہ جعفر صادقؑ کے بعد امامت اس کے فرزندوں میں کہتے ہیں، یعنی اسماعیلؑ، محمد بن اسماعیلؑ، عبد اللہ بن اسماعیلؑ میں اور پھر ان کی اولادوں میں۔

۵۔ میوسویہ۔ عبد اللہ بن میمون کے اصحاب، یہ لوگ کہتے ہیں علوم ہر آیات پر عمل کرنا حرام ہے، معاد کے منکر ہیں۔

۶۔ خلطیہ۔ ان کا عقیدہ ہے کتاب و سنت میں علوۃ، ازکاة، موم، سکا و خیر و سے ملوان کے لغوی معانی ہیں، یہ لوگ قیامت، جنت ندر، لا انکار کرتے ہیں۔

۷۔ مافعیہ۔ محمد بن علی الافعی کے اصحاب معاد کا انکار کرتے ہیں، شرع کو نہیں مانتے، خصوص کی تاویل کرتے ہیں، بعض پیغمبروں کی نبوت انکاری ہیں، اور بعض پیغمبروں پر سنت کرنے کو واجب گروہتے ہیں، لعنة اللہ علی اعدائہ الانبیاء۔

۸۔ جنس باطنیہ کے لقب سے مشہور ہے کہ یہ لوگ اپنے عقیدہ لوگوں سے چھپاتے رہتے۔ پہلے ہیں ان کا کہ چونکہ خود کفر کی وجہ سے ہوا، پھر ان کا عقیدہ بن گیا، ان کے بعد وہ ہے کہ اپنے امام کو مستور رکھتے ہیں، یہ بھی وہ ہیں ان کی گنج ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ شرعیت کو ایک باطن ہے، اور ایک ظاہر امام باطن ہے، اور ظاہر ہے، لیکن وہ باطن سے بھی ۱۲۔

۸۔ جتایہیر :- اوطاہر چٹانی کے اصحاب مولانا دوحام کے منکر ہیں، کہتے ہیں جو شخص احکام پر عمل کرتا ہے اسے قتل کرنا واجب ہے، مذکورۃ صدر وچہ فرقتا اسمیل بن جعفر کی امامت کے قائل ہیں
 ۹۔ سبغیر :- ان کے خیال میں رسول صرف سات ہیں، آدم - نوح - ابراہیم - موسیٰ - عیسیٰ - محمد اور مہدی۔ دوسروں کے درمیان سات اشخاص آتے ہیں، جہوں کی شریعت کا نفاذ کرتے ہیں۔
 اور ہر دور میں ان میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے، اسمیل بن جعفر بھی ان میں سے ایک ہے۔

۱۰۔ مہدویہ :- کہتے ہیں جعفر کے بعد اسمیل امام ہے، پھر اس کا فرزند محمد موسیٰ پھر اس کا بیٹا احمد موسیٰ، پھر اس کا لڑکا قائم الحقی، پھر اس کا لڑکا عبداللہ رضی، پھر اس کا لڑکا ابوالقاسم عبداللہ، پھر اس کا لڑکا محمد جس نے اپنا لقب مہدی اختیار کیا، پھر اس کا لڑکا احمد قائم، پھر اس کا لڑکا اسمیل منصور، اللہ پھر اس کا بیٹا مسز العزیزین اللہ، پھر اس کا بیٹا ابو منصور زرار العزیزین اللہ، پھر اس کا بیٹا ابو علی منصور الملک، پھر اس کا لڑکا ابو الحسن علی نقی، پھر اس کا لڑکا مسز المستنصر باللہ، جب مہدی کی امامت کا دور تھا، بلاد مغرب میں یہ لوگ غالب آگئے تھے، انہوں نے سلطنت قائم کی، بے شمار لوگوں نے اس کی متابعت کی، پھر فریختی بلاد میں غالب آیا، ابولس کی افلاہیں ایک مدت تک سلطنت رہی۔ اس کی اولاد میں بعض مصر پہلے اور بعض شام پر بھی مسلط ہوئے، زمین میں کچھ لوگوں نے ان کا مذہب اختیار کیا۔

۱۱۔ نزاریہ :- انہیں حمیرہ اور ہامیرہ بھی کہتے ہیں، عالم کو قدیم مانتے ہیں، تناسخ اذواج کے قائل ہیں، مولانا جنت، جہنم کا انکار کرتے ہیں، ان کے نزدیک مستنصر کے بعد اس کا فرزند زرار امام ہے، کیونکہ مستنصر نے پہلے اس کی امامت پر نص کر دی تھی، مگر بعد میں اس کو مہر کر دیا، اور اپنے دوسرے بیٹے مستنلی کو امام بنا دیا، مگر ان کے ہاں متجربہ علی نص ہے، اولیٰ نص کے بعد دوسری نص کرنا ناجائز ہے، زرار کے بعد اس کا لڑکا ادی امام ہے، پھر اس کا لڑکا حسن۔

۱۲۔ مسقطیہ :- ان کے نزدیک زرار کے بعد اس کا لڑکا ادی امام ہے، پھر اس کا لڑکا حسن کہتے ہیں، امام خزانہ کا مکتب نہیں ہے، امام کے بیٹے بہارت ہے، کہ وہ تکالیف شرعیہ کو سادہ کر دے، ان کی خلافات میں سے ہے، مگر جب حسن بن صباح حمیری مصر میں آیا تو زرار کی بیویوں میں سے

ایک کو پایا ہوی اس کی اولاد میں سے سب سے چھوٹا تھا اس کی حسن نے پرورش کی یہاں ایک بے قصہ بیان کیا کرتے ہیں مگر اہل تاریخ کہتے ہیں کہ ہادی نزار کا بیٹا نہیں تھا۔

۱۳۔ مستعلیہ - یہ کہتے ہیں مستنصر کے بعد امام اس کا بیٹا مستعلی باللہ ابو القاسم احمد ہے کہ مستنصر نے نزار کو چھوڑنے کے بعد اسے ہی خلیفہ بنایا تھا دوسری نصیحتی کے لئے تاریخ ہے، جب باپ کی موت کے بعد مستعلی کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اس نے نزار اپنے بھائی ابو اس کے دوڑ کوں کو قید کر دیا اور یہ لوگ وہیں مر گئے، نزار نے کوئی اولاد بچے نہیں چھوڑی تھی، مستعلیہ کے نزدیک مستعلی باللہ کے بعد امام اس کا بیٹا منصور باللہ تھا امام اللہ ہے پھر اس کا بیٹا ابو میمون عبداللہ المظاہرین اللہ پھر اس کا بیٹا ابو منصور محمد المظاہرین اللہ پھر اس کا بیٹا ابو القاسم علی المظاہرین اللہ پھر اس کا بیٹا ابو عبداللہ محمد المظاہرین اللہ ہے جب اس تک فوت ہوئی تو شام کے بعض مرا اس پر غالب آ گئے، اس کو قید کر دیا اور جیل میں ہی مر گیا، مہدی کی آمد کے سے کوئی نہیں تھا، محمودی دست کرتا یہ سب بنیوں فرستے ہیں، جو کہتے ہیں کہ جعفر صادق کے بعد انصاری بن جعفر امام ہے۔

۱۴۔ امامی فرقوں میں سولہواں فرقہ قطعیہ ہے، اس فرقہ کو خطیہ اور حائثیہ بھی کہتے ہیں عبد اللہ بن حمی کے اصحاب ان کا خیال ہے جعفر صادق کے بعد عبد اللہ بن جعفر امام ہے، وہ مرجع ہے۔ اس نے اپنے پیچھے اولاد نہیں چھوڑی تھی، مگر مرنے کے بعد جو رجوع کرے گا۔

۱۵۔ اسماعیلیہ - ان کا عقیدہ ہے جعفر صادق کے بعد اس کا فرزند اسحق امام ہے، علم و تقویٰ میں اپنے والد کی مثل تھا، اسماعیل بن عیسیٰ و حنیفہ و ثناء محمد بن اہل سنت ان سے روایت حدیث کرتے ہیں امام یعقوب زید ابو یعقوب کے اصحاب کہتے ہیں بنیوں اور رسولوں سے گناہ کا صدور جائز ہے۔

۱۶۔ قطعیہ - ۲۰۔ موسویہ - ۲۱۔ مطہریہ - ۲۲۔ رجیہ -

ان چاروں گروہوں کا عقیدہ ہے جعفر صادق کے بعد موسیٰ کاظم امام ہے، مگر قطعیہ موسیٰ کی قطعی موت کے قائل ہیں، اور موسیٰ کی موت میں توقع کرتے ہیں، مطہریہ کہتے ہیں، مرادیں ہے، جب تک وہ روئے زمین کا ملک مذہب جانے مرے گا، ابھی نہیں آ رہی مہدی ہے، رجیہ کہتے

پہلا مقالہ

روافض کے مذہب کے ابطال اور اہل سنت والجماعت کے مذہب کے اثبات میں

پہلی دلیل قرآنی آیات سے

۱) الذین آمنوا وجاهدوا جہاداً
فی سبیل اللہ یا موالہم وانفسہم
اعظمہم درجۃ عند اللہ واولئک
ہم الفاسقون ، یبشراہم اللہ
بدرجاتہ منہ ورضوان وحنان
لہم فیہا نعیم مقیم خالدین
فیہا ابدان ان اللہ عندہ اجر
عظیم ۔ (توبہ آیت ۴۱)

۲) لکن الرسول والذین آمنوا
معہ جاہدوا یا موالہم وانفسہم
واولئک لہم الخیرات واولئک
ہم المفلحون احد اللہ لہم جنۃ
تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا
ذلک الفوز العظیم (توبہ آیت ۸۴-۸۸)

۳) حبیب الیکم الایمان و
زینہ فی قلوبکم وکرم الیکم
الکفر والفسوق والعصیان
اولئک ہم المرشدون ۔
(الحجرات آیت ۶)

ہر لوگ ایمان لائے ہجرت کی اور اللہ
کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد
کیا ، اللہ کے نزدیک جو جہریں بڑے ہیں اور
یہی لوگ مراد پانے والے ہیں ، ان کو اللہ انہیں
(خیر) رحمت اور فیاضی اور باخون کی بشارت
دیتا ہے ، جن میں ان کے لئے ہمیشہ کی نعمت
ہے ، اس میں ہمیشہ رہیں گے ، ایقیناً اللہ
کو اس میں بڑا ثواب ہے ۔

لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان
لئے اور اپنے مال اور جانوں کے ساتھ جہاد
کیا ، انہیں لوگوں کے لئے ہیں بھلائیوں اور
یہی کامیاب ہیں ، ان کیلئے اللہ تعالیٰ بانات
تیار کئے ہیں ، جن کے نیچے ہمیشہ چلتی ہیں
اس میں ہمیشہ رہیں گے ، یہ سب بڑی کامیابی
اللہ نے تمہارے ایمان پر ارکایا ، اور
تمہارے دلوں میں اس کو مزین کیا ، اور کفر
کو تمہاری طرف مکرہ بتایا اور فسق کو ، اور
مرشدانی کو یہی لوگ بھلائی پانے والے
ہیں ۔

اور جو لوگ ایمان لائے، اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا، اور جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی یہی لوگ سچے مؤمن ہیں، ان کے لئے بخشش اور اعزاز مدد دی ہے پس انہی نے اللہ کے لکھن اپنے رسول اور ایمان والوں پر اور ان کو پرہیزی کا کلمہ کی بات لازم کر دی، اور وہ اس کے بہت حق و رتھے، اور اس کے لائق، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جانتے والا ہے۔

یہ مال مہاجرین و فقراء کے لئے ہے، جو کہ اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے، اللہ کا فضل چاہتے ہیں، اور اس کی رضامندی اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں، ایمان والوں کی واسطے ہے جنہوں نے ہجرت کے گھر اور ایمان میں جگہ پکڑ لی، ان سے پہلے، جو وطن چھوڑ کر ان کے ہاں آجائے، اس سے محبت رکھتے ہیں، اور اپنے دلوں میں غش نہیں پاتے کہ (مہاجر) دینے جائیں، اور اپنے آپ پر ایثار کرتے ہیں، اگر خود کو تنگی ہو۔

(اللہ تعالیٰ اویسی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے، اور اس کے فرشتے تاکر تمہیں

(۴) وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَثِيرٌ (الأنفال آیت ۴)
(۵) فَإِنَّزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالزَّوْجِ كُلِّهِم مِّنَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا
(الفتح آیت ۱۶)

(۶) لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِزْقًا وَنَصْرًا مِنَ اللَّهِ وَرَسُولُهُ أُولَٰئِكَ تَبَرَّأُوا إِلَٰهِم وَالْإِيمَانُ مِنْ قَبْلِهِمْ يَحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صَدَقَدِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ غَصَابَةٌ۔

(الحشر آیت ۸-۹)

(۷) هُوَ الَّذِي يُصَلِّيٰ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ

انحصاروں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لائے۔

پس جن لوگوں نے دین چھوڑا، اور اپنے گھروں سے نکلے گئے، اور میری راہ میں ایذا پہنچے گئے، لڑے اور قتل ہوئے، میں ان کی برائیاں ان سے دور کر دیں گا۔ اور ان کو بہشتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، یہ اللہ کی طرف سے ثواب ہے۔

اس میں مرد میں پاک بننا دوست کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاکیزگی والوں کو پسند فرماتا ہے۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایمان داروں سے ان کی باتیں اور ان کے مال خریدنے کو ان کے لئے جنت ہے، اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، قتل کرتے ہیں، اور قتل کئے جاتے ہیں، یہ اللہ کا وعدہ سچا تو راۃ، انجیل، اور قرآن میں ہے، اللہ تعالیٰ سے زیادہ اپنے وعدہ کو کون وفا کر سکتا ہے، تم اپنی اس بیخ پر خوش ہو جاؤ، جو تم نے کی، اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے، یہ رک تو بہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے تعریف کرنے والے خدا کی راہ میں پھرنے والے، مگر کرنیوالے

الی النور۔

(الاحزاب، آیت ۲۳)

(۸) فالذین ہاجروا واخرجوا من ديارهم وادوا في سبيلی وقاتلوا وقتلوا الاکفران عنہم سبیلنا ہم ولا دخل ہم جنت نبی من تحتہما الا نهار نقابا من عند اللہ۔

(آل عمران آیت ۱۹۵)

(۹) فیہ دجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین۔

(البقرہ آیت ۱۰۸)

(۱۰) ان اللہ اشتری من

المؤمنین انفسہم واموالہم وایاں لہم الجنت ینقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدا علیہم حق فی التوابة والانجیل والقرآن فمن اوفی بعدہ من اللہ فاستبشروا بیدیکم الذی بالاعتقادہ وذلك هو الفوز العظیم، التائبون العابدون الحامدون السائحون المذکرون الساجدون الابرار بالمعروف

وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَ
بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

(التوبة آیت ۱۱۱-۱۱۲)

(۱۱) اَذِّنْ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ
بِأَنفُسِهِمْ ظُلُمًا وَاِنَّ اللَّهَ عَلَى
نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ اخْرَجُوا
مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقِّ الْاِيَانِ
يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ -

(رُكُ ۱۳۶- الحجج)

(۱۲) مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ
أَشِدُّوا عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمًا بَلِيغًا
تَرَاهُمْ رُكْعًا مَجْدًا يَبْتَغُونَ
فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ
فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ اَثَرِ الْجِدَادِ ذَلِكَ
مُشَاهِدُ فِي التَّوْرَةِ وَمُشَاهِدُ فِي
الْاِنْجِيلِ كَذَرْنَا عَنْهُ سُلْطَانًا
فَاَنْزَلْنَاهُ فَاَسْتَغْلِظْ فَاَسْتَوِي
عَلَى سَوْتٍ يَحْجِبُ الْاَزْدَاعُ لِيُظْهِرَ
بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ
مَغْفِرَةً وَاَجْرًا عَظِيمًا -

(الفتح آیت ۲۹)

مجدد کرنے والے، چھائی کا حکم دینے والے
بولی سے روکنے والے، اور اللہ کی حدود
کے محافظ ہیں، (ان ایمان والوں کو
خوش خبری دے۔

ہجرت کی گئی ان لوگوں کے لئے جو
اللہ کے جاتے ہیں اس لئے کہ ان پر ظلم
ہوا، اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر
ہے، یہ لوگ ناحق ان کے گھروں سے
نکال دیا گیا ہے، فقط اس جسم میں ان کو نہیں
نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں
اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کافروں پر
سخت ہیں آپس میں رحم دلی ہیں۔ تو انہیں
رکوع اور سجدہ میں دیکھے گا اللہ کا فضل چاہتے
ہیں اور اس کا رضاء مندی، ان کی انسانی سجدہ
کے اثر سے ان کے چہرہ پر ہے، قدرت اور
انجیل میں ان کی یہی صفت مذکور ہوئی ہے،
جیسے کہ جنتی جس نے سوائے نکالی، پھر قری
بنایا، اور موتی ہو جائے، اور ان کی جگہ پر
ہو جائے، کیسی کرنے والوں کو خوش ملتی ہے،
تاکہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کے سبب سے
کافروں کو نصیب میں لائے تاکہ ایمان لانے
والوں کو اچھے عمل کرنے والوں سے بخشش

اور بڑے ثواب کا وعدہ ہے۔

اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں پورا جہاد
اس نے قبیس بلکریہ کیا اللہ تم پر دین میں
کوئی تنگی نہیں کی تمہارے باپ ابراہیم کا
دین ہے اس لئے تمہارا نام مسلمان رکھا ہوا
ہے اور اس قرآن میں تاکہ رسول تم پر گواہ
ہو اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔ لہذا نماز قائم
کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اللہ کا دین حکم پکڑو وہی
تمہارا دوست ہے اور بہت اچھا دوست
اور اچھا مددگار ہے۔

تم بہتر امت ہو جو لوگوں کے لئے لائے
گئے، بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے
روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

لیکن رسول اور جو لوگ آپ کے ساتھ
ایمان لائے، اور اپنے مالوں اور جانوں کے
ساتھ جہاد کیا۔

(۱۳) وجاہداوا فی اللہ حق
جہاد کا ہوا اجتہاد و محاربا
جعل علیکم فی الدین من
حدیج ملتہ ابراہیم علیہ السلام
ہو سمعتمو المسلمین من قبل
وفی هذا لیکون الرسول
شہیداً علیکم وکونوا شہداً علی
علی الناس فاقیموا الصلوٰۃ واتوا علی
الزکوٰۃ واعتصموا باللہ هو مملکم

(۱۴) کنتم خیل امۃ اخرجت للناس
تأمرہن بالمعروف و تنہون عن المنکر و
تؤمنون باللہ ذال عرین آیت (۱۱)

(۱۵) لکن الرسول والذین آمنوا
معہ جہادوا بأموالہم و انفسہم
(التوبۃ آیت ۸۸)

مذکورہ صدایات اور اس طرح کی دیگر آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ مہاجرین اور انصار
سب امتوں سے بہتر ہیں اور اللہ کے نزدیک مومن ذکر منافح جیسا کہ معلنون و مضمینوں کا خیال
ہے، اپنی جان و مال کے ساتھ انہوں نے راہ خدا میں جہاد فرمایا ایمان اور اعمال صالحان کے
دلوں کے محبوب اور پیغمبر ہیں، کفر و گناہ سے انہیں لڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود
مبارک کے ساتھ کلمہ تقویٰ قدم فرمایا ہے۔

ام تقویٰ کے سب سے زیادہ مستحق اور صاحب تقویٰ اور پرہیزگار ہیں، ایمان میں سادق
اور سچے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے جرم معاصی فراموشی میں پہلے عبادت، توہین معاصی و عبادت

نماز، امر بالمعروف نہی عن المنکر ایسی صفات حمیدہ کے مسلم میں حق تعالیٰ سے بہشت بری خرید کر لی ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ بہشت فرمایا ہے، وہ نفس ملعون نہیں اور تندرست جسم کرتے ہیں یہ باطل اور محال ہے، اس لئے اگر پھر تو اللہ تعالیٰ کا حواقب میرے ہے خبر ہو نا لازم آئے گا، دیکھئے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا حُرًّا بِأَحْسَنِ
مِمَّا حَضَىٰ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
وَأَعَدُّ لَهُمْ جَزَاءً أَكْبَرًا۔
(۱) المتوبة آیت ۱۰۔

اور جو لوگ ان کے تابع ہوئے احسان
کے ساتھ اللہ ان سے راضی ہوا اور یہ اللہ
سے راضی، ان کے لئے باغات تیار
کریئے ہیں۔

(۲) وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ
يَقُولُونَ سَاءَ مَا كُنَّا وَآخِذَاتِنَا
الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا
تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ
آمَنُوا سَاءَ مَا أَكَّدَ هَؤُلَاءِ سَرَّحِيمٍ۔
(الحشر آیت ۱۰)۔

اور جو لوگ ان کے بعد آئے، کہتے ہیں
اے ہمارے رب ہمیں بخش، اور ہمارے ان
بعانیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان میں آئے،
اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی کدورت
نرینا، اے ہمارے رب تو یہ کدورت دالا
اور مہربان ہے۔

(۳) وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
قَوْلَ مَا تَقُولِي وَنَصَلَ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔
(النساء آیت ۱۱۵)۔

جو، ان دلوں کی راہ کے غیر کی اتباع
کئے، ہم اسے وہی دیتے ہیں جسے نہ
رہا ہے، اور اس کو جہنم میں داخل کریں
گئے، اور یہ بری جگہ ہے۔

ان آیات کی روایت یہ ہے کہ جو لوگ نیکی میں صحابہ کرام کی اتباع کرتے ہیں، ان
کے لئے دعا مسخرت آگئے ہیں، ان کی طرف سے دل میں کینہ اور دشمنی نہیں رکھتے خدا ان پر
راضی ہے، اور وہ خدا سے راضی۔ ایسے انسانوں کے لئے بہشت ہے، اور جو لوگ اس راہ
کی پیروی نہیں کرتے انہیں جہنم رسید کرے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہل سنت و جماعت صحابہ کے راستہ پر گامزن ہیں ان کو

اچھائی سے یاد کرتے ہیں ان کے لئے دعا سفر کرتے ہیں۔ اس کے برعکس مدائن میں صحابہ کرامؓ کی تکلیف کرتے ہیں ان کے مطاعن گئے ہیں ان کے ذکر خیر سے غیظ و غضب سے بھر جاتے ہیں امیر مومنین علیؓ اور بعض صادقؓ سے جوئی روایات اور ائمہؓ منسوب کر کے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب صحابہؓ مرتد ہو گئے تھے، سو اچار خاص کے، چنانچہ سلیم بن قیس نے کتاب وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں روایت کیا ہے کہ صحابہؓ نے خبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے، سو اچار کس کے۔ اور بعض مقلد کی ایک روایت نقل کرتے ہیں سو اچار شخصوں کے، انہی عقائد کا سدھ کی بنا پر سب دشمن صحابہؓ کہتے ہیں۔ ان کے راہِ عمل کو ترک کر کے دوسری راہوں پر گامزن ہو چکے ہیں، اس لئے آیات مذکورہ کی رو سے اہل حق اہل سنت ہوتے، اور رافضی بطلان پر۔ اور شاہ باری تعالیٰ لیغیظہم الخلفاء رافضیوں پر وارد ہے۔

اہل سنت کی حقانیت کی دوسری دلیل | حق تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وعدا اللہ الذین آمنوا متکبر	اللہ تعالیٰ صالح مسلمانوں سے وعدہ
وعلو الصلوات لیست یخلفنہم	کرتا ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا۔
فی الامراض کما استخلف	اور ان کے دین کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کے
الذین من قبلہم ولیمکنہم	لئے قبل نماز قوت دے گا اور کافروں
الذین اذقنہم ولیمکنہم	کافروں کو دین دے گا، بلکہ اللہ
یعدا عوفہم منا یعدا ونہی کا	کی عہد کرتی اور اس کے ساتھ کسی کو
یشاکون فی شیان القرآن (۵۵)	شریک نہ جائیں۔

یہاں اہل سنت و جماعت کے نزول کی حقانیت کی دلیل ہے اور یہی نظریہ اللہ کا مقبول اور پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کو صحابہ کرامؓ سے خلافت رضی اللہ عنہم فرمائی اور انہی قوت و شوکت بخشی کہ کافروں کو جزیرہ العرب سے نکال باہر کیا۔ بلکہ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے تخت ہٹ دیئے، اللہ کا دین چہار سو عالم میں پھیل دیا، اور اس نظام حق کے نہ ماننے والوں کو قتل کیا، قید کیا، اور جزیرہ کی سرحدوں، اہل سنت و جماعت راشدین

کے صانع غلت ہیں، اس وقت تک ہندوستانِ اقلیم میں غالب و مسخرت میں اور کتابِ خدا اور صحابہ کرام کی مروریہ احادیث پر عمل کرتے ہیں۔

اگر ردِ افق کا نظریہ تسلیم کیا جائے، تو مشرقی کایہ وعدہ پورا نہیں ہوا تو اس کے وعدوں میں کف اللہ آتا ہے، اس لئے کہ ان کے اعتقاد و فاسد کے عقیدے سے حضرت علیؑ اور ان کے اتباع نے کبھی بھی ظہار دینِ حق کی قوت نہیں پائی، ہمیشہ اپنے جانِ مال اور اہل و عیال پر اہل باطل سے ڈرتے رہے، اور تحریف کردہ قرآن کی تمام عمر اپنی نمائندگی میں تلاوت کرتے رہے، حتیٰ کہ اپنے ایم و ملت میں بھی اپنے دین کے ظہار اور اپنے قرآن کی تلاوت پر قدرت نہ رکھتے تھے، جیسے مرتضیٰ نے جو اکابر ملاشیعہ سے ہے، اپنی کتاب تفسیر الانبیاء والامم میں اس حقیقت کی تصریح کی ہے۔

ان کے دوسرے ائمہ و حضرات کی قوت تک پہنچے ہی نہیں، دینِ حق چھپ چھپ کر اپنے دوستوں کو بتاتے رہے، اور عام لوگوں کے سامنے ایسی چیزوں کا اظہار کرتے رہے جو ردِ افق کے فاسد اعتقاد کی رو سے کفر ہیں،

ایک شیعہ اور جواب اگر ردِ افق بلادِ اہل یہ اوماکریں کہ اس وعدہ ربانی کے پورا ہونے کا وقت ظہورِ مہدی کا وقت ہے، تو اس کا جواب یہ ہے۔

کہ وعدہ اللہ الذین منکرم میں منکر کا خطاب ان لوگوں سے ہے جو قرآن کے پہلے مخاطب ہیں، نیز اس میں اللہ کا کسی قوم کے ساتھ کیا احسان و منت ہے کہ بارہ سو سال گزرنے کے بعد سات سال یا بیس سال یا چالیس کے لئے دینِ حق قوت حاصل کرے، غلاب تو چودہ سو سال پہلے بھی ردِ افق کے نقطہ نظر سے اس وعدہ کے ایفا کا وقت نہیں آیا ہے، مسترحم یہ معمولی مدت طویل مدتیوں کے مقابلہ میں عدم محض کا کلمہ رکھتی ہے۔

اہلسنت کے مذہب کی تائید میں میری دلیل اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

۱۔ لَیْظْهَرَنَّ عَلَى الدِّينِ كَلَامُهُ وَدَوَّكُهُ اس دین کو اللہ غالب فرمائے گا چاہے

المشرکون (الصفت آیت ۹) مشرک اس کو پسند نہ کریں۔

۲۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ اور ایمان داروں کی مدد کرنا ہمارا

حق ہے۔

المح منین (سوم آیت ۴۷)

(۳) انا لننصہ ولسنا الذین اُعتوا
فی الحیوة الدنیا و یومہ یقوم

ہم اپنے رسولوں اور ایمان داروں کی
دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ قائم
ہوں گے اور کریں گے۔

الاشہاد۔ (المومن آیت ۵۱)

وہی، ولقد کتبنا فی القرآن من بعد الذکر
ان الذین یرثوا عبادی الصالحین

ہم نے زبور میں لکھا ہے کہ زمین کے
وارث میرے صالح بندے ہیں۔

(۵) ولینصرون الذین من ینصرک

جہاد کے دین کی مدد کرے گا،
اللہ اس کی مدد کرتا ہے۔

والحجر آیت ۲۰

(۶) الا ان حزب اللہ ہم المفلحون

خبردار اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی فائز

ہے۔

(المجادلہ آیت ۲۲)

اس مفہوم کی آیات قرآن پاک میں بہت ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اکثر اوقات اور
اکثر علاقوں میں مٹا اسلام فرقوں پر غلبہ مل سنت و جماعت کو حاصل رہا ہے، اگر یہ مذہب حق نہ
ہوتا تو کوئی اللہ مذہب حق ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ میں شک نہ رہتا، خصوصاً مذہب روافض
اس لئے قرآن کے اعتقاد کی رو سے صاحب نعمان ابھی تک دشمنوں کے ثبوت سے روپوش
ہے اور اپنے غیور کی تقدیر نہیں پاتا، اظہار دین کی قدرت اسے کب حاصل ہو سکتی ہے،

حقانیت مذہب اہل سنت کی پوری دلیل | ہم وہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مل
میں پیش کرتے ہیں جن کا نامیر نے بھی اعتراف کیا ہے حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔

قال ما سول اللہ علی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری

ستفہرقت امتی علی ثلاث وسبعین

ست ہزار مرتبہ ہجائیں گی، اہل بہمن میں ایک

فرقہ کا لہجہ فی النار الا واحد

فرقہ ناجی ہے، صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ

قالوا ہدم یا رسول اللہ قال ہدم

وہ کوٹ ہے، آپ نے فرمایا وہ لوگ جو میرے

الذین ہدم علی ما انا علیہ واصحابی

اور میرے صحابہ کے نظریہ پر ہوں گے۔

لہذا صحابہ و اہل بیت علیہم السلام و اہل بیت علیہم السلام و اہل بیت علیہم السلام

سواء احدواحد و اجداد و اولاد و القوم
و غیر ہم با ساند ہم الصحیحہ ۔

تیسرا روایت مروی اہل سنت سے ہے کہ استدلال نہیں کرتا بعد از ہمارے روایت مروریہ ہست
جزیرہ کی تعداد میں موجود ہیں جو کہ حقیقت مذہب اہل سنت پر مال ہیں۔ اور مذہب کے بعض
کاہن مل کرتی ہیں اس حدیث اور اس طرح کی دیگر روایت سے استدلال اس بنا پر ہے ،
کہ روایت بھی اس حدیث کے قائل ہیں البتہ اس حدیث کے انہی فقرہ کے انکار ہی میں کہتے
ہیں کہ سائل کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانا علیہ و صحابی نہیں فرمایا ، بلکہ مانا
علیہ و اہل بیئہ فرمایا تھا حدیث ابی ذر اس کی تائید کرتی ہے ۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
مثل اهل بيته مثل سفينة نوح من
ركبها نجا ومن تخلف عنها هلك
رواه الحاكم و رواه احمد والبخاري
في صحيحه عن ابن عباس و ابن الزبير
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میرے اہل بیت کی مثل کشتی نوح کی
طرح ہے جو اس پر سوار ہوا بچ گیا ، اور جو
اس سے دور رہا ہلک ہوا ، و حاکم و احمد
بزاز۔ بروایت ابن عباس و ابن زبیر

نیز حدیث زید بن رعم بھی اس کی تائید کرتی ہے ۔

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال في
تاريخ فكيك الثقلين كتاب الله
وعتق وفي رواية اني تارك
فيكم ما ان تمسكتم به لن
تضلوا كتاب الله وعتق
نہی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں تم میں دو عظیم نشان چیزیں چھوڑے
جارا ہوں ، اللہ کی کتاب اور میری
حوت ایک روایت میں ہے ، میں
تم میں چھوڑ رہا ہوں ، اس کو مضبوط

لے جائے قرآن و احادیث نبویہ و اس کو مضبوط رکھے ۔

اللہ اس حدیث میں ان کا تائید فرمائی کہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے ۔

اللہ عزوجل نے اس حدیث میں ان کا تائید فرمائی کہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے ۔
کہ اس حدیث میں ان کا تائید فرمائی کہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے ۔
کہ اس حدیث میں ان کا تائید فرمائی کہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے ۔
کہ اس حدیث میں ان کا تائید فرمائی کہ صحیح سند سے ثابت نہیں ہے ۔

سواۃ القنڈی ۔
 پچھلے گمراہ مذہبوں کے اللہ کی کتاب اور
 میری عزت (تمذیہ)۔

اس کے جواب میں اہل سنت کہتے ہیں مائتعلیہ و صحابی دالی حدیث اور اہل بیت کی
 نصیحت کی حدیث میں کوئی تضاد نہیں ہے، دونوں کا مال ایک ہی ہے، اس لئے کہ اہلیت
 بھی صحابہ میں داخل ہیں فاطمہ اور ان کے فرزند زینب، ام کلثوم، زینب بیگز علی الشہ علیہ السلام
 کی اولاد مطہرہ و عائشہ زینب حفصہ اور دیگر تمام انوار نبی علی الشہ علیہ السلام اور عباس، علی،
 جعفر، عقیل اور عباس کی اولاد صبیحہ اہل بیت میں، اور صحابہ میں بھی داخل ہیں۔

ان سب کی راہ پر چلنے والے اہل سنت میں نہ کدواغض اس لئے کہ یہ تو فاطمہؑ کے
 سوا تمام و خیران کے منکر ہیں، اور انوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن و لعن کرتے ہیں۔

روافضی اہل بیت کو علیؑ اور فاطمہؑ میں بند کرتے ہیں، یہ بات عرفاً، لغتاً اور شرعاً
 باطل محض ہے، یہ بات بھی باطل ہے کہ علیؑ اور فاطمہؑ کا دین عبادت کے دین سے مختلف تھا۔
 یہ بھی کہتے ہیں کہ علیؑ اور فاطمہؑ اور ان کی اولاد ظاہراً تو جماعت صحابہ کے موافق مہتے
 تھے مگر باطن میں جس دوسری چیز میں کہہ گئے ہیں، یہ روایت و درایت دونوں کے خلاف ہے۔
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ من ۲۰۰ جلد ۱ میں لکھتا ہے: حضرت علیؑ نے ایک طویل خطبہ میں فرمایا:-

الذہوا السواد الاعظم فان
 ید اللہ علی الجماعة وایاکم
 المارقة فان الشاذ من الناس
 للشیطان کما ان الشاذة من
 الفخیر للذئب ۔
 سوا اعظم کے ساتھ رسول اللہ کا ہاتھ
 جماعت پر ہے، آخر حق سے خود کو بچاؤ
 علیہ درہنہ والے انسان شیطان کے
 حوالہ ہیں، جس طرح علیہؑ ہونے والی
 کبریٰ بیڑا یا حصہ ہوتی ہے۔

لے تملی کاہنہ اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم من مکتبہ
 امام شریعت علیہ السلام کہ جب کہ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: حدیث احمد بن حنبل، مصنف، منہاج
 السنن جلد ۱ ص ۱۰۰ میں اہل بیت علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے: امام ترمذی کا منہ کیا ہے جو
 ہے کہ دیگر اہل بیت کے ساتھ کہنا کہ ان کی حقیقت میں وہ میں قرآن میں مذکور ہیں کہ ان کی حقیقت کے
 ہی ان کے بعد ہیں جو کچھ مسلمین میں ۲۰۰ ج ۲ ص ۱۰۰ ہے کہ کتاب اللہ کی حقیقت میں وہ ہیں، اس کو خود بخود
 احکم ہے اللہ عزوجل ہے داخل ہیں ان کو کہ اللہ کی حق میں ہیں نہ الیقین کہ ان میں ہیں ان کے بعد وہ ہیں ۱۲۔

شیعوں کا جماع ہے کہ شیخ البلاغہ میں جو کچھ ہے صحیح ہے، اور قول سے ثابت، نیز شیخ البلاغہ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے ساری شیعوں اہل سفیان کو مکھا۔

اَلَا اِنَّ النَّاسَ جَمَاعَةٌ رَّحِمَهُ اللّٰهُ
عَلَيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ
خَالَفَهَا فَتَنَفَسَكَ تَنَفَسَكَ
قَبْلَ حُلُولِ كَذَا۔
یہ لوگ ایک ایسی جماعت ہیں جن پر اللہ کا رحم ہے اور ان کے مخالف پر اللہ کا غضب ہے، عذاب اترنے سے پہلے تم اپنے آپ کو بچاؤ۔

نیز شیخ البلاغہ اور اس کی شروع میں ہے کہ امیر المؤمنین علیؑ نے معاویہ کو مکھا۔
مَا كُنْتُ اَلا سَاجِدًا مِّنَ
الْمُهَاجِرِينَ اُحْدَثَ كَمَا
اَوْسَدُوا وَاَصْدَسَاتُ كَمَا
اَصْدَسُوا وَاَمَّا كَانَ
اللّٰهُ لِيَجْمَعَهُمْ عَلَى
الضَّلَالِ۔
میں بھی مہاجرین سے ایک مرد ہوں، جہاں وہ وارد ہوئے، میں بھی وارد ہوا، جس جگہ سے انہوں نے رجوع کیا، میں نے بھی رجوع کیا، اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔

ما انا حلیہ واصحابی کی حدیث عمرؓ بھی تائید کرتی ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
اَصْحَابِیْ کَالنَّجْمِ بَاہِمِمْ اَتَمُّهُمْ اَهْدٰہُمْ
سَوَاحِدُ الْبَیْہِ قَتٰی وَدَوٰی اِبْنِ عَدٰی
فِی الْکَامِلِ بَاہِمِمْ اَخَذَ تَحَد۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ تاروں کی مانند ہیں تم نے جس کی اقتدا کر لی، ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔

امام بہیقیؒ فرماتے ہیں اس حدیث کا متن مشہور ہے، اسے کئی سندوں سے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث حسن کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے، اس حدیث کو اکثر علماء امامیہ بھی روایت کرتے ہیں، مفید تلمیذ محمد بن بابویہ قمی نے جو کبار علماء و فضیلتوں سے ہے، اعتراضات کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرفوع اصحابی کا نجوم یا یہاں اقتدا یہاں اقتدا یہو پر ایک کتاب تصنیف کی

ہو جائے تو اتفاقاً یقیناً مذاب ہوگا، خواہ یہ نصر اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس اعتراض کے جواب میں فرمایا کہ یہ اعتراض معترض کے سوء فہم کی بنا پر پیدا ہوا ہے، اس لئے کہ صحابہ کرام کا اختلاف بھی حبیب رحمت ہے، ان کا اتفاق تو بطریق اولیٰ رحمت ہوگا، چونکہ اختلاف میں خطا کا مظننہ موجود تھا، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع قوم کے طور پر اختلاف کا حل واضح فرمادیا اور اتفاق کا حل ایک دوسرے سے منع پر آپ نے بیان کیا۔ ارشاد ہے۔

لَا يَجْتَمِعُ اللَّهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ۔
اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔

فیتر اس معترض کے جواب میں کہتا ہے اختلاف اصحابی رحۃ کا معنی یہ ہے کہ صحابہ کرام کے اختلاف میں امت کے لئے وسعت اور رحمت ہے جس صحابی کی اقتدا ہو جائیگی درست ہوگا، جیسا کہ اصحابی کا فہم اس پر دلالت کرتی ہے رحمت وسعت سے کنایہ ہے جو کہ اجماع و اتفاق میں میسر نہیں، کیونکہ بعد وادوں کو پھر لازم ہوتا ہے کہ پہلوں کے اتفاق کو ہی اپنائیں اور نہ مذاب خفید کے مستحق ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قَوْلُهُ مَا تَوَلَّى وَنَصَلَهُ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔
ہم اس کو متوجہ کریں گے اور داخل کریں گے جہنم میں اور یہ بڑی جگہ ہے، (النساء ۵۷)

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ صحابہ کرام علی اقتداء کرنی چاہئے، اگر سب کسی بات پر متفق ہیں اس سے انحراف نہیں کرنا چاہیے، اگر کسی مسئلہ میں اختلاف رکھتے ہیں، تو ان میں سے کسی ایک قول پر عمل کر لینا چاہیے

جب امامیۃ احادیث۔

لَا يَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ۔ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

صفحہ ۱۲ حرفی ص ۴۴ : یہ فیتر نامہ کتاب الفقی من حدیث ابن ہریرہ مستحکم حکم
مردیہ دایت ابن عباس

جمنی گرواتے ہیں۔

ان میں ایک قلیل گروہ کا یہ خیال ہے کہ مذکورہ جماعت اہل بیت حقیقہ گمراہ ہے، مگر مدت طویل و قدح میں رہنے کے بعد ہشت میں جانیں گے، اولاد و ناطقہ کے ساتھ ان لوگوں کا یہ حال ہے، دیگر اہل بیت اندراج، اولاد و عصبیات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا جو کچھ سلوک ہے، وہ ظاہر و باہر ہے، تو ان کا دعویٰ محبت حضرت بائبل باطل اور جھوٹ ہے۔

باقی رہا اہل بیت کی اتباع کا دعویٰ کہ یہ ان کی اتباع اور فرمان برداری کرتے ہیں۔ اور انہوں نے دین اللہ اہل بیت سے اخذ کیا ہے، جھوٹ کا پلندہ ہے، ہم اسے دلائل سے ثابت کریں گے، اللہ تعالیٰ۔

اہل سنت کا دعویٰ محبت | اہل سنت کا دعویٰ محبت و اتباع صحابہ اور دعویٰ محبت و اتباع صحابہ و اہل بیت | اتباع اہل بیت نہایت واضح ہے، اس میں کوئی نزاع نہیں، امامیہ بھی اس بات کے معترف ہیں کہ معتدین اہل سنت نے اللہ اہل بیت سے اخذ علوم کیا، امام ابوحنیفہ، جعفر صادق کے شاگرد ہیں، امام مالک بھی جعفر صادق سے اخذ علم کرتے ہیں، اسی طرح امام مالک ربیعہ سے، وہ مکرہ سے وہ ابن عباس سے، وہ علی بن ابی طالب سے، امام شافعی امام مالک کے شاگرد ہیں، بن کا سند روایت اہل بیت تک پہنچتا ہے، احمد بن الحن، ابوحنیفہ کے تلمیذ ہیں، اور امام احمد بن حنبل امام شافعی کے غرضیکہ ان ائمہ کرام کے ساتھ اہل بیت بھی ہیں، (کنز الدقائق فی المطہر علی فی التہجد والمذبح)

نیز ابوحنیفہ امام باقر سے روایت حدیث کرتے ہیں، وہ زید بن علی سے، باقر خور صادق دونوں نے ابوحنیفہ کو اجازت اجتہاد مرحمت فرمائی۔ ابوالریس سے مروی ہے، وہ کہتا ہے میں نے ربیع بن یزید سے سنا، کہتا تھا کہ امام ابوحنیفہ علیہ السلام جعفر منصور کے دربار میں داخل ہوئے، تو منصور نے پوچھا کہ نعمان آپ نے علم کس سے سیکھا، امام ابوحنیفہ نے کہا اصحاب علی اور اصحاب ابن عباس سے منصور نے کہا تم نے اپنا کام پختہ کر لیا ہے، مروی ہے کہ ابوحنیفہ، مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے، لوگوں کے ایک انبوه کے سوالات کا جواب دے

رہے تھے جعفر صادقؑ آئے اور سر پر کھڑے ہو گئے جب ابو حنیفہ کو ان کی آمد کی خبر ہوئی اٹھے اور کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اگر میں پہلے مطلع ہو جاتا، بیٹا نہ رہتا، صداقتی نے فرمایا اے ابو حنیفہ بیٹے جاؤ لوگوں کے مسائل کا جواب دو میں نے اپنے بزرگوں کو اسی کام پر پایا ہے، ابو الحسن حسن بن علی اپنی اسناد سے ابو حنیفہؒ سے روایت کرتا ہے کہ جعفر صادقؑ نے جب ابو حنیفہؒ کو دیکھا تو فرمایا میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے جن کی سنت زندہ کر رہے ہو تم پر بیچ بوف و مضطر کے لئے ہائے قرار ہو اور غمزدہ کے قرار ہو، حیران پریشان آپ سے راہ نکالی حاصل کریں گے، خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے، اور توفیق عطا فرمائے، اور وہی تمہارا پاسیان ہو۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ نے اگرچہ اسرائیل بیت سے اخذ علوم کیا، مگر درحقیقت ان کے مخالف تھے یہ دعویٰ بلا دلیل ہے، اگر ابو حنیفہؒ جعفر صادقؑ کے ماتحت ہوتے، تو جعفر صادقؑ ان کی اس قدر مدد نہ فرماتے، اور ابو یوسف و محمد بن الحسن موسیٰ کاظم کی ملاقات کو نہ جاتے جب ہارون رشید نے کاظم کو قید کر دیا تھا، تو یہ دونوں بزرگان کی ملاقات کو لگے جیسا کہ امامیہ کا صاحب فصول اس کا اقرار ہی ہے،

پانچویں دلیل | اسرائیل بیت سے مروی آثار بھی جو کہ کتب شیعہ میں مروی ہیں، مذہب اہل سنت کی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں، اور ان فقیہوں کے مذہب کے بطلان پر۔

۱) ماوی عن امیر المؤمنین	حضرت علیؑ نے معاویہؓ کے ایک خط
انما کتب معاویہ	کے جواب میں ابو بکر و عمرؓ کے تذکرہ کے
جواب کتاب لہ بعد ذکر	بعد کہا، ان دونوں کا مقام اسلام میں بہت
ابی بکر و عمر و لعمری ان	بڑا ہے، ان کی تکالیف نے اسلام میں
مکانہما فی اکا سلام عظیم	خرید و خرچ پیدا کر دیا ہے، خدا ان پر رحم
وان المصائب یبھا لھما لحدیج	فرمائے، اور ان کے عمدہ کاموں
فی الاسلام شدید رحمہما اللہ وجناہما	کی، جو ہے۔
یا حسن یا علی (شرح تہذیب البلاغۃ)	

سوار اعظم کو قزم پکڑا، اللہ کا ہاتھ
جامعت پر ہے،

حضرت علیؑ نے معاویہؓ کو سخی مشورہ
مہاجرین اور انصار کا ہے، اگر یہ گروہ کسی
مرد پر بھی ہو جائیں، اور اس کا نام اہم
رکھیں، اس میں اللہ کی رضا ہے، اگر
کوئی شخص طعن کر کے یا بدعت کے
طریقہ پر ان سے نکل جائے، اسے
واپس لاؤ، اگر انکار کر دے، اس
سے لڑا، کیونکہ وہ مسلمانین کی راہ
توک کر چکا ہے، اور اللہ تعالیٰ اسے
ادھر بھی متوجہ فرمائے گا، جو صحر جابرا
ہے، اور جہنم میں داخل کرنے کا، اور
یہ بری جگہ ہے۔

حضرت علیؑ نے نکاح یہ لوگ ایک
جماعت میں جن پر اللہ تعالیٰ کلام ہے،
اور جو ان کی مخالفت کرے گا، اس پر
اللہ کا لعنت ہے،

نیز حضرت علیؑ نے معاویہؓ کو نکاح
میں بھی مہاجرین میں سے ہوں، جہاں
وہ وارد ہوئے، میں بھی ہوا اور جہاں سے

(۲) قَالَ امير المؤمنين الزموا السواد
الاعظم فان يدا الله على الجماعة۔

(۳) روى عن امير المؤمنين انه
كتب الى معاوية انما الشورى
للمهاجرين والانصار فان اجتمعوا
على امر اجل وسمو اما ما كان
للك رضى فان خرج منهم
خارج بطعن او بدعت ردوه
الى ما خرج منه فان ابي فقالوا
على اتباعه غير سبيل المؤمنين
وولاة الله ما قولى واصلا
جهم وماتت نصيرا۔
(نجم البلاغة)

(۴) ان امير المؤمنين كتب الى
معاوية الا ان للناس جماعة هم
الله عليها وغضب على من
خالقها الحدیث۔ وقد ورد
(۵) كتب ايضا الى معاوية ما كتبت
الارجلا من المهاجرين اور
کما اور دوا واصدريت کما

وہ رجوع ہوئے میں بھی واپس ہوا
اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی پر جمع نہیں
فرماتا ہے، (شرح فتح الباقی)

«الصحيفة الكاملة» میں علی بن حسین
سے مروی ہے کہ وہ رسولوں کے متبعین
کے حق میں اور بالخصوص صاحب محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعا کے بعد
فرماتے، اے اللہ ان کے نیکی میں
اتباع کرنے والوں پر رحمت فرمایا
جو کہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں
بخش اور ہم سے پہلے ایمان والوں کو
بھی بخش جو کہ تیرے «فضل ترین» گروہ ہے
اور جو کہ صحابہ کرام کی سمت کا قصد کر
چکے ہیں، اور ان کے طریق کار کے متلاشی
ہیں، ان کے نقش قدم پر چلے ان کی
روشنی سے ہدایت حاصل کی، ان کے
ساتھ ہیں، ان کے دین کی پابندی
قبول کی۔ (صحیفہ الکاملہ)

اشنام مشری مؤلف «الفضول» روایت
کرتا ہے، ابو جعفر محمد بن علی الباقی نے
ایک قوم کے بارے میں فرمایا جو کہ ابو بکر
و عمر و عثمان کی متقیں کر رہے تھے،
تم ان لوگوں میں نہیں جن کے حق میں

اصدا سرا واما كان الله ليجمعهم
على الضلال كذا في مشروحه
نجم الباقی قد اورد الخو

(۶) ماری من علی بن حسین نے
الصحيفة الكاملة انہ کان يقول
في دعاؤه لاتباع الرسل بعد ما
لاصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خاصة۔ اللهم صل على التابعين
لهم بالاحسان الذين يقولون وبتنا
اغفر لنا وللأخوانا الذين سبقونا
بالإيمان غير حوزيك الذين قصدوا
سنتهم وتبعوا واجهتهم ومضوا في
أثارهم والأخبار بهذا ایضا
مناء هم مكافئين موافقين
معههم يدينون بدینهم
على شاكلتهم۔

(الصحيفة الكاملة)

(۷) ماری صاحب الفضول من
الامامية الاثنی عشریة
عن ابی جعفر محمد بن علی
الباقی انہ قال لجماعة خاصوا
فی ابی بکر و عمر و عثمان انا اشهد

اللہ فرماتا ہے، اور جو لوگ صحابہ کے بعد
آئیں گے، کہیں گے، اے رب ہمارے
بخش، اللہ ہم سے پہلے ایمان والوں کو
مہلت فرما۔ (الفصل)

امام ابو محمد حسن عسکری کی طرف
منسوب تفسیر میں ہے، اللہ تعالیٰ نے
موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اے موسیٰ
کیا آپ نہیں جانتے، اصحاب عہد کی
فضیلت صحیح صحابہ رسل پر ایسے
ہے جس طرح آل محمد کی فضیلت صحیح
آل مرسلین پر۔ (تفسیر حسن عسکری)

نیز مذکورہ تفسیر میں ہے، آدم علیہ السلام
نے کہا، اے اللہ مجھے بحق آل عہد و صحابہ
عہد بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
میں نے تیری توبہ قبول کر لی، پھر اللہ
تعالیٰ نے آل عہد و صحابہ عہد کی فضیلت
وحی کی کہ میں نے آل عہد و صحابہ عہد
پر اتنا فیضان کیا ہے کہ اگر کل مخلوق
کافر ہو جائے، اور وہ فیضان ان پر ڈال
دیا جائے، تو انہیں کافی ہو جائے، اور
ان کی ماقبت محمودہ قرار پائے، اور
اگر کوئی کافر یا کفر پر جمع کند، آل عہد و صحابہ
عہد سے کسی کے ساتھ محبت کرے،

انکم لتعلم من الذین قال اللہ فیہم الذین
جاروا من بعدہم یقولون سربنا
اعفر لنا والذین الذین سیدقونا
بالاتیان الایۃ۔

(۸) فی التفسیر المنسوب الی الامام
ابی محمد الحسن العسکریؑ رواۃ
الامامیۃ ان اللہ تعالیٰ قال لموسیٰ
یا موسیٰ اما علمت ان فضل
اصحاب محمد علی جمیع صحابۃ
المرسلین کفضل آل محمد
علی آل جمیع المرسلین۔

(۹) ما فی التفسیر المذکورہ ایضا
ان آدم قال بحق محمد و آلہ
الطیبین و خیار اصحابہ المتقین
ان تعظی لی قال اللہ تعالیٰ قد
قبلت توبتک ثم اوحی اللہ
کلاما فی فضل سید المرسلین
والہ الطیبین و اصحابہ المتقین
واخبرکہ ان اللہ تعالیٰ یغیض
علی کل واحد من محبی محمد
و آل محمد و اصحاب محمد
ما لو قسمت علی کل عدو خلق
اللہ من طول الدہر کل واحد

والمهاجرين والانصار صدقوا من
له وصدقته فلا صدق الله قوله
في الدنيا والاخرى وقد الزم
الاردبيلي في كتاب كشف
الغمة في معرفة الاثمة ايراد من
اتفق من الاخبار والاشارة

(۱۲) مادی عن علی بن الحسین
بن علی فی الصحیفۃ الکاملۃ
انہ دعا لہم وصلی علیہم و
مدحہم یا نھما حسنا
صحبتہما نھما فاسما
الانما واجہ والاولاد فی
اظہار کلمتہ۔

(۱۳) مادی عن امیر المؤمنین
انہ مدح المهاجرين والانصار
بان احب المقام الیہم لقاء
مرہم فانہم كانوا علی ثقة بالوعد
الالہی الصادق وکمال
یقین بما ہم علیہ۔

(۱۴) ماذکرۃ الرضی فی نہج
البلاغۃ قول امیر المؤمنین

لہ منہ جبروت۔

اور انصار نے ابو بکر کا نام صدیق رکھا جو
اس کی تصدیق نہ کرے، اللہ تعالیٰ دنیا
وآخرت میں اس کی بات کی تصدیق
نہ کرے، اردبیلی نے کشف الغمہ فی
معرفة الاثمة میں مقتضی اخبار واثار کے
ایراد کا احترام کیا ہے،

الصحیفۃ الکاملۃ میں علی بن حسین
بن علی سے مروی ہے کہ انہوں نے
صحابہ کرام کے لئے دعا کی طلب رحمت
فرمائی، اور ان کی مدح کی کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی
اچھی کی، اور آپ کے دین پسند نے
کے لئے ازواج اور اولاد سے جدا
ہونے، (الصحیفۃ الکاملۃ)

علی بن علی سے مروی ہے، انہوں نے
مہاجرین اور انصار کی مدح کی کہ
انہیں رب تعالیٰ کی ملاقات سب
سے محبوب و مرغوب تھی، اس لئے
کہ انہیں وعدہ الہی پر پورا وثوق تھا،
اور مکمل یقین تھا۔

نہج البلاغۃ میں شریعت رضی مکتا
ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں صحاب

فَقَالَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَوْا
نِمَارِي أَحَدَ الْيَشْبِهِمْ لَقَدْ كَانُوا
يَصْبِرُونَ شَعَثًا نَوْرًا قَدْ بَاتُوا
سَجْدًا وَقِيَامًا بِرَأْسِ وَحُونَ بَيْنَ
حَبَاتِهِمْ وَخَلَا وَدَهْرٌ وَيَقْفُونَ
عَلَى مِثْلِ الْخَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ
كَانَ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ كَبْ
الْمَعْرُوفِ مِنْ طَوْلِ سَجْدِهِمْ
إِذَا ذَكَرُوا اللَّهَ حَمِلَتْ أَعْيُنُهُمْ
حَتَّى قَبِيلِ جَنُوبِهِمْ وَمَا دَا
كَمَا عَهْدُ الشَّجَرِ يَوْمَ الرَّيْحِ
الْعَاصِفِ غُرْمًا مِنَ الْعِقَابِ رَجُلًا

(۱۵) مَارُوِي عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
أَنَّهُ كَتَبَ كِتَابًا إِلَى أَهْلِ مَعْبَرٍ
وَذَكَرَ فِيهِ أَنَّهُ نَحَضَ فِي الْإِحْدَاثِ
الَّتِي وَقَعَتْ مِنَ الْعَرَبِ فِي
خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ مِنْ دَجْوَعِهِمْ مِنَ
الْإِسْلَامِ وَطَعَمِهِ فِي مَعْرُوفٍ عَمْدٍ
إِلَى غَايَةِ ذَهْوِ الْبَاطِلِ اسْتَفْرَازِ
الدِّينِ بِانْتِشَارِ ذِكْرِ الْوَعْدِ فِي تَجَلُّلِ

(۱۶) أَنَّهُ لَمَّا مَاتَ أَبُو بَكْرٍ قَامَ عَلِيُّ
بَابِ الْبَيْتِ وَهُوَ سَجِي فِيمَا قَالَ
لَهُ مِنْ شَرَفِهِ نَبِيًّا

عمر صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کسی کو نہیں
پاتا، یہ لوگ غبارِ اکبر پر گندہ رہتے ہیں،
رات قیام و بجد میں کھتی ہے، کبھی
زمین پر ہاتھ رکھتے تو کبھی گال، انزوت
کے خوف سے ایسے ہو جاتے گویا وہ
انگڑے پر کھڑے ہیں، ان کی آنکھوں
کے مابین طولِ بجد سے گئے پرے
تھے، اللہ کے ذکر پر ان کی آنکھیں برس
پڑتی ہیں، اور پہلو تر ہو جاتے تھے۔
عقاب کے خوف اور ثواب کی امید
سے ایسے ہلتے ہیں، جس طرح سخت
آندھی میں درخت۔

علیؑ سے مروی ہے، انہوں نے
اہلِ مصر کو لکھی کہ جب ابو بکرؓ کے
دورِ خلافت میں عرب کے بعض
قبائل اسلام سے بٹے اور دینِ محمد
کے نحو کی طمع کی، تو میں ان کے مقابلہ
کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

جب ابو بکرؓ فوت ہوئے علیؑ
گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوئے، اور

كنت والله يغسوباً للمؤمنين
وكنت كالحجبل لا يحركه
العواصف ولا تزيله -
(تفہیم البلاغۃ)

دروای الحافظ ابو سعید بن
السمان وخیرہ عن محمد بن
عقیل بن ابی طالب انہ لما قبض
ابو بکر الصديق وصی علیہ ارتجت
المدینۃ بالبکاء کیوم قبض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فجاء علی یا کیا مترجماً و هو
بقول الیوم انقطع خلافت
النبوۃ فوقف علی باب البیت
الذی فیہ ابو بکر صبحی فقال
رحمک اللہ ایا بکر كنت السیف
مراسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وانیسہ و ذکر الحدیث بطولہ
فی فضا مثل ابی بکر ومناقبہ۔

فرمایا اللہ کی قسم تم مؤمنین کے لئے
شہد کی مکبروں کے یسوب کی طرح
تھے اور ایک پہاڑ تھے جسے سخت
آندھیاں اور جھکڑ نہ ہلا سکیں۔

ما نقل ابو سعید بن سمان وخیرہ
محمد بن عقیل بن ابی طالب سے روایت
کرتے ہیں جب ابو بکر صدیق رضی
فوت ہوئے، اور گفتائے گئے، مدینہ
رونے کی آواز سے کانپ گیا جس
طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے وفات کے دن اعلیٰ ہر دے ہوئے
اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے
آئے، اور کہا آج خلافت نبوت ختم
ہو گئی، مگر کے دروازہ پر کھڑے ہو
کر فرمایا اسے ابو بکر خدا تجھ پر رحم فرمائے
تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے اور انیس تھے۔ اور ابو بکر رضی
کے فضائل و مناقب میں طویل
حدیث بیان کی۔

علی بن علیؑ اردبیلی نے کشف
الغمر فی معرفۃ الامر من امارۃ و مرج
فرمائی ہیں، جن پر اہل سنت و جماعت
اور شیعہ کا اتفاق ہے، امام ابو جعفر

(۱۷) ما نقل علی بن حسی
الاردبیلی فی کشف الغمرۃ فی
معرفۃ الامۃ من الاخبار
التي اتفق علیہا اهل السنة

محمد بن علی باقر سے پوچھا گیا، تلوار پر
زیر پر جا کر ہے، فرمایا ہاں۔ ابو بکر صدیق
نے اپنی تلوار پر چاندی کا زیور لگایا
تھا، راوی نے کہا تم ایسے کہتے ہو
امام اپنی جگہ سے کودے، اور فرمایا
ہاں وہ صدیق ہے، صدیق ہے۔

صدیق جو اسے صدیق نہ کہے خدا تعالیٰ
دنیا و آخرت میں اسکی صدیق نہ فرمائے،
(کشف الغمہ : ۱)

کتب ووافض میں ابو جعفر محمد
باقرؑ سے مروی ہے کہ علیؑ نے فرمایا
اس سبھی یعنی ابو بکرؓ سے زیادہ کوئی
دیگر شخص مجھے محبوب و پیارا نہ ہے،

خلافوں کا بھلا کرے، اس نے طیار
کو سیدھا کیا، بیماری کا علاج کیا، فتنہ
سے پہلے چلا گیا، سنت کو نافذ کیا،
صاف و شفاف چلا گیا، عیب نہیں تھے،
خیر کو پہنچا، شر سے پہلے چلا گیا، اللہ
کی اطاعت کی، اس کے حقوق میں
متفرق ہوا، آپ چلا گیا، اور لوگوں
کو متفرق رہا ہوں میں چھوڑا، بھلا کا

والجماعة والشیعة انه سئل الامام ابو
جعفر محمد بن علی الباقر عن حلیۃ
السیف هل یجوز قال نعم یجوز قد
حلی ابو بکر الصدیق سیفہ بالفضة
قال الراوی انقول هكذا فوجب
الایام من مکانه فقال نعم الصدیق
نعم الصدیق، فمن لم یقل له
الصدیق فلا یمکنه الله تعالیٰ
فی الدنیا والآخرۃ۔

(۱۸) در کتب ووافض مروی است
از ابی جعفر محمد الباقر کہ
گفت امیر المؤمنین واللہ ما احد
من الناس احب الی ان التی اللہ
بصحبتہ من هذا المسجی یعنی ابابکرؓ۔

(۱۹) للہ بلاد فلان فقد
قوترا الادود وداوی الصدق خلعت
الفتنة واقام السنة ذهب
نقى الثوب قليل العيب اصاب
خيرها وسبق شرها ادى الى
الله طاعة وانقاہ۔ بحقہ
وہل وشرکینہ فی طرق متشعبہ
لا یستہی فیہا الضال ولا

عزیز فرمائیے، انہی اہل بیت کے سامنے کوئی شخص خلاۃ اراشدین کی مدح و تعریف کرتا ہے، وہ امام کا حوشتی اختیار کرتے ہیں، یا ایک طرح کی تصدیق کرتے ہیں، اور احتمال ہے کہ معنی برتقیہ ہو، اگر ایسے نہیں ہوا بلکہ کسی کے مطالبے کے بغیر امیر المؤمنین خلاۃ اراشدین کی مدح اور تعریف کرتا ہے، ان کے جنازہ پر چشم گریان حاضر ہوتا ہے، انٹر بل عیدہ کی قسم کھا کر رزق کرتا ہے، کہ اس جیسے اعمال میرے صحیفہ میں ہوں، اور میں خدا تعالیٰ سے عطا کی کہوں، ایسی صورت میں تقیہ کا احتمال کہاں پیدا ہو سکتا ہے؟ تقیہ کرنے کی یہاں ضرورت ہی کیا ہے۔

ایک شخص نے ابو جعفر کی مدیثیت کا انکار کیا، محمد باقر اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا: نعم الصدیق نعم الصدیق، ہاں وہ صدیق ہے، ہاں وہ صدیق ہے، اس میں تقیہ کا کیا احتمال ہے؟ ان کا انداز گفتگو ان تقیہ کی نفی کر رہا ہے۔

مذکورہ آئمہ میں کئی قرآن مانی اور مقامی موجود ہیں، جو طوالت کرتے ہیں کہ یہ اقوال تفسیر کی بنا پر نہیں ہیں، جیسا کہ معمولی سوج بوجھ رکھنے والے پر معنی نہیں ہے۔
چھٹی دلیل اہل سنت کی حقانیت | ابن مظہر علی نے کتاب منہج میں لکھا ہے، ترمیض اور ردوافض کے بطلان کی | ملتوں میں سے جس فرقہ کے عقائد دوسری ملتوں سے بائن اور جدا ہوں گے، اور ان سے چند باتوں کے سوا اتفاق نہ کرے گا، وہی فرقہ برحق ہے، جو فرقہ اہل باطل کے ساتھ موافقت کثیرہ رکھتا ہے، اس کا مذہب باطل ہے، اس میاں کی دوسرے مذہب امامیہ برحق ہے، اس لئے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے امامیہ کے سوا کوئی بھی مسئلہ امت کا قائل نہ ہوا، اور کوئی بھی تکبیر و طعن و لعن صحابہ میں زبان نہیں کھولا۔ انتہی۔

یہ سب مقدمات درست ہیں، مگر ان سے مذکورہ نتیجہ نکالنا باطل ہے۔
یہ صحیح ہے کہ جس فرقہ کے عقائد باطل گرد ہوں سے دور ہیں حتیٰ پر سے، کیونکہ بدیہی بات ہے کہ حق، باطل کی ضد ہے، «وَعَاذَ الْبَدِ الْخُ الْاَضْلَالِ»۔
یہ بھی درست ہے کہ مسلمان فرقوں میں امامیہ کے سوا کوئی بھی مسئلہ امت

کی تکفیر کرتے ہیں، اور پھر وہ سب گروہ ووافض اس دلیل سے کیسے حق مذہب والے بن گئے، دیکھئے، اسحاقیہ اور اسماعیلیہ دونوں فرقے، اثنا عشریہ کی تکفیر کرتے ہیں اور مؤخر الذکر پہلوں کی، ایک گروہ، ایک شخص کو امام جانتا ہے، لیکن دوسرا گروہ اسے کافر کہتا ہے، لہذا یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔

تحقیقی جواب | یہ ہے، صرف امامت کا مسئلہ باطل گروہوں سے امتیاز کے لئے کارآمد نہیں ہے، بلکہ اکثر مسائل اصول عقائد میں ان سے امتیاز ہونا چاہیے مسئلہ امامت تو اہل سنت کے نزدیک فروعی مسئلہ ہے، کیونکہ نصب امام شوری کے ذریعے انسانوں پر واجب ہے، حقیقت یہ ہے کہ امامیہ اکثر اصول عقائد میں معتزلہ، خوارج، مرجئہ باطل فرقوں کی موافقت کرتے ہیں، جیسا کہ بحث البیات میں مذکور ہوگا، اثنا عشریہ۔ مذہب اہل سنت و جماعت ان تمام گروہ جاعتوں سے بہت دور ہے۔

عقائد میں اختلاف کی اصل | عقلی مسائل ذات و صفات باری تعالیٰ کے اور ایک میں وجہ اور اہل سنت کا انداز فکر اور احوال قیامت کی دریافت میں کافی نہیں ہے، ورنہ بحث انبیاء کی ضرورت نہیں تھی، اور عقل مندوں کی اولاد اس سلسلہ میں خلعت نہ ہوتیں کشرانے انبیاء میں اختلاف نہیں ہے، اللہ کے رسولوں نے احکامات جلالناہن تکسب نہایت بعض ایسی چیزیں بھی شرع میں ہیں، جو عقول ناقصہ کے موافق نہیں ہیں، اہل سنت نے انہیں من و من قبول کر لیا، اور عقل کو درخور اعتناء نہ سمجھا، ایسے نہ کیا کہ بعض احکام تسلیم کریں اور بعض کا انکار کر دیں، جو اس کام عقل کے معیار پر پورے اترتے ہیں، وہ بھی تسلیم اور جو محیط عقل میں نہیں آتے، اس کے حقیقی علم کو اللہ کے سپرد کر کے ان پر بھی ایمان لاتے ہیں، عقل من عند اللہ، تمام مسائل اعتقادی میں اہل سنت کے اس بھی طریق فکر جاری ہے، اور اس کی اللہ تعالیٰ نے قرینیت و مدح فرمائی ہے، اللہ شہد ہے۔

من آیات معکم مکات من ام الکتاب قرآن میں حکم آیات ہیں، جو کہ
واخر متشابہات فاما الذین اصل کتاب ہیں، اور دوسری مشابہات
فی قلوبہم زینہ فیتبعون ما بن لوگوں کے دل میں کہی ہے، وہ

تشابه منہ ابتغاء الفتنة و
ابتغاء تأويله وما يعلم تأويله
الا الله والراستخون في العلم
فيقولون امناب كل من عند ربنا
تشابهات کے پیچھے پڑتے ہیں مگر یہ
یسا اور اس کی تائید کراصل حقیقت
اشر کے سوا کوئی نہیں جانتا، علم میں سورج
واسے کہتے ہیں، ہم اس پر ایمان لائے
یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔
(آل عمران ۷)

یہی اصل سنت کی امتیازی راہ ہے جس پر وہ چلے ہیں اور مگر گمراہ فرستائی عقل ناقص
کو ہی کافی سمجھتے ہیں اور کتاب و سنت کو پس پشت ڈال دیتے ہیں، کتاب و سنت کے
اسلام عقل کے موافق ہیں قرآن پر چلتے ہیں نہیں تو انکار کرتے ہیں، اور گمراہ ہو جاتے ہیں،
اور اللہ حق تعالیٰ ہے۔

كلما اضمار لغيره مشوا فيه واذا
اظلم عليهم فاموا۔
جب ان کے لئے روشنی ہوتی
ہے، اچل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا
ہوتا ہے، ٹھہر جاتے ہیں۔
(بقرة آیت ۱۷۷)

فوات وصفات کے بارہ میں | کچھ لوگوں نے سوچا کہ ایسا موجود ہے جو ہم مذہب و جہت
بعض بدعتی فرقوں کے نظریات | و مکان اور چیز نہ دیکھتا ہو، ہماری عقل میں نہیں آتا،
اس لئے ہم کہتے ہیں کہ خواہم ہے، یہ فرقہ مجتہد کہلایا۔ بعض واقعی بھی اس راہ پر چلتے ہیں۔
کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عبادات سرانجام دینے اور لگانا ہوں
سے اجتناب کا مکتب بنایا ہے، اس پر ان سے وعدہ و وعید کیا، اگر انفعال انسانوں کے پیدا
کردہ نہیں، تو ان کو سزا دینا ان پر ظلم ہوگا، یہ بات عقل کے اصولوں کے خلاف ہے کہ
عباد کے انفعال کا خالق خدا ہو، اس سے قلدیر اور اس امت کے جبرسی بن گئے، بعض
واقعی بھی اس نظریہ کے حامل ہیں۔

کچھ لوگوں نے اس حجت پر سوچا کہ ممکن ہے میں مخالفت کی صلاحیت نہیں ہے، تو بندوں
کے گناہوں پر ان کو عذاب میں مبتلا کرنا ان پر ظلم ہے، اس دشت خاک کو عذاب میں
ہو لکا جائے، عقل باوجود نہیں کرتی، ان لوگوں کو مر جیل کہا گیا، بعض واقعی بھی عقیدہ رکھتے

ہیں کہ شیعہ مٹائی کو کسی گناہ پر عذاب نہ ہوگا۔

جبریہ اور قدریہ کے بین بین عقیدہ شرع سے ثابت ہے، مگر یہ جبریہ اور قدریہ کے ہاں عقلی تقنایا کے خلاف ہے۔

بعض لوگ حکماء کی متابعت میں ذات کو تو تسلیم کرتے ہیں، مگر صفات کے منکر ہیں، اکثر باطل ملتوں کے ہاں قرآن کا غیر مخلوق اور الہ کی صفت ہونا عقل کے خلاف ہے کہ حدیث و صحت کس طرح ذات خدا کے ساتھ قائم ہو سکتے ہیں۔

بعض لوگ عذاب کے منکر ہو گئے، کہتے ہیں، ”سورہ جہاد ہے عقل نہیں آتا کہ اسے عذاب ہو رہا ہو، ان لوگوں کی اکثریت صراطِ میزان، فضائل اعمال اور معاد کی بہت سی تفصیل کو غیر مستقل قرار دے کر انکاری ہو گئے ہیں، روایت باری تعالیٰ کو بھی عقل کے خلاف جانتے ہیں، انہی وجوہات سے بہتر فرستے بن گئے، ان باطل مذاہب کی بنا ایک ہی اصل پر ہے کہ عقل کو مقدم جانتے ہیں، اور شرع کو تابع عقل کر دیتے ہیں، ہر شخص اپنی ناقص عقل کی پیروی کرنے لگ گیا، دوسری کسی ملہ کو نہ اپنایا، ہر راہ پر شیطان تھا، انہیں جہنم رسید کر دیا۔

اہل سنت نے عقل کو کبھی چھوڑ دیا، خود کو تا مینا قرار دیا، کہو گمراہ رشاد باری تعالیٰ ہے، وما اوتینکم من العلم الا قلیلا تمہیں تنویر علم دیا گیا ہے۔

دینی اسرائیل آیت ۸۵)

”و نیز فرمایا:۔“

واللہ اعلم و انتم لا تعلمون اللہ جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے

اپنا ہاتھ معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دیا کہ انہیں حق تعالیٰ نے نابینوں کی راہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے، اپنے اختیار کی باگ ڈور انہیں کے ہاتھ میں دے دی، ”جہاد سورہ سے لگے، اچل پڑے، اور بے تشویش منزل مقصود و رحمت، ”کہکھ پہنچ گئے۔“

۱۔ حق مسلک یہی ہے کہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے، اس کی صفت اور غیر مخلوق، ہر طرف اس کی ذات ہے، عقل ہے اس کی صفت یہی ہے عقل ہر کیفیت، ہر شے ہے۔

چہ عزم دیا رامت را کہ چوں کو پستیان
چہ پاک از موج بحر آں را کہ باشد لوح کشتیان
صفات باری تعالیٰ کے بارے میں ہر صفت کا نظریہ | اہل سنت صفات باری کے قائل
ہیں اور مثلاً ہے :-

الرحمن علی العرش استوی (طحا ۵) رحمان عرش پر مستوی ہوا۔ (نیز)
نیز) بید اللہ فوق اید ۴۴۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے
اور ہے۔ (الفجر ۲۸)

استقامت دیگر صفات کا قرار کرتے ہیں، مگر تشبیہ اور تجسیم کے قائل نہیں، استقامت معلوم
ہے، کیفیت مجہول ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے، اور کیفیت کا سوال کرنا ناجائز ہے،
اسی طرح اللہ کا بید ہے، مگر اس صفت کی کیفیت نامعلوم ہے، ہماری طرح کا ہاتھ اس کیلئے
ثابت نہیں کرتے،

ساتویں دلیل بطلان مذہب ہے النفس | ارضی مذہب کی صحت تسلیم کر لی جائے، تو نہ بہت ثابت
ہے، نہ شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، بلکہ تمام عوارضات پر سے و فرق اٹھ جائے گا، انکار
عوارضات اور منقطع کا لازم ہوگا اس لئے کہ ہم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور
نہ ہی جو بکثرت و علی کو نہ رسول کے مجرے دیکھے نہ جبریل قرآن ہمارے سامنے لائے، بلکہ
ہم نے قرآن پایا ہے، اور عوارضات و رسل سے ہیں معلوم ہوا ہے کہ یہ قرآن محمد نامی ایک عظیم
الشان پر نازل ہوا (صلی اللہ علیہ وسلم)، نصاً عرب متعلق ہیں تھے، اور جو دیگر وہ کثیر تعداد میں
تھے، انہیں بہت وقت ملا، اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ان کو البقرة من مثله اسی کی طرح
کی ایک سورۃ ہی لکھا اور البقرة ۱۱۱، مگر اس کے مدار منہ سے عاجز رہے، یہ عظیم ششخص
قریش خاندان کا ایک فرد تھا، دعویٰ نبوت کیا، یہ قرآن پیش کیا، انہوں کو خدا کی دعوت
دی، اس وقت کوئی بھی آپ کا ساتھی نہ تھا، توح و شان و شوکت بھی آپ کو حاصل نہ
تھی، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں اہل مکہ کے لوگوں پر گراں گزریں، اور آپ کی عداوت
کے لئے آٹھ گھڑے بھرے، آپ کے ہاتھ پر معجزات کا صدور ہوا اللہ کے کلام کا لوگوں

کے دلوں پر اثر ہوا، اور اپنی استعداد کے قند کچھ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین قبول کرنے پر آمادہ ہوئے۔ پہلے شخص جس نے ایمان قبول کیا، ابو بکرؓ تھا یا علیؓ اس کے بعد ایک تلیل گروہ بھی مسلمان ہو گیا، جن میں حضرت عمرؓ و عثمانؓ بھی تھے۔ ان کا پبہایت الہی قوت پکڑتا گیا، اور کفر کی تاریکی چھٹ گئی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ کی دشمنی میں گذارنے کوئی کمی نہ چھوڑی مسلمانوں کے جان و مال دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبول کرنے کے جرم کی پاداش میں، امذان بن گئے، کچھ مدت کے بعد دود و دلدز بلاؤ تک آپ کا پیغام پہنچ گیا، اور باک فریجیرہ نکلا کر بہر طوت سے لوگ اپنے مذاہب، باطلہ ترک کر کے اللہ کے دین میں فوج صرفوج داخل ہونے لگے اور نیکل دین کے خروہ کی تکمیل میسر ہوئی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا فرغت من الغنیم والی فانقلب (الولشورح) کے حکم کے مطابق مد الریق الامی، کی نداء لگائی اور ملک حقیقی کو جلائے۔

اُس سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ جس طرح آپ کی زندگی میں دین اسلام کی ترویج میں کوشاں تھے، آپ کی وفات کے بعد بھی اللہ کے دین کو ان دنوں تک پہنچانے کی سعی کرتے رہے۔

ابو بکرؓ نے بنو منظیرہ و خیرہ قبائل عرب سے جو کہ مرتد ہو گئے تھے، جہاد فرمایا حضرت عمرؓ نے کثرت بلاد کفر کو نور اسلام سے منور کیا، بکسری و قیصر کی حکومتیں ختم کر دی گئیں، یہ تمام حالات متواتر ذرائع سے ہم تک پہنچے ہیں، اگر یہ علم یقین کے موجب ہیں، تو نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے، اور قرآن مجید اسلام ہادی گردن پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور احسان ہے کہ انہوں نے رنج برداشت کئے، کوشش فرمائی اور یہیں حکمت کفر سے نکال کر نور اسلام سے منور فرمایا، اور جنت کی راہ دکھائی، ساتھ ساتھ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور علیؓ و زبیرؓ و اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق اور احسانات بھی ہم پر علق ہوتے ہیں، اگر یہ عظیم لوگ بھی تکایت برداشت کرنے اور جہاد و جہد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک اور مدد فرما تھے، مگر آپس میں برابر ذکر و کلاس بارہ میں تفاوت و درجات ہے، اسی تعالیٰ فرماتے ہیں۔

الایستوی القاعدون من المؤمنین
غیر اولی الضمیر والمجاهدون
فی سبیل اللہ باموالہم
انفسہم فضل اللہ للمجاهدین
باموالہم وانفسہم علی الفحیدین
صراحة وکلا وعد اللہ
الحسنی۔
(النساء ۹۵)

ترجمہ فرمایا:۔
الایستوی مذکور من اتفق من
قبل الفتح وقتل اولئک
اعظم درجة من الذین
انفقوا من بعد وقتلوا
وکلا وعد اللہ الحسنی واللہ
یما تقبلون خبیر۔
(الحدید ۱۷)

اگر یہ متواتر خبر مفید علم نہیں ہے، تو لاکھوں سالوں، مرد و عورت، آزاد و غلام مختلف
قبائل سے تعلق رکھنے والے متعدد راجاؤں کے باشندے اپنے آبائی ادیان ترک کر کے
وہن محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئے، ان دنوں کی قربانیاں پیش کیں، دین محمدی کے
استحکام کے لئے کوشاں رہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور نفاقت سے فیضیاب
ہونے، آپ کی نبوتی اور نفاقت سے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا یا، انہوں نے ابو بکرؓ
و عمرؓ کی دشمنی کے لئے اصل دین کو پس پشت ڈالا، اور قرآن مشرق کو ترک کر کے
مشرقی قرآن کو تائید سے روایت کیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے علاوہ کوئی دوسرا

دین تراش اور ہم تک پہنچایا، ان مفروضات کے پیش نظر پھر یہ کیسے ثابت ہو سکے گا کہ محمدی بھی کوئی شخص بنایا نہیں ہو گا؟ اسے جس نے دعویٰ نبوت کیا اور معجزات دکھائے، پھر کبھی بھی متواتر خبر پر یقین نہیں ہو گا، پھر تو جائز ہے، اگر بعصرہ، بعد از او اور مصر و غیرہ کا بھی انکار کر دیا جائے، لوگ جھوٹ بولتے ہیں کہ یہ مشہور موجود ہیں، حالانکہ یہ انکار محض مسطر ہے، اور بکواس۔ اسی طرح یہ دعویٰ کرنا کہ اس متواتر خبر سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور حضرت ابو بکرؓ کا احسان و اسلام ثابت نہیں ہوتا۔ ایک بے دلیل بات ہے، کلاماً بخفی۔

آنحضرتؐ کی دلیل برجلالت مذہب ووافض شرع کے ادلہ میں سے کسی کے ذریعہ ثابت نہیں ہوتا، لہذا یہ مذہب باطل ہے، اس لئے کہ ان کا قرآن پر اعتقاد نہیں ہے، کہتے ہیں: "قرآن میں صحابہ نے تحریف کر دی ہے" یہ قرآن حتمی تک متواتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کا تواتر نہیں پہنچا۔ صحابہ جنکی روایت سے مروی ہمارے پاک کاؤغیرہ بھی ان کے ہاں ناقابل اعتماد ہے، ان کے خیال میں رسول کے بعد سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ (نمودہ بالشر) سو چار شخصوں کے "جماع صحابہ بھی ان کے ہاں حجت نہیں، تو یہ مذہب کہاں سے ٹپک پڑا؟ اور یہ لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سی نسبت رکھتے ہیں؟ روافض اپنا مذہب کس البستان کا یہ ادعا ہے کہ ہم اپنے دین کو ان سے اخذ کرتے ہیں، یہ دعویٰ بھی ان کا باطل ہے، پچھلے درجہ۔

اولاً اس لئے کہ پہلے امامت ثابت کرنی چاہیئے، پھر یہ دعویٰ زبیر وراثت ہے، امامت نبوت کی فرع ہے، اخیر کے نقطہ نظر سے نبوت صحابہؓ کی خبر متواتر سے ثابت نہیں ہو سکی تو اس کی فرع امامت کیسے ثابت ہوگی۔

بے شمار جماعت صحابہ و تابعین کے بیانات مستبر اور مفید علم نہ ہیں، تو امام جو کہ ہر قرن میں ایک سے زیادہ نہیں مانتے کیسے مستبر اور مفید یقین بن گئے؟ امام کی عصمت کا دعویٰ ثابت کرنا محال ہے، کیونکہ جب امامت ہی نہیں مسموم کی کو ثابت کیا جائے گا؟

سلفہ امولہ و منشدین ہے امام احمد و مشرفہ تہیں، قرآن مجید علیہ السلام و مروجہ روایات و احادیث۔

تلفہ میر کہ مہترس کا مروجہ ہے، ۱۲۵۵ھ میں ہے۔

ثانیاً اس لئے کہ اگر امامت امیر المؤمنین علیؑ کا حق ہر حق بدھ اپنے لئے کے غرض بن حنفیہ کو اس سے منور رکھا کرتے کیونکہ جو بات اصول دین سے ہے اور اس پر اسلام کی بنیاد ہے اپنے لئے کے ہر پہل نہ چھوڑتے محمد بن علی کا علی بن حسین کے ساتھ جھگڑا نہ ہوتا، جیسا کہ امامیہ کا زعم ہے، اگر محمد بن حنفیہ نے علی بن حسین کے ساتھ جھگڑا کیا، اور محمد بن اسود کو حکم بنایا۔ اُلی آخر ما فتر وہ۔

اسی طرح علی بن الحسین اپنے فرزند زیدؑ کو منور مطلع کرتا ہے اور زید صاحب محمد باقرؑ کی امامت سے انکار نہ کرتے، حالانکہ کلینی کافی میں ابان سے روایت کرتا ہے کہ شام احوال کہتا ہے، مجھے زید بن علی نے دعوت دی تم میرا ساتھ دو تاکہ میں جہاد کروں احوال نے انکار کیا، زید نے کہا اپنی جان میرے سے عزیز رکھتے ہو، احوال نے جواب دیا میری ایک جان ہے، زمین پر حق تھا، کی جنت موجود ہے، یعنی امام برحق محمد باقرؑ میرا تمہارے ساتھ جہاد نہ ہونا، بلکہ میرے نزدیک ہے، کہا گیا کہ میرے ساتھ امامت بھی کرو، لیکن امامیہ نے مزید کہا، انہیں یہ بات کب گوارا تھی کہیں جنم کی آگ میں جاؤں، یعنی اگر محمد باقرؑ امام برحق ہوتا تو ہا مجھے منور مطلع فرماتے، اتھی۔

ثالثاً اناس نے کہ امامیہ کے نزدیک امامت کے لئے نفس قطعی کی شرط ہے، کیونکہ جب یہ مسئلہ اصول دین سے قرار پایا تو شرع طبعیہ اسلام اسے مہل کیسے چھوڑ سکتے ہیں! اگر وہ کہیں امام طریق سے بھی امامت ثابت ہو جائے گی، تو غلط ہے، اس لئے کہ خبر واحد مفید علم یقین نہیں ہے، عقائد کی اس پر بنا نہیں ہو سکتی پس خبر متواتر کا اس کیلئے ہونا ضروری ہے، امامیہ کے اماموں کی امامت کے لئے تواتر کا دعویٰ اس لئے غلط ہے، کہ اگر ان کی امامت ثابت کرنے کے لئے متواتر اخبار موجود تھیں تو اس قدر اختلاف کیوں رونق ہوا، کہ متواترات میں تو اختلاف حال ہے، یہاں تو اختلاف اس حد تک موجود ہے، کہ ایک

لے دیکھتے تھیں، علیؑ کی جگہ علیؑ پر تھے۔

لے دیکھتے تھیں، علیؑ کی جگہ علیؑ پر تھے۔

ہو سکتی ہے، اگرچہ ان فضیل کا عقیدہ ہے مگر ان کے امام اصحوم عن انظار ہیں۔

۵۔ خاصاً اس نے کما مینہ کہتے ہیں کہ امام دشمنوں کے ڈر سے اپنا مذہب ظاہر نہ کرتے تھے اور تفسیر کے ظاہر اہل باطل کی طرح بھی گھٹو کر لیتے تھے۔ حتیٰ بات صرف اپنے مخصوص بیوتوں کے سامنے کہتے، بلکہ غلو ت میں بھی ڈرتے تھے، اور کہتے للعیطان آذان ویلادوں کو بھی کان ہوتے ہیں۔ (رداء الکلیفی عن الصادق)۔

ایسے انسانوں کی بات کیسے مستبرق روی جا سکتی ہے، ہو سکتا ہے مجھے چھپا رہے ہیں، وہی باطل ہو اس گھمنیں تھوڑے سے لوگوں کو گمراہ کرنا مقصود ہو اور مجھے ظاہر کر رہے ہیں، وہی حقیقی ہو کہ زیادہ لوگوں کو گمراہ کرنے سے بہتر شر ذہن تکلیف کو گمراہ کرنا ہو سکتا ہے، اہل ان کے دینی قول قابل وثوق نہ رہے۔

یہی وجہ ہے کہ گمراہ اگر اوا شہادت کے بعد چھوٹی گواہی دینے کا اقرار کرے، لیکن کی دونوں باتوں پر سے اعتماداً نہ جاتا ہے، اس لئے کہ جھوٹ کا تھماں دونوں میں برابر ہے۔ اس بنا پر قاضی اس کی شہادت پر فیصلہ نہیں کرے گا، اور اگر جرح سے پہلے فیصلہ دے چکا ہے، تو فیصلہ فتح نہ ہوگا، البتہ فیصلہ کے تجربہ میں نقصان کا ذمہ دہر یہ شاید ہوگا۔

۶۔ سادساً، امامیت اپنے اسرے سے کتاب و سنت کے خلاف اقوال نقل کرتے ہیں، بلکہ بعض تو کفر کی حد تک پہنچتے ہیں۔ اسی وجہ سے روایات امامیہ سے اعتماداً نہ چکا ہے، اس گمراہ فرقہ کے راوی بیان کرتے ہیں، کہ میر للؤمنین نے ایک خطبہ میں فرمایا

انا اخذت العهد عن الانداسم ازل میں میں نے ارواح سے عہد
فی الاذل انا النادی الست بولکم لیا تھا، الست برکم کی تلا بھی میں نے
اذلشنی الانامہ۔ لگائی، میں نے انسانوں کو پیدا کیا۔

یہ کلمات کفریہ ہیں، جن میں دعویٰ الہوہیت حضرت علیؑ کی طرف انہوں نے

یہی مسئلہ کا تصور بنی حقیقی امام اور اولیٰ اللہ سے جو شیعہ جعفری کاوش کا تجربہ کرتی، اور یہاں تک کہ سرین
نظام صنعت کا ایک شیعہ سرین جعفری کاوش کی حالت نسبت خود ہی میں، امام صادق کو اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچا
وہ روایت، جعفری کاوش میں ۲۸-۳۱-۳۲ کی ہے۔

منسوب کیا،

نیز ابو نصر رشتی (صداق سے دہری الوصیت کا راوی ہے، اسی طرح مدح ذیل کی بات میں رب سے مراد علیؑ کہتے ہیں۔

(۱) یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک۔ (الفجر: ۲۵) اے نفس مطمئن اپنے رب علیؑ کی طرف چل۔

(۲) انہم بعد ملاقاتوا ہجھروا ہجھروا الیہ راجعون (البقرة: ۱۴) یہ اپنے رب علیؑ کو ملیں گے اور اسی کی طرف رجوع کریں گے۔

امام اپنے ائمہ کا یہ مقولہ بھی نقل کرتے ہیں۔

ان الله بعث الرسل والنبيين علی ولایة علی۔ ولایت پر مبعوث فرمایا۔

لکن اشركت بچھن حملہ الایۃ والقرآن کی یہ تفسیر کی کہ اے محمد علیؑ کی خلافت کے بارے میں اگر تو نے شرک کیا تو ترے علیؑ مخالف ہر جائیں گے۔

حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔

انا التقدیم علی غیرہ یعنی میں اپنے غیر سب پر مقدم ہوں، یہ کلمہ بھی کفر ہے، کیونکہ اس میں تمام انبیاء بلکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر علیؑ کی فضیلت و برتری کا ادعا ہے۔

بابویر علیؑ اشراق میں امام صادق سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا عجب علیؑ لا یدخل النار یعنی علیؑ کا عجب جہنم میں نہ جائے گا، یہ مقولہ کتاب و سنت کے نفوس قطعی متواترہ کے خلاف ہے اس لئے کہ شیخ کا عقیدہ ہے جو عجب نہیں کا فر ہے اور ابدی جہنمی عجب علیؑ کی گناہ کی وجہ سے داخل جہنم نہ ہو گا، تو لگتا ہوں کہ تحریم کا شریعت میں کیا فائدہ! اس قسم کی خلافات سے شرائع و احکام دین باطل قرار پاتے ہیں۔

۷۔ مسالعا۔ امامیہ دہری کرتے ہیں کہ ان کی احادیث ان کے ائمہ کتب سند متواتر کے ساتھ پہنچتی ہیں جو کہ غلط ہے اس لئے کہ خود انہیں احترام ہے کہ ان کا امام مخالفوں کے کٹھن سے اپنے مذہب میں تفتیح کرتے تھے، اپنے دوستوں کو کلمہ حق پر شیدہ پوشیدہ

بتاتے، عوام الناس کے سامنے اس کے برعکس اور خلافات صادر فرماتے۔
جوابات اتنی پوشیدگی سے کہی جانے لگے کہ خفا میں بھی نگر و س نگیر رہے، اسے کیسے
مجاز قرار دیا جاسکتا ہے، کیونکہ تواتر خبر کا اختلا مال ہے، تواتر شیورج اور پیدلا و کا متقاضی
ہے، تواتر اور تغیر و دمنانی چیزیں ہیں۔

اہل سنت نے شمار و واقع سے روایت حدیث کرتے ہیں، ان کی روایات علی الاملان
اور کلم کلامیں اس کے باوجود ان کی روایات میں سے چندا روایت و درجہ تواتر کو پہنچی ہیں
ہاں جو اہل روایت متعدد ایک ہی مفہوم میں تکرار و تکرار ہیں، انہیں تواتر معنی کا نام دیا جاتا ہے
اہل سنت کا خیرینہ تواتر قرآن پاک ہے جس پر اہل سنت کے عقائد کی بنیاد ہے
شیعہ کی روایات ان کے دائرہ سے ہیں، جو کہ اپنے دوستوں کو چھپ چھپ کر بتاتے تھے،
قرآن ان کے ہاں محقق ہے، اور ناقابل اعتماد تو ان کی روایات تواتر تک پہنچنے کا کیا
احتمال رکھتی ہیں، ان کا دعویٰ تواتر ایسا ہے، جیسے یہود نے دعویٰ کیا کہ دین موسیٰ کی تائید
اور قتل عیسیٰ ہمارے بڑوں سے تواتر ثابت ہے، حالانکہ خود یہودی کہتے ہیں کہ بخت
نصر نے تمام یہودیوں کو قتل کر دیا تھا۔ سو بارہ آدمیوں کے واضح ہو گیا کہ شیعہ کی روایات
ان کے اہل تک تواتر سے ثابت نہیں تو ان کے گمراہ عقائد کی بنا و اخبار کا مادہ پر ہے جو
کہ علم یقین اور قطعیت کی مفید نہیں۔

۸۔ مثلاً مٹا، اس لئے کہ اُمیر کا سلسلہ اسناد قابل وثوق و اعتماد نہیں ہے کہ ان کا
عقیدہ ہے محب علی سے جو گناہ سرزد ہو جائے قابل مؤاخذہ نہ ہے، چاہے اپنے باپ کو
قتل کر دے، یا اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے، اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے اپنے اہل
کے اقوال روایت کیا کرتے ہیں، جیسا کہ آگے مذکور ہو گا، ان شاء اللہ، فرمان ایزدی،
فیوض اللایب علی ذنبہ اللہ و کما حکان کو اسی پر عمل کرتے ہیں اس عقیدہ کی
رو سے ان کے نزدیک حدیث وضع کرنا اور اسے اپنے عقیدہ کی تائید کے لئے
استعمال کرنا جائز نہیں، بلکہ ایک مستحسن کام ہے، ان کے فاسد خیال ہیں ایسا کرنا دین

لے ان خبر کا مادہ کی اس حد کا حال آگے ہم سے - ۱۲ -

روایت کی ہے،

اس وضاع اور سخت ضعیف سے کلینی نے کافی میں کئی احادیث روایت کی ہیں، حالانکہ ان کے نزدیک ”کافی“ صحاح سے ہے۔

۳۔ اس طرح کا ایک راوی علی بن حسان ہے، جو کہ وضاع ہے۔

قال المنجاشی ضعیف نجاشی نے کہا یہ سخت ضعیف ہے،

جدا اذکره بعض اصحابنا ہمارے بعض اصحاب نے اسے غالیوں
فی الغلظة فاسدی الاعتقاد میں شمار کیا ہے، فاسد اعتقاد تھا۔
ولہ کتاب تفسیر الباطن تفسیر باطن کے موضوع پر اس کی کتاب
بھی ہے۔

اس کے باوجود کلینی اپنی صحیح میں اس سے روایت فرماتے ہیں۔

۴۔ اس طرح کا ایک اور راوی محمد بن یحییٰ ہے۔

قال نصیر بن صابر نصیر بن صابر کہتا ہے، یہ راوی
هو کذاب ماوی عنہ ابو جھوٹا ہے، ابو جھوٹا کثی وغیرہ اس سے
عمرو الکثی وغیرہ۔ روایت کرتے ہیں۔

۵۔ عبد الرحمن بن کثیر الباشمی بھی اس طرح کا راوی ہے۔

قال النجاشی زعما صحاہنا نجاشی کہتا ہے، ہمارے اصحاب
انہ یضع الحدیث نے کہا ہے یہ حدیث گھڑ جاتا۔

حالانکہ اس سے علی بن الحسین اور ابن فضال ایسے ثقہ روایت کرتے ہیں، اور ان سے محمد بن حنظلوسی اور ابن بابویہ بھی اکثر احادیث روایت کرتے ہیں، کیونکہ ان کے مذہب کی بنا انہی احادیث پر ہے، بد بیان، شہیدی، امامیر کا مجتہد زندقہ اور جھوٹی روایات بنانے والا تھا۔

طہ۔ ابو عمرو محمد بن عربی، عبد الصمد الکثی، کتب معروفہ الثاقبین عن الاثر الصادقین ص ۱۰
بہم رجول کثی ۱۰

النفیری، جہانگیر بن سعید النفی (یہ راوی سخت ضعیف ہے، اور اس سے کھینچی روایت کرتا ہے)، عثمان بن عیسیٰ (شیخ الحدیث ابو جعفر طوسی اس سے راوی ہے، اور عمر بن مسعود طوسی وغیرہ جماعت اس کی خبر پر اعتماد کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ضعیف ہے اسہل بن زیاد اور اس سے ابو جعفر طوسی روایت کرتا ہے) اور محمد بن سنان (اس سے بھی طوسی وغیرہ روایت کرتے ہیں، حالانکہ یہ ضعیف ہے) ابو ایوب بن عمر الیمانی، واقد بن کثیر الرقی (یہ ضعیف اور فاسد العقیدہ ہے، اس کے باوجود طوسی تہذیب اور استبصار میں اس سے روایت لیتا ہے، اور اس کی خبر پر اعتماد کرتا ہے) صالح بن حماد، ابیہ بن ابی خدیجہ، مسروق بن مسیر، ابیہ بن لہیع، محمد بن قیس ابی احمد، محمد بن عیسیٰ، واقد بن الحصین، علی بن حمزہ، دقین بن معقلہ، حسین بن یزید، یونس بن اسماعیل بن ابی زیاد سکونی، وجب بن وہب، حسین بن عبیدہ اور اسی طرح ایک کثیر جماعت ہے جو کہ تمام ضعیف ہیں۔

نجاشی، حضاری، حلی اور ابن ابی داؤد وغیرہ اس گروہ باطل کے علما جرح و تعدیل نے ان کی تصنیف کی ہے، مگر ان کے محدثین اپنی کتب صحاح میں ان سے روایت کرتے ہیں، اور فقہا شیعہ ایسی احادیث سے احتجاج حاصل کرتے ہیں۔

اسانید احادیث امامیہ | ان کی احادیث کے سلسلہ اسناد میں بے شمار لوگ میں مجہول راویوں | مجہول الحال ہیں دیکھئے راجح بن ربیع اس کا حال بھلائی
 علما امامیہ مجہول ہے، حالانکہ اس کی حدیث صحاح میں شمار ہوئی ہے، جیسا کہ ابن القطر نے المنتہی میں اور ان کے شیخ مقبول نے الدرر میں اس کی تصریح کی ہے۔

۲۔ قاسم بن سلیمان ۳۔ عمر بن حنظلہ (یہ دونوں مجہول الحدیث ہیں) ۴۔ عمر بن ابان (یہ مجہول الحال ہے) ۵۔ عباس بن عمر ۶۔ الفضل بن الحسن ۷۔ علی بن حقیقہ بن قیس بن سمان ۸۔ داؤد بن ابی حماد حسنی ۹۔ بشر بن یسار یاری موسیٰ بن جعفر فضیل بن مسک، زید الیمانی، عبد الرحمن بن ابی داؤد، بکر بن ابی بکر، قلیع بن زید، محمد بن سہیل، عبد اللہ بن یزید غالب بن عثمان، ابو حنیفہ اسدی، ابو سعید الخدری، ابو داؤد بن یزید، حسن التعلی، قاسم بن الحرار، صالح السندی، علی بن ادبیل، حسن بن علی بن ابیہیم، ابو ایوب بن محمد، حسن بن علی، ابن ابی نوحی

عمران الاشعری قمی اور نجاشی وغیرہ اس پر طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔

مدی عن الضعفاء ولا یبالی یعنی ضعیفے روایت لیتا ہے اور

عن ابن خلدون۔ پرواہ نہیں کرتا کہ کس سے حدیث لے رہا ہے۔

سلسلہ اسانید امامیہ میں | بسن رواۃ ایسے ہیں جو حدیث کو شیخ شیخ کی طرف منسوب
کرتے ہیں اور مخالفین انہ راوی | کر دیتے ہیں اور اپنے شیخ کا نام حذف کر دیتے ہیں جیسا

کہ ابو عمرو عبد اللہ بن عیفرہ و نظری، حالانکہ کفنی امام صادق سے روایت کرتا ہے کہ تم نہیں کرنا
منہ ہے، ایسے رواۃ بھی ان کے ہاں موجود ہیں جو دعوئی امامت میں ان کے اماموں کی

تکذیب کرتے ہیں، جیسا کہ حسن بن سہاء، ابو محمد کندی صیرفی۔ ایسے بزرگ اور معتبر راوی بھی ہیں جنہیں
امامیہ فاسد الذہب سمجھ جاتے ہیں، جیسا کہ جبار ودیع، احمد بن محمد سعد اہلانی، کوثر فطیمہ، حسن بن علی

بن فضال اور عبد اللہ بن بکر بن علی بن شیبانی اور عمرو بن سعید البراء بن الداعی کو اور واقفہ
حسن بن ابی سعید ہاشم بن خیال الکامری، ابو عبد اللہ اور حسین بن مہران بن محمد بن ابی نصر

الکونی اور احمد بن محمد بن علی بن سالم السطانی ابی الحسن اور ابی الحسن علی بن الحسین بن محمد
السطانی المعروف بہ طاطری اور صفوان بن یحییٰ ابو عبد اللہ النعمانی اور عثمان بن عیسیٰ ابو حمزہ قاضی

الرواسی مولیٰ بنی ردا س وغیرہ وغیرہ کو فاسد الذہب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ شیوخ امامیہ
ان سے کتب صحاح میں روایت حدیث کرتے ہیں، اثنا عشری مشیخ بارہ

عالموں پر ایمان لانا واجب کہتے ہیں، حالانکہ مذکورہ رواۃ بارہ انہ پر ایمان نہیں رکھتے۔
سلسلہ اصناف امامیہ میں | نیز مدافض اس شخص کی روایت قبول کر لیتے ہیں، جو

فاسق اور غیر مومن رواۃ | جو ارجح کے قدیمہ گناہ کا مرتکب ہے، چنانچہ ابو جعفر طوسی
کہتا ہے کہ افعال جو ارجح کا منق قبول روایت سے مانع نہیں، نیز اس جماعت کے رواۃ میں

ایسے شخص بھی ہیں جس کا مؤمن ہونا معلوم نہیں ہو سکا جیسا کہ ذکر کیا بن ابراہیم نصرانی جس نے
نصارائی کی ہیئت لباس وغیرہ ترک نہ کی، اور خود کو نصرانی کہلاتا رہا، طوسی اس سے

حدیث روایت کرتا ہے اور کہتے ہیں، یہ شخص خفیہ طور پر اسلام کا قائل تھا۔
ایسے راوی بھی ان کی اسانید میں ہیں کہ خود راوی بھی اپنے مروی عنہ کی توثیق نہیں

امام عبداللہ نے کہا مومن خدا تعالیٰ کو قیامت سے پہلے دنیا میں بھی دیکھتے ہیں، مگر تو نہیں دیکھتا، ابو نعیر نے کہا میں آپ پر قرآن یہ بات آپ سے لوگوں کو نقل کروں؟ کہا ایسا نہ کرو مگر ابو نعیر امام کی منع پر نہ رہا اور لوگوں میں اس روایت کو بیان کیا، اور شیعوں میں شہرت پائی کلینی محمد بن ابی نعیر سے روایت کرتا ہے کہ مجھے ابو الحسن نے مصحف دیا، اور حکم دیا اسے پڑھنا نہیں، میں نے اسے کھولا اور سورہ لم یکن پڑھی اس میں ستر قریشی مردوں کے نام اور ان کے باپوں کے نام تحریر تھے۔

ایسے رواد بھی ان کے ہاں ہیں جو امام سے روایت کرتے ہیں، مگر اس کی مامیت کے قائل نہیں ہیں، اور اس کے باوجود ایسے راولوں کو ”رجل صحیح“ شمار کیا جاتا ہے، ان کے جہدین اور ثقہ راولوں میں ایک ایسا صاحب ہے جسے ”علم ہدایت“ کا لقب مل چکا ہے مگر جھوٹ بولتے ہیں اسے کوئی باگ نہیں اٹھائے حل صلح قرار دیتا ہے، اور جھوٹ پر جی کئی کتابیں پرکھ چکا ہے، یہ بات اس کے دوستوں کے اعتراف سے ثابت ہوتی ہے۔

شیعوں کا مرسل | کلینی امام ابو عبداللہ سے روایت کرتا ہے جو رسال کرتا ہے، روایت کے متعلق نظر یہ | وہ جھوٹا ہے، مگر یہ جماعت مرسل پر عمل کرتی ہے، چنانچہ مراسیل ابی حمیرہ کو صحیح جانتے ہیں، ابو جعفر طوسی ناسق کی خبر پر بھی عمل کرتا ہے، اور اس روایت پر بھی جس میں اضطراب پایا جاتا ہے،

اما میرہ کے ہاں | مذکورہ احادیث باتوں میں عجیب تکرار و جھوٹ بات ہے، مگر لگا تکرار و شخصیات مفارقت مہدی | قدحوی ایک کلمہ مہدی صاحب الزمان کے سفیر ہیں، امام مہدی صاحب الزمان کے پاس سے ہم پیغام دلتے ہیں، پہلا شخص ابو عمرو عثمان بن سعد الشمان، دوسرا اس کا روا کا ابو جعفر عمر بن عثمان متوفی ۳۱۲ھ تیسرا شخص ابو القاسم بن ابی الحسن بن روح جو خاکی بن محمد جے خاتم سفر کہتے ہیں، ان جھوٹے احمق مدعیوں کی مدت جو بہتر سال کو غیبت صغریٰ نام دیتے ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین

کچھ دوسرے لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں نے مہدی کو دیکھا ہے، اور اس سے روایت
ہی ہے، جیسا کہ ابو ہاشم وادوین بن ابی القاسم جعفری، محمد بن علی بن بلال، احمد بن اسحق، ابی اسلم
بن ہریرہ وادوین ابی اسلم وغیرہ وغیرہ۔

مگر اس مذہب والوں نے ظاہر بظلال، بظہور و بظہور مفسرین کے ان دعویٰ کو قبول
کیا، اور محمد مہدی کی روایات حدیث ان سے لے لیں۔

محمد مہدی کی طرف منسوب | ایسے رقعوں سے بھی روایت کرتے ہیں جن کے
واقعہ حیات سے روایت متعلق ان کا خیال ہے کہ یہ رقعہ محمد مہدی نے تحریر کئے
اور اس کے سیفوں کی وساطت سے ہم تک پہنچے۔

اس ان میں سے ایک رقعہ علی بن الحسین بن موسیٰ بن یاقوتہ القتی کا ہے، وہ اپنے ایک
سوال کے جواب میں صاحب زمان کے ہاتھ کا لکھا ہوا رقعہ ظاہر کرتا ہے، ابو القاسم بن
ابی الحسین بن روح عینی تیسرے سفر کہتا ہے، علی بن جعفر بن مسود کے ہاتھ ایک رقعہ صاحب
زمان کو بھیجا انہوں نے اس کا جواب لکھا۔

۱۲۔ ان رقعہات میں ایک رقعہ محمد بن عبد اللہ بن جعفر بن حسین بن جابر بن مالک
حمیری ابو جعفر قتی نجاشی کا ہے، ابو جعفر قتی نے صاحب زمان کو چند سوالات مسألی شریعت
کے باروں میں دریافت کئے، محمد بن حسین کہتا ہے، میں نے ان کے جوابات سوالات کے
بین السطور میں لکھے دیکھے، یہ جوابات محمد بن حسین طوسی نے، کتاب الغیۃ، اور کتاب
الاحتجاج میں درج کر دیئے ہیں۔

یہ کتب صحاح کیسی عمدہ ہوئیں جن کی بنا دینی خرافات پر ہو؟

۱۳۔ ایک رقعہ ابو العباس جعفر بن عبد اللہ بن جعفر حمیری قتی شیخ قبیلہ درہمیں درافض
کا ہے، ابو العباس مذکور نے امام الزمان کے رقعے ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں، اس کا کہنا ہے
امام صاحب الاسرار کہ ان کی سند قریب ترین ہے،

۱۴۔ مذکورۃ القند کے دو صحابی احمد اور حسین دونوں کا اوہا ہے کہ ہم صاحب امر کی
طرف مسائل لکھتے تھے، وہ جواب مرحمت فرماتے، جیسا کہ نجاشی وغیرہ نے ذکر کیا ہے،

۵۔ علی بن سلیمان بن حسین بن الحسن بن محمد بن علی بن ابی طالب (علی بن ابی طالب) نے کہا کہ اسے صاحب الامر کے ساتھ اتصال حاصل ہے۔

۶۔ اس گم کردہ راہ فرقہ کے قدام کے ہیں بھی اس قسم کے قلعے ہیں محمد بن علی بن حسین بن محمد بن ابی طالب نے بھی صاحب زمان کے خط سے کچھ چیزیں پیش کی ہیں، سب اسی قسم کے مخرقات سے ہیں ان محققوں کا لگان ہے کہ محمد بن علی مشکہ مسائل میں سے ایک مسئلہ کھڑے شہر قم سے باہر ایک درخت کے سوا رخ میں رکھا گیا تھا، ایک دن اور رات کے بعد اس کا مذکی پشت پر اس کا جواب نکال جاتا، اس سے ان کو یقین ہو جاتا کہ یہ خط صاحب زمان کا ہے، حالانکہ یہ محض ان کے خیال کی اختراعی بات ہے، انہوں پر انہوں نے اپنے دین کی بارگاہی ہوئی ہے۔

اسی قسم کے غور و ملاحظہ اور میں وہ خطوط بھی ہیں جو بدکرداروں نے خود کھڑے کھڑے ان کی طرف منسوب کئے کہ انہوں نے مسائل کے جواب میں انہوں نے تحریر کئے تھے، یہ بھی ان خطوط کو توافقی کے وقت صحیح حدیث پر مبالغہ جکتے ہیں، ہوسکا کہ ابن ابی طالب نے ایک توفیقی مسئلہ میں ابو محمد بن علی کے خط سے استدلال کیا ہے، حالانکہ کتاب کلمی میں امام جعفر صادق سے اس توفیق کے خلاف روایت موجود ہے، ابن ابی طالب کہتا ہے میں اس حدیث پر فتویٰ نہیں دیتا، بلکہ میں بن علی کا جو خط میرے پاس موجود ہے، اس پر فتویٰ دوں گا، یہ بے وقوف نہ جان سکا کہ اس میں بن علی کے خط کو کسی نے بچانا ہے، اگر شناخت ہوئی بھی ہے تو ایک خط دوسرے خط سے مشابہ ہو سکتا ہے۔

خلاصہ مقصود یہ ہے کہ ان کی روایات کا یہ حال ہے، اور ان کے مذہب کی بنا انہیں خرافات پر ہے، اور اس جماعت کی کتب حدیث و فقہ بھی لغویات سے پُر ہیں۔
شیعہ کی صحیح ترین کتب | اس جماعت کے نزدیک صحیح ترین چار کتابیں ہیں۔

۱۱۔ کافی تصنیف محمد بن یعقوب کلمی (۲) تمہذیب (۳) استبصار یہ دونوں

نیز طوسی جوڑے رقعہ دے ابن بابویہ سے روایت کرتا ہے، اس طرح مرتضیٰ سے
 اور وہ محمد بن نعمان سے حالہ شکر یہ درجی جوڑا ہے، اور لپٹے مذہب کی نصرت میں جوڑ
 بولنے کو جائز مانتا ہے۔

کلیتی کی موضوع روایات | کلیتی کی بعض روایات پر جو اس کے زعم میں صحیح سند سے مروی
 ہیں ابن بابویہ موضوع ہونے کا حکم لگاتا ہے، جیسا کہ احادیث تحریر قرآن و استقامت آیات
 اور اسی طرح علی نے بھی ان پر موضوع ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔

شیعوں کی کتب ہمال جرح و تعدیل | شیعوں کا محل غیر محقق روایات پر ہے اس لئے
 کے بارہ میں نا کافی اور مہمل ہیں، ان کے پاس جرح و تعدیل کی کوئی ایسی کتاب
 نہیں ہے جو رجال کے مکمل حالات قبل درود کو بیان کرے، کئی اشاعہ شری نے جو معتق
 صدی میں احوال رجال پر ایک نہایت مختصر کتاب تالیف کی، مگر اس سے کوئی ضرورت
 پوری نہیں ہوتی، متاخرین میں ابن حضار نے، مصنفہ، پر ایک کتاب تصنیف کی ہے
 نجاشی، ابو جعفر طوسی، جمال الدین، احمد بن طاووس، ابن مظہر، اتقی اللہ بن داؤد ان بزرگوں
 نے بھی جرح و تعدیل میں کتابیں تالیف کیں، مگر مہمل و ناقص و قدح اور توہمات
 سے خاموشی بہت ہے، کئی راوی پر مدح و قدح میں دو متضاد خبروں میں سے کسی ایک
 کو ترجیح دینے میں ان کا باہمی اختلاف ہے، جس سے حق و باطل کا امتیاز مستقود ہو گیا ہے،
 اور پھر ترجمہات میں کمزور و درجہ پیش کرتے ہیں، اسی لئے امامیہ میں سے صاحب الدلائل
 ان کی تقلید سے منع کرتا ہے،

نیز ان کی اسامہ رجال کی کتب میں علماء و رجال تصنیف کرتے ہیں، جیسا کہ ابو نصر درجہ
 نون کے ساتھ ہے، ابو بصیر (ربا کے ساتھ) کہتے ہیں، اور مزاحم درجہ مہملہ و جیم، کو
 مزاحم درجہ مستفوط و حاد مہملہ، کہتے ہیں۔

۱۔ رجال کئی ہیں، بارہوی میں مستشرقین میں طبع ہوئی، اس سے پاس مؤسسۃ اسلامیہ مطبوعات، کربلا کا چھپا
 ہوا نسخہ موجود ہے، صفحات ۲۵۰ اس کا مکمل نام سرگزشتہ القلیں من ائمہ العبادۃ، قلیں ہے، تالیف ابو
 عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن ابی کثیر۔

جہاں دو دلاویں کے نام اور ان کے باپ کے نام متفق ہو گئے، ان کے درمیان امتیاز نہیں کیا جاتا، مثلاً محمد بن قیس چار غصوں کے نام میں مشترک ہے، دو کو ثقہ جانتے ہیں، محمد بن قیس، اسدی بنی نصیر اور محمد بن قیس، بجلی کو ایک کو محدث کہتے ہیں یعنی محمد بن قیس اسدی مولیٰ بنی نصیر کو اور ایک کو ضعیف یعنی محمد بن قیس ابو احمد یہ تمام فیصلے معض اپنے گمان اور تہذیب سے کرتے ہیں، بلا تحقیق، ابن بابویر محمد بن قیس سے بہت روایتیں لاتا ہے، مگر امتیاز نہیں کرتا کہ کس جگہ ان چار میں سے کون سا دلاوی ہے، اس فرقہ کی احادیث ان کے اپنے مذہب کی رو سے بھی قابل اعتناء نہ ہیں، اس نے کتب و روایت کیلئے راوی کی عدالت شرط ہے۔

ان کے متقدمین رجال کے حالات پر بحث کئے بغیر طب دیالسی پر عمل کرتے رہے، اہل سنت کی تقلید کر کے متاخرین نے اگرچہ رجال پر بحث کی ہے، مگر حق و باطل کے مابین امتیاز وہ بھی نہ کر سکے، اگر امتیاز ہو جاتا، اور باطل کو ترک کر دیتے تو اہمیر کا مذہب کلی طور پر نہیں ترک کرنا پڑتا، نامچا پر متقدمین کی روایات پر ہی عمل کرنا پڑا۔ اور اس بات سے استدلال کیا کہ ہمارے اصحاب متقدمین کا ان پر عمل ہے، لہذا اجماع ہیں۔ درحقیقت ان خرافات پر مذہب کی بنا بلا دلیل ہے۔ اور معض تہاں خواہش نفس۔

رفض کی ابتدا اور رخص کی ابتدا متعین نے دین اسلام ختم کرنے کے لئے رکھی تھی، اس کے حقیقی مقاصد | عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا، ظاہر اس نے اسلام قبول کر لیا، مگر وہ حقیقت منافق تھا، اہل اسلام طبعی طور پر محبت اہل بیت کے ساتھ لگاؤ رکھتے تھے، محبت اہل بیت کو فریاد بنا کر اس نے لوگوں کو گمراہی میں ڈالا، حضرت علیؑ کے لئے الوہیت ثابت کی، غالی شیعہ رسالت خدا کا معنی اور مال حضرت علیؑ

ملا، یہاں کئی مشافہ ہیں، جو عبداللہ بن سبا کی بدعت کا دعویٰ تھا، اور کہا حضرت علیؑ نے دین اسلام ختم کر دیا، یہ سلسلہ میں ہے بعض میں ہم کہتے ہیں، عبداللہ بن سبا جو خدا کا حامی ہو، اور دلاویت علیؑ کا اظہار کیا، اجماع علیؑ کے قول کو صبح ہے، جس سے اس نے حضرت علیؑ کی طرف سے اظہار بات کیا، اور ان کو گمراہ کیا، شیعہ کے خلاف اس کا یہاں کرنا ہے، مگر فضیلت و رخصت اس میں یہودیت ہے، ناجی۔

بذیرک اللہم لا اصفیک الا بما
وضعت بہ نفسك ولا
اشبهک بخلقک انت اهل
لکن خیر فلا تجعلی
مع القوم الظالمین +

کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں، اے اللہ میں
آپ کی وہی صفت کہوں گا جو آپ
نے اپنی نمائی ہے، مخلوق کے ساتھ
آپ کی مشابہت نہ دوں گا آپ ہر
خیر کے اہل ہیں، مجھے ظالم قوم کے
ساتھ نہ بنا۔

وحدثني ايضا عن الحسن بن
عبد الرحمن الحماني قال قلت
لأبي الحسن موسى بن جعفر
الكاظمي ان هشام بن الحكم
يزعم ان الله جسم قال قاتل الله
اما علم ان الجسم محدود ومعاذ الله
وابداً الى الله من هذا القول -

حسن بن عبد الرحمن الحماني سے
مروی ہے، اس نے ابو الحسن
موسیٰ کاظم سے پوچھا ہشام بن حکم
کہتا ہے، اللہ تعالیٰ جسم ہے، فرمایا
خدا اس پر لعنت کرے، کیا نہیں جانتا
جسم محدود ہے، خدا کی پناہ میں اس
قول سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔

وحدثني ايضا عن محمد بن عوف بن القاسم
الذي قال كتبت الى ابي الحسن
اسأله عما قال هشام بن الحكم
في الجسم وهشام بن سالم
في الصفة فكتبتم عنك حيرة
الحيران واستعد بالله من
الشیطان ليس القول ما قال
الهشامان +

محمد بن افریق سے مروی ہے،
کہتا ہے، میں نے ابو الحسن کو لکھا اور
پوچھا ہشام بن حکم کا قول جسم میں اور
ہشام بن سالم کا قول صفة میں
کیا ہے، تو انہوں نے جواب میں
لکھا، حیران کی حیرت کو ترک کر۔
شیطان سے خدا کی حفاظت طلب
کر، دونوں ہشاموں کی بات غلط ہے۔

الحسن بن عوف بن القاسم -

الحسن بن عوف بن القاسم -

زید بن علی بن حسین نے ہشام اہل کو کہا۔

اے اہل تھے خلا سے شرم نہیں آتی، میرے باپ سے تم ایسی روایتیں بیان کرتے ہو جن سے میرا باپ بے زار ہے، اہل نے کہا: زید نام نہیں، بلکہ امام اس کا سہائی محمد ہے زید نے کہا: اے اہل میرے باپ نے تھے مسائل دین سکھائے، میرے ساتھ اتنا عجب تھی، کہ عمر سرور کے میرے منہ میں ڈالتا تھا۔ کیا میرے لئے دوزخ کو پسند کرنا تھا۔
ردوہ الکلیفی من الامامین

اس طرح کے دیگر اقوال جن سے ائمہ کی ان منافقین سے برائت آشکارا ہے، کتب امیر میں مذکور ہیں۔

ان حقائق کے ہوتے امامیہ اپنی کتابوں میں انہیں منافقین سے سند پڑتے ہیں اور ان سے ائمہ کی روایات نقل کرتے ہیں۔

یزان کی کتابوں میں مروی ہے، کہ جب زید بن علی بن حسین نے خلافت کا مطالبہ کیا، اور ایک کثیر جماعت اس کے ساتھ ہو گئی، امیر عراقین یوسف بن عمرو ثقفی نے ان کے ساتھ عمارت کئے، کوہ سے پانچ ہزار اشخاص آئے منافقوں کے ہیکلے سے شیخیں کے بارہ میں ان کے عقائد فاسد ہو چکے تھے، ان کو فیوں نے حضرت زید سے مطالبہ کیا، اگر تم ابو بکر و عمر سے برائت کا اظہار کرو تو ہم تمہاری مدد کریں گے، اور نہ ہم تھے چھوڑ دیں گے، حضرت زید نے جواب دیا میں ابو بکر و عمر سے برائت کا ہرگز اظہار نہ کروں گا، بلکہ ان سے محبت رکھوں گا، اس لئے کہ میرا والد علی بن حسین ان سے دوستی رکھتا تھا، اور ان کا ذکر مولے اچھائی کے نہ کرتا تھا، کلمہ کھلا بھی اور پڑھو بھی۔
کو فیوں نے کہا پھر تم تھے چھوڑ دیں گے، زید نے فرمایا۔

اذھبوا فانتم المواقفہ جہاد تم راضی ہو۔

اس وقت اہل کوہ حضرت زید کی رفاقت سے برگشتہ ہو گئے، اور ان کا

۱۔ اتفاق کے موافق فرق کے ساتھ، گھٹو، بول کئی میں عمر بن علی صاحب طاق اور زید بن علی کے تابعین متعلق ہے، جہاں کئی صفحہ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۔

روافض کے اسلاف میں سے ایک شخص ہے زکریا بن ابیہیم نصرانی، یہ شخص نصاریٰ میں خود کو نصرانی دیکھائی اظاہر کرتا تھا اور شیعوں میں حسب اہل بیت بن جاتا۔ مطامن صحابہؓ اور معاصب انصاف مطہرت ذکر کرتا رہتا۔

اس کے بعد ایک اور شخص سر قتی نامی لائے پیدا ہوا جسے یہ لوگ علم الہدی کا لقب دیتے تھے، دروغ و باطل سے پرکھیں تصنیف کیں نصرانی کی نسبت اپنے ہاتھ لگاتا رہا اس کا شیخ جھوٹے دھرم کا مدعی اس سے بھی پیدا اور تخت تھا یہ ہے مذہب روافض کا نسب نامہ۔

شیعہ تفسیر کے | چونکہ ان کی تمام روایات اہل بیتؑ کے خلاف تھیں، کیونکہ قائل کیں ہوئے؛ | امیر المومنین علیؑ اور ان کے فرزند ہدایت و رشد کے امام جمہور صحابہؓ کے موافق روایت کرتے ہیں، اس کا انکار کرنا بھی ان کے لئے محال تھا۔ کراموں کی یہ احادیث خود امامیہ نے نقل کی ہیں، اپنے باطل مذہب کی حفاظت کے لئے وجہ تفسیر کا اصول انہیں لگانا پڑا، یعنی اماموں کی یہ احادیث مبنی بر تفسیر ہیں، اگر یہ لوگ تفسیر کے قائل نہ ہوتے ان کے مذہب کا بطلان خود ان کی اپنی روایات سے لازم آتا اب مذہب روافض کے بطلان کے لئے تفسیر کا بطلان ثابت کرنا چاہیے کہ ان کے لئے کوئی گنجائش قرار باقی نہ رہے۔

تفسیر کے بارے میں	روافض کا ادعا ہے کہ تفسیر غیر وہی اور امام پر واجب ہے، اور
شیعہ کا موقف	امت کے ائمہ پر بھی اس دعویٰ پر کوئی حائل پیش کرتے ہیں۔
پہلی دلیل، قال قال ابو عبد اللہ	ابو عبد اللہ فرماتے ہیں، تفسیر اللہ
ان التفسیر من دین اللہ قلت	کے دین سے ہے، میں نے کہا، اللہ
من دین اللہ قال واللہ من	کے دین سے ہے؟ فرمایا ہاں اللہ کے دین
دین اللہ، ولقد قال یوسف علیہ	سے ہے، یوسف علیہ السلام نے
السلام ایبتھا العماکم لسلوون	فرمایا اے قافلہ والو تم پھر ہو ملاح
واللہ ما کانوا سرقیا شیئا ولقد قال	انہوں نے کوئی چیز نہ چرائی تھی۔

ابراہیمؑ کی سقیمہ و اللہ ماکان
سقیمہ۔
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں بیمار
ہوں، حالانکہ وہ بیمار نہ تھے۔

(کلینی از ابی نصیب)

دوسری دلیل۔ انا سئل عن ابی
عبد اللہ حل کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یسقی قال
اما بعد نزول والہ یصعبک
من الناس فلا (ابن ابی یوسف)
ابو عبد اللہ سے پوچھا گیا، کیا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تقیہ
کرتے تھے، فرمایا آیت "واللہ
یصعبک من الناس" کے نزول
کے بعد نہیں۔

تیسری دلیل۔ قال قال ابو عبد اللہ جعفر
بن محمد الصادق یا ابا عبد اللہ
احسان الدین فی التقیۃ ولادین لمن
لا تقیۃ لہ (صاحب محاسن)
ابو عبد اللہ جعفر بن محمد صادق
نے کہا اے ابو عبد اللہ دین کا نالوں
حصہ تقیہ میں ہے، جو تقیہ نہیں کرتا
وہ بے دین ہے،

تقیہ کی فضیلت اور اس کے ایجاب میں اس طرح اور بھی ثبوت آثار نقل کرتے ہیں۔
چوتھی دلیل۔ ان اکرمکھ عند اللہ
اتقیکہ۔
اللہ کے نزدیک باعزت وہ ہے
جو تقیہ بہت کرے۔

کہے ہیں۔ اتقی تقیہ سے شوق ہے
پانچویں دلیل۔ کلینی وغیرہ ہمامؒ سے روایت ہے۔
ابی عبد اللہ روایت کرتا ہے کہ آیت۔

ویداؤن بالحسنۃ النسیئۃ
میں حسنہ سے مراد تقیہ ہے۔
مسند احمد بن حنبلہ ۱۲/۱۲۱ - ۱۲۱ - ۱۲۱

۱۔ اصل کافی مسئلہ کتاب ایمان و کفر باب التقیہ۔
۲۔ عاقل و صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۱ - ۱۲۱ - ۱۲۱
۳۔ اصل کافی ۱۲۱ - ۱۲۱ - ۱۲۱

وَيُخْشَوْنَ وَلَا يُخْشَوْنَ
احد الا الله (الاحزاب ۳۹)
ہیں، اور اسی سے ڈرتے ہیں، اس
کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔
اور ایمان داروں کی طرح میں فرماتا ہے۔

يَا هَدَادُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَلَا يَجْنَا فَوْنَ لَوْمَةٍ إِلَّا شَرًّا
(المائدہ ۵۴)
جہا ہدایوں فی سبیل اللہ
ولا یجنا فون لومۃ الا شر۔
اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں،
اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے
نہیں ڈرتے۔
نیز فرماتا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَامِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
(آل عمران ۱۱۰)
کنتم خیر امتہ اخرجت للناس
تامرون بالمعروف وتنہون
عن المنکر وتؤمنون باللہ۔
تم بہترین امت ہو لوگوں کے لئے
نکالے گئے ہو، اچھائی کا حکم کرتے
ہو، اور برائی سے روکتے ہو، اور
اللہ پر ایمان رکھتے ہو،

توسرو نبیاً و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قائد مومنین کیسے غیر خدا
سے مخالفت ہو کر فریضہ تبلیغ شریعت ترک کر سکتے ہیں! سبحانک ظلمت ابھتا ہے عظیم
۱۴۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ
(مدثر آیت ۱)
یا ایہا المدثر قم فانذر۔
اے چادر اوڑھنے والے مٹھو
اور اٹھ اٹھو۔

وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ (الشعرا ۱۸۸)
قریبی رشتہ داروں کو ڈرا۔
ابتداء اسلام کے اس دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر تکالیف ادا
میں میں ہوا داشت کہیں کہ احاطہ بیان سے باہر ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت شامل حال
نہ ہوتی تو کفار آپ کے قتل میں یقین نہ کرتے، اور شاہد باری تعالیٰ ہے۔

وَأَذِّنْ صَرْفَ الْمَدِينِ كَقَوْلِهِ
لِيَتَّبِعُونَكَ أَوْ يَنْتَحِلُوا
يَخْرُجُونَ وَيُحْكَمُونَ وَيُحْكَمُونَ
آپ کے ساتھ کافر لوگ فریب
کہہ رہے تھے، کہ آپ کو قید کر دیں
یا قتل کر دیں، یا کال دیں، وہ بھی

فَلَمَّا تَعَبَتُونَ الْبَنِيَاءَ اللَّهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَنْتَقِظَ مَوْعِنُهُمْ : قَتْلُكَ رَبِّهِ هُوَ الْإِيمَانُ رَكْعَتُهُ
(البقرة ۹۱) ہو۔

عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے، ان میں سے کسی نے بھی تقیہ نہ کیا۔ حضرت علیؑ کی مدد پر ان کے ساتھ جنگ ہوئی، ان کو شام کی گوری سے تبدیل کیا۔ حالانکہ حضرت من نے مشورہ دیا تھا کہ انہیں تبدیل نہ کریں، کیونکہ ہمیں اس کی خفیہ سازشوں کا اندیشہ ہے، ابن عباسؓ نے فرمایا فی الحال اسے بجا ل کر دیں، ایک ماہ بعد تبدیل کر دینا، مگر حضرت علیؑ نے ان کے مشورے قبول نہ فرمائے، اور کہا وہ اکنث مخذئ المصلین عسدا۔ روافض کی روایات میں اسی طرح ہے۔

اس طرح حسین بن علیؑ نے زید کے ساتھ لڑائی کی اور شہید ہو گئے، اگر یہ بزرگ تقیہ فرماتے تو نوبت اس حد تک نہ پہنچتی، اب ہم شیعوں کے ائمہ کے آثار نقل کرتے ہیں، جو تقیہ کی فنی پروالات کرتے ہیں۔

روایات ائمہ شیعہ بر لطلان تقیہ

قال امیر المؤمنین ابی وائلہ لولقیہ واحد اودھم طلاع الارض کلہا ما بالیت فلا استوحشت وافی من ضلالتہم الی ہضفید الہدی الذی انا علیہ لعل بصیرۃ من نفسی ویقین من ربی وافی الی لقاء اللہ لمحاسنہ و الحسن ثوابہ لمنظرہ ماہ - ذکرۃ الرحمی فی شہرہ البلاغۃ۔

علیؑ نے فرمایا میں اگر اکیلا رہا اور وہ تمام زمین پر ہوں، میں پرواہ نہ کروں گا اور شوشت محسوس نہ کروں گا میں ان کی بے راہ روی پر اور اپنی راستگی پر پوری بصیرت پر ہوں اور مجھے رب کی طرف سے یقین حاصل ہے، میں اللہ کی نعمت کا محتاج اور اس کے اچھے ثواب کا منتظر ہوں۔

لہ من شہرہ ۱۰۰

جب علیؑ تنہا تھے کوئی خوف و خطر دل میں نہ لائے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ابو ثواب کے امید و لرزہ ہے، تفسیر کیوں کرتے،

۲۔ تفسیر اپنی جان کے خوف کی وجہ سے ہو سکتا ہے، یا کسی جہانی اذیت کے اندیشہ
سے مگر امام پر اپنے اختیار سے موت واقع ہوتی ہے یہی اگر کلینی نے روایت کیا ہے۔
اور تالیف اسکا الٹی میں جہانی اذیت برداشت کرنا بہت بڑے ثواب کا موجب ہوتی
ہے، یہ تو ایک قابل تعریف بات ہے اور شانور بانی ہے۔

لا یضییہم ظمأ ولا نصب ولا مخمصة
فی سبیل اللہ ولا یطعون موطئا
لیفیظ الکفار ولا ینالون من عداو
ضیلا الا کتب لہم عمل صالح
ان اللہ لا یضییع اجر المحسنین
ولا ینفقون نفقة صغیرة
ولا کبیرة ولا یقطعون داریا
الا کتب لہم لیجزيہم اللہ احسن
ما کانوا یعملون۔

نہیں پہنچتی انہیں پیاس اور محنت
اور جھوک الشری راہ میں اور نہیں چلتے
ایسی جگہ کہ گناہ کو غصہ میں لائے، اور
نہیں لپکتے دشمن سے کھدین مگاس
کے سبب سے ان کے لئے صالح
عمل لکھا جاتا ہے، اللہ نیک کریموں
کا ثواب نہ لٹے نہ بھرتا، اور نہیں خرچہ
کرتے سوائے حق و باطل اور نہیں طے کرتے
کوئی داری مگر ان کے لئے لکھ لیا
جاتا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اچھے
عملوں کا بدلہ عطا فرمائے۔

(التوبة ۱۲۰-۱۲۱)

۳۔ عباسی نژاد بن امین سے روایت کرتا ہے وہ اپنی بکریاں سے کہتا ہے۔

توضأ من حل فسم علی خفیفہ
فداخل المسجد فصبلی فجاء علی
فوطأ رقبته وقال ویلک الضعیف
علی غیر وضوء فقال امرؤی عمر

ایک شخص نے وضو کیا اور مسجد میں
پر مس کیا مسجد میں آیا، اور نماز شروع
کی، علیؑ نے اس کی گردن پر ہاتھ
رکھا، اور کہا افسوس بے وضو کئے تو

لکھو میری موت، میں نے وضو نہیں کیا اور میری گردن پر ہاتھ رکھا تو کہہ دیا افسوس

بن الخطاب فاخذ بيده فانهى
 به اليه فقال ونظر ماذا
 يقول هذا عندك وساقه
 صوته على عمر فقال انا
 امرت۔

نماز پڑھتا ہے، اس شخص نے کہا مجھے
 عمر بن الخطاب نے اس کا حکم دیا ہے، علیؓ
 اس کا ہاتھ پکڑا، اور عمرؓ کے پاس لے آیا
 اور کہا یہ شخص کیا کہتا ہے، عمرؓ پر آواز
 اونچی کی عمرؓ نے جواب دیا میں نے
 اسے حکم دیا ہے۔

اگر فقیر فرض ہوتا علیؓ اس نمازی کی گردن نہ روندتا اور نہ کہتا کہ تو نے بغیر وضو
 کے نماز پڑھی ہے، اور عمر بن الخطاب پر اونچی آواز نہ کرتا۔

۴۔ راوندی مسلمان فارسی سے روایت کرتا ہے، کہ علیؓ کو پتہ چلا کہ عمرؓ نے اس
 کے گروہ کا برائی کے ساتھ تذکرہ کیا ہے، مدینہ کے ایک بارغ کے قریب عمرؓ کے سامنے
 نمودار ہوئے علیؓ کے ہاتھ میں کمان تھی علیؓ نے کہا مجھے اطلاع ہوئی ہے، تو میرے شیطان
 کا ہلنی کے ساتھ ذکر کرتا ہے، عمرؓ نے سخت جواب دیا، تو علیؓ نے اپنی کمان زمین پر مادی
 وہ کمان اژدہ بن گئی، اور منہ کھول کر عمرؓ کی طرف جڑھی عمرؓ نے کہا اے ابوالحسن خدا کا
 واسطہ کیا کر رہے ہو، میں آئندہ ایسا نہ کروں گا، اور علیؓ نے آگے عاجزی کا اظہار کیا
 علیؓ نے اژدہ کو ہاتھ سے پکڑا، وہ پھر کمان بن گئی، عمرؓ دشت زدہ ہو کر گھر گئے، مسلمان
 فرماتے ہیں حالت کے وقت علیؓ نے مجھے طلب کیا، اور فرمایا، عمرؓ کے پاس جانا، مشرق کی
 طرف سے اس کے پاس مل آیا ہے، اور وہ اسے بند کرنا چاہتا ہے، اسے کہو بند نہ کرے،
 اور مستحقین میں تقسیم کرے، ورنہ میں تجھے شرمندہ کروں گا، مسلمان نے یہ سنا کہ پہنچا دیا،
 عمرؓ نے کہا علیؓ کو کیسے پتہ چل گیا، مسلمان نے کہا علیؓ سے کیا چیز پوشیدہ ہے، عمرؓ نے
 مسلمان سے کہا علیؓ جاؤ کر رہے مجھے تیرے ساتھ بھڑوی ہے تو اس سے جدا ہو جاؤ اور
 ہمارا ساتھ دے، مسلمان نے کہا ایسے نہیں ہو سکتا، علیؓ اسرار دین نبوت کا شفا سا ہے،
 تو نے جو کچھ دیکھا اس کے پاس اس سے بھی زیادہ ہے، عمرؓ نے کہا علیؓ کے پاس
 جلاؤ، اور کہو میں تیرے حکم قبول کرتا ہوں، مسلمان کہتے ہیں، علیؓ کے پاس گیا تو میرے

بوسنے سے پہلے میرے اور عمر کے مابین ساری گفتگو بیان کر دی،
 علیؑ نے کہا ہے عمر کے دل پر اس اثر کا خوف موت کے وقت تک رہا کرتا ہے
 و کتاب الفرائض والخراج للقطب الدین راوندی)

اگر یہ اثر صحیح ہے تو معلوم ہوا علیؑ اُتقیہ نہ کرتے تھے، اور حضرت عمرؓ کے شیعیان
 علیؑ کو برائی کے ساتھ ذکر کرنے پر علیؑ ان عمرؓ کے ساتھ معاملہ نہ کرتے، اور پھر عمرؓ کے
 پاس ایسا پیغام نہ بھیج سکے کہ مال کو تقسیم کر دو، ورنہ میں تمہیں شرمندہ کر دوں گا، جس
 شخص کے پاس اس قدر قوت ہے، اور مخالف کے دل میں موت تک جس کا خوف طاری
 رہا ہے، وہ اُتقیہ کیوں کرے؟ قوت علیؑ خور مغربی عمرؓ کی ان مذکورہ شئی روایات کے باوجود
 عمرؓ کے دور خلافت میں علیؑ کے اکثر اقوال و افعال کو رد و منقش اُتقیہ پر عمل کرتے ہیں، کہتے
 ہیں عمرؓ نے علیؑ کی لڑائی زبردستی میں لیں لی تھی، اور علیؑ اُتقیہ کی بنا پر دم نہ مار سکے،
 لعنة اللہ علی الکاذبین۔

قابل خود روایت ہے کہ اپنے چند آدمیوں کے بارہ میں (مبینہ) بد گوئی پر تو کتنا
 ناراضگی کا اظہار کیا، اور کہاں کو اثر دیا، مگر اپنی لڑائی کے غضب پر دم نہ مار سکے
 حالانکہ معمولی وجہ کے لوگ بھی ایسے حادثہ کو گوارا نہیں کرتے، وہ حقیقت یہ در تمام
 (داستان ہراتی) دروغ گوئے (حافظہ نہ باشد کامصدق ہے۔

سلحہ ثاب صحابہؓ کے بارہ میں دیگر روایات کا طرح یہ روایت بھی موقوف ہے لہذا صحیح
 سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؑ کے حالات و گفتگوات میں روایات کہ دونوں
 میں در حد حدیث، مرثد و حالی کے مابین مطابقت تھے، مگر نہ مذکورہ الصدور روایات آیت
 رحمداد بنیم کے خلاف ہیں، لہذا باطل ہیں، امام ابو عبد اللہؒ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما د ا فحق کتاب اللہ فحق ذمہ و ما
 خالف کتاب اللہ فمخلف
 (اصول کافی ص ۳۲)

امام ابو عبد اللہؒ فرماتے ہیں۔
 کل شیء مرده و انی الکتاب و
 السنۃ و کل حدیث لا ینافی حق
 کتاب اللہ فهو منہ و حق (اصول کافی ص ۳۲)

ہر چیز مرده کتاب و سنت کی طرف لوٹائی
 جائے، جو بات کتاب اللہ کے موافق نہ
 ہے وہ مرده ہوئی ہے۔

انہوں نے اپنے بیٹے موسیٰ کو کتاب خواجہ کی اور موسیٰ یہ کتاب اس کو دے گا، جو اس کے بعد آنے کا امدی تک یہی سلسلہ رہے گا انتہی۔
مساوین کثیر ازانی عبد اللہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ پانچویں مہر میں جو کہ مختصر کے لئے تھی۔ لکھا تھا۔

قل الخنی فی الامس والیوم ولا
حق کبر، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈر۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد باقر اور جعفر صادق کے لئے لقیہ کرنا جائز نہ تھا ان دونوں بزرگوں کے جن اقوال و افعال میں روافض لقیہ کے قائل ہیں سرسرقط ہے ان دونوں کے اقوال اہل سنت کے طریق سے بھی ثابت ہیں اور روافض کی اسانید سے بھی جن سے رافضیوں کے مذہب کا بطلان ثابت ہوتا ہے جیسا کہ محمد باقر نے جو کچھ کے بارہ میں فرمایا۔

نعم الصدیق فمن لم یقل له
الصدیق فلا صدق الله قوله فی
ہاں وہ صدیق ہے جو اسے صدیق
نہ کہے خدا دنیا اور آخرت میں اس
کے قول کی تصدیق نہ فرماتے۔
الدنیا والآخرۃ۔

اور جعفر صادق نے فرمایا طوریہ کہا۔

ولد فی الجہنم موتین۔
مجھے ابو بکر نے دو بار پیدا کیا ہے۔

۶۔ سلیم بن ہلالی نے اپنی کتاب میں ایک ایسی روایت درج کی ہے، جس کا ترجمہ

۱۔ اصل کافی ص ۱۲۷۔
کلف الخمر منق۔ نیز اسی کتاب کے اسی صفحہ پر ہے، محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب
اسام عبد اللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب واسم ولده جعفر بن محمد بن جعفر واسم ام فروة بنت القاسم بن
محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، یعنی محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب واسم ام فروة بنت القاسم بن
ان کے دو گے جعفر اور عبد اللہ بن علی بن ابی طالب واسم ام فروة بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق
ہے، اس شخص روایت سے ابراہیم بن محمد کی حاضری کی روایت کے ساتھ قرابت و رشتہ داری بھی ثابت ہے
اور یہی کو حاضری ابوبکر کا لقب فرعون ہے۔

۲۔ روایت بھی کسی مستند سند کے کسی معتبر کتاب حدیث میں موجود نہ ہے۔

”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، اور لوگوں نے ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، تو علیؓ نے فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ کو ساتھ لے کر مہاجرین، انصار اور اہل بدر کے ہاں گئے، اور ان سے مدد طلب کی، ان میں سے کسی نے علیؓ کی امارت کو قبول نہ کیا، سوائے چار شخصوں کے، زبیر، ابوذر، مقداد اور سلمان“۔

نیز ابان بن عیاش نے سلیم بن قیس کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ:-

”جب لوگوں نے ابو بکرؓ کے ساتھ بیعت کر لی، ابو بکرؓ نے قنفذ کو علیؓ کے پاس بھیجا، اور کہا کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو جاؤ۔ قنفذ علیؓ کے پاس گیا، اور پیغام دیا، تو علیؓ نے جواب میں کہا، کتنا جلدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتے ہیں، اور مرتد ہو گئے ہیں، خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سوا کسی کو خلیفہ نہیں بنایا ہے۔“

جب علیؓ ابو بکرؓ کے پاس حاضر نہ ہوا، تو عمرؓ غضبناک ہو گیا، اور علیؓ کا دروازہ جلا دیا، فاطمہؓ آئی اور ندا کی یا اتاہ یا رسول اللہ۔

عمرؓ نے ملو اور شانؓ اور اس کی چادر پر ماری، علیؓ نے عمرؓ کو پکڑا اور اسے جھنجھوڑا، عمرؓ نے علیؓ کو کہا، ابو بکرؓ کی بیعت کرو، علیؓ نے جواب دیا، اگر بیعت نہ کروں تو عمرؓ نے کہا تو تیری گردن اڑادی جائیگی، علیؓ نے کہا تو جھوٹ کہہ رہا ہے، خدا کی قسم اس پر کوئی بھی قدرت نہیں رکھتا، اس میرے دوست اور مددگار کم ہیں۔“

یہ قصہ صراحۃً فقیر کا بطلان کر رہا ہے، اس لئے کہ اگر علیؓ حقیقہ کرتا، مہاجرین اور انصار کے ایک ایک گھر میں نہ جاتا، ابو بکرؓ کے بیٹے پر حاضر ہو جاتا، اور بلا توقف بیعت کر لیتا، تسمیہ طرہ اپنی مخالفت کا اظہار نہ کرتا، عمرؓ کے ساتھ کشتی نہ کرتا، قصہ کے آخری الفاظ تو فقیر کے اعلیٰ ہونے پر صاف صریح پر دل ہیں، نیز اس سے امامیہ کے اس نظریہ کی بھی تکذیب ہو گئی کہ علیؓ نے اپنا حق اس لئے ترک کر دیا تھا کہ انہیں قدرت حاصل نہیں تھی، جیسا کہ قصہ کے اول سے معلوم ہو رہا ہے، کہ مہاجرین اور انصار میں سے صرف چار شخص علیؓ کے ساتھ ہوئے، مگر قصہ کے یہ آخری الفاظ رد علیؓ عمرؓ کا گفت کر گردن زبون

دروغ گفتی تم چند کسے این قدرت ندارد و الخ ۱۵

دل میں کر ملی مقابلہ کی قدرت رکھتے تھے، اور خلافت حاصل کرنے قدرت بھی تھی، اس بار وہیں ایک اور اثر بھی مایہ، علیؑ سے روایت کیا کرتے ہیں کہ علیؑ نے عمرؓ سے کہا۔

لوکا عهد الی حبیبی لا اخوندہ اگر میرے حبیب ایک عہد نہ ہوتا جس کی
لعلیت من اخضعف ناھما میں خیانت نہیں کرتا چاہتا تو جان لینا کہ عداوت
واقلا عدا۱۔ کس کے منہ سے یہی اور نفی کس کی کم ہے

اس روایت سے معلوم ہوا کہ علیؑ کو مقابلہ کی قدرت حاصل تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ علیؑ نے ابو بکرؓ کی بیعت حق واضح ہونے کے بعد کی ہے، اناذراہ تغیر۔
ان محققوں کی بناوٹی روایتیں بعض بعض کی تکذیب کرتی ہیں۔

۲۔ محمد بن سنان نے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے عمرؓ کو کہا اے مغرور میں تجھے
ابن ام مہدی کے غلام کے ہاتھوں مقتول دیکھتا ہوں کہ تو قاتلانہ فیصلے کرتا ہے، اسے
تیرے قتل کی توفیق ملے گی، اور وہ اسی سبب سے بہشت میں جائیگا۔

نیز محمد بن سنان وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنینؑ نے عمرؓ سے کہا کہ تو اور میرا
ساتھی یعنی ابو بکرؓ سنی اللہ علیہ وسلم کی ہمایلی سے باہر نکالے جاؤ گے، ایک خشک
درخت کی شاخوں پر اٹھائے جاؤ گے، وہ درخت سبز ہو جائے گا، اور تمہارے ساتھی فتنہ
میں جا پڑیں گے، ایک آگ نوردار ہوگی جو ابلاہیمؑ پر دھام ستی، جنہیں اس میں ڈالا جالے گا،
تم راکھ بن جاؤ گے، اور ایک آندھی چلے گی، جو تمہیں اڑا کر دریا میں ڈال دے گی۔ (۱)
لعن اللہ علی اسکا زبان (۱)۔

یہ روایت بھی بطلان تغیر پر دل ہے، اگر تغیر واجب ہوتا علیؑ کا عمرؓ سے یہ
تلخ باتیں کیوں کہتے۔

۳۔ امام شافعیؒ کا جتنے صحابہ میں روایات کو اس سے ثابت نہیں کیا ان میں عمرؓ کی بناوٹی ہیں، اس پر شافعی کے
فقہ نے سخت تنقید کی، اور یہی ہے کہ جب ان کے ان روایات کی جگہ پر اس سے معلوم ہوا کہ علیؑ نے تغیر
کرنے کی ہدایت میں تھے، وہ تغیر کیا، انھما حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کا سہارا کرنا، ان کی قرین کرنا، اور عداوت
کوشش کرنا، اور وہ تغیر نہ تھا، بلکہ قرین و ساتھی کہہ چکے۔ (۲)۔

۸۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک تو اتر سے اور شیعہ کی صحیح روایت میں ثابت ہے کہ امامیر الزمینی اکثر اجتہادی مسائل میں خلفاء راشدین کی مخالفت کرتے تھان سے مناظرہ کرتے تھے نہ اگر تفسیر واجب ہو تا مناظرہ نہ کرتے۔

۹۔ شیعہ تو اتر کا دعویٰ کرتے ہیں امام اہل سنت کے ہاں بھی یہ ثابت ہے کہ علیؑ نے کہا فائدہ بخش جھوٹ پر سچائی اختیار کرنا ایمان کی علامت ہے۔
بیخ البلانۃ میں ہے۔

علامۃ الایمان ان توکل الصدق
حین یجہزک علی الملکین یحین
نعمان کا اندیشہ اور جھوٹ میں نفع
کی امید ہو تو پرچہ کا شمار کرے۔

یہ قول نفی تفسیر میں صریح ہے۔

۱۰۔ بیخ البلانۃ میں بھی روایت کرتا ہے۔

الاموال لہا وف والذہی عن الملک
لایقر بان من اجل ولا یتقصا
من سارق و افضل ذلک کلمۃ
عدل عند امام جائز۔
امچانی کا حکم کرنا برائی سے روکنا
موت قریب نہیں کرتے، اور نہ رزق
میں کمی کرتے ہیں۔ ظالم امام کے
سلطنتی کلمہ عدل کہنا اس سے افضل
ہے۔

یہ روایت بھی تفسیر کی فضیلت کی نفی کرتی ہے، یہ تمام دلائل، قرآن پاک اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور مغتریوں کی روایات سے پیش کئے گئے ہیں مان سے علحدہ عقلی دلیل کا بھی یہی تقاضا ہے کہ ان فی عقل اور ضمیر کا فیصلہ ہے کہ تفسیر ایک باطل طریق ہے، علیؑ اور ان کی اولاد حق کے محبوب اور دوست تھے، اور صفات کمال سے متصف، حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وللہ العزۃ والرسول للہدۃ
ولکن المنا فقین لا یعلمون۔
عزت اللہ کیلئے اور اس کے رسول اور
ایمان والوں کیلئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ تفسیر کرنا دعویٰ اور خوفِ کفر سے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افسوس اور بھوت ہے۔ ذلت اور بے عزتی کا متقاضی ہے، اور اگر ہم شیعہ اس حد تک کہ کفار زبردستی تفسیر کنندہ کی زندگی اٹھاتے جائیں، اور وہ اپنی جان کے ٹھڈے سے مزاحمت نہ کرے، تمام زندگی یہ ذلت اور غلامی قبول کرتا ہے، اور کوئی پشت تک یہی سلسلہ جاری رہے، انصاف پسند مسلمانوں کی عقل سلیم اسے قبول نہیں کرتی، انسانوں پر اللہ کی سرورانی اور عنایت کے اعتبار سے یہ لوگ خدا تعالیٰ پر واجب گردانتے ہیں، مگر وہ نصیب نام کرتا ہے۔

امام مقبرہ کرنا اور پھر تفسیر واجب گردینا لغو بات ہے، یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ امام مقبرہ کرے اور پھر اس پر یہ بھی واجب کر دے کہ حق ظاہر نہ کر، امام صدیقیوں تک لوگوں سے چھپا رہے، حکمت کے منافی ہے۔

دیکھئے ایک بادشاہ کسی ملکہ میں اپنا فرستادہ بھیجتا ہے، لیکن اس پر واجب کر دیتا ہے کہ بادشاہ کا حکم اپنے پاس چھپا رکھے، تمام زندگی کسی کو اطلاع نہ دے، الا اطلاع دے تو چند گنتی کے افراد کو وہ بھی خفیہ طور پر، کوئی عقل مند اس کو قبول نہ کرے گا، پھر فرستادہ کو جھوٹا کہا جائے گا، یا بادشاہ بے عقل ہو گا، وزیر خود اس میں حق تعالیٰ یا بادشاہ حکیم ہے، اور مذکورہ انداز کی امامت کا دعویٰ کرنے والا ہی جھوٹا ہے۔

نیز امامت کے لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح نص اور دعویٰ امامت اور اظہارِ سب سے شرط قرار دیتے ہیں، تفسیران سب کے منافی ہے، کیونکہ دعویٰ امامت کے بعد تفسیر کرنا دعویٰ امامت سے رجوع ہو جائے گا،

۱۔ مشہور مؤرخین نے بھی تاثر دیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے نہ بروستی حضرت علیؓ سے ان کی دختر کا ہاتھ ام کلثومؓ کا تاج پہنا دیا، لیکن فرعون کا بیٹا جو ۴۴۰ سال سے نبوت پر حکمرانی کر رہا تھا، اس پر آپ کے وہ تاثرات قابلِ عمل ہیں، جو عمرؓ کے صلحِ اہلِ بدر سے پہلے ابلاغِ صلح سے پہلے چلا گیا، سنہ ۱۱ھ کا ہوا کرے، دو گروں کا، شیخ و سیدھا گیا، بناری کا، یہ کیا قصہ سے پہلے چلا گیا، سنہ ۱۱ھ کو قائم کیا، یہ وہ واقعہ، عجیب وارنہ تھا، میر کو حاصل کیا، خیر سے پہلے چلا گیا، اللہ کی امامت کی، مکتوب میں اللہ سے شکر، انہما اس طرح غزوہ بدر میں اللہ کے ہر فتح پر ایک مشورہ میں عمرؓ کا اسلام اور مسلمانوں کا ملجا درج قرار دیا، دیکھئے، پہلے ابلاغِ صلح

دوسرا مقالہ

اہل سنت و جماعت کے عقائد کے اثبات اور مخالفین خصوصاً روافض کے مذہب کے ابطال میں۔

پہلی فصل اسباب علم کے بیان میں

اہل حق کہتے ہیں، بدائیت مثل کا فیصلہ ہے کہ حقائق ایسا ثابت ہیں اور ان کا علم ثابت، موسطانیہ جو کہ حقائق کی نفی کرتے ہیں، یا ان میں شک کرتے ہیں، ان کے لئے کوئی دلیل درج نہ ہوگی، ان کو لوگ سے جلا دیا جائے، اس کے مستحق ہیں۔

ظاہری اسباب علم کے موجود ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ علم دے دیتا ہے، اگر یہ اللہ کا قانون ہے، یہ نہیں کہ یہ اسباب تحقق علم کے لئے علت موجب ہیں، جیسا کہ حکما کا خیال ہے، اور نہ یہ کہ اسباب مؤثر علم میں، جیسا کہ معتزلہ اس کے قائل ہیں۔ اس لئے کہ ایک ممکن دوسرے ممکن کی علت نہیں بن سکتا۔ آگے اس کی تحقیق ہوگی۔

جميع ممکنات در جوہر ہوں یا أعراض امیان ہوں یا صفات، کا خالق ایک اللہ واجب الوجود ہے، جو کہ اپنے اختیار سے قائل ہے، نہ بہر اسباب، کہ عرض و صفت ہی سہی ایک ممکن ہے، کوئی چیز اس کا حقیقی سبب نہیں بن سکتی، سوا محال و لا یرید ذات حق کے، مستقر اسے معلوم ہوا ہے کہ نظر بہ ظاہر علم کے تین سبب ہوتے ہیں۔

۱۔ حس از حواس ظاہرہ [یعنی سمع، بصر، شہ، ذوق اور لمس کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ کسی مانع کی وجہ سے حس فلتی کر جاتی ہے، اور مفید علم یقین نہیں ہوتی، جیسا کہ صیغہ کا ایک کو دور دیکھتا ہے، اور صغریٰ بیٹھی چیز کو کڑوا پاتا ہے، لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے، عام طور پر مولف پیش نہیں آتے اسی وجہ سے حس کو علم یقین اور قطعیت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

۲۔ عقل [مطلوبہ اور معنی واضحی کہتے ہیں کہ عقل، علم کے اسباب سے نہیں ہے،

وہ عقل مندوں کے اختلاف کو دلیل بناتے ہیں، میں کہتا ہوں، عقل، دوجہم اور خیال کی مزاحمت یا شرطیہ برہان ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے عقلی کرتا ہے، چہرہ نگہ عام طود پر جب کہ مولے نہ ہوں، عقل قطعیت تک پہنچاتا ہے، اس لئے اسے مفید قطع اور علم یقین کہا جائے گا عقل کے افادہ علم کا انکار مضطرب کے قریب ہے۔

۲۔ خبر امتحان تہائی نے اسے حصول علم کے لئے وضع فرمایا ہے، کہ اس ذلیلہ سے سامع کو منظم کے مافی الضمیر کا پرہیز چل جائے، چہرہ نگہ اس میں جان بوجھ کر یا خطہ، جھوٹ کا احتمال ہوتا ہے، جو کہ حصول علم سے مانع ہے، لہذا خبر کو مطلقا اسباب علم سے ختم نہیں کیا گیا، بلکہ اس وقت سبب علم ہو گا جبکہ احتمال کذب ذائل ہو جائے، اس کی پھر کئی صورتیں بن جاتی ہیں۔

۱۔ خبر سے بلا ہتہ علم حاصل ہو، جیسا کہ خبر متواتر میں ہے۔ خبر متواتر وہ خبر ہے، جس کے بیان کرنے والے اتنا لوگ ہوں کہ عقل ان کے جھوٹ پر متفق ہونے کو کھلا سمجھا اور وہ بھی اس طرح کی جماعت سے بیان کریں، اور اس کی انتہائی ضرورت ہو۔

۲۔ خبر سے استدلال کے طود پر علم حاصل ہو، جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر جب نبوت اور عصمت دونوں سے ثابت ہو جاتی ہے، پھر احتمال کذب محدود خطا کی طود پر آمٹ جاتا ہے، یہ دونوں قاطع خبر علم یقین کی موجب ہوتی ہے۔

۳۔ خبر میں قرآن موجود ہے، جن سے احتمال کذب دور ہو گیا ہے، اس صورت میں چونکہ احتمال کذب کے معدوم ہونے کا یقین حاصل نہیں ہوتا۔

لہذا خبر مشہورہ اور خبر مقرون بہ قرآن سے اطمینان اور یقین (جو کہ یقین کے قریب ایک درجہ ہے) حاصل ہوتا ہے۔

۴۔ کہیں خبر کے بیان کرنے والے کے اوصاف پر نظر کی جاتی ہے، ایسی اسلام، عقل، حفظ اور اس کی عدالت پر یہاں صفات کی موجودگی میں کذب کا احتمال کمزور چڑھ جاتا ہے، مگر قطعیت بھی حاصل نہیں ہو پاتی، لہذا اخبار آمادہ رواۃ کے اسلام، عقل، حفظ اور عدالت ثابت ہو جانے کے بعد مفید یقین ہیں۔

جتنے علم کا ایک قسم ہی سمجھا جاتا ہے، اس پر علم اور استفادات کی بناء ہوتی ہے۔
چوتھا سبب الہام ۱۱ اکثر متکلمین نے دو وجہ سے الہام کو اسباب علم سے شملہ کیا ہے،
۱۔ الہام خواص کے ساتھ مقصود ہوتا ہے، اور یہ علوم سے زیادہ اسباب علم کو ملحوظ رکھتے ہیں
۲۔ وحی خیال اور نفسانی و شیطانی کدورت الہام میں حاصل علم سے رکاوٹ بنتی ہیں،
مگر انبیاء کے الہام میں عصمت کے دلائل سے یہ مطلق معلوم ہو جاتے ہیں۔ لہذا انبیاء
کا الہام مفید و قطعی ہے، البتہ غیر انبیاء میں ان مطلق کلمہ ہوتا تعلقی طور پر جا کر نہیں
ہوتا اس لئے اسے دلیل غنی کا درجہ دیتے ہیں، غالب حالات میں ایسا ہی ہے، لیکن فی
الجملہ دلیا کا الہام بس ایک سبب علم ہے، اس میں کوئی شک نہیں، اور یہ بات کتاب و
سنت اور اجماع سے ثابت ہے، قرآن پاک میں ہے۔

و اذ حیثنا الی امر موسیٰ ان ارضیہ
فَاذْخُلْ عَلَیْہِ، فَالْقِیَہِ
الِیْہِ وَلَا تَقْضِیْ وَلَا تَحْزِیْ
اِنَّا سَاۡدِدُۃُ الْبَیْکِ وَجَاعِلُہٗ
مِّنَ الْمَرْسُۡلِیۡنَ۔
(القضص ۷)

ہم تمہیں علیہ السلام کے ماں کو الہام
کیا، کہ اسے رد و جواب دلائل جب خطرہ
محسوس کریں دیا میں ڈال دیں۔
خوف اور غم نہ کریں، ہم اسے واپس
تیری طرف واپس کریں گے، اور اسے
رسولوں میں سے بنائیں گے۔

اس آیت میں وحی سے مراد الہام ہے، اس لئے کہ نبوت مردوں کے ساتھ
مخصوص ہے ارشاد ہے۔

وَمَا ارْسَلْنَا مِنْ قَبْلُکَ اِلَّا
رَسَآلًا نُّوْحِیْۤی الِیْہِہِ
(النحل ۶۴)

اور ہم نے آپ سے پہلے نہیں
بھیجے، مگر مردوں کی طرف ہم نے
وحی کی۔

اس بارہ میں آثار بہت ہیں، جیسا کہ حضرت عمرؓ کا مدینہ میں خطبہ دیتے

لے قرآن پاک میں ہے، یعنی انہم قد قرأہم ما ہم الیہ صوبون۔ (البقرہ ۱۲۹)
یعنی وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ اس کی طرف تشریف لائے۔

یہ ساریہ انجیل فرماتا اور ساریہ کا دور دروازہ صاف میں اس کا دروازہ کھلنا کشف الہام کے قبیل سے ہے۔ اس جگہ مزید بیحد طوالت پیدا کرے گا۔ (اس لئے اسی پر اکتفا ہے) اجماع پر بزرگوں کا یہ متوالہ رکھنا امت الاولیاء حق اولیا کی گرامت حق ہے کہ ولادت کرتا ہے ان کی بہترین کرامات میں الہامی علوم ہیں جن کا تعلق ممکنات کی دریافت اور واجب تعالیٰ کی معرفت سے ہے۔

مراتب علم اسباب علم میں اقویٰ اور اعلیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اس میں کمی جہت سے احتمال خطائیں ہوتا کیونکہ انبیاء معصوم ہیں۔ ۱۲۔ پھر جس کا مرتبہ ہے کہ اس میں گونا گونا گوا احتمال خطائیں ہیں، مگر یہ اشیاء معصومہ ظاہرہ پر محصور ہے۔

۱۳۔ اس کے بعد خبر متواتر کا درجہ ہے، کہ اس کی بناو بھی جس پر ہے، دولیس الخبر کا العاقلین ۱۴۔ پھر عقل کا مقام ہے اس لئے کہ عقل منقول کی کار میں اختلاف بہت ہے۔

۱۵۔ پھر الہام کا درجہ ہے کہ عدم موافقہ کا یقین اس میں بہت کم ہوتا ہے۔ اس بیان سے فقر کی غرض یہ ہے کہ جو چیز جس عقل اور الہام سے ثابت ہوا ہے غریب کی میزان پر رکھا جائے، اگر شرع قبول کرے۔ اسے حق سمجھا اور قبول کرنا چاہئے، اور جسے شرع رد کر دے اسے خطا اور باطل گردانا جائے، اور جس سے شرع ماکت فاشی ہے، اسے بھی قبول کر لیا جائے، جس عقل میں جب مانع کا نہ ہونا ثابت ہو جائے، قطعیت ثابت ہوگی اور الہام میں ظن۔

احادیث میں منشا ظنیت احادیث میں ظنیت درود کی وجہ سے آئی ہے نہ کہ اس حیثیت سے کہ یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ہے، اسی طرح عام غصص بعض میں ظنیت عبارتہ کی حیثیت سے ہے، نہ کہ اس حیثیت سے کہ یہ قرآن میں ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر ہے، لہذا عام خبر غصص، ظاہر نفس اور منفس کو وجہ میں کسی دلیل سے کوئی احتمال پیدا نہیں ہوا، اگر احتمال نسخ یا جاز باقی ہے۔ (قطعی سمجھنا

جلد دوم، حصہ ثانی، صفحہ ۱۰۷، باب کیوں۔

چاہے کہ ہم تک نبی مصوم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق قوا تر یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے ظاہر کتاب پر عمل فرمایا ہے، احکامات بلا دلیل ظاہر نصوص پر عمل کرنے سے رکاوٹ نہیں بن سکتے اسلئے مائلین کا عمل اسی طرح رہا کیا ہے۔

تفسیر قرآن و تائیل میں | جانا چاہیے کہ قرآن کی تفسیر یا ظاہر پر عمل کرنے یا ظاہر سے اتباع سواد اعظم ؑ تائیل کے بارہ میں سواد اعظم کی اتباع کرنا چاہیئے۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

و یلتیع خیر سبیل
المؤمنین نولہ ما قوی و
نصلہ جہنم و ساءت
مصیبا۔
(النساء ۱۱۵)

جو ایمان داروں کی راہ کے سوا
کی اتباع کرے گا، ہم متوجہ کریں گے
اسے بدھ متوجہ ہوا ہے، اور اسے
جہنم میں داخل کریں گے، اور یہ بری
پھر جانے کی جگہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
علیکم بالسواد الاعظم۔

مظیم نشان جماعت کی اتباع کرو۔

نیز فرمایا۔

بیکم اللہ علی الجماعۃ۔
اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

نیز فرمایا۔

لا یجتمعت امتی علی الضلالۃ۔
میری امت گمراہی پر مجتمع نہ ہوگی۔

یہ احادیث پہلے مذکور ہو چکی ہیں، امامیہ بھی اس معنوی کلمہ سے آثار
روایت کرتے ہیں، جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔

لہ سواد اعظم سے مراد علی رضی اللہ عنہ ہے جس کی ہر جماعت میں ہونا ضروری ہے، اور اگر کوئی جماعت اس سے جدا ہو جائے تو وہ ضلالت میں ہے، اور اگر کوئی جماعت اس سے جدا ہو جائے تو وہ ضلالت میں ہے، اور اگر کوئی جماعت اس سے جدا ہو جائے تو وہ ضلالت میں ہے، اور اگر کوئی جماعت اس سے جدا ہو جائے تو وہ ضلالت میں ہے۔

لہ سواد اعظم سے مراد علی رضی اللہ عنہ ہے جس کی ہر جماعت میں ہونا ضروری ہے، اور اگر کوئی جماعت اس سے جدا ہو جائے تو وہ ضلالت میں ہے، اور اگر کوئی جماعت اس سے جدا ہو جائے تو وہ ضلالت میں ہے، اور اگر کوئی جماعت اس سے جدا ہو جائے تو وہ ضلالت میں ہے، اور اگر کوئی جماعت اس سے جدا ہو جائے تو وہ ضلالت میں ہے۔

اور بر نقص و زوال ہے پاک ہو گا۔

اور جو اپنے وجود کا بذاتِ خود اقتضا نہیں کرتا اس میں جو غیر و کمال ہو گا، اصلی نہ ہو گا، یہ ممکن نہیں کرنا چاہیے کہ ممکن حسیب اپنی ذات کا مقتضی نہیں ہے تو نقص و زوال کا کیسے اقتضا کرے گا اگر یہ تو فرع کا قضا ہے، اس لئے کہ نقص و زوال جو تکثیر و کمال کی ضد میں، اور عدمی امور و حسیب ممکن میں غیر و کمال کا اقتضا نہیں تو اس کی ضد یعنی نقص و زوال ثابت ہو گئے، ممکن نے ان کا اقتضا نہیں کیا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ما اصابك من حسنة فمن الله
ما اصابك من سيئة فمن نفسي
جو تجھے اچھائی پہنچے، وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور جو تکلیف پہنچی، وہ تیرے اپنے نفس سے ہے۔

ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ حق تعالیٰ پر نقص و زوال سے منزہ اور پاک ہے، تو اس کا ممکن کا اقتضا کرنا جسے دوسرے لفظوں میں تخلیق سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کے اپنے اختیار سے ہو گا، یعنی چاہے وہ کرے یا نہ کرے، اس پہلے کباب نہیں، جیسا کہ حکما کہتے ہیں، کیونکہ کباب اضطرر کو مستلزم ہے جو کباب نقص سے، ممکن کا وجود واجب لذات کے اختیار سے جب ثابت ہو گیا تو یہ بات بھی متفق ہو گئی کہ عالم حادث ہے، اس لئے کہ جو عالم حق تعالیٰ سے سرزد ہو، وہ حادث ہوتا ہے، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ عالم کا بنانے والا تقدم ہے، و احد لا شریک ہے، کیونکہ شرکت کی صورت میں تمانع لازم آتا ہے اور تمانع دونوں کے عجز یا ایک کے عجز کو مستلزم ہے، اور یہ نقص سے، اور جو واجب کے منافی، لہذا شرکت نہیں تو مدعی وحدانیت واجب لذاتہ ثابت ہوا، ان تمام احادیث کے اثبات کے لئے عقل کافی ہے، اور شریعت اس کی مؤید اور اس پر ناطق ہے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(۱) خلق السموات والارض في ستة ايام (اعراف ۵۴)

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو سات دن میں پیدا کیا

(۲) خالق کل شیء لا اله الا

وہ ہر چیز کا خالق ہے، اس

ہو۔ (الانعام ۱۰۳)

کے سو گرائی مجھ کو نہیں۔

(۳) خلقکم وما تعملون۔

اس نے تمہیں اور تمہارے عملوں

(الصفت ۹۶)

کو پیدا فرمایا۔

(۴) لو کان فیہما الہة الا اللہ

اگر آسمان و زمین اللہ کے سوا اور

لغضباتا۔ (الانبیاء ۲۲)

خدا ہوتے تو یہ تباہ ہو جاتے۔

پہلی آیت محدث عالم پر دلالت کرتی ہے، دوسری اور تیسری اس پر کہ مبعوثین اعیان، اعراض اور افعال عباد کو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا ہے، مادہ جو سختی تو حید پر دلالت کرتی ہے کہ وہ خالق واحد لا شریک ہے۔

نبوت و رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کرتی ہے، جو کہ حق تعالیٰ کی طرف سے اسروانی و مدد و عید پر مشتمل پیغام لائے، اس لئے کہ ہمیں متواتر خبر سے معلوم ہو چکا ہے کہ جب مکہ میں جہل و کفر غالب تھا اور کفار قریش غفلت میں اگر پتھروں کی پوجا کرتے تھے، تحلیل و تحریم میں انوار ربیہ دلیل نظریات کے حامل تھے، وہاں کتاب و نبوت کا کسی نے پتہ نہیں دیا تھا، اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ قوم قریش کے ایک اُن چار فرد تھے، ظاہر ہوئے۔

اپنے بیگانے، دوست اور دشمن سب ہی جانتے تھے کہ اوہا نبوت سے پہلے کسی بھی آپ کی زبان پر محوٹ جاری نہ ہوا، اور انی راہ نمائی تھی کہ آپ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا، دوسروں کی طرح کوئی لغو اور بے ہودہ بات نہ کہی، چالیس سال کی عمر میں آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور آپ سے معجزات صادر ہونے لگے، ان معجزوں میں عجبت میں قاتلے ثابت ہیں، بعض جہت جو طریق سے ہم تک پہنچے، ان کو خدا سے ڈرا، توحید، بان، حکم دیا، غیر خود کی عبادت سے منع کیا، حکم کے بغیر تحلیل و تحریم سے روک دیا، ایک لیا کا انہرا، انہوں میں پر بشیہ و واقعات اور مبداء و معاد کے احوال اور سابق انبیاء کے حالات تھے، آپ نے فرمایا یہ درہا لین کا کلام

ہے، جسے شک ہو اس طرح کی ایک چھوٹی سی صورت بنا کر لائے، صدیاں گزر گئی ہیں کہ تہدی اور مخالفوں کی کثرت کے باوجود کوئی فصیح اور لطیف ایک چھوٹی صورت کی مانند کلام نہیں لاسکا۔ آپ نے سابق انبیاء اور پہلی کتابوں کی حوا میں ہر نازل ہوئی تھیں تصدیق کی، علماء یہود و نصاریٰ نے جب قرآن کے بیان کردہ احوال و قصص سے انہیں نے اقرار کیا کہ یہ اخبار و قصص سابق آسمانی کتب کے عین مطابق ہیں۔ لہذا یہ کہ کسی متعصب نے اندازہ تعصب حق بات چھپائی ہو۔

ان دلائل سے قطعی طور پر ثابت ہو گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، کیونکہ جس شخص سے تمام عمر کسی بات میں جھوٹ نہیں بولا، وہ خدا پر افترا کیوں کرتا ہے، ایک شخص چڑھ انسان سے اولین و آخرین کے علوم (جو کہ تواریخ و انجیل کے مطابق ہیں) کا ظاہر ہونا وہی خدا کے بجز عقل محال سمجھی ہے۔

عقل اس دعویٰ کے ثابت کرنے پر کافی ہے اور شرع پر موقوف نہیں۔ ہاں شرع بھی اس کی مزید ہے۔

توحید و رسالت میں بعض اہل قبلہ کے بہتر فرقے اس قدر پر ایمان لانے میں شریک گمراہ فرقوں کے نظریات ہیں، مگر وہ نفس کے کاہلیہ، عجبلیہ، ندیمیہ، قرامطیہ، خاریجیہ، سمیریہ اور حنابلہ فرقے کہتے ہیں کہ جہان حادث نہیں ہے، اور نہ ہی قابلیت عدم رکھتا ہے، خطابیہ، خمیریہ، اشئینیہ اور معتزلیہ کہتے ہیں کہ جہان کا پیدا کرنے والا ایک نہیں ہے، امامیہ میں اسماعیلیہ فرقہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ فاعل بلا حجاب ہے، اور اس سے صرف عقل کا صدور ہوا ہے، کیونکہ ان کے بقول ایک سے ایک ہی صادر ہو سکتا ہے، حالانکہ امامیہ امام صادق فرمے صوابیت کہتے ہیں۔

اِنَّہٗ تَعَالٰی یَرِیْدُ اَلا یُحِبَّ اللہ تعالیٰ اپنے علاوہ سے کام کرتا ہے۔
علیہ السلام۔ اس پر واجب نہیں۔

یہ قول دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اختیار اور ارادہ سے فاعل ہے، فرقہ زیداریہ اور بکر بن اعین، سلیمان جعفری اور محمد بن مسلم جو کہ امامیہ کے

ایمان لائے، ہم کسی بھول کو (اس بارہ
میں) اجلا نہیں کرتے، (کو اس کو نہ مانیں)۔

اگر ان کا اعتقاد مکنا داخل ایمان ہوتا، یقیناً قرآن پاک اور متواتر حلویت میں مروی
ہوتا۔ یہ اداکار قرآن میں تحریریت جو چکی ہے، اس کی آیات ماقط کر دی گئی ہیں، باطل ہے،
اس کا تفصیلی تذکرہ بعد ازاں آگے ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

رواق نص جو آیات قرآنی یا مصحت فاطمہؓ یا دیگر آثار مطبوعہ کرتے ہیں، تو ان کو کجا درجہ
صحت کو بھی نہیں پہنچتے، نکلا برائے الہم برائے الہم عندہم۔

تفصیل عقائد میں | اجلا ایمان کی تصحیح کے بعد ان علوم و معارف کا ہم اعتقاد
شیعہ کی لغزشیں | رکھتے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر مانی
سے ہم تک پہنچے ہیں، اگرچہ عقل ان کے ادراک میں کافی نہیں ہے، اور ان میں اختلاف
ان میں باہم عقائد ہیں۔

قدرت خالق کے بارے میں | ہمارا عقیدہ ہے، جہاں بنائے والا عالم حق، صیغ، بصیر اور قادر
ہے، جس کی قدرت تمام ملکات ہے۔

مگر مثنوی اور امامیہ کا شیخ ابو جعفر طوسی اور امامیہ کا ایک اور گروہ کہتے ہیں، کہ حق تعالیٰ
بندہ کے جین مقدور پر قادر نہیں ہے، ابو جعفر طوسی نے تفسیر قرآن میں کہا ہے، ان
اللہ حتی کل شئی، تدبیر مبالغہ کے طور پر ہے۔

اللہ کے علم کے بارے میں | ہمارا عقیدہ ہے، کہ حق تعالیٰ ازل سے ہر چیز کا علم رکھتا ہے، مگر
شیطانہ کہتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ شاید کو ان کے پیدا ہونے سے پہلے نہیں جانتا۔

تذکرہ اور امامیہ کا ایک اور طائفہ کہتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کو شاید کا علم اس وقت ہوا
جب اس نے اپنے لئے علم پیدا کیا، حکمیہ اور اشاعتیہ کا ایک گروہ اور مقداد صاحب
کنز العرفان وغیرہ کہتے ہیں، کہ حق تعالیٰ جو آیات کا علم ان کے وقوع سے پہلے نہیں
رکھتا۔ مالا نکلا اہل سنت اور شیعہ دونوں کے طریق سے اہل بیت سے
باسانید متواتر ثابت ہے۔

صفت کمال ہے، تو اسے ازل سے ثابت ہونا چاہیے، اور اگر صفت نقصان ہے تو اس کا ثبوت محال ہے، تو اس بارہ میں بھی اہل سنت کا موقف حق ہے، کہ کلام خدا غیر مخلوق ہے، جس طرح اس کی دیگر صفات صحیحہ و خیرہ قدیم ہیں۔

چونکہ کلمات میں تقدیم و تاخیر ہو کر حدوث کو مستلزم ہے، مشاہدہ میں ہے "اس لئے اکثر متکلمین کلام نفسی کے قدم کے قائل ہوئے ہیں، کلام عقلی اس پر دلالت کرتی ہے، متکلمین کہتے ہیں، کلام الہی مسوع نہیں ہے، وہی علیہ السلام نے جو کچھ سنا خداوند مخلوق کلام حق ہو کر کلام نفسی پر بدل دیا، چونکہ فرشتہ کے توسط کے بغیر تھی، اس لئے کلیم اللہ لقب پایا ابو منصور ماتریدی کا بھی مسلک ہے۔

لیکن فقیر کے نزدیک حق بات یہ ہے کہ کلام عقلی بھی قدیم ہے، تقدیم و تاخیر جو مشہور ہے ممکنات کے حوصلہ کی تنگی کی وجہ سے ہے، واللہ المثل الاصلی لا یقتضی شأن من شأن اللہ کلام مسوع ہے، البتہ اس کے لئے جو سامع کا حوصلہ رکھتا ہے، جس طرح کہ اس کی ذات مرنی ہے، مگر اس کے لئے جس کے باوجود میں توت وینائی بنے۔ یہ ابو الحسن اشعری کا قول ہے، قرآن میں تحریف کا مسئلہ قرآن میں تحریف، زیادتی اور نقصان ممکن نہیں ہے، ہمارے پاس جو مصحف بتواتر قدائے سے پہنچا ہے، یہ مکمل قرآن ہے، اور جو اس میں داخل نہیں وہ قرآن نہیں ہے۔

مگر اثنا عشری و غیرہ امامیہ فرقہ کہتے ہیں، مسلمانوں کے پاس جو مصحف موجود ہے، یہ تمام کلام خدا نہیں ہے، اور نہ قرآن جس کی تلاوت کا میں حکم دیا گیا ہے، تمام کا تمام اس میں موجود ہے، بلکہ قرآن میں تحریفات کثیرہ ہو چکی ہیں، اور بہت آیات اور سورتیں ساخط ہو گئی ہیں۔

۱۔ کلینی ہشام بن سالم سے روایت ہے ابو عبد اللہ صادق سے روایت کرتا ہے۔ کہ چربلی جو قرآن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے سورہ ہزرا بیت و لا تھا۔ (اصول کافی

۲۔ نیز کلینی محمد بن نصر سے روایت کرتا ہے، کہ کلام صادق نے فرمایا سورہ فہم

ایسا ہی ہے، ان کی مدح و تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اذلّ علی المؤمنین اعداء علی مؤمنین کے لئے نرم کافروں
الکافرین یجاہدون فی سبیل پر سخت ہیں، اللہ کی راہ میں جہاد کرتے
اللہ ولا یجاذون لومة لائحہ۔ ہیں، اور ملامت کرنے والے کی
(المائدہ ۵۲)

ان لوگوں کا خیال ہے کہ ائمہ معصومین لوگوں کے سامنے قرآن ایک طرح پڑھتے تھے، اور چھپے میں دوسری طرح جیسا کہ کلیبیؑ سالم بن سلمہ سے روایت کرتا ہے، کہ ایک شخص نے ابو عبد اللہؑ کے سامنے قرآن پڑھا میں نے وہ حروف سنے جو عام طور پر لوگ نہیں پڑھتے تھے، ابو عبد اللہؑ نے کہا اس قرأت سے رک جادو، جس طرح لوگ پڑھتے ہیں، تم بھی اسی طرح پڑھو، جب قائم آئے گا، اللہ کی کتاب کو درست پڑھے گا، اور وہ صحیفہ ظاہر کرے گا، جو علیؑ نے سکھا، اور کہا یہ کتاب ہے اللہ کی جس طرح اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی تھی، میں نے اسے لوہین سے جمع کیا ہے، لوگوں نے کہا یہ ہمارا صحیفہ ہے جس میں قرون جمع ہے، افرمایا تم اسے آج کے بعد نہ دیکھو گے۔

کبھی بھی الخ۔
اللہ تعالیٰ ان گمراہوں پر لعنت کرے، کتنا حق پرشی اور نامردی کی قبیح اور ذلیل باتیں ائمہ کو منسوب کر دی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے آپ کی زندگی میں قرآن پاک کو ان علاقوں تک پہنچانے کی پوری پوری کوشش کی جہاں تک سلام پہنچ چکا تھا، عام لوگ نماز میں اور نماز سے باہر قرآن پاک تلاوت کرتے، دوسروں کو پڑھاتے، مسجد نبوی میں لوگوں کے پڑھنے کی وجہ سے خود بلند ہو جاتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ارادہ بھی کرنے کو فرمایا تاکہ ایک دوسرے کو غلطی میں نہ ڈال دیں، جس چیز

صلی اللہ علیہ وسلم کافی حد تک۔

صلی اللہ علیہ وسلم عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے جس سے مقصد و نفع نہیں ہوتا، صلی اللہ علیہ وسلم سے زبردیا ہے۔

کو اس وسیع طریق سے پھیلا دیا گیا ہو اس میں تبدیلی اور تحریف نامکن ہے بحکیمیت و تدبیر کا قائل ہونا مستحزات کے انکار کے مترادف ہے، جیسا کہ ایک آدمی کہے کہ دنیا میں موجود نہیں ہے، حاجی اپنے مرتبہ اور حیثیت کو اونچا کرنے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں کہ مکہ ہے۔
 مثلاً، اگر دوافض کا یہ قول صحیح مانا جائے کہ قرآن پر سے اعتماد اور وثوق اٹھ جائے گا، حالانکہ دوافض بھی قرآن کی ضرورت کے قائل ہیں ان کی مرویات کی اساس کا حال ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سراسر موضوع اور بناوٹی ہیں ان کی مرویات کی صحت تسلیم کر بھی لی جائے، تو بھی یہ حقیقت ہے کہ اخبار احماد مفید علم تعین نہیں ہیں، دین کی بنیادیں معدوم ہونے کی وجہ سے دین ہرباد ہو جائے گا،

راجا، اگر مذکورہ بالا الفاظ قرآن کے ہوتے، دوافض دوسرے اسلامی فرقوں سے طریت کرتے، حالانکہ مسلمانوں کے تمام فرقے ان کا شدید طور سے انکار کرتے ہیں۔
 کلینی نے تحریف قرآن اور مستحاط آیات دوسرے میں جو آثار ائمہ سے نقل کئے ہیں، سب موضوع اور بناوٹی ہیں، جیسا کہ ابن بابویہ اور علی بن کے اکابرین نے اس کا فیصلہ اور احقرات کیا ہے۔

صفت ارادہ حق تعالیٰ | اللہ کے لئے صفت ارادہ ثابت ہے، اس کا ارادہ قدیم ہے، حادث نہیں، امامیہ اور زیدیہ کے گمراہ فرقے کہتے ہیں کہ ارادہ خدا حادث ہے، اور قائم بذات خدا، جیسا کہ گرامیہ کہتے ہیں، مرتضیٰ اور اثنا عشریوں میں اس کے اتباع کہتے ہیں کہ ارادہ خدا بذات خود قائم ہے، کسی عمل کے ساتھ نہیں۔ بعض معتزلہ کا خیال بھی یہی ہے جیسا کہ ابو بکر بن جہان اور ابو یوسف صفت کا قائم بذات خود ہونا ظاہر الجلال ہے، اس صورت میں اس صفت قائم بذات خود کے ساتھ خدا کا موصوف کہنا لازم آتا ہے، جو کہ محال ہے، کیونکہ اس صورت میں خدا کو عمل حادث ماننا پڑے گا، جو کہ بے دلیل و جوی ہے۔

اللہ کا ارادہ ہر موجود کے ہونے پر ہے، وہ موجود ہیں، یا عرض خیر ہے یا شر۔ کفر ہے یا اسلام، اطاعت یا معصیت سب پر اللہ کے ارادہ کا اطلاق ہوگا۔
 حق تعالیٰ کا ہر مستلزم ارادہ نہیں، اور نہ ہی مستلزم عدم ارادہ ہے، بلکہ اس

نے تمام ان لوگوں کو اسلام و طاعت کا حکم دیا ہے، اور کفر و معصیت سے منع فرمایا ہے، اگر مسلمان کا ارادہ کرتا ہے کہ کفر کے گھر کا گھر کے ارادہ کے بغیر کوئی چیز دنیا میں موجود نہیں ہے، کیونکہ ہر ممکن کے لکھا ہوا کے ساتھ اس کی تحدید کی نسبت برابر ہے، اور اوقات کے اختلاف سے اس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ ارادہ موجود اوقات معینہ کیفیات اور کلمات عضوہ کے ساتھ خاص کرتا ہے جس چیز کا ارادہ اللہ تعالیٰ فرمائیں وہ ہو جاتی ہے ہر اولیٰ سے تخت ملال ہے، اور غرض کا عاجز ہونا لازم آئے گا۔

جس چیز کے متعلق خدا کو علم ہے، اگر یہ واقع نہ ہوگی، اس کے ساتھ ارادہ حق کا تعلق محال ہے، اور نہ عجز و جہل لازم آئے گا، ہاں یہ ہو سکتا ہے، کہ اس کلام کر دے، تاکہ مافریض کا معصیان ظاہر کرے، یا کسی اور حکمت کی بنا پر۔

جس شخص کو خدا تعالیٰ ہدایت دینا چاہے اسے کوئی بھی گمراہ نہیں کر سکتا، اور نہ غیر خدا کا اس پر غلبہ ثابت ہو جائے گا، اور اگر خدا تعالیٰ کسی کو گمراہ کرنا چاہتا ہے، اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

امامیہ کیسا نیر اور مٹھ زیدی غرتے معتزلیوں کی طرح خدا کے ارادہ شر و کفر اور معصیت کے قائل نہیں ہیں، ان کا خیال ہے، کہ اللہ تعالیٰ جس طرح اسلام و طاعت کا حکم دیتا ہے، اس کا ارادہ بھی یہی ہے کہ لوگ اسلام و طاعت قبول کریں، اور جس چیز سے منع کرتا ہے، اس کا ارادہ نہیں کرتا، وہ کہتے ہیں، یہ لازم نہیں جس کا خدا ارادہ کرے، واقع بھی ہو، اور تعالیٰ کفار سے ایمان قبول کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، مگر وہ ایمان نہیں لاتے، خدا ہی چیزوں کا ارادہ بھی کرتا ہے، جن کے متعلق اسے علم ہے کہ یہ ان ہونی میں جیسا کہ اسلام کفر ان کے نزدیک غیر خدا قادر ہے، اس شخص کے گمراہ کرنے پر جس کے اسلام کا اللہ نے ارادہ کیا ہے۔

یہ سب باتیں جھوٹ اور ظاہر البطلان مستحکم عجز خدا اور اس کی شان الوہیت کے منافی ہیں، قرآن پاک ان کا بطلان فرماتا ہے۔

۱) ولو شیطا الا دینا کل اگر ہم چاہیں ہر نفس کو ہدایت

وے، دین مگر میری طرف سے بات ثابت ہو چکی ہے۔

اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ کرے، اس کا سینہ اسلام کے گول گول ہوتا ہے، اور جسے گمراہ کرنے کا ارادہ کرے، اس کا سینہ تنگ کر دیتا ہے۔

تمہیں میری خیر خواہی قطع نہ دے گی، اگر میں تمہاری خیر خواہی کا ارادہ کروں، اگر اللہ تعالیٰ تمہیں گمراہ کرنے کا ارادہ فرمائے

یہ وہ لوگ ہیں، جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پاک کرنے کا ارادہ نہیں کیا۔

جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جس کو گمراہ کرے، اس کو ہدایت کوئی نہیں دے سکتا۔

جو اللہ چاہتا ہے، ہوتا ہے، اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔

۶۔ امامیر اپنے ائمہ سے کئی سندوں سے روایت کرتے ہیں، اور کھینچتے غلام بن خیر سے روایت کی ہے، اس نے کہا میں نے ابو الحسن رضاؒ سے پوچھا ہمارے

لے، اصل کافی صحت ہے، الحمد للہ۔

نفس هذا ولكن حق القول مني۔ (المجادۃ ۱۳)

(۲) فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للإسلام، ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا۔

(الانعام ۱۲۵)

(۳) ولا يفتعكم نصحي ارايت انما نصم لكم ان كان الله يريد ان يغويكم۔

(هود ۳۲)

(۴) اولئك الذين لم يرد الله ان يطرأ قلوبهم۔

(المائدۃ ۴۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من يهدي الله فلا مضيل له، ومن يضلل الله فلا هادي له۔

ما شاء الله كان وما لم يشاء لا يكون۔

بعض دوست جبر کے قائل ہیں اور بعض استطاعت کے؟ صحیح کیا ہے؟ فرمایا مکتوب۔
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
 قال علی بن الحسن قال اللہ تعالیٰ
 شروع الشکر کے نام سے جبر محرم کرنے
 والا مہربان ہے، علی بن الحسن نے کہا۔
 یا ابن آدم جبریت ہی کنت
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم
 انت الذی تشاء۔
 میری مشیت سے ہوا ہے، جو کہ چاہتا
 ہے۔

۱۷۔ کلینی اور صاحب محاسن علی بن ابیہیم ہاشمی سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا
 میں نے ابو الحسن ہاشمی سے یہ کہتے سنا۔
 لا یكون شیء الا ما شاء الله
 الشکر کی مشیت والادوہ کے بغیر
 واراد۔ (کلینی) کوئی چیز نہیں ہوتی ہے۔

اس حدیث کے ہم معنی امام سید دوسرے ائمہ سے بھی کئی روایتیں بیان کرتے ہیں،
 ۱۸۔ کلینی، سلیمان سے وہ خالد سے وہ امام ابو عبد اللہ جعفر سے راوی ہے کہ انہوں
 نے کہا، جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ نیکی کرنا چاہتا ہے، تو اس کے دل میں نور کا
 سفید نکتہ رکھتا ہے، اس کے دل کی قوت قہم روشن ہو جاتی ہے، اس پر ایک فرشتہ
 مقرر کر دیتا ہے، جو اس کے مزاج کو پختہ کرتا ہے، اور اگر کسی کے ساتھ برائی کا ارادہ
 فرمائے تو دل پر سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے، دل کی قوت قہم اور توجہ بند ہو جاتی ہے،
 شیطان کو اس پر مسلط کر دیتا ہے، تاکہ وہ اسے گمراہ کرے، امام نے اس آیت
 سے استدلال کیا۔

فمن یرد الله ان یمددہ
 فمن یرد الله ان یمددہ
 یشرفہ یمددہ للاسلام
 چاہتا ہے، اس کا سینہ اسلام کے
 لئے کھول دیتا ہے، اور جس کو گمراہ
 ومن یرد ان یضلہ یجعل

لہ اصل کافی مستند وہاں الشیخ والحدیث۔

۱۹۔ اصل کافی مستند وہاں الشیخ والحدیث۔

خود کا ارادہ شرکی انہی کرنے والوں کے مستحکات اور حجابات | ان کا استدلال اس آیت سے ہے۔

(۱) وما الله يريد ظلماً للعباد (المؤمن ۳۱) اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔

جواب یہ ہے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔

(۲) فلا يذبحن للعبادة الكفر (الزمر ۲۵) پرہیزی نہ ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رضا اور چیز ہے، ارادہ چیز ہے دیگر۔ لہٰذا نفی۔

۱۳۔ اگر اللہ تعالیٰ کافر کے کفر کا ارادہ فرماتا ہے، تو وہ طبع قرار پائے؟

جواب۔ اتباع امر کی ہوتی ہے، ارادہ کا اتباع چہ معنی دار؟

۱۴۔ قبیح کا ارادہ کرنا اور ارادہ حسن کا ترک کرنا قبیح ہے اور قبیح کا صدور حق تعالیٰ

سے محال ہے جواب اس کا قبیح ہونا منوع ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے صادر شدہ امر پر قبیح کا اطلاق غلط ہے۔

ثابت ہو گیا کہ حق تعالیٰ بد بختوں کے کفر و معصیت اور گمراہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

اصلح کام کرنا کیا حق | اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اصلح اور لطف خدا تعالیٰ پر واجب نہیں

تعالیٰ پر واجب ہے؟ | ہیں اس لئے کہ کفر پیدا کرنا اور کفر و معصیت اور گمراہی کا،

ارادہ کرنا بالفاق اہل اسلام اصلح اور لطیف نہیں ہے، لطف کا مطلب ہے، بندہ

کو بلا جبر طاعت کے قریب کرنا، اور گناہ سے دور کرنا۔

يفعل الله ما يشاء و اللہ جو چاہتا ہے، کرتا، اور جو ارادہ

چاہتا ہے، فیصلہ کرتا ہے۔

اس کے برعکس کیسا نہ بولنا میرے تمام گروہ اور زید کے آٹھ فرشتے تامل میں

کہ اصلح اور لطیف کام کرنا حق تعالیٰ پر واجب ہے، ورنہ بخلِ ادم آئے گا،

یہ خیال باطل ہے، کیونکہ جو اس کی الوہیت کے خلاف ہے، اس کی تشریح

لَا يَسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ
بِئْسَ الْبُحُونُ (الانبياء ۲۳)

وہ جو کرتا ہے، پوچھا نہیں جاتا
اور وہ پوچھے جاتے ہیں۔

اس بنا پر کوئی چیز حق تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔

امام ربیع بن عہد زیدی فرماتے اکثر چیزوں کو اللہ تعالیٰ پر واجب گردانتے ہیں۔
کہتے ہیں: اور اس مرد و نواہی کا بندوں کو تکلیف کرنا مطیع کو ثواب اور عاصی کو سزا دینا۔
انہوں کی راہ نمائی کے لئے رسول یحییٰ نام و نام مقرر کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔

دھوکے معنی میں مختلف [بعض کہتے ہیں واجب اس کام کو کہتے ہیں جس کا ترک
کرنے والا عقلاً آدم کا مستحق ہو۔ اور بعض کہتے ہیں واجب اسے کہتے ہیں جس کا التزام
اللہ تعالیٰ نے بندوں کے حق کی بنا پر اپنے اوپر خود کیا ہے، تقریباً یہاں یہ حق تعالیٰ
باطل ہے۔ اس لئے کہ اس مرد و نواہی کی تکلیف گنہگاروں کی نسبت سے اصلع نہیں ہے،
اسی طرح لطف بندوں کے حق میں اصلع نہیں، کیونکہ لطف بندے کو بغیر جبر کے طاعت
کے قریب کرنا ہے اور یہ بات اصلع نہیں، بلکہ اصلع تو بندوں کو نیکی پر مجبور کرنا ہے،
جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ سرزد ہوا، ارشاد ہے:-

وَاذْنَعْنَا الْجَبِلَ فَوْقَهُمْ

اور جب ہم نے ان کے

کافہ ظلمہ و فطنوا انہ واقف ہم
اور یہاں اظہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہ کو

خدا و اما یتینکم بقوتہ (الاعراف ۱۷)

کہ انہ کو ہم غدا اس قوت کے ساتھ بچھڑاؤ

دھوکے تکلیف، اور جب اصلع اور دھوکے لطف باہم متعارض و متناقض ہیں
اگر اصلع اور لطف واجب ہونے تو خدا تعالیٰ اطمینان کو پیدا نہ فرماتا، اسے گواہ کرنے
کی قوت اور فرصت نہ دیتا، اور بندوں کو گناہ کرنے کی قدرت نہ بخشتا۔ اور تکام انسان
کو ہدایت دینے کا ارادہ الہی محقق ہوتا، حالانکہ اگر ایسا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدًى

اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو

رہا اللہ العبادۃ (۱۳)

ہدایت دے دیں۔

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدًى

اگر وہ چاہے، تم سب کو ہدایت

دے دے -

(الفصل ۹)

وَمَوْثِقًا مَّوَدِّعًا مَّا تَعْلَمُونَ (الانعام ۱۱۳) اگر تیرا رب چاہتا تو یہ نہ کرتے -
اور ہر وقت اور ہر علاقہ میں نبی یا مضموم کو حقوق فرماتا، اور انہیں امر معروف اور نہی
منکر کی نوبت عطا کرتا۔

قائلین وجوب الصلح کے دلائل اور جوابات | مذکورہ اشیاء کے وجوب پر بھی تعالیٰ کے
قائلین ان آیات سے استدلال کرتے ہیں۔

(۱) وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُهُمُ اَلْمُؤْمِنِينَ
ہم پر ایمان داروں کی مدد
کرنا حق ہے۔

(۲) كَتَبَ عَلٰی نَفْسِ الرَّحْمَةِ
اس نے اپنے پر رحمت کرنا لکھ دیا
ہے۔ (الانعام ۱۲)

(۳) كَانَ عَلَى رِبِّكَ حَتْمًا
یہ کام تیرے رب پر لازمی ہے
مقتضیا (مرئید ۷۱) اور فیصلہ کیا ہوا۔

(۴) ثَمَّ اَنْ عَلَيْنَا حَاۡۤیَمٌ
پھر ہم پر ہے، ان کا سبب
لینا۔ (القاشیت ۲۶)

(۵) ثُمَّ اَنْ عَلَيْنَا بَيَانٌ
پھر ہم پر ہے اس کا بیان
(القیامۃ ۱۹)

۱۶۔ کہتے ہیں، ترک جزائینی اطاعت پر بدلہ دینا ظلم ہے، لہذا ثواب دینا واجب -
جواب یہ ہے، حقاً علینا۔ یا کتب علی نفسه کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفرت اور
رحمت کا وعدہ فرمایا ہے، پختہ وعدہ جس میں خلف ملل ہے، اس کے وعدہ کی وجہ سے
حضرت ضررہ محقق اور ثابت ہوگی، حتماً مقتضیا کا معنی قضاء ہے، اسی طرح ثمران علینا
حاصل ہے، سزا اور عتاب کی تاکید ہے کہ یہ ضرور ہو کر رہے گا، وجوب اس معنی میں کہ
ترک کرنے والا قابل ذم ہوا، یا اس معنی میں کہ بندوں کا کوئی حق ہے، جس کی بنا پر وجوب
ثابت ہوا، محال ہے، یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے کوئی چیز لازم کی ہے،

اس میں کوئی مضائقہ نہیں، مگر اس پر جو بے حلق بے ادبی ہے،
باقی رہا یہ کہ اس طاعت کا بدلہ دینا ظلم ہے و باطل ہے۔ اس لئے کہ ظلم کسی
دوسرے کے ملک میں تصرف کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ تو اپنے ہی ملک میں تصرف فرماتا ہے، لہذا
وہ بغیر تصور سزا و پند سے یا طاعت کا بدلہ دے، کوئی ظلم نہیں ہے۔
امامیہ کے ائمہ کی روایات بھی اسی طرح ہیں۔

ابن ہبویہ ثقی، امامی میں صحیح طریق سے روای ہے کہ علی بن الحسن نے بارگاہ
الہی میں دعا کی۔

اللہم! دعوتک وجلا لک و	اے اللہ تیری عزت جہاں اور
عظمتک لوانی منہ بدعتک لعلی	عظمت کی قسم ہے اگر ابتدائاً فریض سے
من ادلی الدھر عبدک دوام	تو مجھے پیدا کرنا، اندر میں ہر ہر لمحہ ہمیشہ
عجلو ما یؤیدیتک بكل شعاع	تیرا شکر ادا کروں، اتنا جتنا کہ کل مخلوق
فی طرقتہ عین الی الابد یحمد	کا ہو تو بھی میں تیری ادنیٰ سہی نعمت
المخلائق وشکرہم اجمعین	کا شکر ادا نہ کر سکوں، اور اگر آسمانوں
لکنتم مقصراً فی بلوغ اداء شکر	اور زمین اتنا انوار و خون تیرے
اخطی نعمتہ من نعمتک ولوانی	خوف سے نہ تار ہوں، تو تیرے ادنیٰ
کویت معادون حدید الدنیا	حق کے مقابل میں میرے پر جو بہت شکر
بانیاہی وحرث ارضہا یا شفا	کرنا لازم ہے۔ یہ مسمیٰ ہوگا، اگر تو
حییٰ ویکیت من غشیتک	مجھے اس کے بعد کل مخلوق کا عذاب
مثل جور السموات والارضین	دے دے، اور آگ کے لئے تیری
وما وحدید الکون ذلک قلیلاً	تخلیق اور میرا جسم بڑا بنادے اور جہنم

لے سنن ابن ماجہ میں ہے، انہی اللہ تعالیٰ اس کے لئے دعا فرمائی کہ جو حق تعالیٰ نے اس کو عطا فرمایا ہے وہ اس کے لئے نعمت ہے اور اس کے لئے عذاب ہے۔
اور جو حق تعالیٰ نے اس کو عطا فرمایا ہے وہ اس کے لئے نعمت ہے اور اس کے لئے عذاب ہے۔
اور جو حق تعالیٰ نے اس کو عطا فرمایا ہے وہ اس کے لئے نعمت ہے اور اس کے لئے عذاب ہے۔

میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے مخلوق پیدا کی، خیر کو پیدا کیا، اور مجھے پسند کرتا ہوں، اس کے ہاتھ پر اس خیر کو جاری کرتا ہوں، خوشی ہے ان کے لئے جن کے ہاتھوں پر میں جاری کروں، میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے مخلوق کو پیدا کیا، اور خیر کو پیدا کیا، اور اسے جاری کرتا ہوں جس کے ہاتھ ادا وہ کرتا ہوں، افسوس ہے اس کے لئے جس کے ہاتھ پر شر جاری کروں۔

۲۔ نیز محمد بن مسلم سے روایت کیا جاتا ہے، میں نے امام ابو جعفر محمد بن باقر کو یہ کہتے سنا کہ بعض منزل کتابوں میں ہے۔

اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا
خَلَقْتُ الْخَلْقَ وَالْخَیْرَ
وَالْجَرِیْتِ عَلٰی یَدِیْہِ الْخَیْرِ
فَطُوْقِیْ لِمَنْ اَجَرِیْتِہٖ عَلٰی یَدِیْہِ
اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا
خَلَقْتُ الْخَلْقَ وَخَلَقْتُ الشَّرَّ
وَالْجَرِیْتِہٖ عَلٰی یَدِیْہِ الْاَرِیْہِ
فَوِیْلٌ لِّمَنْ اَجَرِیْتِہٖ عَلٰی
یَدِیْہِ الشَّرِّ۔

میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں نے خیر و شر کو پیدا کیا، خوشی ہے اس کے لئے جس کے ذریعہ خیر جاری کروں، اور ویل ہے اس کے لئے جس کے ذریعہ شر جاری ہو۔

۳۔ محمد بن ابراہیم بن ہاشم ابوالحسن متقی صاحب تفسیر عبدالمومن بن القاسم نقضی سے روایات ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لے اصل کوئی باب ابو جعفر سے ہے۔
لے اصل کوئی باب ابو جعفر سے ہے۔

قال وجنا عزوجل انا الله لا اله الا انا خالق الخبيروالشرا۔ ہمارے رب نے فرمایا ہے میں نے خیر اور شر کو پیدا کیا۔

ان کے علاوہ بھی صحیح اخبار موجود ہیں جن کی ولادت ہے کہ حق تعالیٰ ہی خیر و شر کا پیدا کرنے والا ہے، جس طرح کہ وہ جو ہر دعوٰی کا خالق ہے،

روافضیہ اہل سنت کی کمزور تاویلیں کرتے ہیں

کیا انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے؟ انسانوں کے افعال کا خالق بھی وہی ہے انسان اس بارہ میں روافضیہ کا عقیدہ اپنے افعال کے کا سب ہیں، خالق نہیں، اور نہ ہی تخلیق میں شریک۔

اس کے برعکس کیسا ثیر اہل یدیر کے اٹھ فرتے اور امیر کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے، حالانکہ یہ غلط ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

خلقکم وما تملکون
(الصافات: ۶۶)
اگر تمہارا اپنے افعال سے روایت کرتے ہیں۔

افعال العباد مخلوقۃ لله تعالیٰ
بنودوں کے افعال اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں، جس طرح کہ شائع اللہ نے بیان کیا ہے

بعض نے خلق سے تقدیر کا معنی مراد لیا ہے، بے دلیل ہے،

امام ابو حنیفہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے امام ابو حنیفہ سے جعفر صادقؑ سے

پوچھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند کیا اللہ تعالیٰ نے افعال کی تخلیق بندوں کے

پہرہ کی ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے بہت ادنیٰ ہے کہ وہ اپنی ربوبیت بندوں کے پہرہ

کے ہیں، میں نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ بندوں پر جبر فرماتا ہے، جواب میں ارشاد فرمایا، خدا کا

عادل ہونا، بندوں پر جبر کے معنی ہیں، میں نے پوچھا پھر اصل حقیقت کیا ہے؟ فرمایا:-

لا جبر ولا تفویض ولا کون ولا قلیط
نہ جبر ہے نہ تفویض اور نہ کون اور نہ قلیط

کھینٹی امام صادق سے راوی ہے، اگر انہوں نے کہا۔۔

لا حیدر ولا تفویض و لکن امر بین الامرین۔
مذہب ہے، نہ تفویض معاملہ میں بین ہے۔

اسی طرح ابراہیم امام صادق سے روایت کرتا ہے۔

نیز کھینٹی نے ابوالحسن محمد بن ابی رضا سے بھی اس طرح کے الفاظ روایت کئے ہیں۔

نیز ابراہیم بن عباس سے روایت کیا کہ امام رضا سے ایک شخص نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ بندوں کو ایسے امور کا مکلف فرماتا ہے جو ان کی استطاعت سے باہر ہیں؟ فرمایا۔

هو اعدل من ذلک۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت انصاف والا ہے۔

پھر پوچھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنے ادا کر کے مطابق کام پر لگایا ہے۔

هو اعدل من ذلک۔ وہ اس سے بڑی شان والا ہے۔

شرائع میں ہے فضل بن ہبیل نے علی بن موسیٰ رضا سے امام کی مجلس میں سوال کیا کہ اے ابوالحسن مخلوق پر مجبور ہوا ہے، فرمایا۔

اللہ اعدل ان حیدر اللہ بہت انصاف والا ہے، مجبور کرے

اللہ یعدل۔ اللہ پھر عذاب؟

پھر پوچھا پھر مخلوق کو مکمل قدرت دے دی گئی ہے، فرمایا۔

اللہ تعالیٰ حکیم ہے، وہ بندہ کو پہل چھوڑ دے، اور اس کے اپنے حوالے کر دے۔

کیسے ہو سکتا ہے۔

تقدیر کے بارے میں جو کچھ کہ موجود ہے، قضاء الہی سے ہے، ازل سے ہی

امام سید خیر کے عقائد حق تعالیٰ نے اسی طرح مقصد فرمادیا ہے، مجبور ہوا ہے۔

کیسا نیمہ زید سے کے اڑ فرقتے، اور امامیہ کہتے ہیں، قضاء و قدر سابقہ نہیں ہے۔

محمد بن بابوی قمی کتاب التوحید میں ایک لڑی سبند سے جو ان کے ہاں صحیح ہے۔

۱۔ اصل کافی باب البراءۃ تقدیر و قضاء میں امام بن مسک۔

۲۔ اصل کافی باب البراءۃ تقدیر و قضاء میں امام بن مسک۔

کہ انہوں نے کیسے عمل کرنا ہیں۔

نیز کلینی نے منصور بن عازم سے وہ ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا خدا تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے نیک بخت اور بد بخت کا فیصلہ کر لیا، جسے نیک بخت بنایا اس کو دشمن نہیں بنانا عمل بد بھی کرے تو اس کے عمل کو بڑا جاتا ہے، مگر اس کو دشمن نہیں جانتا، اور جسے بد بخت بنایا اسے ہرگز دوست نہیں رکھتا یہاں تک کہ نیک عمل کر لیتا ہے، تو اس کے عمل کو پسند کرتا ہے، خدا جس پر خوش ہو جاتا ہے اس پر کبھی ناخوش نہیں ہوتا، اور جس پر ناخوش ہو جاتا ہے اسے کبھی دوست نہیں بناتا۔

نیز کلینی نے حمزہ امامیہ کے اکابرین ابو نصر سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں ابو عبد اللہ کے پاس بیٹھا تھا ایک سائل نے ان سے پوچھا میں آپ پر قربان ہو جاؤں گنہگاروں کو بد بختی کہاں سے غالب ہو گئی مگر ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں ان کے اعمال پر عذاب کا حکم کر دیا ہے، ابو عبد اللہ نے فرمایا اے سائل اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ فلاں شخص حق تعالیٰ کے حقوق ادا نہیں کرے گا۔

جیسے اس نے اپنے نیک بخت اور بد بخت سب کو اپنے احکام دیئے۔ تو اس نے اپنے محبت والوں کو اطاعت کی توفیق عطا فرمائی، اور عمل کے بوجھ کے احساس کو ختم کر دیا، نا فرمانوں کو نا فرمانی کی توفیق دی، اس علم کی بنیاد پر جو پہلے سے خدا کو مائل تھا، لہذا انہوں نے ایسے کاموں پر قدرت نہ پائی، جن کے ذریعے وہ عذاب الہی سے بچ سکتے تھے، اس لئے کہ حق تعالیٰ کا علم غلط نہیں ہو سکتا۔

خدا مقرر کر چکا ہے، اور اس کا لازم بھی ہی انتہی۔

کیا اللہ تعالیٰ بندوں کی مکرری پردہ منی ہے؟ | حق تعالیٰ اپنے بندوں کی مکرری پردہ منی
اثنا عشریہ کا انگریز اور اس پر تنقید۔ | نہیں ہے، مگر اثنا عشریہ کہتے ہیں۔

اور لعل فی کتابک اذ علمہ احد امن
خلفک اذ استاثرت بہ فی علمہ
الغیب عند لعل۔
لکھا یا اپنی کتاب میں آپ نے امارا یا مخلوق
میں سے کسی کو آپ نے سکھایا، یا علم غیب
میں اسے محفوظ رکھا ہے،

البتہ ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم اس کے لئے کسی ایسے نام کا اطلاق کریں، جو کہ
شرع میں حرام نہیں ہو یا کیونکہ ہم سے خطا ممکن ہے۔

متکلمین کہتے ہیں کہ صفات الہی ذات سے ناسخ میں، کلام خدا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے
یہی بات ثابت ہے، کیونکہ مشق کا محل مبدل کے بغیر اہل عرب کے ہاں ناجائز ہے، و حکم
وہ ہے میں کیلئے کلام ثابت ہے، تقدیر وہ جس کے لئے قدرت حاصل ہے۔

اشوری کے متوالا عین دلائل میں بلا عین سے علو صفات کا ذات سے ناسخ ہونا
ہے، اور لا غیر سے مراد یہ کہ صفات ذات سے متفک نہیں ہں لئے یہ قول متکلمین کے
نظریہ کے مطابق ہی رہا۔

حکام اور معتزلہ کا نظریہ ہے کہ صفات میں ذات ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، شریعت نے
اس کا مسکلت نہیں کیا۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ نہ جسم ہے، اور نہ جوہر یعنی نہ جزو و تجزی
اور نہ عرض یعنی قائم بالغیر، نہ وہ ممکن ہیں ہے، اور نہ جہت میں، نہ مرکب ہے، اور
نہ عرض محسوس سے مستفہ ہوتا ہے، یعنی رنگ، بو، مزہ، حرکت یا سکون وغیرہ وغیرہ
اور نہ ہی نفسانی کیفیات کا حامل ہے، بلکہ وہ بیاس لذت، درد وغیرہ وغیرہ
ارشاد ہے۔

لین مکملہ شیء وہو السمیع
البصیر (الشوری آیت ۱۱)
اس کی مانند کوئی چیز نہ ہے، وہ
سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

قرب و محبت الہ | بندہ کا قرب خدا اور محبت نصوح سے ثابت ہے، مگر یہ قرب اللہ
محبت ہے مثل ہے، یا قرب و محبت و غیرہ میں ملو ہے، قرب سے مراد
مکانی قرب نہیں ہے، قرب خدا و طریقہ کا ہے۔

۱۔ قرب خدا تمام مخلوقات سے قریب پاک میں ہے۔

وَمَنْ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ
ہم اس کی شاہ رگ سے بھی اسکے
زیادہ قریب ہیں۔ (ذی آیت ۱۶)

وہو معکھا ایٹا کنتم
(المحمدیہ آیت ۴) بھی ہو۔

۲۔ حق تعالیٰ کا قرب مخصوص بندگان سے ارشاد ہے۔

وَأَنْتَ اللَّهُ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ
بے شک اللہ تعالیٰ نیکو کریموں
کے ساتھ ہے۔ (التکوید ۶۹)

عند ذی العرش مکیں
وہ عرش دانے کے پاں
مکین ہے۔ (التکوید ۲۰)

حدیث قدسی میں ہے۔

لا يزال عبادی يتقرب الی
بالتواضع حتی اجبت علی الحدیث
میرا بندہ نوافل ادا کر کے میرا قرب
حاصل کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ میں نے اپنا
محبوب بنا لیتا ہوں۔

دوسرے قرب کے لائق ہی درجات میں، جیسا کہ لفظ لایزال و لالت کر رہا ہے،
مگر قرب بمعنی اول اس طرح نہیں ہے۔ تو دونوں میں لفظی اشتراک ہے، معنوی
نہیں ہے، واللہ اعلم۔

کیا خدا آدم ہے، بدیعی | مکید، سالیہ، شیخانیر، مشیر اور دوسرے نامیر فرقت
گرد ہوں کے عقائد کہتے ہیں، خدا جم ہے اور بندوں کے ساتھ خدا کا قرب قرب
مکافی ہے، مکینی نے کافی میں ابراہیم بن محمد مدانی سے یہ بات روایت کی ہے، کہا۔

کتبت الی الرجل علیہ السلام
ان قبلنا من هو الیک قد اختلفوا
میں نے اس شخص علیہ السلام کو لکھا
ہماری طرف کے آپ کے خدا توحید

لحمہ من فی صلی علیہ وسلم من صلی علیہ وسلم بہ القدر۔

فی التوحید فمنہم من یقول جسم
ومنہم من یقول صوۃ۔
میں مختلف ہو گئے ہیں، بعض کہتے ہیں
خارجی ہے اور بعض کہتے ہیں صوری ہے۔

سبیل بن زیاد سے یوں روایت کی۔

کتبت الی محمد ^{۲۵۵} شمسو
قد اختلف یا سیدی اصحابنا
فی التوحید منہم من یقول
جسم ومنہم من یقول
صوۃ۔
میں نے ^{۲۵۵} شمسو میں الریث (محمد)
علیہ السلام کو لکھا، اے جناب ہمارے صحاب
توحید میں اختلاف کرتے ہیں، بعض
کہتے ہیں وہ جسم ہے اور بعض کہتے
ہیں صوری ہے۔

ابن بابویہ ایک کتاب میں لکھتا ہے۔

عن حسان بن اعیین عن ابی
جعفر امنا قال فی تفسیر قولہ
تعالیٰ تہود فی فتد لی ادلی
اللہ عزوجل فلو یکن ہینہ
وبینہ الا قفص من لؤلؤ فینہ
فراش ہتلا لامن ذهب فاراہ
صوۃ فقیل یا محمد انعرف
ہذہ الصوۃ قال نعم ہذہ
صوۃ علی بن ابی طالب۔
ابو جعفر نے آیت تہود فی فتد لی کی
تفسیر میں کہا اللہ تعالیٰ نے لکھا یا
اس کے احاس کے درمیان ایک ہونے
کے پھرے کے علاوہ کوئی فاصلہ نہ
تھا، اس میں بستر تھے جو کہ سونا سے
چمک رہے تھے، اس میں ایک صورت
دلکشاں اور کہا گیا، اے محمد آپ اس صورت
کو پہچانتے ہو، فرمایا ہاں یہ علی بن
ابی طالب کی صورت ہے،

یہ روایت بالکل ہے، اس پر وضع کے نشان نمایاں ہیں کہ اس کی ولایت ہے کہ
علی نبی سے بھی زیادہ قریب ہے۔

امامیہ کے علاوہ بعض کے دوسرے فرقے سبائیہ، عمریہ، شیبانیہ، غلبیہ، زمریہ، فزازیہ
مغنیہ، ربانیہ، مغیریہ، خطابہ اور فلیانیہ بھی جسم خدا کے قائل ہیں۔

نیز کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام اعراض سے متصف ہے، لکھنویات، غم، خوشی، خوف، اور

غلابیہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ جسم ہے، ہر وہی صورت پر اس کی آنکھ ہے، اعضاء بھی اور
فرق اور ڈاڑھی بھی۔

خدا کہاں ہے؟ بدیٰ | مکئیہ اور یونسیہ کہتے ہیں "اللہ کا مکان عرش ہے، وہ عرش
فرواق کے نظریات کے ساتھ لگا ہوا ہے، کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، اس جگہ
حکمت بھی کرتا ہے۔

یونسیہ کہتے ہیں کہ خدا عرش پر ہے، فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں، وہ فرشتوں
سے زیادہ طاقتور ہے،

دیگر فرقے خدا کے لئے مختلف مکانات کے قائل ہیں البتہ تعین جہت میں مختلف ہیں
شیطنیہ، مشیہ اور سالیہ کہتے ہیں کہ اس کا مکان آسمان ہے، بلا تعین وہ ایک
جگہ سے دوسری جگہ انتقال کرتا ہے، کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، حرکت جگہوں میں حرکت
وسکون کرتا ہے،

ایک دوسرا گروہ کہتا ہے، اس کی جہت معین نہیں ہے کبھی اوپر ہوتا ہے، اور کبھی
نیچے جیسا کہ مفصلہ آخر فیئیر، کرامیر، جناحید، بیانیہ، انیسیر یہ اور اسحاق فیئیر کہتے ہیں کہ وہ پہلے
آسمان میں تھا، پھر زمین پر اترا، اور اپنی بعض مخلوق میں حلول کر آیا ہے، جیسا کہ پہلے
مذکور ہوا۔

خطابیر، محمرب، جزیئیر، غلابیہ، سبائیہ، ذمیہ، خسیہ، اثنیہ، ذیابیہ، اور مقضیہ
کہتے ہیں اللہ پہلے آسمان میں تھا، پھر زمین میں آیا، بعد ازاں آسمان پر چلا گیا ہے، اب
آسمان میں ہے،

سبائیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس وقت بادل میں ہے، اگرچہ اس کی آواز ہے اور
بکلی اس کا تاثر زمین پر آتا ہے، پھر زمین میں فراخی معاش اور انصاف کا دور
دورہ ہو جاتا ہے،

ویمیر کہتے ہیں، ربیع کے وقت میں آسمان میں ہوتا ہے، پھر وہاں پہلے جاتا ہے،
لے نوحی میں طرح ہے، لایا صحت کے بلائے زمین سے ہے۔

لعنة الله على الكاذبين۔

مہندہ عد کے ان عقائد پر تمام سرخفات بدیہی بطلان میں اس قابل نہیں کہ کوئی ان کی باطلہ کے بیان کی غرض تو یہ کہ وہ بے ہو، بلکہ اس قابل بھی نہیں کہ کوئی ان عقائد باطلہ کو اپنی کتاب میں ذکر کرے، فقیر کی غرض ان ملائم کے باطل اور بے ہودہ عقائد ذکر کرنے سے یہ ہے کہ امامیہ اثنا عشریہ ان تمام لافنی فرقوں کو جن کے مذکورہ افسوسناک گندے عقیدے ہیں اہل سنت کی نسبت سے اپنے زیادہ قریب سمجھتے ہیں، اس لئے کہ اثنا عشریہ اہل سنت کو تو ابدی جہنمی سمجھتے ہیں، ان فرقوں کو نہیں، بلکہ بہتر فرماتے جو موزخ میں جانے کے بعد نجات پا جائیں گے، ان کے خیال میں روافض کے بہتر فرماتے ہیں، نہ کہ اہل سنت کہ اہل سنت کو ہمیشہ کے لئے جہنمی سمجھتے ہیں، بلکہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے کہ عجب علی سے کوئی سبب نہیں ہوگا، اور کسی عمل پر عذاب نہ کیا جائے گا، اور ذکر کردہ گندہ جن کے عقائد کا بیان ہوا، عجب علی ہیں، بلکہ محبت علی میں افراط کرتے ہیں، تو اثنا عشریہ ان سب کو ناجی جانتے ہیں، اور مستحق عذاب نہیں سمجھتے۔

نیز اثنا عشری اپنی کتب صحاح میں اس قسم کے عقائد رکھنے والوں سے روایات حدیث لاتے ہیں، اور ان کو ائمہ معصومین کے اصحاب اور رہاں صحیح قرار دیتے ہیں جیسے کہ ہشام بن حکم ہشام بن سالم، صاحب الطائیف شمشعی ثعلبی وغیرہ وغیرہ۔

اثنا عشریہ اگرچہ بالآخر صحیح ان عقائد کے قائل نہیں ہیں، مگر گویا ان عقائد سے چندان فکر بھی نہیں کرتے، جیسے کہ اہل سنت میں شافعی وغیرہ طائفہ فقہی مسائل میں شافعی احکام کو اور تریبی مسائل کلام میں بلالہن اشوی کے احکام کو خطا سمجھتے ہیں، لیکن چنداں انکار بھی نہیں کرتے، اثنا عشریہ کا حال ان گروہوں کے ساتھ اسی طرح کا یا اس کے

سلسلہ مولفین، اس سلسلہ میں ہر فرقہ میں ہے، ایک شخص ہر فرقہ میں کے پاس کا امام کہیں باپ سے محبت کرتا ہے، فرما جھوٹ کہتا ہے، اس نے کیا خدائی تم نے اب سے محبت سے فرمایا، انہی کا حال ہے، اور ہر سال بچے اس طرح پیدا کرتے ہیں، ہر بچہ سب اپنے بچے لگے لگے ہیں، تو ان میں نہیں ہے، تو کہاں خدائی ہے، ہر بچہ تمام بچوں سے لڑتا ہے، جو چاہتی ہے، انہی۔
لکھنؤ میں بھی ہے، مگر وہ تو ان سے جتنی ملتا ہے، دیکھئے مسئلہ۔

قریب قریب ہے یاد رہے کفر پر مباحی کفر ہے۔

قائلین جسم کا بطلان | اب ہم امامیہ کے ائمہ کے چند آثار پیش کرتے ہیں جن سے روایات ائمہ امامیہ سے ثابت ہو گا کہ اہل حق کا مذہب صحیح ہے اور جسم خدا کے

قائل گزراہوں کا نظریہ باطل

نسخ البلافہ میں امیر المؤمنین سے روایت ہے انہوں نے بعض خطبات میں فرمایا۔

انہ تعالیٰ لا یوصف بشی	اللہ تعالیٰ کسی جزو یا عرض
من الاجزاء ولا یما لجوارح	سے موصوف نہیں ہے اور نہ ہی اس کی
والاعضاء ولا یما من	حدود انتہا ہے، اشیاء اس کو حاوی نہیں کہ
الاعضاء ولا یما الغیرۃ والایضا	اس کو اوپر یا نیچے کر سکیں اور نہ ہی کوئی
ولا ینقال لہ حد ونہائیۃ ولا انقطاع	چیز اس کو اکٹھا کرے ہوئے ہے پس
وخایۃ ولا ان الاشیاء قویۃ فنقلہ	وہ اس سے سیدھا یا ٹھیکرھا
او تمویہ او ان شیئا یحملہ	کر سکے
فیصلہ او یجزلہ	✽ ✽ ✽ ✽

کلمتی نے ابراہیم بن محمد غزالی اور محمد بن حسین سے روایت کی ہے، دونوں کہتے ہیں کہ ہم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے پاس گئے، ہم نے کہا ہشام بن سالم اور صاحب طاق اور مشی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ اندر سے ناتانگ کو کہتا ہے، باقی مٹھوس ہے، امام رضا زین پرچہ کیلئے لڑ گیا اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کیا پھر فرمایا اے اللہ تو پاک ہے، ان لوگوں کے دل کیسے رنجیت کرتے ہیں کہ انہوں نے تجھے تیرے خیر کے ساتھ تفسیر دی، اے خدا میں تیری وہی صفت کہتا ہوں، جو تو نے خود اپنی بیان فرمائی ہے، میں تیرے ساتھ قری کسی مخلوق کو مشابہ نہیں کہتا، اے اللہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، مجھے عالم قوم کا سامتی نہ بنا۔

لے مجدد ص ۴۴۰-۴۴۱

کلمہ ص ۱۰۱ ص ۱۰۲ باب نہیں من الصلوۃ فیہ روضۃ بالو

نیز بکھیتی محسن بن عبدالرحمن حنفی سے روایت کرتا ہے کہ ابو الحسن موسیٰ بن جعفر کا غم کو میں نے کہا ہشام بن حکم گمان کرتا ہے کہ حق تعالیٰ جسم ہے، امام نے فرمایا خدا اس پر لعنت کرے، کیا وہ نہیں جانتا جسم محدود ہوتا ہے، خدا کی پناہ میں اس قول سے برات کا اظہار کرتا ہوں۔

نیز بکھیتی نے عبد بن فرح زحیٰ سے روایت کی ہے، وہ کہتا ہے میں نے ابو الحسن کو کہا کہ ہشام بن حکم اور ہشام بن سالم صورت کے بارہ میں جو قائل ہیں، آپ کا کیا خیال ہے، جواب میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے اپنے نفس سے پرگنہ خیال لوگوں کی حیرت کو دور کرو، خدا تعالیٰ سے شیططان سے پناہ طلب کرو، ان دونوں ہشاموں کی بات حق نہیں ہے۔

امیر المؤمنین سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ مکان میں نہیں ہے کہ اس کے لئے امتثال ثابت ہو۔ نیز فرمایا اور ہم اسے محدود اور حرکات میں متعین نہیں کر سکتے نیز فرمایا اسے کوئی حال دوسرے حال سے مشغول نہیں کر سکتا اسے زمانہ بدلتا نہیں اور کوئی مکان اس کا احاطہ نہیں کرتا۔ نیز یہودی ہے، حق تعالیٰ ایک ٹوکر میں محدود نہیں ہے، انجیل بکھیتی نے عبد بن حکم سے روایت کی ہے کہنا ہے میں نے ابو ہریرہ کے پاس ہشام جو اسی حق کا قول بیان کیا کہ خدا کی صورت ہے، اور ہشام بن حکم کا قول بیان کیا کہ خدا کا جسم ہے، تو جواب میں کہا اللہ تعالیٰ کسی چیز کے مشابہ نہیں ہے اس سے بڑا اور بے حدود ہوتے ہیں، بات کیا ہو سکتی ہے جو خدا کے لئے جسم یا صورت یا تحدید یا اعضا ثابت کرے، اور اس کی مخلوق کے ساتھ اسے مشابہ قرار دے، تعالیٰ اللہ ص ۲۵۵ ح ۱۰۰

مسئلہ استواء، بعد اورد | اللہ تعالیٰ کا عرش پر مستوی ہونا اس کے سبب، اور جہر و بحر کے حق تعالیٰ | سابق اور قدم قرآن پاک اور حدیث سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لے اضا۔

لے اصل کاں صلاۃ بیا نہیں ہمہ صلاۃ۔

لے غرض اور چون کہ ہم سوا اللہ پروردگار میں موجودی۔ دیکھو جے اللہ صلاۃ ۲۵۵ ح ۱۰۰

لے سبب اللہ صلاۃ ۲۵۵ ح ۱۰۰

لے اصل کاں صلاۃ اس میں عربی حکم ہے۔

حق تعالیٰ کا کسی مخلوق میں حلول کرنا حق تعالیٰ کا اپنے غیر میں حلول کرنا اور کسی کے ساتھ اس بارہ میں مسکاف صغیہ کی وضاحت متحد ہونا صحیح نہیں ہے، بیانیہ جہاں حیدر مفصلہ شریفہ زہد امیرہ نصیر بہ اور اسحاقیہ گروہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ علیٰ شیں اور دوسرے بزرگوں میں جیسا کہ پہلے بیان ہوا، حلول فرما چکا ہے۔

ابن مظہر علی نے شیخ میں جو کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غیر میں حلول کرنا اور حیر کے ساتھ اتحاد اہل سنت و جماعت میں صوفیاء کا مذہب ہے، سو یہ افسر اخص اور حماقت ہے اور صوفیاء کرام کے مدعا پر عدم اطلاع کا نتیجہ۔ **تاتلہ ہمد اللہ فی یوم تکون۔**

وجودی صوفیاء جس تو حید و اتحاد کے قائل ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ غائب میں صرف اللہ تعالیٰ موجود ہے، اس کے غیر یعنی ممکنات مرتبہ و جم میں موجود ہیں، حقیقت میں نہیں شیخ اکبر فرماتے ہیں۔

الاعیان ما شہدت
احیان وہ ہیں، جنہوں نے وجود
داختہ الوجود۔
کی غرض ہوا پائی ہے۔

عدم کے بعد ممکن کا وجود جو کہ مرتبہ و جم میں صورت بستہ ہوا اس سے حق تعالیٰ کے وجود حقیقی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور اب بھی جوں کا توں ہے۔

یہ تو حید من کا معنی انہی وجود ممکنات ہے، مشہوری بھی ہو تو ہمیں اس سے اللہ تعالیٰ کا غیر کے ساتھ اتحاد اور حلول کا پتہ نہیں دیتا، تو حید مشہوری کا مطلب ہے کہ محبوب حقیقی کی محبت کے غالب ہونے کے سبب سے غیر محبوب عاشق کی نظر سے مریض ہو جائے، واحد حقیقی کے علاوہ اس کی نظر میں کوئی بھی نہ آئے،

صوفیاء کرام کے نزدیک صوفی کی ذات و صفات کا تباہ یا بقا ذات و صفات حق تعالیٰ میں یہ سب مرتبہ و جم میں ہے نہ کہ خارج ہیں میں کی حقیقت یہ ہے۔

ریاضات و مجاہدات اور شیخ کامل مکمل کی دوستی کے سبب سے بلکہ غرض اللہ کے فضل و کرم سے صوفی ایک ایسے عالم میں پہنچ جاتا ہے کہ اسے حق کی داخلی آگاہی حاصل ہو جاتی ہے، اور اپنے وجود و توابع وجود سے نشان بیان ہو جاتا ہے، اس وقت غلبہ

عشق و محبت میں اس پر علوم و معارف منکشف ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اسے باقی قدرت سے علاوہ مزید قدرت اور سابق علوم کے علاوہ دیگر علوم عطا فرماتے ہیں، جو کہ خرقِ مروت کا موجب بنتے ہیں، جیسا کہ صحابہ کرام اور اولیاءِ امت سے بدرجہا قوتِ ثابت ہو چکا ہے، جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اس وقت وہ صوفی اس حدیث کا پورا مصداق ہوتا ہے،

لا ینزال عبدی یتقرب
الی بالنواقل حتی احببتہ
فاذا احببتہ کنت معہ الذی
یسمع بہ، و یبصر بہ الذی
میبصر بہ و یدہ الذی
یبطش بہا و سجدہ الذی
یمشی بہا۔

میرا بندہ نواقل کے ذریعہ میرے
قریب ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ
میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں، جب
محبوب بناتا ہوں، تو میں اس کا کان
ہوتا ہوں، اس کی آنکھ اور اس کا
ہاتھ اور اس کی ٹانگ۔ یعنی وہ مکمل
ہم سے ملکا و ہدایت کے مطابق زندگی
 بسر کرتا ہے۔

اس سریش میں ہمارے جس طرح آیت شریف خلقتہ یدای اور فحنت من
دعی وغیرہ میں ہے، صوفیاء اہل سنت نے اس بارہ میں جو الفاظ کہے ہیں، اسی طرح کے
الفاظ متصوفین شیعہ کے ہاں بھی پائے جاتے ہیں۔

قال المقداد شیخ الشیخۃ فی
شرح الوصول الی علم الاصول
فی ذکر الاحوال الساعۃ للمالك
المراءد من الاتحاد هو ان ینظر
الا الیہ من غیر ان یتکلف بقول
ما عداہا فاشعرہ فیکون اکمل
واحد اہل من حیث انه اذا جلد

شیخ شیعہ مقداد، شرح الوصول الی
علم الاصول میں مالک کوثر میں آدھ
احوال کے ذکر میں کہتا ہے، "اتحاشی
مراءد ہے کہ مالک اس کے سوا کسی
کو نہ دیکھے، یوں نہیں کہتا کہ اس کا
ماسوا اس کے ساتھ قائم ہے، اور کل
ایک ہو جائے، بلکہ اس حیثیت سے کہ

اور حضرت رویت الہی کا انکار کرتے ہیں، کہتے ہیں رذیت کے لئے کچھ شرائط ہوتی ہیں۔
۱۔ سلامتی عامہ بصیر۔ ۲۱۔ مرنی کا حجم کثیف ہونا۔ ۳۔ مرنی اور مرنی کے مابین مسافت ہونا۔ ۴۔ اوروں کا آٹے سامنے ہونا یعنی ان کے مابین عدم حجاب

قرآن پاک کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

(۱) لَانْكَارَكَ الْاَبْجَادُ وَهُوَ يَدْرِكُ
الْاَبْجَادُ (الانعام آیت ۱۰۴) وہ ان کا اور تک کرتا ہے۔

۲۔ لون تخافى۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۳۳) تو مجھے ہرگز نہیں دیکھے گا۔

جواب یہ ہے کہ یہ غائب کو شاہد پر قیاس کیا گیا ہے، جو کہ غلط ہے، مذکورہ بالا شرائط مادی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت اصل بنا کر رکھا ہے کہ ان شرائط کے تحقق کے بعد رذیت پیدا کر دیتا ہے، اور حقیقت رذیت کے لئے وجود مادی دوسری کے علاوہ اور کوئی شرط نہیں ہے، اگر رذیت کے لئے مذکورہ شرائط کو لازمی کہا جائے تو اللہ تعالیٰ کا مخلوق کو دیکھنا بھی غلط ہو جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ عامہ بصیر سے منزہ اور پاک ہے، اور مادی اور مرنی کے درمیان شعاع کا پہنچنا اور مسافت ہونا اس جگہ بھی متصور نہیں ہو سکتی ہے، حتیٰ تعالیٰ جس طرح اجسام کثیفہ کے لئے بصیر ہے، اسی طرح وہ اجسام لطیفہ اور لطاح کو بھی دیکھ رہا ہے، جب اللہ کے لئے ممکن کو دیکھنا بعض شرائط مذکورہ کے بغیر ثابت ہے تو بندہ کی رذیت غافل بھی کسی شرط کے فقدان کی صورت میں جائز ہونی چاہیئے۔

آیت لَانْكَارَكَ الْاَبْجَادُ میں اور تک مرنی کے جو اسباب اور حدود کی مکمل اطلاع سے عبارت ہے، اور تک کی نفی رذیت کی نفی کو مستلزم نہیں ہے،

نیز فقہانہ کہ لا بعلم میں عموم کا سبب ہے (یعنی کل البصار اس کا اور تک نہیں کر سکتیں) سبب کا عموم نہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض انہیں حتیٰ کا اور تک نہیں کر سکتیں۔
کھلیٹی نے ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن موسیٰ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا معنی ہے۔

لَا تَنْكَارَكَ الْاَبْجَادُ وَهِيَ
یعنی اسے اور تک نہیں کر سکتے، اور

یہ دلالت الایوہا مر۔ وہ ابراہیم کا اور اک کرتا ہے۔

اسی طرح ان حلقوں میں موسیٰ علیہ السلام کی مسئلہ رویت کی نفی ہے، نہ کہ امکانِ غدیت کی نفی، اٹا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال رویت فرماتا، ہماری دلیل ہے کہ رویت باری تعالیٰ ممکن تھی تب ہی تو موسیٰ علیہ السلام نے سوال فرمایا، انبیاء کو معرفت حق تعالیٰ اور رسول سے زیادہ حاصل ہے، اگر رویت محال تھی تو موسیٰ علیہ السلام کو اس مسئلہ سے غافل نہیں ہونا چاہیے تھا، اگر یہ مسئلہ اصولِ دین سے ہے، اگر موسیٰ علیہ السلام بھی رویت کو محال جانتے تھے، تو ان کا سوال کرنا سقراط پرانا ہے، جس سے انبیاء علیہم السلام پاک اور منزہ ہیں دیکھئے، ما اتخذنا منہذا البحرۃ (۱۶۷) کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اعوذ باللہ ان اكون من الجاهلین (البحرۃ) اور طرح علیہ السلام نے فرمایا: اعوذ باللہ ان اسئلک ما لیس لی بہ علم (رحمۃ الہ) اور اٹا صلح بنی نوع انسان کے لئے، ہم اتفاقاً در کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی بعثت انبیاء علیہم السلام و تعالوا، آخری اور معاشی اصلاح کے لئے انسانوں میں سے انبیاء اور رسول بھیجے، تاکہ وہ ان لوگوں کو حق تعالیٰ کی معرفت سے گامہ کریں، کہ انسانی عقل اس سے قاصر تھی، اسی طرح احکام الہی یعنی واجیب مندوب، حرام، مکروہ، مباح سے انسانوں کو مطلع کریں، انبیاء اور رسول کی تعداد کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،

منہم من قبضنا علیک و منہم من لم یقتضصل علیک (المومن ۷۸) بعض وہ ہیں جو ہم نے آپ پر بیان کئے اور بعض وہ جو آپ پر بیان نہیں کئے۔

بعض آثار و بیٹ میں رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ آئی ہے، اور انبیاء کی ایک فکھر چوبیس ہزار مگر ایمان بالانبیاء و الرسل میں کوئی عدد ملحوظ نہیں رکھنا چاہیے، تاکہ بعض پیغمبروں کا انکار اور غیر پیغمبر کا اقرار لازم نہ کہلائے، اگر مشقت انبیاء میں سے جن کا تذکرہ قرآن پاک میں یا حدیث صحیح میں آگیا ہے، اس کی نبوت کا اقرار کرنا چاہیے، اور جس کا ذکر تنہا احادیث میں نہیں آیا ہے، اس کا اقرار کرنا چاہیے، نہ انکار، بلکہ اجماعاً کہنا چاہیے، امنت باللہ و وصلہ مشکلاً اگر کوئی کہتا ہے، تردید و شک نہیں تھا، اس کا نہ اقرار کرو اور نہ انکار۔

لہذا سب سے ایک حدیث میں ہے: من انزل فی صلیبہ علیہ۔

انبیاء میں سب سے پہلے نبی اکرم علیہ السلام تھے، اور سب سے آخری محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وعلیہم اجمعین اور آپ کی انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا
وَنَذِيرًا (المعین ۲۸) کے لئے خوشخبری سناتے اور ڈراتے۔

آپ کی شریعت الہی ہے، آپ پر سلسلہ پیغمبری ختم ہے، آپ کے بعد کوئی پیغمبر نہ آیا
نہ آئے گا، اور نہ آپ کے زمانہ میں کوئی آپ کے ساتھ شریک نبوت تھا، اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔

وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
(الاحزاب ۴۰) لیکن اللہ کا رسول ہے، اور نبیوں کا
سلسلہ ختم کرنے والا۔

عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے، دین محمدی کے تابع ہو کر شریف لائیں
گے، مذکور رسالت کی حیثیت سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے غزایہ کہتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم، نبی
بارہ میں بعض مبتدعین شیعہ کی خرافات | نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو
علی کے پاس رسالت دینے کے لئے بھیجا تھا، وہ غلطی سے محمد کو رسالت دے گیا یہ ملعون
گروہ اسی وجہ سے حضرت جبریل علیہ السلام پر لعنت کرتا ہے،

مفضلہ اسماعیلہ منصورہ، علیہ کہتے ہیں کہ سلسلہ رسالت بھی ختم نہیں ہو گا، اور ابو المنصور
نبی ہے۔

خطابہ کہتے ہیں کہ انٹر بھی انبیاء ہیں، اور ابو الخطاب نبی ہے۔

عمرہ کہتے ہیں کہ جعفر بن محمد نبی ہے، اور اس کے بعد ابو الخطاب اور اس کے بعد معمر۔
ابو الخطاب بنو اسد قبیلہ کا ایک فرد تھا اور ابو منصور نبی جمل سے۔ یہ شاگردی کی نسبت جعفر
صادق سے رکھتے تھے، جب جعفر صادق کو ان کے برے عقیدہ کا پتہ چلا ان سے ظہار برات
فرمایا، اور یہ صادق کی صحبت سے کلمہ کش ہو گئے، ابو الخطاب نے دعویٰ نبوت کیا، اور
ابو المنصور نے پہلے امامت کا ادعا کیا، اور پھر نبوت کا ڈھونگ رچایا، کہا میں آسمان پر گیا،

اور خدا کو دیکھا ہے، خدا نے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھر اندر کہا اے میرے بیٹے زمین پر جاؤ اور میری تبلیغ کرو، ابو الغلاب کہا کرتا تھا، کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد۔

وان يدركسفان السماء ساقطاً يقولوا صحاب موكوم: الآية ۴۴م
الطوا میں کسفا سے مراد میں ہی ہوں۔

اسحاقیہ کہتے ہیں زمین کا نبی سے خالی ہونا جائز نہیں ہے۔
مفسر یہ کہتے ہیں کہ مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کے پاس وحی آئی تھی۔

سبعہ کہتے ہیں کہ خاتم الرسل مہدی ہے۔

اثنا عشر یعنی طور پر ختم | فقیر ثناء اللہ کہتا ہے، مذکورہ فرقوں سے ختم رسالت رسول
رسالت کے قائل نہیں ہیں | اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فکر صحیح ہے، لیکن اثنا عشریہ بلکہ
امامیہ کے تمام فرقے معنوی طور پر ختم رسالت کے منکر ہیں۔ اس لئے کہ اعتبار مسانی کا ہوتا
ہے، نہ کہ الفاظ کا۔

نبی اس شخص کو کہتے ہیں جس کے ہاں خدا سے وحی آئے، خدا تعالیٰ اسے اپنے احکام
کی تبلیغ کے لئے مخلوق کے پاس بھیجے مخلوق پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا واجب ہے،
اس کی تکذیب کفر قرار پائے، جو کسی ایک پیغمبر کا انکار کرے، وہ کافر ہے، اللہ تعالیٰ فرمائی ہے۔
(۱) لا نفارق بین احد من
ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے

در میان فرق نہیں کرتے۔

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا انکار

کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں

میں فرق کرنا چاہتے ہیں، اور کہتے ہیں،

ہم بعض کو مانتے ہیں، بعض کو نہیں،

اس کے بین بین راستہ بنا نا چاہتے

ہیں، یہی لوگ یقیناً کافر ہیں، اور ہم

نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا

مرسلہ (البقرة ۲۸۵)

(۲) ان الذین یکفرون باللہ و

رسوله ویریدون ان یفرقوا بین

اللہ ورسوله ویقولون لو من بعض

ونکفر ببعض ویریدون ان یفترقوا

بین ذلک سبیلاً اولئک هم

الکافرون حقا واعتدنا للکفرین

عذاباً مہیناً والذین آمنوا باللہ

دوسرے دلدیر قواہین احد منهم اولئک موت یوقبہم اجر وہم۔
 مذاہب تیار کیا ہے، اور جو ایمان لائے،
 اللہ اور اس کے رسولؐ کی کسی رسولؐ میں تفریق
 نہ کی، سب لوگ ہیں، ان کو اجر عطا کریگا،
 (النساء آیت ۱۵۰-۱۵۱)

نہی میں ہدیہ شریعت اور ہدیہ کتاب کی کوئی شرط نہیں ہے، پہلے پیغمبر کے جمیع احکام
 یا بعض احکام کا منسوخ کرنا بھی شرط نہیں ہے، البتہ معصوم ہونا نبوت کی شرط ہے، احد
 مطلع ہونا لازم نبوت سے ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں جس انسان میں یہ صفات موجود ہیں، وہ دوسروں سے افضل و برتر
 ہے، اس لئے اہل سنت و جماعت بلکہ جمہور فرقہ سلسلہ قائل ہیں کہ نبیاد اور رسول کل
 مخلوق میں سے افضل ہیں، اور اللہ کے نزدیک محبوب ترین مخلوق۔

جبرخی پیغمبری کے درجہ اولیٰ میں بھی نہیں پہنچ سکتا، تفوق و برتری کا تو احتمال ہی کہنا
 امامیہ نبوت کے معانی اپنے امامیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ
 انہ میں ثابت کرتے ہیں، نے جبریل کو علیؑ کی طرف بھیجا، مگر علی صرف آواز
 سنتے تھے، جبریل کو دیکھتے نہ تھے، کلینی نے یہ بات اپنے اسناد سے روایت کی ہے۔

نیز امامیہ کہتے ہیں کہ علیؑ اور فاطمہؑ زہراؑ کی طرف بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 بعد وحی آتی تھی، فرشتہ جو کچھ فاطمہؑ کے پاس وحی لائے، علیؑ سے ایک کتاب میں جمع کرتے
 جس کا نام ”صحیفہ فاطمہ“ رکھا۔ اس لئے امامیہ علیؑ کو محدثؑ کہتے ہیں، یعنی جو فرشتہ کی آواز
 سنے، اور اس کی صورت نہ دیکھے، اللہ کا حال بھی ان کے اہل یہی ہے، اس لئے موقوف
 آثار کو مرفوع احادیث کی مثل سمجھتے ہیں، اور اپنے اللہ کی طرف اثبات دہی کرتے ہیں،
 یا حدیث میں روایت فرشتہ شرط نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وما کان للبشر ان ینکلمہ اللہ الا ان ینزل الیہ من السماء کلاماً منہن

۱۵۱۔ رسول کا حق یہ ہے کہ نہ وہ خود سے کلام آئے۔

۱۵۲۔ رسول کا حق یہ ہے کہ اللہ سے کلام نہ آئے، نہ وہ خود سے کلام آئے۔

۱۵۳۔ رسول کا حق یہ ہے کہ اللہ سے کلام نہ آئے۔

وحیا اور من و راء: انجاء اور یصل
رسول فیوحی ہا ذلک ما یشاء۔
کر سکتا اللہ کہ اس کو وحی ہو یا پردے
پیچھے یا رسول کو بھیجے، اور اس کے حکم
سے جو وہ چاہے وہی کرے۔
(الشوریٰ آیت ۵۱)

بلکہ ان ملائکہ نے وحی سے بھی ترقی کی، اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے بعد اپنا دین
اللہ کے سپرد کر دیا ہے جس طرح کہ پیغمبر کے سپرد تھا، ائمہ میں چیز کو چاہیں حلال قرار دیں
اور جسے چاہیں حرام گردانیں اللہ تعالیٰ کے حکم ملندہ ہوئے بغیر۔

واحتجوا علی ذلک بما رواہ محمد بن
جمہور القمی فی المنہاج عن محمد بن شنان
قال کنت عند ابی جعفر فاجریبت
اختلاف الشیخۃ فقال یا محمد ان الله
لیرزق منفردا یوحدا یتیم ثم خلق
محمد و اولیاء و فاطمۃ و الحسن
و الحسین فیکثر الف دھو فخلق
الاشیاء و اشہد ہم خلقہا و اجری
طاعتہم علیہا و فرض امورہم الیہم
یحملون ما یشاؤن و یدفعون
ما یشاؤن۔
محمد بن جعفر ترمذی، منہاج فی رد القواد، میں روایت
کرتا ہے محمد بن شنان نے کہا میں ابو جعفر
کے پاس تھا، شیعہ کے اختلاف کا تذکرہ
ہوا تو کہا، اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت
میں منفرد تھا کہ محمد، علی، فاطمہ،
حسین، اور حسن کو پیدا کیا، ہزار و ہر
رہے، اللہ نے چیزیں پیدا فرمائیں
اور ان کو گواہ بنایا اور ان کی اطاعت
جاری کر دی، ان کے امور ان کے
سپرد کر دیئے، جو چاہیں حلال بنائیں
اور جو چاہیں حرام بنادیں۔

نیز کلینی نے روایت کیا۔

عن اسماعیل بن عمار عن ابی عبد
الله قال ان الله ادب نبیہ
صلی الله علیہ وسلم فاذا
استہی الی ما اراد قال لہ انک
ابو عبد اللہ سے مروی ہے، کہا
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم کو ادب سکھایا جب اللہ
کے ارادہ کے مطابق ہو گئے، فرمایا

طہ ص ۱۰۱، ابی ہاشم عین اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ادب سکھایا

تم عظیم خلق پر ہوا اور پھر دین آپ
کے سپرد کر دیا۔

نعلی خلق عظیم وقوهر
الیہ دینہ
نیز کلینی نے روایت کیا۔

میشی امام ابو عبد اللہ سے روایت
کرتا ہے، انہوں نے کہا اللہ نے اپنے
رسول کو ادب سکھایا، حتیٰ کہ اپنے ارادہ
کے مطابق درست بتایا، اور اپنا
دین ان کے سپرد کر دیا۔ اور کہا
تمہیں جو رسول دے، اسے لے لو،
اور جس سے روک دے، روک جاؤ
جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے، رسول کے سپرد
کیا، وہ انہوں نے ہمارے سپرد کر
دیا ہے۔

عن محمد بن الحسن المیثمی عن
ابی عبد اللہ قال صحبته یقول
ان اللہ ادب رسولہ حتی
قومہ علی ما اراد ثم فوض الیہ
دینہ فقال ما اتاکم الرسول
فخذوا وما نهکم عنہ
فانتہوا فما فوض اللہ الی
رسولہ صلے اللہ علیہ وسلم
فقد فوضہ الینا۔

یہ تمام اہل اہل اور موضوعات میں، حق تعالیٰ اس سے بلند ہے کہ وہ اپنا دین
کسی مخلوق کے سپرد کرے، مگر ان پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

بے شک یہ لوگ قریب ہے آپ
کو بھلا دین اس وحی سے جو ہم نے
آپ کی طرف کی۔ کہ آپ ہم پر اس کا
غیر بنالائیں، اس وقت یہ لوگ آپ
کو ساتھی بنالیں گے۔

وان کادوا لیفتنونک عن الذی
اوحینا الیک لتفتقری علینا
غیرہ واذا لا تتخذوا ذلک خلیلاً
(ہی اسرائیل ۷۳)

نیز فرماتا ہے۔

اگر ایسے نہ ہوتا کہ ہم نے آپ کو

لولا ان ثبتناک لقد کدت

لحمہ اسلافی ہب انما من ۱۱۱۱۔

ترک الیہم شیئا قليلا واذا
لا ذنباک منہف الحیرۃ وضعف
العصاۃ ثولا قہدا لک علینا
نصیرا۔
دینی اصول شیل ۴۲-۴۵)

مقصود یہ کہ ہم نے تجھے عصمت دی ہے، اور دین حق پر ثابت و حکم بنایا ہے،
اس لئے کفار کی طرف جو کہ آپ کو ہمارے اوپر افترا کرنے پر آمادہ کر رہے ہیں، آپ
میلان اور جھکاؤ نہیں رکھتے، اگر ہماری عصمت اور حفاظت آپ کے شامل حال نہ ہوتی
اور آپ ان کی طرف جھکاؤ اختیار کر جاتے تو ہم آپ کو دنیا کے مذاب اور موت کے
بعد کھذاب میں مبتلا کر دیتے۔
نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایہا الذین احبتم ربنا احل اللہ لک
(التحذیر ۱)
جو اللہ نے آپ کے لئے سہل بنائی۔

اگر تحریم آپ کے سپرد ہوتی تو اللہ تعالیٰ لم تحریم! کیوں فرماتا، پھر آپ کی اس
تحریم کو ہمیں قرار دیا گیا، یہاں کہ قرآن پاک میں ہے۔
قد فرض اللہ لکم تحلیۃ
ایمانکم (المحکم ۲)
میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تحلیل و تحریم میں مختار ہوتے تو غزوہ تبوک سے پیچھے
رہنے والوں کے لئے آپ کے اذن اور بدر کے قیدیوں سے فدیر لینے پر قتاب مذاکرہ
اس سے معلوم ہوا احکام شرع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات اپنی
طرف سے نہیں فرمائی، بلکہ جو کچھ فرماتے تھے، وہی الہی سے فرماتے تھے، امثال اور دونوں ہی
میں آپ بھی باقی انہوں کی طرح سکنت تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قل انما نأمر بما ہدانا علی
میں تمہاری، خدا انہوں میں سے
Marfat.com

ان الله لم يخلق خلقا افضل من
 منجهن والائمة وهو الامر احب
 الشرف في عمر اور ناموں سے افضل کوئی
 مخلوق پیدا نہ کی یہ لوگ اللہ کے محبوب ترین
 ہیں درجہ مخلوق سے زیادہ اللہ ان سے
 محبت رکھتا ہے۔
 جميع خلقه وسائر مرتبه۔

علیؑ نہ ہوتا تو کوئی مخلوق
 پیدا نہ ہوتی، امامیہ کا عقیدہ
 نیز کہتے ہیں، مگر علیؑ نہ ہوتے تو جنت، جہنم، فرشتے، اور
 انبیاء مخلوق نہ ہوتے، حق تعالیٰ نے روز حقائق تمام نبی
 آدم سے (جن میں انبیاء و رسل بھی ہیں) علیؑ اور ان کی اولاد میں سے حرامام ہوں گے، ان
 کی ولایت اور طاعت کا عہد لیا تھا۔ اور اسی طرح فرشتوں سے عہد لیا۔
 یہ ملعون کہتے ہیں، انبیاء و رسل کے اولاد سے دشمنی حاصل کرتے ہیں، اور ان کے آثار
 کی پیروی کرتے ہیں، قیامت کے دن ہر نبی، رسول اور مقرب فرشتہ علی بن ابی طالب
 کے گرد جمع ہوں گے۔

اپنی ان کمزریات و خرافات پر موضوع اور محوئی روایات سے استدلال کرتے ہیں۔
 (۱) روای ابن ابی ہاشم عن ابی عبد الله
 قال الله عز وجل فضل اولي العزم
 من الرسل على الانبياء يا لعلم
 وورثنا علمهم وفضلنا علمهم و
 علم رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ما لا يعلمون وعلينا علم رسول
 الله صلى الله عليه وسلم و
 تلا قوله تعالى قل هل ينسوي
 الذين يعلمون والذين لا يعلمون۔
 ابن ابی ہاشم عن ابی عبد الله
 قال الله عز وجل فضل اولي العزم
 من الرسل على الانبياء يا لعلم
 وورثنا علمهم وفضلنا علمهم و
 علم رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ما لا يعلمون وعلينا علم رسول
 الله صلى الله عليه وسلم و
 تلا قوله تعالى قل هل ينسوي
 الذين يعلمون والذين لا يعلمون۔

(۲) روای حسن بن کیس عن ابی ذر
 قال فضل النبي صلى الله عليه وسلم
 حسن بن کیس ابو ذر سے روایت
 کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

الی علی بن ابی طالب و قال هذا
خیر الاولین و الاخرین من اهل
السموات و الارضین۔
علی بن ابی طالب کی طرف دیکھا اور فرمایا
یہ آسمان اور زمین والوں میں سے اولین
و آخرین سے افضل ہے۔

(۳) رواہ عن ابی وائل عن عبد اللہ
بن عباس قال حدثنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال قال لی
حزبہ علی عبد البشر من ابی
فقد کفر۔
ابو وائل سے روایت کرتا ہے، وہ
عبد اللہ بن عباس سے کہا مجھے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی
فرمایا مجھے حزب بنیل نے کہا علی افضل
البشر ہے، جو انکار کرے، وہ کافر ہے۔

پہلی روایت میں ابن راوندی ایک زندیق شخص ہے، ایک دور میں ایک علاقہ
میں روافض بہت زیادہ تھے، وہاں کا پادشاہ اور امرا رافضی تھے، امرا کا قریب حاصل
کرنے کے لئے ابن راوندی نے قشیع کا لباس پہنا، اور ان کے مذہب میں کتا ہیں
تالیف کیں۔

دوسری اور تیسری روایت میں مجہول اور متغی راوی موجود ہیں، اور اس گمراہ فرقہ
کے علماء بھی اس کا اقرار ہے۔

(۴) رواہ سعید بن عبد اللہ بن
ابی خلف القنی فی النصاب عن
ابی جعفر و محمد بن یعقوب
الزاری فی النکاح عن ابی عبد اللہ
انما قال فی تفسیر قولہ تعالیٰ و
یسئلونک عن الروح قل الروح
من امر ربی و هو خلق عظیم
من جبریل و میکائیل لہ یکن
سعید بن عبد اللہ بن ابی خلف قنی
و النصاب میں ابی جعفر سے روایت
کرتا ہے، اور محمد بن یعقوب کافی میں
ابو عبد اللہ سے دونوں آیت و یسئلونک
عن الروح کی تفسیر میں کہتے ہیں روح
جبریل و میکائیل سے عظیم مخلوق ہے
کہ مشرت میں سے کسی کے ساتھ نہ
تھی اسوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

لہ اسلاف فی باب روح علی بن ابی حمزہ راجعہ ص ۱۱۰۔

مع احد ممن مضى عن محمد و محمد
صلی اللہ علیہ وسلم و هو مع
الاہلۃ یوفقہم و یبیدہم۔
اور وہ انہر کے ساتھ بھی ہے، ان
کو توفیق دیتی ہے، اور انہیں بیدار
رکھتی ہے۔

اس روایت کی سند میں ہشام بن سالم ہے جو کہ جسہ فرقتہ سے تعلق رکھتا ہے،
اور اس میں ابوسعیر کذاب اور جھوٹا راوی بھی موجود ہے، ان کا تذکرہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔
اگر اس اثر کو صحیح فرض کر لیا جائے، تو دوسرے انبیاء کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر برتری لازم آتی ہے، یا ان کی عصمت سے انکار لازم آتا ہے۔ اس طرح اگر انبیاء عصمت
میں روح کے محتاج نہیں تھے، تو غلام ارسل صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے کا تاہید
روح کے بغیر معصوم ہیں، اور اگر عصمت میں روح کے محتاج تھے، اور روح نے ان کی
تقویت نہیں کی، تو ان کی عصمت مفقود ہو گئی، اور دونوں نتیجے گمراہی، اللہ اعلم بالصواب۔

(۵) صحاح ابن بابویہ وغیرہ من
الاصاحیۃ عن ابی عبد اللہ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لعلی یا علی ما عربن اللہ الا اناد
انت ولا عرفنی الا اللہ و انت
ولا عرفک الا اللہ و انت۔
امیر کے اہل بابویہ وغیرہ روایت
کرتے ہیں، ابو عبد اللہ نے بیان کرتا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو
کہا، اے علی اللہ کو تیرے اور میرے
سوا کسی نہ پہچانا، اور مجھے نہیں پہچانا سوا
تیرے اور اللہ کے اور تجھے نہیں پہچانا
سوا میرے اور اللہ کے۔

ابن بابویہ کی بیان کردہ ایک اور روایت معراج جو کہ ابوذر سے مروی ہے، اس روایت
کے معارض ہے، ابوجند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

انہ قال لہما حدیثی الی
السموات جارتی ملائکہ
کل سماء و سلموا علی و قالوا
اذا سجدت الی الارض
آپ نے فرمایا مجھے آسمانوں پر بجا یا
گیا تو ہر آسمان کے فرشتے میرے پاس
آئے، اور سلام کہا، اور کہا جب آپ
زمین کی طرف رجعت کریں تو علیؑ کو ہاتھ

سارنا فتحہم العلم والادین ثم قال للملئکتہ هؤلاء حملۃ علی ودینی وامانتی من خلقی ثم قال بخی اذہم اقبوا باللہ بالدرجہ بیئۃ ولہم الاولیٰ الصفہ بالطاعۃ فقلوا نعم سارنا اقبوا ربنا۔

ان کو علم و دین عطا فرمایا، اور فرشتوں سے کہا یہ میری مخلوق تیرے حکم پر علم، دین اور امانت کو اٹھانے والے ہیں پھر نبی آدم سے فرمایا اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرو اور اس جماعت کی اطاعت کا اور آدم نے کہا، ہاں اسے ہمارے حکم پر اقرار کرتے ہیں۔

(۹) وماراۃ ایضا فی خبر طویل عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہما لہما آسری بہو کلمہ ربہ قال بعد کلام فی علی افانک رسول الی خلقی وان علیا ولیی واما المؤمنین اخذت ميثاقی النبیین وملائکتی وجميع

نیز ایک لمبی روایت ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسرار کرایا گیا، اور رب نے علی کے بارہ میں کلام کے بعد فرمایا، تو میری مخلوق کی طرف رسول ہے، اور علی میرا ولی ہے، انبیاء فرشتوں اور جمیع مخلوق سے اس کی ولایت کا عہد لے چکا ہوں۔

ابن بابویہ اور اس کے نیچے کے روایۃ کے احوال پہلے مذکور ہو چکے ہیں ان آثار کی اس نیدامیہ کے اصول پر کئی قابل حجت نہیں ہیں۔

(۱۰) ذکر ابن بابویہ فی غیر واحد من کتباتہ ووجد بخط ابی محمد الحسن بن علی العسکری صورتہ اجود ما یلقا من قوم حدوا محکمات الکتاب وفسوا اللہ رب الارباب والنبی و ساقی النکوشی یومدا الحساب علی

ابن بابویہ اپنی کئی ایک کتابوں میں ذکر کرتا ہے، کہ اس نے ابو محمد حسن بن علی عسکری کے خط سے سیکھا پایا میں اس قوم سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں جنہیں نے محکمات کتاب کو مذمت کر دیا، اللہ رب الارباب اور نبی ساقی کو غرور کر دیا، اور کثیر حساب یرم طامسہ کبر کا اور

ہم نصیم دارالتقین کو قبول کیجے ہیں۔
 ہم تمام اعظم ہیں، ہم میں نبوة اور
 ولایت و کرم ہے، ہم ہدایت کے منار
 اور عروۃ و ثقی ہیں، انبیاء ہمارے انوار
 سے حاصل کرتے رہے، ہمارے آثار
 کے پیچھے چلتے رہے، مخلوق پر عنقریب
 اللہ کی محبت اور حق کے اظہار کے لئے
 تنگی سموار نمایاں ہوگی۔

الطاعة الكبرى ونعيم دارالمقابين
 فخير السام الاعظم وفيما النبوة والولاية
 والكرم عن منار الهدى والعبد
 الوثيق والانباء كانوا يقتضون
 من انوارنا ويقتضون آثارنا
 وسيظهر حجة الله على الخلق
 والسيف المسلول لاظهار
 الحق۔

یہ ملعون ابن بابویہ کے کاذب اور جھوٹی بناوٹی روایات میں سے ایک اور
 روایت ہے۔

ابن بابویہ سماعت سے روایت
 کرتا ہے کہ ابو الحسن نے کہا جب قیامت
 کا دن ہوگا، کوئی مسرب فرشتہ نبی
 مرسل اور مؤمن نہ ہوگا، مگر اس
 دن محمد اور علی کا محتاج ہوگا۔

(۱۱) رواه ابن بابويه عن
 سماعة قال قال ابو الحسن اذا
 كان يوم القيامة ليربقي ملك
 مقرب ولا نبى مرسل ولا
 مؤمن امتحن الله قلبه للايمان الا
 وهو مختار الى محمد وعلي في ذلك اليوم

اس روایت میں سماعت فاسد الذہب ہے، اتفاق علماء اور ابن بابویہ کذاب
 اور دجال ہے۔

محمد بن یعقوب کلینی بروایت
 ابوالصامت الثمونی، ابو جعفر سے نقل
 کرتا ہے، اس نے کہا کہ امیر المؤمنین نے
 کہا محمد سے احمد علی الشریعہ وسلم کے سوا
 کوئی بھی آگے نہ ہے۔

(۱۲) رواه محمد بن يعقوب
 الكليني عن ابي الصامت الثموني
 عن ابي جعفر انه قال قال
 امير المؤمنين لا يتقدمني الا
 احمد علي الله عليه وسلم۔

فضل بن شاذان کتاب القائم
میں روایت کرتا ہے، صالح بن حمزہ
سے وہ حسن بن عبد اللہ سے وہ ابو
عبد اللہ سے کہ امیر المؤمنین نے مبرکوتہ
پر گھر سے ہر گز نہیں سے احمد علی الشریف
وسلم کے سوا کوئی بھی مقدم نہیں ہے،
اور جمع ملائکہ، رسل اور روح ہمارے
بچے۔ ہیں۔

ابن بابویہ سے معالی الاضداد و غیرہ
میں خالد بن یزید سے وہ امیر المؤمنین
سے نقل کرتا ہے کہ انہوں نے کہا:
میں قیامت کے دن نبی کے درجہ
کے نیچے اونچے درجہ پر فائز ہوں گا
باقی رسل اور انبیاء مرتب میں ہمارے
سے کم پر ہوں گے۔

امالی میں ابو عبد اللہ سے روایت ہے
داؤد سے امیر المؤمنین سے مروی ہے،
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہا ہے علی تو دنیا و آخرت میں میرا
بھائی ہے، اور جبار کے آگے موقت
میں قیامت کے دن تو مجھ
سے سب سے زیادہ قریب
ہو گا۔

(۱۳) رواہ الفضل بن شاذان
فی کتاب القائم عن صالح بن
حمزہ عن الحسن بن عبد اللہ
عن ابی عبد اللہ قال قال
امیر المؤمنین علی متبرک الکوفۃ
وما یتقد منی الا احد صلی
اللہ علیہ وسلم وان جمیع
الملئکۃ والروسل والتمائم خلقنا۔

(۱۴) رواہ ابن بابویہ فی معانی
الاخبار وغیرہ عن خالد
بن یزید عن امیر المؤمنین انہ
قال انا یوم القیامۃ علی
الدرجۃ الرفیعۃ دون
درجۃ النبی واما الرسل و
الانبیاء فدوننا علی المراق۔

(۱۵) مروی فی المعالی عن ابی
عبد اللہ عن جدہ امیر المؤمنین
قال قال فی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یا علی انت اغنی عن الدنیا
والآخرۃ وانت اقرب
المخلاتی الی یوم القیامۃ
فی الموقت بین یدی
الحجبار۔

و انے فرشتوں اور ارواحِ انبیاء سے فرمایا کہ اگر وہ ہوں ایک صورت کا نکاح کر رہا ہوں جو مجھے بہت محبوب ہے، ایک ایسے مرد کے ساتھ جو انبیاء کے بعد مجھے پیارا ہے ۵

یہ روایت ساجدہ عمومی و عامی کے خلاف ہے، سچ ہے کہ شروع گوئے دیکھا نظر ناخدا و لائلِ مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ یہ گم کردہ لوگ علیؑ اور دوسرے ان میں نبوت کا معنی ثابت کرتے ہیں، بلکہ انبیاء سے بھی علیؑ کو خیرہ کو افضل مانتے ہیں، اگرچہ ان کے لئے لفظ نبوت کا اطلاق نہیں کرتے اس لئے ہم نے کہا یہ گروہ منکر ختم نبوت ہے۔ فوضی اللہ من کفر ہم وخرانا قہم۔

ختم نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم | حق یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، کوئی بھی آپ کے وقت میں آپ کی نبوت میں شریک نہ تھا، نہ آپ کے بعد کج پاک کوئی نبی ہوا۔ نہ اللہ ہو گا۔ اگر علیؑ یا اللہ مسوم ہوتے، ان کی طرف وحی کی باقی اللہ کے حکم سے بالاحسانہ بغیر نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلب ہوتے، تو حق تعالیٰ اس کی تصریح قرآن پاک میں فرمائی تے، اگر کوئی دعویٰ کرے کہ قرآن پاک میں آیات تھیں جنہیں صحابہؓ نے حذف کر دیا، تو یہ دعویٰ باطل ہے، اس کی مفصل تردید پہلے بیان ہو چکی ہے، اگر علیؑ یا اللہ کی طرف اللہ کی وحی ہوئی تھی تو انہوں نے امت کے لئے تبلیغ احکام میں بقول شیعہ و مشنوں سے ڈر کر تخیہ کیوں کیا؟ تبلیغ دین میں یہ کمی کیوں!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

یا ایہا الرسول یلزم ما آتزل	اسے رسول آپ کی طرف آپ کے
العیات من ربک وان لم تفعل	رب کی طرف سے جو آتا لگا، اسے پہنچا دیں
فما یلفظ و ما للہ واللہ یعصمک	اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو رسالت کو نہ پہنچایا
من الناس (المائدہ ۶۷)	خدا لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا۔

نیز فرماتا ہے:-

یبلغون رسالت اللہ و	وہ اللہ کے پیغام پہنچاتے ہیں اسی
یحشونہ ولا یحشون احدہم	سے ڈرتے ہیں، اللہ کے سوا کسی سے

اور اسلام قبول کیا، اگر علیؑ آپ کے ساتھ شریک نبوت ہوتے یا ان کی طرف وحی کی جاتی تو
 دعوہ میں کیوں اختلا فرماتے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ آپ کے رفیق و
 دن بدن دین اسلام نے ترقی کی اور قبائل فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے اور
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی علیؑ کے ساتھ ان کے دور میں انھوں نے مسالمت کی
 واقعہ محل و صفین میں جان کی بازی لگادی، انہیں تقیہ کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی، اگر
 فی الواقعہ اختلا کیا ہے، تو حجت الہی ان پر قائم ہو گئی، انان کو تفصل غالبیت و سالتہ اللہ
 اللہ تبارک و تعالیٰ پر کوئی حجت قائم نہ ہوئی، کیونکہ غنیمہؓ یا اس شخص پر جو غنیمہؓ کی طرح ہوا
 ایمان لانا تا تب ضروری ہوگا، جب لوگوں کو پتہ چلے، یہی وجہ ہے کہ بیٹاؤ کی چوٹی پر رہتے
 و اسے انسان پر جس تک کسی رسول خدا کا پیغام نہیں پہنچا، ایمان لانا ضروری نہیں ہے، ورنہ
 تکلیف والا بیاطاق لفظ آئے گی،

علیؑ نے اس شخص و شخص کی دعوت دی ہوتی تو ہم تک اس کی خبر تو اترا پہنچی جس
 طرح کہ تو اترا یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عبداللہ نے وحی نبوت فرمایا
 اور آپ کے ہاتھ پر معجزات سرزد ہوئے، آپ نے اللہ کا کلام پڑھا، اچھے بڑے فصیح
 اس کے معارف سے ماہر بنائے، اور جس طرح کہ بہ تواتر ثابت ہے کہ ابو بکرؓ نے اہل اسلام
 سے ایمان قبول کیا، غنیمہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات سر انجام دیں، وفات تک آپ کی رضا
 ان سے ظاہر ہوتی رہی علیؑ نے بھی سے ایمان قبول کیا، وہ آپ کے عم زادہ تھے آپ کی
 و خزان کے گھر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات کیں، اور موت تک رضائے غنیمہ
 ظاہر ہوتی رہی، اختلا اور شرماس میں واقعہ میں تواتر ہوتا جا بیٹے تھا، تو اترا کا فقدان اس
 واقعہ کے جھوٹ اور کذب کی دلیل قطعی ہے، مثلاً ایک آدمی کہتا ہے، آج سوچا کہ میں ہوا
 مگر یہ خبر متواتر نہ ہوئی، اللہ وادش آدمی ہی کہیں اور دوسرے تکذیب کریں، یقیناً وہ خبر
 جھوٹ ہوگی، ہماری اس تحقیق سے صحت قاطبہ اس طرح کی اور باتیں باطل ثابت
 ہوئیں، اور ختم نبوت سرورہ یمنوں صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شد۔

عصمت انبیاء اور امامیہ اللہ کے نبی اور رسول کفر سے معصوم ہوتے ہیں، وحی

ٹخنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور نبوت سے پہلے اختلافات صحیحہ کے حامل ہوتے ہیں۔
امامیہ کہتے ہیں بعض رسول نبوت سے پہلے اور بعد ازاں ان اختلافات سے واقف
نہ تھے، میں کا ماننا ضروری اور فرض ہے۔

محمد بن بابویہ قمی مدعیون اخبار رضا اور مکاتبہ حمیدہ میں علی بن موسیٰ الرضا سے
روایت اپنے ابا کرام ثانی سے وہ علی بن ابی طالب سے۔

اور محمد بن یعقوب کھنئی کافی میں ابو جعفر سے روایت کرتا ہے کہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام
نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اور کہا اے میرے پروردگار تو دور سے باکر میں بلند آواز سے
پکاروں یا قریب! کہ! ہستہ ہوں۔

کھنئی نے ابو عبد اللہ سے روایت کی کہ یونس علیہ السلام نے سجدہ میں کہا اے اللہ کیا آپ
مجھے عذاب دیں گے، میں نے اپنا چہرہ خاک آلود کر لیا ہے، کیا آپ مجھے عذاب کریں گے؟
میں کہنے خود کو ترے لئے پیاسا رکھا کیا آپ مجھے عذاب میں مبتلا کریں گے؟ میں آپ کے
لئے اپنی ادا ت بیدار کر چکا ہوں، کیا آپ مجھے عذاب میں مبتلا کریں گے؟ میں آپ کے
لئے خود کو گم ہوں سے باز رکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ سرٹھاڑ میں تجھے عذاب
میں مبتلا کروں گا یونس علیہ السلام نے فرمایا اگر آپ نے فرمایا عذاب نہ کروں گا اگر آپ نے
عذاب میں مبتلا کر دیا، تو کیا ہوگا؟ آپ میرے پروردگار میں سوعدہ بھی آپ فرما رہے ہیں،
اللہ تعالیٰ نے وحی کی سرٹھاڑ میں عذاب نہیں کروں گا میں جو وعدہ کرتا ہوں اسے
پورا کرتا ہوں،

یہ تمام آثار موضوع ہیں۔

انبیاء معصوم ہیں، گناہ و معاصی و عظامہ و عظامہ کے جرائم سے انبیاء کی عصمت مشائخ
مغنیہ ابو الحسن صفرائی بالفتح جسکی نقاشی حیاتیں، اور مالکیہ کی ایک جماعت کے نزدیک
متفق ہے۔

مالکیوں میں سے ایک گروہ کہتا ہے، وحی سے پہلے بعض اوقات صغیرہ کا ساتھ
ہوجانا جائز ہے،

ہامیہ میں سے ابو یوسف گروہ کہتا ہے کہ بعض رسولِ بہشت کے بعد بھی ایسے گناہ کے مجرب ہوئے ہیں کہ اس حالت میں موت موجب ہلاکت نہ سکتی ہے۔

کیلی کافعی میں ابو یوسف سے روایت کرتا ہے، اس نے کہا میں نے ابو عبد اللہ کو آسمان کی طرف اتھاڑا کر یہ دعا مانگتے سنا۔

رب لا تھلک الی نفسی طرقة
عین ابدا ولا اقل من
اعرب بے آنکھ بچکنے کے قدر
بھی میرے سپرد نہ کر، اور نہ اس سے بھی
ذلت۔ کم وقت میں۔

اس کے بعد ابو عبد اللہ نے میری طرف توجہ کی، اور کہا اے ابو یوسف یونس بن حنیٰ کو اللہ تعالیٰ نے ایک لحظہ کے لئے چھوڑ دیا تھا، اس نے اس وقت گناہ کیا، میں نے کہا کہ اس گناہ سے وہ کفر تک پہنچے، فرمایا نہ البتہ اس حالت میں موت ہلاکت کا موجب بنتی۔

نیز ہامیہ کہتے ہیں، اخذ میثاق کے وقت آدم علیہ السلام نے قرار نہیں کیا تھا۔ خدا تعالیٰ اس قوم کو ربنا کرے، ایک چیز کو کفر کی نسبت دے کر خود مراد ہو گئے، محمد بن حسن صفار نے ابو یوسف سے میثاق کی خبر بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت پہلے فرمائی، آدم اور اس کی اولاد سے فرمایا، اے است پر بھروسہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں اور یہ کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ اور علی میرا مومنین ہے، اور اس کے وقت میں کے بعد وہ ایمان امر ہو گئے میں اپنے دشمنوں سے مہدی کے ہاتھ سے انتقام لوں گا، اور طوعا وکرہا میری عہدت کی جانے گی، اولاد آدم نے کہا ہم ان چیزوں کا اقرار کرتے ہیں، اور اس پر شاہد ہیں، آدم علیہ السلام نے اقرار نہ کیا، اور نہ ہی اس کی نیت اقرار کرنے کی تھی۔

نیز ہامیہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام خدا تعالیٰ کے میثاق پر قائم نہ رہے، اور جو ان سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا تھا اسے ترک کر دیا۔

اعرج صفار آیت۔

ولقد عہدنا الی آدم من قبل
فدعی ولم یجد له عزرا (طہ ۱۱۵)
ہم نے پہلے آدم سے عہد لیا، وہ
بھول گیا، اور ہم نے اس میں کبھی نہ پایا

کی تفسیر میں کہتا ہے، اہم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد ائمہ کے حق میں عہد لیا تھا پس اہم علیہ السلام نے اس عہد کو ترک کر دیا، اور انہیں اس بات کا کہ عہد اور ائمہ ایسے ہیں یقین دہن نہیں تھا۔

امیر کے ہاں ہے یہ آخر مروجہ کے حکم میں ہے، مگر درحقیقت یہ ممنوع ہے، صفار اپنے دادا فروغ مولیٰ موسیٰ بن عیسیٰ اشعری کے مذہب پر تھا، یعنی کافر تشیع کے پردہ میں آیا، اور ان کی طرف جھوٹی بناوٹی باتیں منسوب کیں، جو کہ موجب قدح تھیں، حالانکہ ائمہ کا دامن ان سے پاک تھا۔

ذمہ لکھتے ہیں کہ خلا علی تھا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر بھیجا کہ آپ لوگوں کو اس کی طرف دلائیں مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے پر دعوت شروع کر دی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم کی خلاف ورزی کی۔

امیر کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے امر کی مخالفت کی غدیر خم کے موقع پر دو بارہ وحی آئی، کہ علی کو ظیفہ بنائیں، صحابہ کے ڈر سے وحی کو رو کر دیا، اور استغفار مانے دیا، تیسری بار جب عقاب نازل ہوا اس وقت قبول کیا۔

ان کا شیخ محمد بن اسمان سرحدیہ "ذخیرہ میں روایت کرتا ہے کہ حق تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا حمزہ الوداع سے فارغ ہونے اور مدینہ کی طرف متوجہ ہونے کے بعد، جبریل نے کہا اے رسول خدا میرا پردہ دھار تجھے سلام کہتا ہے، اور حکم دیتا ہے کہ علی کو امامت پر قائم کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے بھائی جبریل خدا تعالیٰ میرے دوستوں کے علی کے ساتھ بغض کر جاتا ہے، میں اپنے اصحاب سے ڈرتا ہوں کہیں وہ میری ایذا رسانی پر اتفاق نہ کریں، میرے لئے پردہ دھار سے استغفار اور جبریل پردہ دھار کے پاس گیا اور پیغمبر کا جواب پیش کیا، حق تعالیٰ نے جبریل کو پھر بھیجا اور وہی پہلا حکم دیا، پیغمبر نے پھر پہلے کی طرح استغفار دیا۔ پھر جبریل خدا کے پاس گیا، اور دوبارہ جواب دیا، پس حق تعالیٰ نے جبریل کو عقاب کے ساتھ بھیجا، اور یہاں تک نازل ہوئی۔

سلفہ ۱۱۱ ایک فقرہ۔

یا ایہا الرسول بلغ ما أنزل
إلیک من ربک وإن لم تفعل
فما بلغ حد رسالتک واللہ
یصلحک من الناس۔

اے رسول جو میرے رب کی طرف
سے اتارا گیا ہے، اسے پہنچاؤ، اگر
تو نے ایسا نہ کیا، تو ہماری رسالت
نہ پہنچائی، اللہ لوگوں سے تجھے

(المائدہ ۶۷)

جب تیسری بار جبریل علیہ السلام یہ آیت لائے، تو پیغمبر نے کہا چونکہ میری نگہبانی
کی ذمہ داری حق تعالیٰ نے لے لی ہے اس لئے اب میں تبلیغ کروں گا، مکہ مدینہ کے درمیان
خدیجہ غم کے مقام پر اونٹوں کے کپاڑے جمع کئے، ایک دوسرے پر رکھ کر ان کا منبر بنایا
اور کہا، اے لوگو! علی امیر المؤمنین اور رب العالمین کا خلیفہ ہے، میرے بعد کوئی شخص علی
کے سوا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

من کنت مولای فعلی مولای
اللہم وال من والاک و
عاد من عادک۔

جس کا میں مولیٰ ہوں، علی اس
کا مولیٰ ہے، اے اللہ جو اس سے دوستی کرے
اسے دوست بنا، اور جو اس سے دشمنی
کرے اس کو دشمن بنا۔

علی بن جعفر، محمد اقر سے یہی طرح روایت کرتا ہے۔

کلیف نے بھی کافی میں اس کے ضمن حصص روایت کئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے، کیا قبائح اور شوائع انبیاء کی طرف منسوب کئے ہیں؟
حق تعالیٰ تو انبیاء کی تعریف میں فرماتا ہے۔

یبلغون رسالت اللہ و یحشونہ
ولا یحشون احدا الا اللہ۔

اللہ کے پیغام پہنچاتے ہیں، اسی
سے ڈرتے ہیں، اور اللہ کے سوا کسی
سے نہیں ڈرتے۔

(الاحزاب ۳۹)

یہ لوگ رسول اللہ علیہ وسلم سے غیبیوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ اصحاب کے خوف سے

لہ دیکھو، وہ کہتی ہیں اللہ سے ڈرتے ہیں، رسول اللہ سے ڈرتے ہیں، اور احدا سے ڈرتے ہیں۔

تبلیغِ نذکی اور دوبارہ دینی و فرائی اسلام کے ابتدائی دور میں کفار کے غلبہ کے باوجود تبلیغ نہ چھوڑی دینِ حبيب کُل ہو گیا اور نعمتِ الہی قائم ہوئی، اس وقت صحابہؓ کے خوف سے تبلیغِ نذکی؛ (کیا نقطہ آغاز سوچ ہے؟) سید المرسلین علیہ السلام ہی تبلیغِ تبلیغ۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے دلوں میں سے ایک دوسرے کی کودرت نکالی اور ان میں اتفاق پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ اس مشترک ارمان کا اظہار فرماتا ہے۔

واذکذبا نعمۃ اللہ علیکم ۵۱
کنتم اعداء و خالف بین قلوبکم
فاصبحتمہ بنعمتہ اخوانا۔
(ال عمران ۱۰۳)

اللہ کی نعمت یاد کرو جب تم ایک
دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے
دلوں کو متحد کیا اور اس کا احسان ہے کہ تم
بھائی بھائی ہو گئے ہو۔

نیز فرماتا ہے۔

والف بین قلوبکم لولا ففقت ما
فی الارض جمیعاً ما الف بین قلوبکم
ولکن اللہ الف بینہم۔
(ال انفال ۶۳)

اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو متفق
کیا ہے اگر تم زمین کی سب چیزیں خرب
کر دو تو بھی ان کے دلوں میں اتحاد پیدا نہ
کر سکتے مگر اللہ نے ان کو متحد کر دیا ہے۔

یہ حضرات صحابہؓ کا علیؓ کے ساتھ بیعتِ ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہ صحابہؓ باہم شیعہ و شکر
تھے، یہ گمراہ کیسے جاہل اور احمق ہیں۔
ابنِ مطہر علی کہتا ہے۔

الجبان لا یستحق الامامة۔
بزل امامت کا شحق نہیں ہے۔

یہ گمراہ تبلیغِ رسالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرفِ خوف کی نسبت کرتا ہے جو
کہ بزدلی کی وجہ سے ہوتا ہے حالانکہ ان کے ہاں بزل امامت کا شحق نہیں ہے، تو خوف کا
مستحق کہاں ہوگا؟ اگر ان کا نہیں ہے آپ کی نبوت کا انکار کیا، حق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کبھی بھی خیر خدا سے مخالفت نہیں ہوئے۔

ایک سوال اور جواب اگر کہا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے ڈر سے غلام ہیں

رہے تو جواب یہ ہے کہ آپ خوف کی وجہ سے غار میں نہیں رہے، بلکہ اللہ کے حکم سے حکمت کی بناء پر اس میں رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو بکر کو لانا بخیر ان اللہ معنا۔ فرمانا اس کی دلیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہنر خدا پنا امر پورا کرتا ہے، تو دشمنوں کا خوف کیوں کرتے!

ولأول عصمت انبیاء پہلے نزدیک روئے کی انبیاء کی طرف سے، کی نسبت کفر ہے، حق یہ ہے کہ اللہ کے نبی کفر اور ماسی سے مطلقاً معصوم ہوتے ہیں، (۱) ارشاد و باری ہے
لینال محمدی الظالمین (البقرة ۱۲۳) یعنی میرا بند نبوت ظالموں کو نہیں ملے گا، اور گناہ کا رغال ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بارہ میں فرمایا ہے۔

لا یجسسون اللہ ما امرهم و
یفعلون ما یؤمرون۔
اللہ انہیں حکم کرتا ہے مافرمانی نہیں کرتے، اور جو حکم دیتے جاتے ہیں، کرتے ہیں۔
(التہائم ۶)

اس آیت سے فرشتوں کی عصمت ثابت ہوتی ہے، اور انبیاء باتفاق فرشتوں سے افضل ہیں۔ تو وہ یقیناً معصوم ہونے۔

۳۔ رسولوں کو اس لئے اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے کہ وہ خدا کا پیغام بندوں تک پہنچائیں، اور بندے ان کی اتباع اور تقلید کریں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ما تأکد الرسول فخذہ
وما نہک عنہ فانتہوا۔
رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جو دیں اسے لے لو، اور جس سے منع کریں اس سے رک جائو۔
(الحشر ۷)

اگر انبیاء سے عصمت کا سرزد ہونا بہاؤ ہے، تو یہ قابل اتباع نہیں ہیں، اور ان کی بیان کردہ باتیں، اور احکام قابل اعتماد و وثوق نہ رہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
ان جاء کذب فاسی ہنبا یعنی ناسق کی خبر کی تحقیق کو، تب تک

فقیہینا (الطہرات ۶) حل نہیں کرنا چاہیے۔

۲۲۔ غیر مسلمین و عیسائیوں میں سے ہے، کیونکہ احتمال کذب و خطا موجود ہے۔ اگر انبیاء و کرم سے منہ ڈال جائے، ان کی اخبار صحیح دوسری احوال کی طرح غیر مفید علم بن جائیں گی۔ عصمت کے سبب سے ہی کذب اور خطا کا احتمال انبیاء کے کلام سے دور ہو سکتا ہے، اور انبیاء کی احادیث علم یقین کی موجب بن سکتی ہیں، ان کو مصوم نہ ماننے کی صورت میں ان کی احادیث و اخبار نہ تو موجب علم ہیں، اور نہ ہی مخلوق پر حق تعالیٰ کی حجت ہی قائم ہوتی ہے، وہ انقضیٰ جو روایات انبیاء کے عصیان کے بارے میں پیش کرتے ہیں موضوع ہیں اور جافلی۔

یونس اور ابراہیم کی طوط | یونس مایۃ شام نے کوئی گناہ نہیں کیا یہ جو قرآن پاک میں ہے، منسوب گناہ کی نفی ہو | مذا اللہ عنہ (اذہب عنہ) (الانبیاء ۸۰) یعنی پھل جالے کا ذکر کر جب کہ وہ ناراض ہو کر گیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے لئے ایک ایسی قوم پر ناراض ہوئے جنہوں نے قرآن بالشر کیا تھا، اس کا سینہ تنگ ہو اور ان میں سے نکل کھڑا ہو جبکہ انہیں اللہ کی طرف سے ابھی وحی نہیں آئی تھی، ان کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر تنگی نہیں فرمائیں گے۔ وہ ان دن نقد علیہ کا ترجمہ جرم نہ نہ تنگی نہیں فرمائیں گے، لایا ہے میچ ہے، ہدیا کہہ دے گا کہ ہے، (تبیط الذوق لمن یشاء، و یقصد ۱۰۰) (مشکوٰۃ ۳)

تاکہ کہیں میں یونس پکارے، اے اللہ آپ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، میں آپ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں، میں واقعی خود پر زیادتی کر چکا ہوں، انتہائی انصرع اور عاجزی کے طور پر انہوں نے یہ اس لئے فرمایا کہ وہ قوم میں سے وحی آنے سے پہلے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

انبیاء و صوفیوں نے سے مصوم ہیں، اس لئے کہ اخبار میں کذب بیانی دوسرے جراثیم سے بدتر ہے، اور کبیر و گناہ ہے، اگر انبیاء سے جھوٹ سرزد ہو سکتا تو ان کی بیان کردہ خبروں پر سے اتار دیا جاتا ہے۔

اسیہ کہتے ہیں انبیاء و صوفیوں کے جھوٹ بولتے تھے، بلکہ ان کے نزدیک ایسا کارنا واجب ہے، دیکھئے ابراہیم علیہ السلام نے تفسیر کی حد سے انی ستقیم کہا مالا کفریہ واقعہ جھوٹ تھا۔

یہ بات بالکل غلط ہے، اسی طرح حدیث میں جو آتا ہے،
 اندھ لکھنا کہ ابواہیدہ الا
 ابراہیم علیہ السلام نے تین
 کذبات کرے۔
 ثلث کذبات۔

سامعین کے نام کے اعتبار سے تو کذب ہے، اور حقیقت بات جھوٹ نہیں تھی، بلکہ
 یہ کلام تعریضات کے قبیل سے تھا۔

اخلاق و ذلیلہ سے انبیاء علیہم السلام کی فطرت اخلاق مذکورہ سے پاک اور منزہ ہوتی
 انبیاء پاک ہیں، ہے اخلاق خود پسندی، حسد بغض، اور بڑی دھیر و دغیرہ سے۔

کیونکہ یہ لوگ گناہ شمار ہوتے ہیں، اور معاصی قلب ظاہری اعضا کے گناہوں سے زیادہ
 شدید ہوتے ہیں، بیکہ شیطان کو انبیاء پر کوئی دسترس مائل نہیں ہے، نتیجہ واضح ہے،
 قرآن پاک میں ہے۔

ان عبادی لیس لك علیہم
 بے شک میرے بندوں پر تجھے قدرت
 حاصل نہیں ہے۔

سلطان (الاسماء ۶۵)
 امیر گروہ علیہم السلام بعض پیغمبروں کے حق میں جب، حسد اور تشط شیطان کے
 قائل ہیں، محمد بن بابوی قمی، "میراث خاندان رسالت" میں علی بن موسیٰ رضا سے روایت
 کرتا ہے۔

کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مسجد ملاکہ، بنا کر اعزاز بخشا تو آدم علیہ السلام
 نے اپنے دل میں کہا میں سب مخلوق سے افضل ہو رہا ہوں۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم ساق عرش کی طرف سر اٹھاؤ، انہوں نے سر
 اٹھا دیا وہاں یہ لکھا پایا۔

میں بھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اور کرب اللہ تعالیٰ سامعین انہی فضائل
 کو درمیان میں لے کر انہی سامعین کے عقیدے کو کرب ہے، ان کلمات کا تعلق نہیں ہے،
 امام ابن تیمیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرب یعنی تعریف کے ہے۔
 کرب اصل کوئی صفت نہیں ہے، بلکہ اس کا معنی ہے کہ آدم وقت امتحان میں ہے، انہی جعفر قال بن آدم علیہ السلام
 سلطنت علیٰ امتیاز و برتری میں ہے، انہی کے معنی ہیں کہ آدم وقت امتحان میں ہے، اور ان کے معنی
 قرآن کی تفسیر میں ہے، انہی۔

لا الہ الا اللہ محمد
 رسول اللہ علی ولی اللہ امام
 المؤمنین و زوجتہ فاطمہ
 سیدۃ النساء العالمین و الحسن
 و المحسن سید شباب
 اہل الجنۃ۔
 اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے،
 محمد اللہ کے رسول ہیں، علی اللہ کے ولی
 اور ایمان داروں کے امیر ہیں۔ اور
 اس کی بیوی فاطمہ جہان کی عورتوں
 کی سردار ہے، اور حسن و حسین بہشت
 کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

آدم علیہ السلام نے فرمایا ہے پروردگار یہ کون لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیری
 اولاد سے ہیں اور تجھ سے اور میری تمام مخلوق سے بہتر ہیں، اگر یہ نہ ہوتے تجھے پیدا نہ کرتا
 اور نہ بہشت و دوزخ کو، اور نہ آسمان و زمین کو، اللہ کہہ رہا نہیں جس کی آنکھ سے نہ دیکھنا
 ورنہ میں تجھے اپنی جوار سے نکال دوں گا، آدم علیہ السلام نے جلد سے ان کو دیکھا، اور پھر
 اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس پر مسلط فرمایا، اور آدم نے ممنوع پروردہ سے کھایا۔

نیز ابن ابی نعیم رحمہ اللہ میں مفضل بن عمر سے وہ ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے، کہ
 اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو بہشت میں سکونت دی، اور فرمایا یہاں جہاں سے
 چاہو کھاؤ، اس چوہہ کے قریب نہ جانا، ورنہ ظالموں سے ہرجاؤ گے، آدم نے عہد علی فاطمہ بن
 حسین اور ان کے بعد کھائے کے مرتبہ کو دیکھا اور انہیں افضل منازل بہشت میں پایا، تو
 آدم اور ان کی بیوی نے کہا اے میرے پروردگار یہ مرتبہ کس کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ
 جل جلالہ نے فرمایا ساقی عرش کی طرف سر اٹھاؤ پس انہوں نے سر اٹھایا، ساقی عرش
 پر یہ نام۔ محمد، علی فاطمہ، حسن حسین اور اماموں کے نام نور جہاں سے تحریر شدہ تھے، آدم
 اور ان کی بیوی نے فرمایا اے پروردگار یہ مرتبہ کتنا اونچا ہے؟ اور یہ لوگ تجھے کتنے
 پیارے ہیں! حق تعالیٰ نے فرمایا، اگر یہ نہ ہوتے، میں تجھے پیدا نہ کرتا، یہ میرے علم کے
 خزانہ بردار ہیں، اور میرے رازوں کے حین۔ ان کی طرف جس کی نظر سے نہ
 دیکھنا، اور ان کے مرتبہ کی آنکھ نہ کرنا، ورنہ تم میری نافرمانی میں آجاؤ گے، اور
 ظالموں سے ہرجاؤ گے، شیطان نے دوسرے اللہ اور فریب دیا۔ اور انہوں نے ان

کے منزلت کی تمنا کی اور ماسوائے نگاہ سے دیکھا، اُن کو خواہ کر، اور زمین کی طرف پھینکا۔
خدا تعالیٰ اس قسم کے کفر پر آشکارہ منع کرنے والوں پر لعنت فرمائے۔
مہو اور غلط فہمی سے انبیاء کا | بن امور کا تعلق تبلیغ رسالت سے ہے ان میں مہو
معصوم ہونا اور لامیہ موت | اور غلط فہمی سے انبیاء معصوم ہیں، ہاں جس حکم کو خدا تعالیٰ
منسوخ فرمادیں اسے فراموش کرا دیتے ہیں۔
ارشاد ہے:-

ما ننسخ من آية او ننہا نأت | ہم جو ایت منسوخ کریں، یا بھول جائیں
بخیر منها او مثلها (البقرہ ۱۰۶) | اس سے بہتر لاتے ہیں یا ہی طرح کی۔
نیز فرمایا:-

سنق، لك فلا تنسى الا ماشاء | ہم آپ کو بڑھائیں گے، آپ نہ
الله (يعنى ما شاء الله، نسخ) | بھولیں گے، مگر جو چاہے، یعنی جسے اللہ
(الاعلىٰ ۷۰۶) | منسوخ کرنا چاہے۔
نیز فرمایا:-

ثم ان علينا بيان (القيامة ۱۹) | پھر اس کا بیان کرنا ہم پر ہے۔
اس سے اگر فراموشی یا غلطی کا احتمال موجود ہو تو ان کے بیان کردہ احکام سے اعتماد
اڑھانے کا۔

بشریت انبیاء | اللہ کے رسول ہمارے حکامین کے نزدیک اصول دنیا، احوال نفس، الذکا و قلوب
میں باقی انسانوں کی طرح ہیں، صوفیا فرماتے ہیں، انبیاء ذکر الہی سے معصوم ہیں، خطابیہ اور
معمریہ کہتے ہیں، کہ مہو سے معصوم نہیں ہیں۔

معراج نبی الشریف | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، اور وہاں
سے ساتوں آسمانوں اور اس سے اوپر حالت بیداری میں تشریف لے گئے، مگر معمریہ اور
اسنیلیہ اور ذمیہ معراج کے منکر ہیں۔

آیت سبحان الذی اسویٰ جبہ، ۴، اور حدیث متواتر ان کی کذب ہے، آسمانوں

کامسراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے، اور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر جانا ان کی توفی کے حکم میں ہے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اذ قل الله يا عيسى اني متوفيك
ورافعك الي ومطهرتك من الذين
كفروا و اجعل الذين استعجلوك
فوق الذين كفروا الى يوم
القيامة .
(ال عمران ۵۵)

جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تجھے
لیتا ہوں، اور اپنے پاس اٹھاتا ہوں،
اور تجھے کافروں سے پاک کروں گا، اور
ترے تابع و وارثوں کو کفر کرنے والوں
سے اوپر کروں گا، قیامت کے دن
تک۔

دین مسیحی منسوخ ہونے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے متبع نصاریٰ تھے، اور اس
وقت اہل سنت و جماعت میں، تاکہ حق تعالیٰ کا وعدہ خلاف نہ قرار دیا جائے،
نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ما قلت لهم الا ما امرتني به
ان احبوا الله وراي ورايكم
وكنتم عليه شهداء اما دمت
فيه بعد فلما توفيتني كنت امت
الذقيب عليهم (الانعام ۱۱۷)

میں نے ان کو وہی کہا جو آپ نے مجھے
حکم دیا، یہ کہ اللہ کی عبادت کرو، جو کہ
میرا اور تمہارا رب ہے، میں گواہ تھا جب
تک ان میں رہا، جب آپ نے مجھے لے
لیا تو آپ ہی ان پر نگران تھے۔

منصور یہ کہتے ہیں کہ اگر منصور علی کو بھی مسراج آسمانی ہوا ہے، اور وہ خدا سے ہم
کلام ہوا۔

جو رسول نے دیکھا علی نے | قرآن تو فرماتا ہے۔ لقد رأى من قبلات به الملك يومئذ
بھی دیکھا، امام میر موقت | یعنی یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی عظیم نشانیاں
دیکھیں، مگر ایسا یہ کہتے ہیں، جو کچھ خدا نے دیکھا ہے، علی نے بھی دیکھا۔

ابن بابویہ نے کتاب المسراج میں ایک ایسی روایت بیان کی ہے، لکھتا ہے۔

علی غشب مسراج میں زمین پر تھے، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ آسمانوں پر دیکھا

علیٰ خزین پر سے ہی دیکھتے رہے۔

اس سے علیٰ کی باریک بینی نبی سے زیادہ معلوم ہوتی ہے، کبھی یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علیٰ کو اس ہاتھ پر دیکھا، جبکہ وہ ایک مادہ ہشتی اور خنی پر سوار تھے ان کے ہاتھ میں محمد کا جھنڈا اور اس کے اوپر گرد شیعان علی تھے۔ یہ روایت پہلی روایت کے متعارض ہے، اور ان کی ماکہ روایات باہم متناقض و متعارض ہیں۔

نصوص کو ظاہر پر غور کرنا چاہیے | نصوص میں جو امور وارد ہوئے ہیں، سب ظاہر پر اس بارہ میں مبتدعین کا موقف | عمل ہیں، لہذا یہ کہ تو قر کے ذریعہ اس کا خلوت ظاہر ہونا ثابت ہو جائے،

اسلمیہ منصور پر خطاب، عمرہ، باطنیہ، قرطبیہ اور ذمیرہ کہتے ہیں، کتاب و سنت میں جو امور مثل وضو، تیمم، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، ہشت، اعتدال، قیامت وغیرہ وارد ہوئے ہیں، ظاہر پر عمل نہیں ہیں، ان سب کی تاویل کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نسخ | محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شرافت احکام احکام کے بارہ میں مبتدعین کا موقف | ہاں نہیں ہے، اگر عمرہ کہتے ہیں، احکام نبی کے ذمہ منصوص تھے، اب ان خطاب کے بعد جب عمر صاحب نبی ہونے احکام و فرائض اور دیگر کتابت سب ساقط ہو گئے ہیں، اور عمرات کو بھی حلال کر رہے ہیں۔

منصور یہ تکلیف احکام شرعی کے سقوط کے قائل ہیں، اور ہشت کی تاویل کرتے ہیں۔ میری کہتے ہیں، امور شرعیہ یا غیر شرعی کے احکام و حجت حق بن ہادی کے سپرد تھے، اس نے شرعی تکلیفات کو ساقط کر دیا۔

امامیہ کہتے ہیں، بعض قرآنی احکام کو امام وقت منسوخ کر سکتا ہے۔

محمد بن بابیر قمی ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے رسول آدمیان پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے آدمیان اور اس میں برادہ پیدا کئے، اگر کھڑا ہوتا تو برادر کھڑے ہوتے۔ اہل بیت کو ان کا وارث بنایا، کیونکہ ازل سے حق تعالیٰ نے ان کو برادر بنایا تھا، جبکہ ولادت کے ذریعہ ان کا کوئی وارث نہ بنایا۔

تامل کرنے والے پر غرضی نہ ہے کہ تصدیق انسانی کیفیات سے ہے کیفیات زیادہ
ونقصان سے متصف نہیں ہوتیں، زیادت ونقصان تو کم کے اوصاف ہیں تصدیق کا زیادہ
ونقصان سے متصف ہونا مجاز ہے، یعنی اس اعتبار سے کہ عمل کی وجہ سے بعض اوصاف
کا انضمام ہو گیا ہے۔

مگر حق یہ ہے کہ نفس تصدیق زیادہ ہوتی ہے اس لئے کہ خبر متواتر سے علم کے بعد
رویت صبی سے یقین زیادہ ہو جاتا ہے، اسی لئے ابراہیم علیہ السلام نے رویت بصری کا
مطالبہ فرمایا اور اس زیادت کو اطمینان قلب سے تعبیر فرمایا۔ قرآن پاک میں ہے۔

اولھرتو من قال بلی و لکن
لیطمئن قلبی (البقرہ ۲۶۰)
کیا آپ ایمان نہیں لائے فرمایا کہیں
نہیں، مگر تاکہ میرا دل اطمینان حاصل کرے،
یہ زیادت ایمان کتاب و سنت و اقوال صحابہ سے ثابت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لیزدادعا ایمانا مع ایما فہم
(الفتحہ ۴)
تاکہ یہ اپنے ایمان کے ساتھ مزید
ایمان حاصل کر لیں۔

ثم اذ تھم ایما فہم
(الانفال ۲)
و آیات قرآنی ان کا ایمان زیادہ
کرتی ہیں۔

صحابہ کرام نے فرمایا۔

اجلس بنا فو من
ساعة -
کچھ وقت ہمارے ساتھ بیٹھنا کہ ہم
ایمان حاصل کریں۔

اس طرح کے کافی آثار ثابت ہیں انہیں ظہر کے خلاف عمل کرنا ضروری نہیں ہے، حدیثوں
کی خدمت میں رہنے والا انسان جسے فیض محبت حاصل کرنے سے پہلے بھی یقین ایمانی
حاصل تھا اور جس میں شک کی کوئی گنجائش نہ تھی، فیض محبت حاصل کر لینے کے
بعد اس کا ایمان کارنگ اور ہی ہو جاتا ہے۔

علم و ایمان میں جو تعلق ہے، یقین و علم کے تعلق میں ایمان و یقین کا واسطہ قرار ہے۔

پہلے کبیرو سے اس کی توبہ قبول ہے۔

جس شخص نے کل کبرگناہوں سے توبہ کر لی، صغائر سے توبہ کرنا بھی اس پر ضروری ہے، ورنہ عذاب دسرا کا احتمال باقی رہے گا۔

کیا مرتکب گناہ کا فر ہے؟ اخراج کے نزدیک گناہ گار کا فر ہے، گناہ مغفرو ہو یا کبیرہ مغفرت کے نزدیک مرتکب کبیرو سے ایمان خارج ہو جاتا ہے، مگر کا فر بھی نہیں ہوتا، مرتبہ کے نزدیک کوئی جرم بھی ایمان میں نقصان پیدا نہیں کرتا، جس طرح کوئی اطاعت کفر میں فائدہ نہیں کرتی۔

اما میر جو کہ مرتبہ اور قدر سے دونوں کی غلطیوں سے طوٹ ہیں، باوجودیکہ کہتے ہیں، اگر صلح کو بدلہ دینا اور ماضی کو سزا دینا واجب ہے، قائل ہیں کہ صحت علی جو گناہ کرے اس سے باز پرس نہ ہوگی، اور اس پر عذاب نہ ہوگا، اس بارہ میں اپنے آئمہ سے روایات پیش کرتے ہیں،

سوال منکر و تکبیر و عذاب قبر، اقرب میں منکر کبیر کا مروی ہے، سوال کرنا احادیث مستفیضہ سے ثابت ہے، اور حق تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی۔

یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا
و فی الآخرة۔ (ابراہیم ۲۷) اور اللہ تعالیٰ ایمان قبول کرنے والوں کو دنیا اور آخرت قول ثابت پر ثابت قدم بناتا ہے، (ابراہیم ۲۷)

کافروں اور بعض نافرمان ایمان داروں کے لئے عذاب قبر حق ہے، اور اہل طاعت کے لئے قبر میں انعام و اکرام محقق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اغرقوا فادخلوا انارا (نوح ۲۵) انہیں ڈبو دیا گیا، اور آگ میں داخل کئے گئے۔ (نوح ۲۵)

لے اصل لفظ میں ہے جو قرآن میں بھی ہے، چنانچہ صمدیہ روایت ہے، اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے، ختم عیسوی کرتا ہے، اور کچھ روایات میں ہے، اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے، ختم عیسوی کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

القدر ماضیة من دیمان
المجنۃ او حفرة من حفور
الندیان۔
قبر بہشت کے باغوں میں سے
ایک باغ ہے، یا آگ کے گڑھوں
میں سے ایک گڑھا۔

یہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہے، مگر معنی کا اعتبار سے مستفیض بلکہ متواتر ہے، بعض کہتے ہیں قبر میں عذاب روح کو ہوتا ہے، بعض کہتے ہیں بدن کو۔ حق یہ ہے کہ دونوں کو اس کی کیفیت میں مشغول ہونا کوئی ضروری امر نہیں ہے، روافض عذاب قبر کو غیر شیعہ کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں، مالاخر جان بابوی قمی عمران بن زید سے روایت کرتا ہے، کہ میں نے ابو عبد اللہ سے کہا میں نے سنا ہے، کہ آپ فرماتے ہیں ہمارے تمام شیعہ بہشت تک پہنچیں گے، جو عمل بھی رکھتے ہوں، ابو عبد اللہ نے فرمایا میں نے شیک کہا ہے، خدا کی قسم، ہر مرد بہشت میں جائیں گے۔ میں نے کہا چھوٹے بڑے گناہ بہت ہوتے ہیں، فرمایا، قیامت کے دن یہ اتنی یا دمی نبی کی شفاعت سے بہشت میں جائیں گے، البتہ برزخ میں تم پہنچے خطرہ ہے، میں نے پوچھا برزخ کیا ہے؟ فرمایا موت سے قیامت تک قبر کا وقت انتہی۔

حشر میں اجماع کا اثنا موت کے بعد عالم حشر میں جموں کا اثنا حق ہے، ازہامیر، کالمیر، منصور، حمیر، باطنیہ، قرطبیہ، جناح، خطیب، میمون، مقفیہ، غلیفیہ، جناح، اور حشر کے قائل نہیں، نہ اجماع کا نہ اذہامیر، بلکہ یہ فرقے اسی عالم میں تعلق کے قائل ہیں۔ ہمیشہ کے لئے۔

قیامت کے روز عقل مند، پاگل، بچے، جن، شیاطین، جانور، پرندے، اور حشرات وغیرہ سب انٹھے جائیں گے، عیسائیت فریل کے علوم کا اقتدار ہے۔
قل یحییٰ الذی انشاہا اول
اسے وہ پیدا کرے گا، جس نے

لے ۶۰۰ ترمذی جلد ۱۰ ص ۱۰۰۔

لے روح ایک دن سے نکل کر دوسرے دن داخل ہوگا ۱۰۰۔ قیامت ۱۰ ص ۱۰۰۔

موتے وہو بکل خلق عظیم۔ پہلی بار بتایا، وہ ہر مخلوق کا جاتے
(نیں ۷۹) والا ہے۔

دردوں اور جانوروں میں ایک دوسرے سے قصاص لیا جائے گا اور پھر ختم
کریئے جائیں گے۔

حساب اور نامہائے | حساب حق ہے مسلمانوں کو پائیں ہاتھ میں نامہ مال و یا
اعمال اور میزان | جائے گاہ اور کافروں کو پائیں ہاتھ میں، اور بیٹھ کے پیچھے
میزان اور اعمال نیک و بد کا میزان میں ٹھکانا ہے، مگر اس کی کیفیت معلوم نہیں، بعض
کہتے ہیں، نامہ اعمال کا وزن کیا جائیگا، بعض کہتے ہیں، اعمال جو کہ عراض ہیں جو ہری
صورت میں ہو جائیں گے (والعالم حمد اللہ)

پہل صراط اور | روزِ رخ کی پشت پر پال سے باریک اور تلوار سے تیز پہل صراط حق
خلق کا گذرنا | ہے اس پر سے کچھ لوگ برق رفتاری سے گزریں گے، کچھ ہوا کی
طرح، بعض عمدہ گھوڑے کی رفتار میں۔ بعض پیدل چال میں، بعض چیزچی کی طرح کوئی
سامان پار ہو جائیں گے، اور کوئی زخمی ہو کر، اور بعض روزِ رخ میں گر جائیں گے۔
دیگر کو الٰہ عالم حشر لگا ہوں پر مصفا کا شہادت دینا حق ہے جوش کو شریعت ہے،
شفاعت انبیاء، اولیاء، صلحاء اور اطفال صغار حق ہے۔ مگر یہ شفاعت اثر کے
افق کے بعد ہے۔

ارشاد ہے:-

من ذا الذی یشفع عندی الا | کون جو اس کے ہاں سفارش کرے
باذنہ (البقرة ۲۵۵) | مگر اس کی اجازت سے۔

بہشت اور روزِ رخ حق ہے، اور اس وقت موجود مخلوق میں ان پر ایمان
ایک آن کے صاف ثابت ہو گئے۔

جمیع کہتے ہیں مدتِ مدید کے بعد بہشت و روزِ رخ اور ان کے ساکنین فنا ہو
جائیں گے اس پر اتفاق ہے کہ کافر جنوں کو روزِ رخ میں عذاب دیا جائے گا مسلمان

جنوں کے بارہ میں اختلاف ہے، ابو حنیفہ نے جنوں کی کیفیت ثواب میں توقف کیا ہے، مگر حق یہ ہے کہ مسلمانوں کی طرح بہشت میں ثواب دیئے جائیں گے، ابو یوسف اور محمد نے بھی یہی کہا ہے، اللہ تعالیٰ جنوں اور ان لوگوں پر بہشت کی نعمتوں کا احسان جتلاتے ہوئے فرماتا ہے

لَوْ يَطْمِئِنُّ النَّاسُ قَبْلَهُمْ وَلَاجِبَانِ
 قَبَائِلُ آلَاءِ رَبِّكَ تَكَذَّبُونَ
 حوروں کو ان سے پہلے کی انسان
 اور جن نے ہاتھ نہیں لگایا، پس
 رب کی کون کون سی نعمتوں کا
 انکار کر دے گے۔
 (الرحمن ۵۶-۵۷)

نعتہائے بہشت اور عذاب و دوزخ | حق تعالیٰ نے بہشت میں حورو تصور، انہار کے بارہ میں مبتدعین کے نظریات و اختیارات اور اطعمہ و اشربہ کی اہل بہشت کے لئے اور دوزخ میں نرقوم اور عجم سلاسل و غلال اور گوناگوں عذابوں کی جہنمیوں کے لئے خبر دی ہے، یہ سب حق ہے۔

منصور یہ انزاریہ، قتلاطہ، جناحیہ، کالمیہ، باطنیہ، خطابیہ، انزالیہ، انزیمیہ، میمونہ، علیہ مقننہ فرستے بہشت اور دوزخ کی مذکورہ چیزوں کا انکار کرتے ہیں، مشرک کا مخلوقی انداز مشرک ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اس پر اصرار کا اجماع ہے، مسلمانوں کے بہتر فرقوں میں اہل شرک کے سوا جو لوگ سودا اعتقاد کی وجہ سے دوزخ میں پڑیں گے، اور موت مدینہ تک دیں سزا پائیں گے، مگر انکار دوزخ سے نکالے جائیں گے، اور بہشت میں داخل ہوں گے، ان کے لئے غلو و غار نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا
 يَرَهُ (الزلزال ۷)
 جو شخص ایک ذرہ کے قدر نیکی کرتا
 ہے، اسے پائے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ توحید اور اقرار رسالت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نیکی ہے، اس کا ضرور ثواب ملنا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اجتنب عن المحارم وحسن
 ووجه مہن لا یحرف ولا
 ینصب قال ان الله یدخل
 الجنة برحمتہ۔
 بڑھے اور محارم سے بچے پر مینر نگار
 مگر اس نے امام کو نہ پہچانا، اور
 اس کے مقابلہ میں کھڑا نہ ہوا، فرمایا اللہ
 تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے جنت میں
 داخل کرے گا۔

یہ ہدیش شیعہ کے نظریہ کی تردید کرتی ہے۔

کیا انسان اپنے مؤمن | اپنے ایمان کا دعویٰ قطعی طور پر کرنا چاہیے، اور کہنا چاہیے
 ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے | انیس اشتر کے فضل سے مؤمن ہوں، یا یوں کہے میں انشا اللہ
 مؤمن ہوں، ہاں غاتہ کی نگر کرنی چاہیے، اس سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے،
 ارشاد ہے:-

فلا یامن مکر اللہ الا القوم
 الخاسرون (الاحزاب ۹۹)
 صحیح حدیث میں آتا ہے:-

بعض وہ ہیں جو مؤمن پیدا ہوتے
 ہیں، ایمان پر زندہ رہتے ہیں، اور
 کفر پر مرتے ہیں، بعض کافروں کے
 ہاں پیدا ہوتے ہیں، کفر پر زندگی بسر
 کرتے ہیں۔ اور مؤمن ہو کر مرتے
 ہیں۔

اس معنی میں گزریں کہے میں انشا اللہ مؤمن ہوں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔
 نامیدی از رحمت خدا کفر ہے | اشتر کی رحمت سے ناامیدی اور یقین کر لینا کہ اللہ تعالیٰ
 میرے گناہ نہیں بخشنے گا، کفر ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لے جانہ تھی حکمرانہ ۳۳ باب امر بالمعروف۔

انشاء لا بیس من مادم الله الا
القوم الکافرین (دیس صف ۸۷)
الشرک رحمت سے کافر قوم کے سوا
کوئی بھی نا امید نہیں ہے۔

اسی طرح خدا کے عذاب سے بے خوف ہو جانا اور قطعی سمجھنا کہ عجز سے گناہوں
کا مؤاخذہ نہ ہوگا۔ مجھے یقیناً بخش دیا جائیگا یہ بھی کفر ہے کہ اس سے آیات وحیدہ کا انکار
اور گناہوں کا استعمال لازم آتا ہے، اللہ یہ کفر ہے۔
رضی امیر المؤمنین سے بھیجے البلاغۃ میں روایت کرتا ہے۔

لا تا من علی خیر ہذا
الامۃ عذاب اللہ -
لقول اللہ تعالیٰ - فلا یمن مکر
اللہ الا القوم الخاسرون (۱۱۲/۱)
ولا ینہاس شریک الامۃ من
روح اللہ لقولہ سبحانہ انہ کلا یاس
من روح اللہ الا القوم الکفرون
(دیس صف ۸۷)
اس امت کے خیر پر اللہ کے
عذاب سے بے خطر نہ ہو، کچھ نہ
وہ فرماتا ہے، اللہ کے دلوں سے خاسر
قوم بے خطر ہوتی ہے، اور اس
امت کے شر پر اللہ کی رحمت سے
نا امید نہ ہو، وہ فرماتا ہے، اللہ کی
رحمت سے کافر قوم ہی نا امید
ہوتی ہے۔

شیر کی صحیح ترین کتاب میں اس روایت کے باوجود امامین کہتے رہیں جس نے
مٹی کے ساتھ نسبت کر لی ہے۔ وہ اللہ کی انفرمانی کبیرہ یا منیہ وکرا ہے، مذہب نہ
ہوگا، اور جس نے نسبت حاصل نہ کی ہے مطیع خدا ہو، معذرت ہے، اللہ ابھی چھٹی۔
اس عقیدہ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا انکار لازم آتا ہے۔
من یعمل مشقال ذرا فاعطی اجرہ
جو ایک ذرہ بھرنے کی کرتا ہے، اسے

ملے بلکہ کئی بھی نام سے نسبت حاصل کرے مطلوب ہوگا، چاہے وہ کالم ہو یا کرمیہ نہ ہو اور کچھ اصل کافی
اس میں مانع مقرر فرما کر من ملکہ -
ملکہ جیسے کہ اصل کافی من ملکہ میں اس چیز سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جو مسلمان قوم ایمان
میں نیک اور سچی ہے، مگر جو اسلام کو اختیار نہیں کرتا اس کو عذاب دیں گا اور جو مسلمان قوم ظالم ہو کر گناہ ہے، مگر
ایمان رکھ کر احق ہے، مسلمان کہیں گا، ایتھی۔

ومن یصل مشقال ذرة مشا
دیکھ لے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرتا ہے،
یہ۔ اسے بھی دیکھ لے گا۔ (الزوال، ص ۸۰)

نیز یہ قول ان کے پہلے قول کو طبع کو ثواب دینا اور نافرمان کو عذاب کرنا خدا پر واجب ہے نہ کے معارض و متضاد ہے۔

اور اس قول سے تمام شریعت کا منکر لازم آتا ہے فرائض ہوں یا واجبات سنن ہوں یا مستہات و محرمات ہوں یا مکروہات اس لئے کہ جو عبت علی نہیں رکھتا وہ کافر ہے، اور ابدی جہنمی تو اس کے لئے اور اور دنیاوی کا کیا فائدہ؟ اور جو اثنا عشری نہیں ہے، اچا ہے فرائض و واجبات کا تکدک ہے، اور محرمات کا ارتکاب کرتا ہے، اس حد تک کہ اپنے باپ کا قاتل ہو، اور ہمیشہ اس کے ساتھ مہامت کرتا رہا ہو، اپنے بیٹے سے لواطت کرے، اس پر کوئی حرج نہیں، اسے عذاب نہ ہوگا۔

یہ لوگ اپنے اس قول کی دلیل میں چند آثار بھی پیش کرتے ہیں۔

(۱) مشافہ ابن بابوی القمی
عن مفضل بن عمرو قال
قلت لا بی عبد الله بها
صاد علی تبسم الجنة والنار
قال حبہ ایمان وبغضہ کفر
وانما خلقت الجنة لاهل
الایمان والبنار لاهل الکفر
فہو تبسم الجنة انما لایہل الجنة والبنار
ولا یخل النار الا ببغضہ۔
ابن بابوی قمی مفصل بن عمر سے
روایت کرتا ہے، میں نے ابو عبد اللہ
سے کہا علیؑ جنت اور جہنم کے قائم
کیسے ٹھہرے، فرمایا اس کی محبت
ایمان ہے، اور بغض کفر، جنت اہل
ایمان کے لئے پیدا کی گئی ہے، اور
دوزخ کافروں کے لئے، لہذا علیؑ
جنت و جہنم کے نبی کے حسب جنت میں اور دوزخ میں
دشمن رکھنے والے جہنم میں دشمن بن گئے۔

(۲) مشافہ ایضاً عن ابن
عباس قال قال رسول الله
صلی الله علیہ وسلم جانی
نیز ابن عباس سے مروی ہے،
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میرے پاس جبریلؑ خوش و خرم آئے،

اور کہا اے محمدؐ اللہ عظیم آپ کو سلام
کہتا ہے، اور فرمایا محمدؐ نبی ہے اور رحمت
اور علیؑ کے ساتھ دوستی رکھنے والے
کو میں عذاب نہ دوں گا، اگرچہ میری
نافرمانی کرے، اور اس سے دشمنی رکھنے
والے پر رحمت نہ کروں گا، اگرچہ وہ
میری اطاعت کرے،

ابن مسلم جس کا ان کے ہاں شیخ
منقذ لقب ہے، کتاب طمعراج میں
روایت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کہا
اے محمدؐ اگر کوئی بندہ میری عبادت کرے،
اور سو کو کر پائی مشک کی طرح ہو جائے،
اور وہ ولایت محمدؐ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و
حسینؑ کا انکار کرے میرے پاس آئے
میں اسے اپنے بہشت میں ملکہ نہ
دوں گا۔

امام سید کا سرور اور ان کا بہت بڑا عالم من بن کبش ان روایات کے معارض اور
ان کو باطل قرار دینے والی ایک روایت لاتا ہے،

ابو ذرؓ سے مروی ہے، رسول اللہؐ
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن طالبؑ کی
طرف دیکھا، اور فرمایا یہ آسمان زمین
کے باشندے اولین و آخرین سے
افضل ہے، صدیقین اور وصیین کا سرور

جبریل و هو فاحر متبشرا
فقال یا محمد ان الله الاعط
یفاء لك السلام وقال محمد
نبی ورحمة وعلی لا عذاب
من والاه وان عصا فی ولا
ا رحمة من عاداه وان
اطاعنی۔

(۳) و مروی ابن المعلم الملقب
عندهم بالمفید فی کتاب
المعاجز ان الله تعالی قال
یا محمد لو ان عبد اعبد فی
حتی یصیر كاللبن البالی
اتانی جاحدا بولایت محمد
وعلی وفاطمة والحسن
والحسین ما اسكنته فی
جنتی۔

عن ابی ذر قال نظر النبی صلی
اللہ علیہ وسلم الی علی بن ابی
طالب فقال هذا خیر الاولین
وخیر الاخرین من اهل
السموات والارضین هذا

سید الصديقين وسيد الوحيين
وامام المتقين وقائد المقاتلين
اذا كان يوم القيامة كان على
نوق من نياق الجنة قد
اضاءت القيامة من جنوبها
على راسه تاج مرصع من
الزبرجد والياقوت فيقول
الملئكة هذا ملك مقرب
يقول النبيون هذا نبي مرسل
فنادى من تحت
العاش هذا الصديق الاكبر
هذا اوصي حبيب الله على
بن ابي طالب فيقف على متن
جہنم فيخرج منها من يحب يدخل
فيها من يبعث ويأتي ابواب الجنة
فيدخل فيها من يشاء فيخرجها

ہے اور متقین کا امام ہاتھ پاؤں اور
چہرے جن کے سفید ہوں گے ان کا
قائد ہے قیامت کے دن بہشت کی
اوٹنی پر سوار ہوگا، قیامت اس کی
روشنی سے روشن ہو جائے گی، اس
کے سر پر زبرجد اور یاقوت سے مرصع
ایک تاج ہوگا، فرشتے کہیں گے،
یہ کوئی ملک مقرب ہے، نبی کہیں گے
یہ کوئی نبی مرسل ہے، عرش کے نیچے
سے ندا آئے گی، یہ صدیق اکبر ہے، اللہ
کے حبیب کا وصی یعنی علی بن ابی طالب
جہنم کے اوپر کھڑا ہو جائے گا اور اپنے
محبوں کو نکالے گا اور دشمنوں کو اس
میں داخل کرے گا۔ بہشت کے دروازوں
پر آکر مجھے چاہے گا داخل
کرے گا۔

یہ ولایت دلاتی ہے کہ بعض گناہگار مومن دوزخ میں جائیں گے، اور
بہشتی انہیں دوزخ سے نکالا جائے گا، اللہ بہشت میں داخل ہوں گے،
اگر وہ لوگ محب علی تھے، تو دوزخ میں کیوں گئے، اور اگر محب علی نہ تھے، تو بہشت
میں کیوں داخل ہوئے، اسی طرح ابن ابیہر و خیر و جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں،
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال ان عبدًا مکث فی النار
سبعین خریفًا و الخریف
ہے، آپ نے فرمایا ایک بندہ جہنم میں
ستر خریف رہے گا، ایک خریف ستر

سبعون سنہ قال قصائد
سأل الله بحق محمداً وأله
ان يرحمه فاخوجه من
الناس وعفاله۔
سال کا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے بحق محمد
آل محمد سوال کرے گا، اگر اے اللہ محمد
پر رحم فرما اللہ اسے جہنم سے نکال
دے گا، اور اس کے گناہ معاف کر
دے گا۔

اگر یہ دوزخ میں جانے والا شخص محب علی تھا تو چنانچہ ہزار سال جہنم میں کیوں
رہا، اگر علی سے بغض رکھنے والا تھا، تو پھر بہشت میں اس کا داخلہ کیوں ہوا! بہر صورت
ان کا عقیدہ باطل ثابت ہوا، ان الباطل کان مذموراً۔
مسئلہ تنازع ارواح [تنازع ارواح باطل ہے، منصفیہ، میسونریہ، غلیظہ،
مقصیہ، جنابیر، زہریہ، اترامپیہ، اس کے قائل ہیں۔

جو مر گیا قیامت سے پہلے وہ اس دنیا میں رجوع نہیں کرے گا، اس کے برکس
امایہ کا سدک ہے کہ علی اور ان کے دشمن دنیا میں آئیں گے، اور دشمنوں کو اس دنیا
میں مزا دی جائے گی، یہ نظریہ باطل ہے، اس لئے کہ دنیا دارِ عمل ہے، دارِ جزا نہیں،
جابر معنی جو کہ قدامت و رافض سے ہے کہتا ہے کہ علی خدایں دنیا میں آئیں گے، اور
آپ ہی وابتہ اللہ من کے مطابق ہیں، جو کہ قرآن میں واقع ہے،
ایم ابو منیفہ اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ جابر معنی کذاب اور دماغ شخص تھا
افضلیت انبیاء بر ملائکہ [کوئی دلی پیرویوں کے ادنیٰ درجہ تک نہیں پہنچ سکتا
جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ اور انبیاء فرشتوں سے افضل ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الله اصطفى آدم و
نوحاً و آل ابراهيم و آل عمران
عط العلمین۔ آل عمران ۳۳
اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح، آل ابراہیم
اور آل عمران کو جہان والوں پر
انتخاب فرمایا

ملہ اصل نوز میں جبر معنی ہے جو کہ بہت کم عقل ہے، یہ جابر معنی ہے۔

آل ابراہیم، آل عمران سے مراد انبیاء ہیں (اس آیت سے انبیاء کی فرشتوں پر
افضلیت ثابت ہوئی) علماء کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ ہادوسین عوام ملائکتہ سے افضل ہیں
مگر قاصد ملائکتہ سے افضل نہیں ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کو
انسانوں کے لئے پیدا کیا ہے، نہ کہ فرشتوں کے لئے اس بارہ میں فقیر کو کوئی دلیل نہ
مل سکی جس سے اولیاء مومنین کی عوام ملائکتہ پر افضلیت ثابت کی جاسکے۔

اخذ میثاق از اولاد آدم | آدم علیہ السلام کی پشت سے اولاد آدم کا لگانا اور ان سے توجید
وازا انبیاء علیہم السلام | باری پر عہد لینا اور پیغمبروں سے الگ میثاق لینا حق ہے مگر
تم نے تبلیغ دین انہی سر انجام دینا ہے، اور ایک دوسرے کی تصدیق کرنا ہے۔
لوح و قلم لوح و قلم حق ہے، لوح میں جو کچھ مسطور ہے سب حق ہے، جو ہوتا ہے
اس کا فیصلہ ہو چکا۔

ایصال ثواب زندوں کی طرف سے مَرُودوں کے لئے دوا، اور صدقہ و خیرات کا ایصال
مفید ہے، اللہ تعالیٰ ہی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے، اور وہی حاجات پوری کرتا ہے۔
علامات قیامت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن علامات قیامت کا ذکر فرمایا ہے،
سب حق ہیں، جیسے خروج جہل، وابتلاء ارض، خروج یا جوع، یا جوع، نزول مسیحی علیہ السلام
طوع آفتاب از مغرب، تین خفت، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، اور ایک جزیرہ عرب
میں انسانوں کے نام و اسماء ملنے والے فرشتے حق ہیں، ملک الموت، اکابیر ارواح پر
کنٹرول بھی حق ہے، ہست و نہا کا تین کا انکار کرتے ہیں، اور چھہ ملک الموت کے
انکاری ہیں۔

ہمارے دلائل یہ ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

حق اذ اجار احدکم الموت	جب تمہاری موت کا وقت آجائے
توقنتہ ما سلنا و ہمد لا	ہمارے جیسے ہوئے جان لین گے
یفسر طون (الانعام ۶۱)	اور وہ کچھ نہیں کرتے۔

یہ سب حق ہیں، مگر وہ ان کے لئے کوئی نیکوئی نہیں کرتے، نہ دیکھتے، نہ سناتے، نہ دیکھتے، نہ سناتے۔

نیز فرمایا۔

كُلُّ مَا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (الانفطار، ۱۱-۱۲)
 باعزت سمجھنے والے فرشتے تم جو کچھ
 کرتے ہو جانتے ہیں۔

آسمانوں کا پھٹنا، ستاروں کا تباہ ہونا، اور آسمانوں کا بجلی کی مانند پلٹنا، پہاڑوں
 کا روئی کی طرح اڑنا، زمین کا اور اتر ہونا۔ جو کچھ زمین میں ہے، اس کا باہر پسینا، خزان
 میں یا اسوات، تین بار صوبہ چونکا۔ واسع قہار حق تعالیٰ کے سوا سب چیزوں کا باقی
 ندر ہنا، اور ان کا فنا ہونا حق ہے، اسی طرح وہ تمام چیزیں حق ہیں جن پر کتاب
 وصفت مطلق ہے۔

کفار فلاسفہ کی روش اپنا کہ انھوں نے شرعیہ کی تاویل کرنا کفر ہے، اور باطل۔ نعوذ
 باللہ منہا۔

تیسرا مقالہ

بحث امامت

اس مسئلہ کو ردِ افق حصولِ معاند سے شمار کرتے ہیں، اور اس لئے وہ خود کو امامیہ کہتے ہیں، مگر اہل سنت نے اسے ایک فرعی مسئلہ قرار دیتے ہیں، پہلے لفظ امام کا معنی متعین ہو جانا چاہیے، تاکہ محلِ نزاع واضح ہو جائے۔

اہل سنت کے نزدیک امام اس شخص کو کہتے ہیں جو انسانوں پر مستطہ ہو جائے، لوگوں کی خوشی و رضا سے یا قہر و غلبہ سے یہ بدیہی بات ہے کہ ان لوگوں کے معاشی اور اخروی معاملات کی اصلاح امیر کے بغیر نہیں ہو سکتی، کیونکہ اس کے بغیر تمام نظام تباہ ہو جائے گا، حدود قائم کرنا، سرحدوں کی حفاظت، ظالم سے مظلوم کے لئے انصاف حاصل کرنا، ملکی و خارجہ اور مملکت اکملہ اللہ کے لئے لشکرِ اسلام تیار رکھنا، اور مظلوم کے حقوق کا تحفظ کرنا سربراہِ مملکت کی ذمہ داری ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کی مزید تفصیل اور اجماعِ امتِ دال ہے کہ اولوالامر کی اطاعت واجب ہے، اور ان کی نافرمانی موجبِ نفاق ہے۔ اور اس کی سزا قتل اور قید کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم (النساء ۵۹)

اے ایمان قبول کرنے والو! اللہ
کی اطاعت کرو، رسول اور حکومت
والوں کی اطاعت کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

امنعوا ولو کان حبشیاً
کان دأسمہ خبیثاً۔

منہجاً ہے تمہارا امیر حبشی بد
شکل قلام ہی کیوں نہ ہو۔

اس بارہ میں بہت احادیث وارد ہیں، نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قاتلوا الذی تعبی حتی تقتلی
جو نافرمان کرے، اس کے ساتھ

الی اموالہ (المنجات ۹) لڑو، تاکہ اللہ کے حکم میں آجائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اذا بویع الحلیفتان فافلوا جنت و خلیفوں سے بیعت کی
آخر ہوا۔ جائے اتر بچے کو قتل کر دو۔

امت کا اجماع بھی اس پر واقع ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ و دیگر تمام ائمہ سے پہلے امام مقرر کرنے میں مشغول ہونے اس وقت سے آج تک مسلمانوں کا یہی نظریہ رہا ہے، اگر بادشاہ عادل یا ظالم قائم کرنے سے کوئی وقت خالی نہ چھوڑا ہے، جیسا کہ شام، اردن، ہند، ایران میں کہ کبھی بھی یہ طلعت بادشاہ سے خالی نہ رہے، ایران جو کہ روافض کا گڑھ ہے، بھی بادشاہ کے تین سے خالی نہیں رہا، اس حد تک اہل سنت اور امامیہ کے مابین اتفاق ہے۔

مسئلہ امامت میں اہلسنت | اہل سنت مذکورہ عقلی اور نقلی دلائل کی وجہ سے
وامامیہ میں وجہ اختلاف کہتے ہیں، اگر امام مقرر کرنا بندوں پر واجب ہے، بلکہ اہم واجبات سے ہے۔ کیونکہ بہت سے دیگر واجبات اس پر موقوف ہیں، خدا تعالیٰ پر واجب نہیں کہ وہ امام مقرر کرے، کیونکہ اس پر کوئی بھی چیز واجب نہیں ہے، امامیہ کہتے ہیں، اصلع اور اللطف کام اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، ان کے اس نظریہ سے لازم آتا ہے، اگر امام یعنی بادشاہ مقرر کرنا بھی خدا تعالیٰ کی ذمہ داری ہے، مگر انہوں نے امامت کا معنی بگاڑ کر ایک نیا معنی ایجاد کر لیا ہے، اس لئے وہ مسلمانوں میں سے ایک شخص کو بادشاہ بنانے کو واجب نہیں کہتے ہیں۔

اہل سنت کے نزدیک | اہل سنت امام (سربراہ مملکت) مقرر کرنا بندوں کی ذمہ
امام بننے کی شرطیں داری قرار دیتے ہیں، وہ امام کے لئے چند شرطوں کے
قائل ہیں۔

۱۔ وہ مسلمان ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

طہ صبح مسلم باب الذمیر علیہ علیہ وسلم ص ۲۵۸

سے ان کے خون کی مخالفت بہتر سمجھتا ہوں، صلح سے تہمدی بہتری مجھے مقصود ہے، اور حضرت حسنؓ کی یہ صلح اللہ کے نزدیک قبول ہوئی، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کی مدح میں فرمایا تھا۔

ابنہی هذا سیدنا ولعل الامام یصلح
مہم بین فتنین عظیمین
اللہ تعالیٰ اس کے فدیے مسلمانوں کے
میں المسلمین۔
میرا یہ بیٹا سردار ہے، شاید کہ
وہ عظیم دھڑلوں میں صلح کرائے گا۔

اس صلح سے حضرت مساویہؓ کا اسلام اور ان کی عدالت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ اپنی مرضی اور شوق سے بلا اجبار احمدیے کس حضرت حسنؓ نے خلافت حضرت مساویہؓ کے سپرد کر دی، گو کہ انہوں نے یہ صلح مسلمانوں میں خون ریزی بند کرنے کے لئے کی تھی، ہاں اس سے حضرت مساویہؓ کی دوسروں پر افضلیت ثابت نہیں کیونکہ ان کی خلافت خلفاء اربعہ کی خلافت کی طرح اہل عمل و عقد کے اجتہاد اور مشورہ سے نہیں ہوئی تھی۔

امامیہ کے نزدیک امام اس شخص کو نام کہتے ہیں جو جھوٹے بڑے گناہوں اور امام کا قصور، خطا و غلطی سے نبی کی طرح معصوم ہو۔ اور محدث ہو گا، جبکہ اس کی آنکھ کے سامنے ہوئے بغیر فرشتہ نے اس کے ساتھ بات کی، اور خدا کا پیغام اس کو دیا، مخلوق پر اس کی اطاعت پیغمبر کی اطاعت کی طرح واجب ہے، کسی چیز کو مطلق یا حاکم قرار دینا، اور دیگر جملہ معاملات دین اس کے سپرد ہوتے ہیں جو چاہتا ہے، شریعت میں کوئی تبدیلی کر دے، کسی کو اس کے قول و فعل پر اعتراض کرنے کی طاقت نہ ہے، اس کے حکم کے بعد کسی کو اپنا اختیار نہیں رہتا، امام کے لئے دعویٰ امامت اور معجزہ ظاہر کرنا، اور پیغمبر یا پہلے امام کی صریح نص اس کی امامت پر شرط قرار دیتے ہیں۔

لے مجھے خلافت جبریلہؓ پہنچی، انہی علی مشورہ و علم من میں ان ۱۶ مسند۔

امامیہ کے تصور امام کی تغلیط اس قسم کا عظیم منصب جو کہ نبوت کے مثل یا اس کے قریب قریب ہے، بلکہ نبوت سے بھی اونچا کیونکہ روافض کے ہاں ان کے امام انبیاء سے افضل ہیں، سوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا دواخرم رسولوں کے، اگر اس منصب کا وجود مان لیا جائے، اور یہ بھی کہ دعوی امامت، شہادت معجزہ اور صریح نص کے بغیر اس کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ تفسیر اور اخفا تو ان کے منافی ہے، تو ایسی صورت میں نصب امام متواتر قرار پائے گا، جیسا کہ امامیہ نے تواتر کا دعویٰ بھی کیا ہے، حالانکہ تواتر ثابت نہیں ہوا، کیونکہ بہتر فرحتے اس کا انکار کرتے ہیں، تحقیق تواتر کیا روایات امامیہ درج صحت تک بھی نہیں پہنچتی ہیں بلکہ ان کی روایات میں باہم ایسا اختلاف و تضاد ہے کہ ان کے مابین تطبیق محال ہے اس لئے خود امامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئے، جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعوی امامت، اظہار معجزہ اور نص صریح موجود نہیں ہے، جو کچھ اس سلسلہ میں پیش کرتے ہیں، سب روافض کا جھوٹ اور آخر کا پلندہ ہے، ان احتمول کے زعم کے سوا ان کے پیش کردہ معنی میں وجود امام ہوا ہی نہیں ہے۔

نصب امام پر امامیہ جن دلائل کی مدد سے ہم امام (یعنی بادشاہ جو کہ ملکی نظم و کے دلائل کی حقیقت نسق کا فرماندار ہوتا ہے) کے مقرر کرنے کو واجب کہتے ہیں، انہیں دلائل سے امامیہ استدلال کرتے ہیں کہ امام مقرر کرنا مخلوق پر مہربانی ہے اور لطف واصلی خدا تعالیٰ پر واجب ہے، لہذا نصب امام اس پر واجب یہ استدلال بہ چند وجوہ باطل ہے۔

اولاً۔ اس لئے کہ لطف و طبع اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔

ثانیاً۔ اس لئے کہ امام اگر بادشاہ کے معنی میں ہے، جو ملکی نظام چلاتا ہے، تو واقعی مصلح ہے، جو بادشاہ یا امام پر رشیدہ رہتا ہوا اور کسی قسم کے تصرف سے عاجز ہوا وہ نہ تو بادشاہ کہلاتا ہے، اور نہ ہی اس کا وجود متضمن مصالح ہے، اگر اس

کے وجود میں کسی دیگر مصلحت کا تذکرہ کریں، تو یہ مصالح تو نہ ہوئیں جو ایک بادشاہ کے نصب میں تھیں، ان سے استدلال کرنا باطل ٹھہرا، ہاں وہ مصالح پیش فرمائیں جو پوشیدہ اور عاجز قسم کے امام مقرر کرنے میں ہیں، انکار ان کے قبول درد کی بحث کی جہاں سکے۔

اگر کوئی کہے، امام کے وجود میں بھی وہی مصالح ہیں جو انبیاء کے وجود میں تھیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس دعویٰ کی دلیل پیش کیجئے، نیز انبیاء کے وجود کی مصلحت تب ہے، جب وہ اظہار فرمائیں، اور مخلوق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت دیں۔ امام پر تو قیام کرنا فرض تھا، انہوں نے اظہار امامت فرمایا ہی نہیں الا نادرا۔ تو انبیاء کے وجود کی سی مصلحت ان میں کہاں ہے؟

شتان ما بینہما، واللہ اعلم۔

خلافت و امامت میں فرق | اہل سنت کے نقطہ نظر سے امامت کے مفہوم سے آگاہ ہونے کے بعد جاننا چاہیے کہ خلافت، امامت سے خاص ہے، امام کا اطلاق جابر بادشاہ بلکہ ظالم عضو بادشاہ پر بھی ہو سکتا ہے، مگر خلافت کا اطلاق نہیں ہوتا، خلافت بمعنی خلافت نبوت یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد نبوت میں مخلوق کی رہنمائی فرمائی، اور احکامات اللہ کا ترویج شریعت، اور علوم دینیہ میں اپنے اوقات صرف کئے، اور کفر کا استیصال اور اس کی یخ کنی فرمائی، علیہ رسول آپ کی نیابت میں انہیں امور کو سر انجام دے، اور اس میں نفس اور شیطان کی دخل اندازی نہ ہونے دے، یہ خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سال تک رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الخلفاء بعدی ثلاثون سنة ثم
یکون ملکاً عضواً۔
میرے بعد خلافت میں سال ہوگی پھر
شاہت قائم ہو جائیگی۔

لے جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ باب فی الخلافۃ و امام العقیق۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق کے بعد ترتیب خلافت اور پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر

پھر عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اس چھ ماہ حضرت حسن

رضی اللہ عنہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد کما م کے بارہ میں اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہوا بل سنت کے دلائل آیات قرآن پاک اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجماع امت اور آثار میں۔

خلافت خلفاء پر قرآنی آیات

۱۔ وعلی اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کیا استخلف الذین من قبلہم ولیمکن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم ولیمبدلہم من بعد خوفہم امنا۔ (النور ۵۵)

تم میں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ضرور انہیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلوں کو بنایا اور ان کے دین کو جسے اللہ نے پسند کیا ہے، تمہیں عطا فرمائے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ تم میں سے بعض کو زمین پر خلافت عطا کروں گا، جیسا کہ بنی اسرائیل کو خلافت دی گئی اللہ تعالیٰ کے وعدہ میں خلعت محال ہے، واقع میں خلافت مذکورہ ترتیب سے وقوع پذیر ہوئی ظاہر ہوا کہ اللہ کا وعدہ بھی تھا اور یہ سب کچھ اس کی رضا سے ہوا۔

اگر کوئی کہے کہ اس آیت استخلاف سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں تو میں کہہ دوں گا

کہ افضیوں کے زعم میں تو علیؑ اور ان کا گروہ اپنا دین اور عقیدہ اقصیٰ کرتے ہوئے اپنے مخالفوں کے خوف سے چھپاتے تھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بننے والوں کے بارہ میں تو فرمادیا ہے۔

لِيُكْفِنَ بِهِمُ الَّذِي
ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلِيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ
بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمَّا يُصِيبُ الَّذِينَ
لَا يُشْرِكُونَ فِي شَيْءٍ

ان کے دین کو جسے اللہ تعالیٰ
نے ان کے لئے پسند کیا ہے،
تمکین عطا فرمائے گا، ان کے خوف
کو ضرور امن سے بدل دے گا،
وہ میری عبادت کریں گے، اور
میرے ساتھ کسی کو شریک نہ
بنائیں گے۔

(النور ۵۵)

شعبہ نقطہ نظر سے یہ آیت حضرت علیؑ پر کیسے صادق آسکتی ہے!

۲۔ قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ
سِتْرٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ
شَدِيدٌ فَقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسَلِّطُوا
فَإِنْ تَطِيعُوا يُؤْكَفَرُوا
اجْرَأْ حَسَنًا فَإِنْ تَتُوبَا فَإِنَّ
يَحْيَىٰ بِكُم بِكَرَامٍ

پچھلے چھپنے والے اعراب کو
کیسے تمہیں عنقریب ایک طاقتور قوم
کی طرف بلا دیا جائے گا، تم ان سے
لڑو گے، یا وہ مسلمان ہو جائیں گے
اگر تم نے اطاعت کی تمہیں اللہ تعالیٰ
اچھا بدلہ عطا فرمائے گا، اور اگر
اعراض کیا، تو وہ لوگ عذاب میں گھرے گا۔

(الفتح ۱۶)

اس داعی سے مراد حضرت ابو بکرؓ ہے، اور طاقتور قوم سے مراد بنو حنیفہ
ہیں، اس آیت میں داعی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں، اس
لئے کہ یہ آیت غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوئی، غزوہ تبوک کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کوئی جنگ درپیش نہیں ہوئی، جیسا کہ ابوالعاس
بن شریح وغیرہ نے تصریح کی ہے، البتہ یہی اس داعی سے مراد حضرت علیؑ

ہو سکتے ہیں اس لئے کہ طلب اسلام کے لئے حضرت علی کی خلافت میں کفار کے ساتھ کوئی رڑائی نہیں ہوئی ہے، جو جنگیں ہوئیں وہ امامت کے لئے اور اس کے حقوق کی نگہداشت کیلئے تھیں، یہ بھی احتمال ہے کہ داعی سے مراد حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ ہوں، کیونکہ ان کے وقت میں بھی جہاد کی بہت مہمیں سر ہوئی ہیں۔

۳۔ من یزید مذکور عن قبیلہ
فسوف یأقی اللہ بقوم
یحبہم ویحبونہ اذلہ علی
المؤمنین اعزہ علی الکافرین
یجاہدون فی سبیل اللہ
ولا یخاضون لومة لریة
(المائدہ ۵۴)

تم میں سے جو اپنے دین سے
پھر گیا، تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم
لانے کا جس سے وہ محبت کرتا ہے
اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔
ایمان والوں کیلئے نرم اور کافروں پر
بھاری ہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرتے
ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی
لامت سے نہیں ڈرتے۔

اس آیت سے استدلال اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند قباہل عرب بنو حنیفہ، بنو اسد، غطفان، اہل بحرین و عمان وغیرہ مرتد ہو گئے تھے، حضرت ابوبکرؓ ہی ان کے خلاف برسرِ پیکار ہوئے، حضرت ابوبکرؓ کے سوا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی نے بھی مرتدین کے ساتھ جنگ نہ کی، کہ اس آیت کا مغل بن سکے، حضرت علیؓ نے تو اپنے دوستوں سے فرمایا تھا۔

ابتلیغہم بقتال اہل
القبیلۃ۔

تم اہل قبیلہ کے ساتھ رڑائی میں
آزمانے لگے ہو۔

نیز فرمایا: انا احببنا القتال اخواننا
ہم اسلام میں داخل اپنے بھائیوں

لہٰذا یہ جہاد جہادِ باطنی ہے۔

فی الاسلام علی ما دخل فیہ من الذیغ والاعوجاج و البشیة والتاویل۔
 ہے ہی طور ہے میں اس لئے کہ ان میں کچی، ٹیسڑھا اور شبہ و تاویل آگئی ہے۔

اسی وجہ سے حضرت علیؑ نے سب کرنے سے منع فرمادیا تھا جیسا کہ رضی نے بیچ البلاغۃ میں تحریر کیا ہے، نیز حضرت علیؑ کے دوست آیت میں مذکور صفات سے متفق نہ تھے، حضرت علیؑ ان کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

واللہی نفسی پیدا کا لیظہرن
 ہذا کرا القوم علیکم لئیں لانہم
 اولی بالحق منکم و لکن لاسراعہم
 الی باطل ما حہم و ابطا نکم
 عن حق و لقد اصبحتم الامم
 تخاف ظلم عاتبا و اصبحتم
 اخاف ظلم رعیتی استغفرکم
 للجهاد فلم تنفروا و استغفرکم
 فلم تستمعوا و دعوتکم صرا
 و جہرا فلم تستجیبوا و نصحت
 لکم فلم تقبلوا شہود کغیاب
 و عہد کا دیاب انلو علیکم
 المحکم فتنفرون منها و اعظکم
 اعظکم بالموعظۃ المبالغۃ
 فتنفرون عنہا و احشکم

اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ لوگ تم پر غالب آجائیں گے اس لئے نہ کہ یہ تم سے حق کے زیادہ قریب ہیں، بلکہ اس لئے کہ یہ اپنے امیر کے باطل کی طرف تیزی سے چلتے ہیں اور تم میرے حق سے سستی کرتے ہو، اقوام اپنے سربراہوں کی زیادتیوں سے متاقت ہیں مجھے اپنی رعایا کے ظلم کا خطرہ ہے، میں تمہیں جہاد کے لئے فکھنے کو کہتا ہوں، تم نہیں نکلتے میں تمہاری خیر خواہی چاہتا ہوں تم قبول نہیں کرتے، تمہارا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے، غلام ہو مگر آقا کی طرح تم پر احکام پڑھتا ہوں تم نفرت

۱۔ دیکھئے صفحہ ۲۰۵۔

۲۔ بیچ البلاغۃ ص ۲۳۔ ص ۲۴۔

علی الجہاد فیما أتی علی أحد
 القول حتی ازابکم متفقین
 ایادی سبا ترجعون الی محاسنکم
 وتتخذ عون عن مواظکم
 اقوامکم غداوة وترجعون
 الی عشیتہ کظہر الحیتہ
 عجزا المقوم وأعضل المقوم
 ایما الشاہدۃ ابدانہم
 الغائبۃ عفو لہم المختلفۃ
 احوادہم المبتلی ہم اور اہم
 صاحبکم بطیع اللہ وانتم
 تقصونہ وصاحب اہل
 الشام بیعی اللہ و ہم
 بطیعہ من لوددت واللہ
 ان معاویۃ لو صادفی
 بکم صفت الدینار
 بالدارہم واخذ منی
 عشرة منکم واعطانی
 مراحلا منہم

کرتے ہو تمہیں وعظ کرتا ہوں، تم
 متفرق ہو جاتے ہو، تمہیں جہاد پر
 آمادہ کرتا ہوں، ابھی آخری بات
 پر نہیں آتا کہ میں تمہیں کبھرنے والے
 پاتا ہوں، تم اپنی محاسن کی طرف
 جاتے ہو، اور مواظ سے ہٹ جاتے
 ہو، تمہیں صبح کو سیدھا کرتا ہوں،
 اور شام کو سانپ کی پیٹھ کی طرح
 لوٹ آتے ہو، سیدھا کرنے والا
 عاجز آگیا ہے، اور سیدھا کیا ہوا نافرمانی
 کرتا ہے، اے وہ لوگو! جن کے بدن
 حاضر ہیں، مگر عقل غائب خواہشات
 مختلف ان کے امرا ان کے ساتھ
 مبتلا ہیں، تمہارا صاحب اللہ کی امانت
 کرتا ہے، تم اس کی نافرمانی کرتے
 ہو، اہل شام کا صاحب اللہ کی نافرمانی
 کرتا ہے، اور وہ اس کی اطاعت کرتے
 ہیں، قسم خدا ہے، میں پسند کرتا ہوں
 اگر معاویہ تم میں سے دشمن لے لے
 اور اپنے میں سے ایک مرد دیدے
 تو ایسا سودا کر لوں گا۔

کتب امامیہ میں حضرت علیؑ سے اپنے دوستوں کے بارے میں ہتھم
 کی کافی روایات ملتی ہیں۔

۴۔ مہاجرین کی مدد میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الصَّوَامِعُ وَبُيْعُ وَصَلَوَاتُ وَمَسَاجِدُ يُذَكَّرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ أَنْ مَكَّنَّا هِمَّ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَآمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝

وہ جن کو ناحق، ان کے گھروں سے نکال دیا گیا، اس لئے کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، اگر اللہ نہ ہو تو لوگوں کو ایک دوسرے کے فدیہ پر وقع نہ کرتا، تو صوامع، بیع، عبادت گاہیں، اور مساجد گرا دی جاتیں جن میں اللہ کا بہت نام لیا جاتا ہے، جو شخص اللہ کے دین کی مدد کرتا ہے، اللہ اس کی مدد کرتا ہے، تحقیق اللہ قوی غالب ہے، وہ لوگ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، تو ناز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں، معروف کا حکم دیں، اور منکر سے روکیں، اور نتائج امور اللہ کیلئے ہیں۔

(الحج ۴۰، ۴۱)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مہاجرین کو زمین میں سلطنت عطا فرمائے، تو وہ فرائض، اقامت صلوٰۃ، ایسا زکوٰۃ، امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر سرانجام دیں گے، اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائیں گے، انہیں ناحق ان کے گھروں سے نکالا گیا ہے، صرف یہی بزم ہے، کہ وہ کہتے ہیں ہمارا پالنے والا ایک اللہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائیں، تو مساجد ویران کر دی جائیں گی۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کو حق و طاقت عطا فرمائی، کفار کو ان کے ذریعہ دفع فرمایا، فرائض، اقامت صلوٰۃ، ایسا زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سرانجام دیتے رہے، ایسا کیوں نہ ہو، اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ تھا، ومن صدق

من اللہ حدیثاً۔ (النساء ۸۴)

چونکہ مہاجرین میں خلفاء اربعہ کے علاوہ کوئی بھی مقام خلافت پر فائز نہ ہوا اس لئے معلوم ہوا اس آیت میں خلافت سے مراد خلفاء اربعہ کی خلافت ہی ہے۔ اگر خلفاء اربعہ نہ ہوتے دنیا سے مساجد مٹا دی جاتیں اور دین برباد ہو سکتا۔

خلافت خلفاء اربعہ پر احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

خلفاء اربعہ کی خلافت پر بیہ شمار احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کتب اہمادیت میں موجود ہیں ان میں سے چند خواب ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دیکھے یا بعض صحابہ کرام نے دیکھے اور ان کی تعبیر نجات صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت سے تعبیر فرمائی۔

۱۔ عَنْ ابْنِ حَرَبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَاسُ رَأْيَتْنِي عَلَى قَلْبِي عَلَيْهِمَا دُلُّوا فَذَرَعْتُ مِنْهُمَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَا بِنِ ابْنِ أَخِي خُفَّاءَ فَخَزَعُوا بِهِمَا ذُنُوبًا أَوْ ذُنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ وَاللَّهِ لَيُغْفَرَنَّ لَهُ ضَعْفُ ثَمَرِ اسْتِحْوَالتِ خُذِيَا فَخَذَهُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمَّا رَاقِبَيَا مِنْ النَّاسِ مَيَّزَهُ نَزْعُ عَمْرِو بْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ نے فرمایا میں سو یا ہوا تھا میں نے خود کو ایک کنوین پر پایا اس پر ڈول تھا جسے اشک شریف کے قطر اس سے کھینچ کر ڈول پر کھینچ لیا، انہوں نے ایک ڈول یا دو ڈول کھینچے ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی خدا مہربان فرمائی پھر وہ بڑا ڈول بن گیا، اسے عمر بن الخطابؓ نے لیا، میں نے کوئی طاقت درجوان نہیں دیکھا جس نے اس کی طرح ڈول کھینچے ہوں

ضرب الناس يعطى

حشی کہ لوگوں نے اپنے اذیتوں کو
ٹھہرایا۔

۴۔ عن ابن عمرؓ نحوه
رواه البخاریؒ و
مسلمؒ

عن جابر بن عبد الله
ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال اريتني الليلة
رجل صالح ان اياك نيط
برسول الله صلى الله عليه وسلم
ونيط عرابي بكر ونيط عثمان
يعمر قلنا قنا من عند رسول
الله صلى الله عليه وسلم
قلنا اما الرجل الصالح فرسول
الله صلى الله عليه وسلم فاما
نوط بعضهم ببعض فهم ولا
الامر الذي بعثت اليه
نبيه صلى الله عليه وسلم
اخرجه ابو داود
والحاكم.

جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 مجھے رجل صالح کی صورت میں
 دکھایا گیا، کہ ابو بکرؓ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باندھے گئے،
 اور عمرؓ ابو بکرؓ کے ساتھ اور
 عثمانؓ عمرؓ کے ساتھ، جب
 ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاس سے آٹھے تو ہم نے کہا
 رجل صالح مگر رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم ہیں، اور بعض کا بعض
 کے ساتھ بندھنا دین رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 ان کا مشورتی امر ہوتا ہے
 (البرہان ورواحم)

۱۔ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۰۱ نیز صحیح البخاری باب نزوح المادون البرکات یہ فقیر طبعہ مطبوعہ۔

کہ آپ من مقل ای بکر حبیب مشعلی۔

کتابوں اور اس کی افادہ، مشکلات کی رہنمائی، غرض کہ اس کتاب نے مسلمانوں کو

۴۷۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
رجلا اقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم فقال اقی رأیت
اللیلۃ فی المنام ظلت تنطفئ
المصن والمعل فاری الناس
یتکفون منها فللستکثر و
المستقل و اذا سبب و اصل
من الارض الی السماء فاراک
اخذت بہ فعلوت ثم اخذ
بہ، جل اخر فعلا بہ،
ثم اخذ بہ رجلی اخر
فعلا بہ ثم اخذ بہ
رجال اخر فاقطع الحديث
اخرجہ البخاری

۵۰۔ من ابی بکرۃ رضی اللہ عنہما
صلی اللہ علیہ وسلم قال
ذات یوم من رابی منکم
رؤیا فقال رجل انا رأیت
کان میزانا نزل من السماء
فوتیرت انت بانی بکر
فوحجت انت بانی بکر ثم وزن ابو بکر
وعمرو بن ابی بکر ثم وزن عمرو و عثمان

لہ جلد ۱ باب ۱۱ منہما و اللہ اعلم بالصواب کتاب التیمم ص ۱۱۱

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک
شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور کہا میں نے آج
رات نیند ایک سانپان دیکھی اس
میں سے گئی اور شہد ٹپک رہا ہے،
لوگ ہاتھ نیچے کئے ہوئے ہیں کوئی
زیادہ سے رہا ہے اور کوئی کم ایک
سوزن سے آسمان تک ہے، میں
نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے ذریعہ
آسمان پر چڑھ گئے، پھر دوسرے
مرد نے اسے پکڑا وہ چڑھ گیا، پھر
ایک اور مرد نے وہ بھی چڑھ گیا، پھر
دوسروں نے اسے پکڑا مگر وہ ٹوٹ
گیا۔ (بخاری)

ابو بکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا تم میں سے
کسی نے خواب دیکھی ہے ایک مرد
نے کہا۔ میں نے دیکھا کہ ایک ترازو
آسمان سے اتری، آپ اور ابو بکر
کا وزن کیا گیا، آپ زیادہ ہو گئے،
پھر ابو بکر کا وزن ہوا، ابو بکر بھی بڑے
پھر عثمان کا وزن ہوا اور وہ بھی بڑے ہوئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے
میں ناپسندیدگی کی نگاہ نہ تھی
(ابوداؤد)

سمرقند بن جندب سے مروی ہے
ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ
میں نے رات دیکھا ایک ڈول
آسمان سے ٹکایا گیا، ابوبکر آیا
اور اس کے کندھے پر کھڑے، اور
آہستہ پانی پیا، پھر عمر آیا، اس
نے کندھے پر کھڑے، اور خوب سیر
ہو کر پیا، پھر عثمان آیا، خوب سیر ہو کر پیا،
عمر بن الخطاب اس کے کندھے پر کھڑے ڈول لے گیا،
اور اس کے پھر چھینے اس پر گئے
(ابوداؤد)

سفینۂ خام ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتا
ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جب صبح کی نماز پڑھتے تو صحابہ رضی
اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوتے، اور پوچھتے
تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے،
ایک مرنے کہا میں نے یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا کہ ایک ترازو

فرحم غمر تم فخر المیزان فرأینا الکراہتہ
فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اخرجہ الترمذی وابوداؤد۔

۶۔ من سمرقند بن جندب ان
رجلاً قال یا رسول اللہ افی رأیت
اللیلۃ کان دلوادی من
السماء فجاء ابوبکر فساخدا
بعراقیہا فشرب مشرباً
ضعیفاً ثم جاء عمر فساخدا
بعراقیہا فشرب حتی تضلعت
ثم جاء عثمان
فساخدا بعراقیہا فشرب حتى
تضلعت ثم جاء علی فساخدا
بعراقیہا فشرب حتى تضلعت
ثم جاء عمر فساخدا بعراقیہا
فانشطت او انتضحت علی منہا شئی
اخرجہ ابوداؤد۔

۷۔ عن سفینۃ مولى ام سلمۃ
رضی اللہ عنہا قال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
صلی الصبح ثم اقبل علی اصحابہ
قال ایکم رأی رؤیا فقال
رجل انابا یا رسول اللہ کان میزانا
نزل من السماء فوضعت فی کفۃ

لہ ترمذی جندب بن جندب، فی سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابوداؤد۔

۸۔ ابوداؤد ابی نعیم۔

آسمان پر سے اتری آپ ایک ترازو
میں رکھے گئے اور ابو بکرؓ دوسری
میں، آپ اونچے ہو گئے، اور پھر
ابو بکرؓ آپ کی جگہ آئے، اور عمر
بن الخطاب، دوسرے پڑے میں،
ابو بکرؓ اونچے ہو گئے، ابو بکرؓ اٹھائے
گئے، اور عمرؓ ان کی جگہ آئے، اور
عثمانؓ دوسرے پڑے میں آئے،
عمرؓ عثمانؓ پر بباری ہو گئے، پھر
ترازو اٹھالی گئی، سفینہ کہتا ہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ
متغیر ہو گیا اور اختلافات تیس سال
ہے، پھر شاہت ہو گی، (دعالم)

پھر احادیث میں خلفاء و تبعہ کی خلافت کے بارے میں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیاں ہیں

۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوَّلُ

حَجْرٍ حَمَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ

حَمَلُ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ حَمَلُ عُمَرُ حَجْرًا

ثُمَّ حَمَلُ عُثْمَانُ حَجْرًا أَخْرَجْتُ

يَا رَسُولَ اللَّهِ الْإِنزِي هَذَا كَيْفَ

عائشہ فرماتی ہے پہلا بچہ مسجد
کی عمارت کے لئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا پھر ابو بکرؓ نے
اٹھایا، پھر عمرؓ نے پھر اٹھایا، پھر
پھر عثمانؓ نے پھر اٹھایا، میں
نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لَهُ قِتَابٌ مَرْزُوقٌ الصَّاحِبِ مِنْ هَذَا رُكِّ مَسْجِدِهِ

لَهُ الْمَسْجِدُ حَتَّى كَمَّ جِلْدُهُ مَرْزُوقٌ قَالَتْ هَذَا حَدِيثٌ مَعِي

اخرجہ الترمذی ۔ خیر مناسب ہے ۔ (ترغی)

۱۱۔ عن عریاض بن ساریہ مرفوعاً قال علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ۔
عریاض بن ساریہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا میری سنت اور خلفاء راشدین ہدایت یافتہ کی سنت کو لازم پکڑو، اور مضبوطی سے قابو رکھو،

(ابن ماجرہ، احمد)

۱۲۔ ۱۳۔ عن حذیفۃ وابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتدوا بالذين من بعدي ابو بكر وعمر، وإهما الترمذی بحوالہ الحاکم۔
حذیفہؓ اور ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے بعد والے ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء کرو، (ترمذی، حاکم)

۱۴۔ عن انس قال بختی بنو المصطلق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا صل لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى من ندفع صدقاتنا بعدك قال فانتيتهم فمألتهم قال الى ابى بكر فانتيتهم قالوا ارجع اليه فاستلهم فان حدثنا باني بكر حدثنا فاني من

انسؓ سے مروی ہے فرطے ہیں مجھے بنو المصطلق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، کہ میں انہیں آپ سے پوچھ دوں کہ آپ کے بعد وہ صدقات کس کو ادا کریں، میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا ابو بکرؓ کو ادا کرنا۔ میں ان کے پاس آیا انہوں نے کہا آپ سے پھر لو پھر

لکھ باب ہدایہ فضائل ابی بکر صدیقؓ و سنیہ جلد ۱۰

لکھ باب ترویج سنتہ اللہ و الراشدین ص ۵۰

لکھ ترمذی باب فضائل ابی بکر صدیقؓ مستطیع ص ۵۵ جلد ۱۰

فَاتَيْتَهُ فَسَأَلْتَهُ فَقَالَ إِلَى عَمْرٍ
فَقَالُوا اِرْجِعْ إِلَيْهِ فَاسْأَلْهُ
فَإِنْ حَدَّثَ بَعَثَ حَدَّثَ
فَالَى مِنْ فَاتَيْتَهُ فَسَأَلْتَهُ
فَقَالَ إِلَى عَثْمَانَ فَاتَيْتُهُمْ
فَاخْبَرْتُهُمْ فَقَالُوا اِرْجِعْ فَاسْأَلْهُ
فَإِنْ حَدَّثَ بَعَثَ عَثْمَانَ حَدَّثَ
فَالَى مِنْ فَاتَيْتَهُ فَسَأَلْتَهُ
فَقَالَ أَنْ حَدَّثَ بَعَثَ عَثْمَانَ
حَدَّثَ فَتَبَا لَكَوَالِدُهُمَا فَتَبَا
اُخْرَجَ إِلَى الْحَاكِمِ

اگر ابو بکرؓ کے ساتھ کوئی حادثہ
ہو جائے تو کس کو دیں آپ
نے میرے سوال پر فرمایا عمرؓ کو
ادا کریں انہوں نے پھر مجھے
آپ کے پاس بھیجا کہ عمر پر کسی
حادثہ کی صورت نکس کو دیں، تو
آپ نے فرمایا عثمان کو انہوں نے
مجھے پھر اسی سوال کے ساتھ آپ
کے پاس بھیجا، آپ نے فرمایا عثمان
پر حادثہ کی صورت میں تمہارے لئے
ہلاکت و ہر باوی ہو، اَلْحَاكِمُ

۱۵- عَنْ جَبْرِ بْنِ مَطْعَمٍ أَنَّ امْرَأَةً
سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
اللَّهُ طَلِبِي، وَسَلَامُ شَيْئًا فَاَمَرَهَا
أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا
رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ
فَلَمَّا جِئْتُكَ تَقْبَلُ الْمَوْتَ قَالَ
قَالَ إِنْ لَمْ تَجِدِي نِيَّ فَاَتَى أَبَا بَكْرٍ
مَامَاةَ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ

جبیر بن مطعمؓ سے کہیں ایک
عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے کوئی بات پوچھی آپ
نے فرمایا تو پھر میرے پاس واپس
آنا اس نے کہا اگر میں آؤں، اور
آپ نہ ہوں، یعنی وفات پا جاؤں
تو پھر آپ نے فرمایا، اگر مجھے
نہ پائے، ابو بکرؓ کے پاس چلی جانا۔

امام ابن عبد البرؒ استیعاب میں لکھتے ہیں، یہ حدیث دلیل ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ حضرت ابو بکرؓ ہیں۔

۱- مسند امام طبرانی، ص ۱۰۰، باب ۱۰۰، حدیث ۱۰۰۔
۲- مسند امام ترمذی، ص ۱۰۰، باب ۱۰۰، حدیث ۱۰۰۔
۳- مسند امام بخاری، ص ۱۰۰، باب ۱۰۰، حدیث ۱۰۰۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو خطبہ پڑھنے کا حکم فرمایا، یہ بھی ان کی خلافت پر دلالت ہے۔

۱۱۶۔ عن ابی الدرداء قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ خفیۃ فلما فرغ من خطبہ قال یا ابا بکر تم فاخطب فلما فرغ من خطبہ قال لعمر تم فاخطب مقام ابی بکر فاخطب فقصر دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودون ابی بکر مراداً بالحاکم۔

ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ یا خطبہ سے فارغ ہوئے تو ابو بکرؓ کو کہا تم خطبہ دو، ان کے بعد فرمایا، عمرؓ تم خطبہ دو، انہوں نے ابو بکرؓ کی جگہ خطبہ دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے خطبات سے کم۔ (حاکم)

خلافت ابو بکرؓ پر یہ بھی ایک بہت بڑی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں ابو بکرؓ کو امام مقرر فرمایا اور لوگوں کو ان کی اقتداء کا حکم دیا، اور امامت غیر ابی بکرؓ کے مشورہ کو سختی سے رد فرما دیا، چنانچہ حدیث میں ہے:-

۱۱۷۔ عن ابی موسیٰ الاشعری قال مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد مرضہ فقال عروا ابا بکر فلیصل بالناس قالت عائشۃ یا ما رسول اللہ انما رجل رقیق اذا قام مقامک لم یستطع ان یصل بالناس

ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور بیماری سخت ہو گئی، تو فرمایا ابو بکرؓ کو حکم دو، لوگوں کو نماز پڑھائیں عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ابو بکرؓ نرم دل ہے، جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا، نماز نہ پڑھا سکے گا،

لے فی المستدرک کتاب مرض النبی ص ۱۱۷۔

آپ نے فرمایا ابو بکرؓ کو کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں، عائشہؓ نے دوبارہ کہا، آپ نے فرمایا ابو بکرؓ کو کہو لوگوں کو نماز پڑھائے، تم یوسفؑ کی ساتھ دایلوں کی طرح ہو، ابو بکرؓ کے پاس قاصد آیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نماز پڑھائی (بخاری - مسلم)

ابن عمرؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے دیکھئے صحیح بخاری۔

عائشہؓ سے بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ کو کہو، لوگوں کو نماز پڑھائے عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑا ہوگا، رونے کی وجہ سے لوگوں کو قرات نہیں سنوا سکے گا، آپ عمرؓ کو حکم دیں وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، آپ نے

فقال مری ابا بکر فليصل بالناس فعاتت مری ابا بکر فليصل بالناس فانهم هو احب اليهم فأتاه الرسول صلى بالناس في حيوة رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

رحمۃ البخاری
مسلم

۱۸۔ وعن ابن عمرؓ نحوه روا البخاری۔

۱۹۔ عن عائشہؓ ان النبي صلى الله عليه وسلم قال مروا ابا بکر فليصل بالناس فعاتت عائشہؓ يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابا بکر اذا قام مقامك لم يسمع الناس من المكارفأمر عمر فليصل بالناس قالت فقال مروا ابا بکر فليصل بالناس

لله الحمد كتاب الفتن من جامع ترمذی باب فی فضل ابی بکر ص ۲۱۹ جلد ۱۔ صحیح بخاری باب ابن عمر

لله الحمد كتاب الفتن من جامع ترمذی باب فی فضل ابی بکر ص ۲۱۹ جلد ۱۔ صحیح بخاری باب ابن عمر
والفضل المجلد ۱ ص ۲۱۹۔ کتاب الفتن۔

قالت عائشة رضي الله عنها قلت لحفصة
 قولي له ان ابا بكر اذا قام
 مقامك لم يسمع الناس
 من البكاء فامرهم فليصل
 بالناس فقالت حفصة
 فقال رسول الله صلى الله
 عليه وسلم انكن صواحب
 يوسف مروا ابا بكر فليصل
 بالناس فقالت حفصة
 لعائشة رضي الله عنها
 لا صيب منك خيرا۔

فرمایا ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز
 پڑھائے، عائشہ کہتی ہے، میں
 نے حفصہ کو کہا کہ تم رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ ابو بکر جب
 آپ کی جگہ کھڑا ہوگا، رونے کی
 وجہ سے لوگوں کو نہ سنا سکے گا،
 عمرہ کو حکم دیں نماز پڑھائے حفصہ
 نے آپ سے یہ بات کہی تو آپ
 نے فرمایا تم یوسف کے ساتھ والیوں
 کے طرح ہو ابو بکر کو حکم دو لوگوں
 کو نماز پڑھائے، حفصہ نے عائشہ
 سے کہا میں نے تیرے سے
 اچھائی نہ پائی۔

۱۲۰۔ من عبد الله بن زمعة
 قال لما استعز، برسول الله
 صلى الله عليه وسلم وبجهد
 انا عندك في نفر من الناس دعاك
 بلال الى الصلوة فقال رسول
 الله صلى الله عليه وسلم مروا
 ابا بكر يصل بالناس فقال فخرجنا
 فاذا امرق الناس وكان ابو بكر
 غائبا فقلت يا عمر قم فصل
 بالناس فتقدم فكبر فلما سمع

عبد اللہ بن زمعہ فرماتے
 ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بیماری زیادہ ہو گئی، میں بھی
 لوگوں کے ساتھ وہاں تھا، بلال
 نے آپ کو نماز کے لئے بلایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز
 پڑھائے، ہم باہر آئے، ابو بکر موجود
 نہ تھے، عمرؓ موجود تھے، میں نے
 عمرؓ سے کہا آگے اور نماز پڑھا

رسول الله صلى الله عليه وسلم
موته وكان عمر رجلاً جديراً
قال فابن أبو بكر يا بني الله
ذلك والمسلمون تبعث إلى
أبي بكر فجام بعد أن صلى عمر
تلك الصلوة فصل بالناس
رأوا في رواية قال لما سمع
النبي صلى الله عليه وسلم
صوت عمر خرج النبي صلى الله
عليه وسلم حتى أطلع رأسه
من حجرتة ثم قال لا لأنيصل
بالناس ابن أبي تحافة يقول
ذلك مغضباً آخر حديثاً
وأبو عمرو في الاستيعاب

٢١- عن أنس بن مالك أن
المسلمين بينا هم في القجر يوم
الثنين واليومي يصلي بهم فجاءهم
النبي صلى الله عليه وسلم
فذا كشف يده فوجد عاتقة
فنظر إليهم وهم عبيقون
فقال لهم يا أيها الذين آمنوا

عمر بن خطابؓ آگے بڑھا اور پھر کعبہ عترت کی آواز سنی تھی۔
جب عمرؓ کی آواز سنی تو آپؐ نے فرمایا: ابو بکرؓ
کہاں ہے، اللہ تعالیٰ اور مسلمان
اس کا ابا کرتے ہیں، ابو بکرؓ کو
بلایا گیا، وہ عمرؓ کے نماز پڑھانے
کے بعد آئے، اور پھر ابو بکرؓ نے
نماز پڑھائی۔ ایک دوسری روایت
میں یہ الفاظ نامذکر ہیں، جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کی آواز سنی
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنا سر مبارک کمرہ سے باہر نکالا،
اور غصیاگ ہو کر فرمایا: نہیں۔
لوگوں کو ابو بکرؓ ہی نماز پڑھائے
(ابوداؤد۔ البرعمہ واستیعاب میں)

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں،
مسلمان جو مومار کے دن بیچ کی نماز
پڑھ رہے ہوتے، اور ابو بکرؓ ان کو
نماز پڑھا رہے ہوتے، نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ کے حجرہ
کا پردہ کھولا، اور مسلمانوں کو مومنوں
میں کھڑا دیکھا، آپ دیکھ کر مکرانے

لیفہ بابی اشکورت ابی بکر بن کلا مباحثہ مجبور و ملا۔

۱۱۔ استیجاب مع ۱۲ عاۃ جلد ۲ ص ۱۲۱۔ یہ تحریریں مستور کا حکم جلد ۲ ص ۱۲۱ میں بھی موجود ہے۔

علی عقبیہ فظن ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں ان
یخرج الی الصلوة و هم
المسلمون ان یفتنوا فی صلواتهم
فرحاً بالنبی صلی اللہ علیہ
وسلم رحمین وأودۃ فاشاریہ
ان اتوا ثم دخل المجرۃ داخی
الستر وثقی ذلک الیوم صلی اللہ
علیہ وسلم اخرجوا بخاری۔

ابوبکرؓ نے جتنے گئے اور یہ سبھا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں
آیا چاہتے ہیں مسلمان نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی وجہ سے غرضی میں آکر
نماز میں بھرنے لگے، آپ نے اشارہ
فرمایا کہ نماز پوری کرو، اور پھر آپ
حجرہ میں داخل ہو گئے، اللہ پر وہ
لٹکایا، اور اسی دن وفات پا گئے
صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ حدیث یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکرؓ کو مرض موت
میں نماز کا امام مقرر فرمانا، تواتر سے ثابت ہے، مذکورۃ الصدق صحابہؓ کے علاوہ
حضرت عمرؓ، علیؓ بن ابی طالب، ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، وغیرہ جلیل القدر صحابہؓ
سے بھی مروی ہے، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ الیہ فقہا صحابہؓ نے اس حدیث
سے استدلال کیا ہے، اس لئے یہ مسئلہ جماعی ہوا، جب کہ امام حاکم نے مستدرک
میں اور ابوعروان عبد البر نے استیعاب میں مذکور کیا ہے۔

کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، تو انصار نے کہا ایک امیر
ہمارا اور ایک امیر تمہارا ہونا چاہیے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، اے جماعت انصار
کیا تمہیں معلوم نہیں ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو لوگوں کی
امامت کے لئے حکم کیا تھا۔ تم کون ہے، جس کا دل یہ گوارا کر سکے کہ وہ
ابوبکرؓ کے آگے کھڑا ہو۔ انصار نے جواب دیا معاذ اللہ ہم ابوبکرؓ
کے آگے نہیں ہو سکتے۔

۱۔ باب التفتۃ فی صلواتہ وسلم ربنا علیہ وسلم الحق اللہ عزوجل من کتابہ قرآن مجید
۲۔ المستدرک علیہ حدیث مشکوٰۃ بہ سنن ابی داؤد، استیعاب ج ۱ ص ۲۵۰ مشکوٰۃ۔

استیعاب میں ہے من بعری قلیں بن عباد سے روایت کرتا ہے، کہ غیہ حضرت علی بن ابی طالب نے کہا کہ کئی دن اور بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہے، جب ہی ان دن سنتے فرطے ابو بکرؓ کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے، میں نے سوچا کہ نماز دین کا اصل اور جوہر ہے، جس شخص کے خوں ہمارے دینی فریضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملگایا ہے، اس پر ہم اپنی دنیاوی کاموں کے لئے راضی ہیں، اس لئے ہم نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی۔

مسندک حاکم میں بھی اس کے قریب قریب مفہوم کی روایت حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ سے مروی ہے۔

ایک سوال کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے ایک اثر سے معلوم ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا، جب کہ بخاری میں ۱۶۔

قال عمران استخلف فقد	عمرؓ نے کہا اگر میں خلیفہ بناناں
استخلف من هو خیر منی	تو میرے سے بہتر یعنی ابو بکرؓ
ابوبکر وان اتوا فقد ترك	خلیفہ بنا چکا ہے، اور اگر خلیفہ مقرر
من هو خیر منی رسول الله	نہ کروں، تو میرے سے افضل یعنی
صلی الله علیه وسلم۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ
مداہ البخاری۔	مقرر نہیں کیا۔

۱۷۔ حلیہ ۲۲۱۔

اسی طرح کہ ایک اور روایت حضرت علیؓ سے کہ یہ غنائی ابو بکرؓ ابی طالب رضی اللہ عنہما بنی الفیض
منہ سے کہ میں نے تم سے پہلے سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ابو بکرؓ کا نام اللہ تعالیٰ نے رکھا
ہے اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پہلے ہی ابو بکرؓ کو مقرر ہونے سے پہلے ہی کیلئے
آپ نے پسند کیا ہم اپنی دنیا کے لئے ان کو پسند کرتے ہیں۔
۱۸۔ حلیہ ۲۲۱۔ ابیہ ۱۸۔ مسندک کتاب الامام۔

اور مستدرک حاکم میں ہے۔

قال علی ما استخلف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خلیفہ مقرر نہیں کیا، کہ
ما استخلف
میں خلیفہ مقرر کروں!

احادیث مذکورہ اور ان آثار کے مابین تطبیق کی کیا صورت ہو سکتی ہے!

جواب ان آثار اور مذکورہ احادیث کے مابین تطبیق یہ ہے کہ ان آثار میں
استخلاف کی نفی سے مراد یہ ہے کہ متبادل طریق پر کہ آپ لوگوں کو جمع فرماتے
اور ان سے بیعت لیتے، جس طرح حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کے لئے بیعت
لی، خلیفہ نہیں بنایا۔

خلافت خلفاء اربعہ پر ہماری بیان کی ہوئی ترتیب پر خلفاء اربعہ کی خلافت
اجماع امت مسلمہ پر امت کا اجماع ہے حنفی کہ مخالفین بھی اس سے
انکار نہیں کرتے بلکہ فطرۃ عصیت اور عناد کی وجہ سے یہ لوگ تکفیر صحابہ کے
مترکب ہوئے ہیں، اور بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا طریقہ اور حسن و حسین
کو ساتھ لے کر مہاجرین اور انصار اور اہل بدر کے گھر گھر گئے، اور ان سے مدد
طلب کی چار شخصوں کے علاوہ کسی نے بھی ساتھ نہ دیا۔ زبیر، مقداد، سلمان
اور ابوذرؓ

ایک سوال اگر کوئی کہے کہ علیؓ ان کے بغیر اجماع منعقد نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ
اکابر فقہاء صحابہ سے ہیں، اور علیؓ ہمیشہ اپنی مظلومی اور مقہوری کا اظہار کرتے
رہے، ہر جگہ قریش کی شکایت کی، اور ان کو بدو غائبین دیں۔

جواب یہ جھوٹ اور باطل اور رافضیوں کا اختراع ہے کسی صحیح یا حسن بلکہ
کسی ضعیف روایت میں بھی حضرت علیؓ کا شکایت کرنا ثابت نہیں ہے۔

سلف جلد ۲ صفحہ ۲۲۲ صحابہؓ

سلف یہ بات کہ روایت ہے نہایت ضعیف ہے، بعض جھوٹ اور بدو پیکڑا ہے۔

بلکہ روایات صحیحہ معتبرہ سے ثابت ہے کہ حضرت علیؑ نے خوشی و درخشاں سے بیعت کی، جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ حضرت علیؑ سے باسانید متواترہ فضائل شیخین ثابت ہیں۔ جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

خلافت ابوبکرؓ پر آثار صحابہؓ

۱۔ امام طہ قلعیؒ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا۔

والذی فلق الحبة و
برأ النملة لو عهد الی
ما سول الله صلی الله
علیہ وسلم عهد الجاهدات
علیہ ولو لمر اجد الازدائی
ولمر اترك ابن ابی قحافة
یصعد درجة واحدة
من منبره صلی الله علیہ
وسلم ولكن صلی الله علیہ
وسلم رضیه لدایننا
قروضینا کلدناینا۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ
پیدا کیا، اور روح پیدا فرمائی، اگر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی
وصیت فرماتے، میں اس کے لئے
ضرور جہاد کرتا، اگرچہ میری چادر کے
سوا کسی کو دلچسپی نہ پاتا، اور
میں البرقمانہ کے بیٹے کو منبر کے ایک
درجہ پر بھی نہ چڑھنے دیتا، لیکن
جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمارے دین کے لئے پسند
فرمایا، ہم اسے اپنی دنیا کے
لئے پسند کرتے ہیں۔

۲۔ ابن ابی شیبہؒ محمد بن سیرینؒ سے روایت کرتے ہیں کہ۔

علیؑ جہاد میں نہ لیا، نہ لڑا، نہ میرے پاس میں نے صلح پر سما کے لئے تقریب دانی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات ہو گئے، اور لوگوں نے مجھ کو بیعت کی، میں نے بھی بیعت کی، اور رضی ہوا، پھر میری وفات ہو گئی اور عمرہ طیبہ میں لے گئے، میں نے بھی بیعت کی، اور رضی ہوا، پھر عمرہ طیبہ میں لے گئے، اور وفات کو شریک کے بعد کر گیا، رضی کی بیعت ہوئی، میں نے بیعت کی، اور رضی ہوا۔
(کنز العمال ج ۱ ص ۱۸۷)

علیؑ موافق عمرہ طیبہ میں ہوا ابن سعدؒ

حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کے وقت بعض لوگ حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس بیعت کرنے کے لئے آئے، ابو عبیدہؓ نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا: میرے پاس آتے ہو اہل انکار تم میں ثلث ثلثہ موجود ہیں، یعنی حضرت ابو بکرؓ۔
۳۔ امام احمدؒ بھی ابن سیرینؒ کا اثر روایت کرتے ہیں، مگر اس میں ابو عبیدہؓ کا استدلال ابو بکرؓ کا امام نامہ مقرر ہونا مذکور ہے۔

۴۔ امام حاکم مستدرک میں ۱۰۴۰ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو سفیانؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے، اور کہا خلافت کے معاملہ میں کیسا حال ہوا کہ قریش کے کمزور گروہ میں چلی گئی، یعنی ابو بکرؓ کے پاس خلافت کی قسم اگر میں زندہ رہا تو تیرے لئے گھوڑوں اور فوج سے زمین پر کروں گا، یعنی وہ علیؓ سے کہہ رہا ہے، اگر تم دھوی خلافت کرو، میں تیرے لئے لشکر فراہم کروں گا، حضرت علیؓ نے جواب دیا: ابو سفیانؓ تم سلام اور مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کر رہے ہو تیری عداوت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، ہم نے ابو بکرؓ کو خلافت کا استحقاق پایا ہے۔
حضرت علیؓ کا ابو بکرؓ کو خلافت کا شیخینؓ کی مدح و تعریف کرنا عمرؓ کا مدح کرنا۔ | تواتر سے ثابت ہے۔

۵۔ امام احمدؒ عبدغیر سے روایت کرتے ہیں کہ علیؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:-

قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واستخلف	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابوبکر فعمل بعلمه وسادۃ بیته	فوت ہوئے، اور ابو بکر خلیفہ بنائے گئے، وہ آپ کے عمل اور اس کی سیرت کے مطابق عمل کرتے رہے، پھر عمرؓ خلیفہ بنائے گئے
حتی قبض اللہ علی ذلک ثم استخلف عمر فعمل بعلمه ما	

۱۔ المستدرک جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ معارف الصحابة فیہ ۱۱۲ استقبال لابن عبد البر علیہ السلام
صفحہ ۱۱۲ معارف الصحابة۔

وہ بھی دونوں کی سیرت و سنت کے مطابق عمل کرتا رہا، اور اس پر ان کو اللہ تعالیٰ نے قیص فرمایا۔

یہ روایت متعدد طرق سے ثابت ہے۔

۱۲۔ امام حاکم بن محمد الصاق سے وہ امام باقرؑ سے وہ عبد اللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں۔

قال علی ولینا ابو بکر
فکان خیر خلیفۃ اللہ
وادحمہ علینا و احنا
علینا۔
علیؑ نے کہا ابو بکر ہمارے والی ہونے
وہ اللہ کے اچھے خلیفہ تھے، اور ہم
پر رحم کرنے والے، اور شفقت
کرنے والے۔

۱۳۔ امام حاکم اور بخاری متعدد طرق سے حضرت ابن عباسؓ کا یہ مقولہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے زخمی ہونے کے بعد ان کے پاس گیا، میں نے کہا اے امیر المؤمنین آپ کے لئے بہشت کی خوشی و مسرت ہو، آپ اس وقت اسلام لائے، جب دوسرے کفر میں تھے، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کیا، جبکہ لوگ آپ کو ناخوش کر رہے تھے، اور رسالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، تو آپ پر راضی تھے، اور آپ کی خلافت میں دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا، اور بالآخر آپ شہادت کا مرتبہ پا گئے، (الحديث)

فیقر کی کوشش یہ ہے کہ اس کتاب میں روایات اہل سنت کم ہی درج کی

۱۴۔ کتاب فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ

۱۵۔ المستدرک جلد ۱ ص ۱۰۰ و فی کتاب عبد اللہ بن جعفر و ابن الزبیر الاستیعاب جلد ۱ ص ۱۰۰
اور الامارۃ فی معرفۃ الصحابہ ص ۱۰۰ و المستدرک جلد ۱ ص ۱۰۰ میں بھی یہ عقیدہ عبد اللہ بن جعفر کا ہے، متن
میں ملنے کی طوالت نہایت سہو ہے، جس سے بزرگوں کا یہ عقیدہ کہ ان کی خلفہ قریش میں املا

۱۶۔ المستدرک جلد ۱ ص ۱۰۰

جائیں کلام تشیع پر اصرار نہیں ہوتا، کیونکہ وہ اہل سنت کی احادیث قبول نہیں کرتے، چھونکہ اس بارے میں روایات متواترہ سانیہ سے ثابت ہیں، انہیں بھی ان سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے، الا یہ کہ وہ مکابرہ کریں۔

روافض اس قسم کی روایات کو تفسیر پر عمول کیا کرتے ہیں، تفسیر کا بطلان اور حضرت علیؑ کے بارہ میں عدم تفسیر کے قرآن پہلے بیان ہو چکے ہیں، انہیں وجہ کی بنا پر یہ احادیث درج ہوئیں، اب کتب روافض سے آثار نقل کئے جاتے ہیں۔

۴۷۔ منیٰ منجیہ لہذا میں حضرت علیؑ کا ایک مکتوب جو کہ انہوں نے حضرت معاویہؓ کو لکھا درج کرتا ہے۔

اما بعد فان بيعتي يا	اے معاویہ تجھ پر میری بیعت
معاوية تلزمتك وانت بالشام	لازم ہے، جبکہ تو شام میں ہے،
لانه بايعني القوم الذين	اس لئے کہ میرے ساتھ ان لوگوں
بايعوا ابا بكر وعمر وعثمان	نے بیعت کی ہے، جنہوں
علي ما بايعوهم فلم يكن	نے ابو بکر و عمر و عثمان کے ساتھ
للساهد ان يختاروكا للغائب	بیعت کی تھی، اور انہیں باتوں
ان يبدوا لنا الشورى للمهاجرين	پر جن پر ان سے بیعت کی، کسی
والانصار فان اجتمعوا على	حاضر کو اب اختیار نہ ہے اور کسی
رجل وسموه اما ما كان	غائب کو کہہ کر سکے۔ شوریٰ
للك رضى فان خرج منهم	مہاجرین اور انصار کے لئے ہے،
خارج بطعن او بدعة بدعة	اگر یہ کسی مرد پر جمع ہو جائیں
اے ما خرج منه فان	اور اس کو امام نامزد کریں، اس
ابي فقامت لوك على اتباعه	پر الشریٰ رہنا ہے، اگر کوئی

غیر سبیل المؤمنین وولاء ما تولى واصلاہ جہنم وساعت مصدرا۔
خروج کرتا ہے وطن کر کے تو اسے واپس لاؤ، اگر انکار کرے، تو اس سے طرہ کرایمان طرہوں کی راہ بچوڑے ہوئے ہے۔
بچہ البلاغۃ

۱۵۔ امیر المؤمنین نے فرمایا خدا کی قسم ہے فلاں نے کفار کے ساتھ جہاد کیا، اور مرتدوں کے ساتھ رڑائی کی، ان کو قتل کیا، یا مسلمان ہو گئے اس کی وجہ سے اسلام پھیلا جزیرہ وضع کیا، مساجد بنائیں، اس کی خلافت کے ایام میں قتلے نہ واقع ہوئے، انتہی۔ بچہ البلاغۃ۔ فلاں سے مراد یا ابو بکرؓ ہیں، اور یا عمر فاروقؓ۔

۱۶۔ جب حضرت ابو بکرؓ فوت ہوئے تو علیؓ گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے، اور فرمایا:۔

كنت والله يصوباً للمؤمنين وكنت كالجبل لا يهدركم العواصف ولا يزيله۔
خدا کی قسم تم ایمان والوں کے لئے یسوب کی مانند تھے، اور جہاڑ کی طرح جسے تیز ہوائیں نہ ہلا سکیں، اور نہ ہٹا سکیں۔

۱۷۔ حافظ ابو سعید بن السمان وغیرہ محمد بن عقیل بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں، کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ وفات پا گئے، اور کفنائے گئے، مدینہ روٹنے کی آواز سے حرکت میں آگیا، جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن ہوا، حضرت علیؓ روٹتے ہوئے آئے، اور کہا آج خلافت بنوۃ کا ایک دور ختم ہو گیا، علیؓ گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوئے، اور کہا:۔
رحمك الله ابايكمو كنت الف اے ابو بکرؓ خدا تجھ پر رحم

کے حضرت جلدی۔

کے۔ بچہ البلاغۃ کی عبارت اصل معنی ہے دیکھئے جلد ۵ ص ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ مستدرک زمزم ص ۱۸۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلموا لہ (وَذُكِرَ الْحَدِيثُ
 لِبَطْوَلِهِ فِي فُضَائِلِ أَبِي بَكْرٍ وَتَبِعِهِ)
 وَتَمَّتْ بِالْأَمْرِ الْمَرْقُوعُ بِه
 خَلِيفَةُ نَبِيِّ مَهْضَتِ حَالٍ وَهَمِ
 اصْحَابِكَ وَبَدَأَتْ حَبِيزُ اسْتِكَافَا
 وَتَوَيْتِ حَالٍ ضِعْفُوا وَلَزِمَتْ
 مِنْهَا جَمْعُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ اَذْكَنْتْ خَلِيفَتُهُ حَقًّا۔

۱۸۔ نیز مکتب خلیفہ میں ابو جعفر محمد الباقر سے مروی ہے کہ جب حضرت
 علیؑ نے حضرت عمرؓ کا جنازہ دیکھا تو فرمایا۔

واللہ ما اُحَدِّثُ مِنَ النَّاسِ
 اَحَبَّ اِلَیَّ اِنْ التَّقَى بِخَلِيفَتِهِ
 مِنْ هَذَا الْمَسْجِدِ۔

یہ اثر ابو حنیفہؒ نے کتاب الآثار میں محمد باقر سے مرسل روایت کیا ہے، اور
 امام حاکمؒ، محمد باقر سے وہ جابر بن عبد اللہ سے مستقل روایت کرتا ہے۔

۱۹۔ امام احمد بن حنبلؒ اور ابو حنیفہؒ سے روایت کرتا ہے، اور بخاری میں
 عباس سے کہ علیؑ نے حضرت عمرؓ کا جنازہ دیکھا تو کہا۔

مَا خَلَقْتُ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَیَّ
 اِنْ التَّقَى اللّٰهُ بِمِثْلِ عَمَلِهِ
 مِنْكَ وَالْیَوْمَ اِنَّكَ تَنْتَ

مجھے کوئی آدمی پسند نہیں کہ
 اس کے سے اعمال کے ساتھ رہ
 سے ملوں، تیرے سوا خدا کی قسم

۱۵۔ المستدرک ۲۵ ص ۷۷ کتاب مرقۃ الصحابہ۔

۱۶۔ صحیح البخاری ۵ ص ۱۹۵ باب فضل ابی بکر کتاب التائب۔

لا اذن ان يجعلك الله مع صاحبك حيث افي كنت كشيدها سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول ذهبت انا و ابو بكر وعمر دخلت انا و ابو بكر وعمر وخرجت انا و ابو بكر وعمر۔

میں یقین کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے قریے ساتھیوں کے ساتھ کرے گا، اگر میں عام طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا تھا، آپ فرماتے میں گیا، اور ابو بکر و عمر میں داخل ہوں اور ابو بکر و عمر میں نکلا، اور ابو بکر و عمر۔

۱۰۔ اور ابو بکر کی کشت النمرہ فی معرفۃ الامۃ میں وہ روایات لاتا ہے، جنہیں اہل سنت و اہل شیعہ دونوں قبول کرتے ہیں یہ کہہ۔

انہ سئل الامام ابو جعفر محمد عن حلیۃ السیف هل یجوز قال نعم قد حل ابو بکر الصديق سيفه بالفضلة قال الراوى انقول هكذا فوثب الامام عن مكانه فقال نعم الصديق فمن لم یقل له الصديق فلا جد قد الله تعالى في الدنيا والاخرة۔

امام ابو جعفر محمد سے حلیۃ السیف کے بارے میں پوچھا گیا، انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ابو بکر صدیق نے ایسا کیا تھا، راوی نے کہا آپ اسے صدیق کہتے ہیں۔ امام اپنی جگہ سے کود پڑے، اور فرمایا، ہاں وہ صدیق ہے، جو اسے صدیق نہ کہے، انہوں اس کی بات دنیا و آخرت میں پہنچ نہ کرے۔

۴۔ خلافت بلا فصل حضرت علیؑ پر شیعہ کے دلائل قرآن پاک سے

روافض اپنے مدعا پر خلفاء ثلاثہ اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطاعن

۳۳۳

سے استدلال کرتے ہیں کہ خلفاء ثلاثہ اور دیگر اصحاب اس قابل ہی نہیں تھے، کہ ان کا اجماع حجت ہو، تا، مطاعن کا تفصیلی جواب مقالہ رابعہ میں آجائے گا، انشاء اللہ، نیز چند آیات سے بھی ان کے مفہوم توڑ مڑ کر استدلال کرتے ہیں، کچھ اولہ عقیدہ جنہیں خرافات کا نام دیا جانے تو بہتر ہے بھی پیش کرتے ہیں، کچھ روایات بھی ہیں، جو ان کے مدعا پر دلالت نہیں کرتیں، اور کئی ایک موضوع روایات ہیں۔ اس بارہ میں سات آیات سے استدلال کیا کرتے ہیں۔

شبیخ کی پہلی دلیل | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

انہا ولیکھ اللہ ورسولہ	تمہارے لئے اللہ ہے، اور اس کا
والذین آمنوا یقیمون	رسول اور جو لوگ ایمان لائے
الصلوۃ ویتقون الزکوۃ	نماز قائم کرتے ہیں، ازکوۃ ادا کرتے
وہم یراکھون (المائدہ ۵۵)	اور وہ دیکھ کر رہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہ آیت، باجماع مفسرین حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جبکہ انہوں نے رکوع میں اپنی انگشتری ایک سائل کو صدقہ کر دی تھی، دینی تصرف کے معنی میں ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کے لئے ولایت ثابت کی، جس طرح کراپنے اور اپنے رسول کے لئے ثابت کی۔ واضح ہے کہ خدا کی ولایت عام ہے، اس طرح علیؑ کی ولایت بھی عام ہوگی، لہذا وہی امام ہیں، کوئی اور نہیں۔ کیونکہ کلمہ انما کا تقاضا یہی ہے، جو کہ صریحاً ولایت کرتا ہے۔

جواب | یہ استدلال پچند وجوہ باطل ہے۔

اولاً۔ اہل تفسیر کا اس پر اجماع کا دعویٰ باطل ہے، نقاش ابو جعفر محمد باقرؑ سے روایت کرتا ہے کہ یہ آیت صحابہ مہاجرینؓ اور انصارؓ کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

ظاہر بھی یہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اور صحیح کی ضابطہ سے واضح ہو رہا ہے،
حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں نازل
ہوئی ہے، ثعلبی کہتا ہے، کہ حضرت علیؓ کے بارے میں آری ہے، ثعلبی
صاحب لیل ہے، بلا تحقیق روایات درج کرتا ہے، صحیح ہوں یا ضعیف
قاضی غسّ الدین حاکمان فرماتا ہے، کہ ثعلبی عبداللہ بن سبا کے اصحاب
سے تھا اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت علیؓ واپس دنیا میں آئیں گے، کبھی
اس کے ساتھ محمد بن مروان سدی صغیر کی روایت ضمیمہ کی جاتی ہے، وہ
بھی ایک جھوٹا اور کذاب رumatic رافضی تھا۔

صاحب لہاب روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت عبادة بن الصامت کے
بارے میں نازل ہوئی، جب کہ انہوں نے اپنے حلیوں اور ابن ابی ایسے
مناقضین سے ہزاروں کی سختی، سیاق آیت کا تقاضا یہی ہے، اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے:-

يا ايها الذين آمنوا لا تتخذوا
اليهود والنصارى اولياء۔ اور نصاریٰ کو سہمائی
(المائدة ۵۱) نہ بناؤ۔

اہل سنت محدثین میں ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ آیت عبداللہ
بن مسعود کے بارے میں نازل ہوئی، جبکہ انہوں نے فرمایا تھا، یا رسول اللہ
ہماری قوم نے ہمیں چھوڑ دیا ہے، ہر صورت سبب نزول کی تفصیلات
سے آیت کے علوم میں تخصیص نہیں ہوا کرتی ہے۔

ثانیاً۔ لفظ دینی کے کئی معنی ہیں، عجب صدیق، الشعیب۔ الاولی
بالتصرف الجار۔ ابن العم۔ المستحق۔ بغیر قرینہ کوئی ایک معنی مراد نہیں
لیا جاسکتا۔ اس مقام پر سیاق آیت قرینہ ہے کہ دینی کا معنی عجب یا
دوست یا مددگار کے ہیں، امام یا اولیٰ بالتصرف کا معنی نہیں ہو سکتا۔

صیغہ جمع بھی اس کا قرینہ ہے،
ثالثاً: حضرت علیؑ کا نماز میں انگشتی صدقہ کرنے کو اس بات کا قرینہ
بنایا جاتا ہے، کہ آیت میں وہی مراد ہیں، حالانکہ یہ قصہ اہل حدیث کے
ہاں ثابت ہی نہیں۔

اگر واقعہ کو سچا تسلیم کر بھی لیا جائے، وہ ایک نفلی خیرات تھی اس لئے زکوٰۃ
نہیں کہا جاسکتا۔ وہم را کون کا واو حال کے لئے نہیں، بلکہ مطلق عطف
کے لئے ہے، معنی یہ ہوگا کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور وہ نماز میں رکوع
کرتے ہیں۔ ایمان دار اہل کتاب کی مانند نہیں کہ وہ بے رکوع نماز ادا کرتے
ہیں، اگر واو حال کے لئے تسلیم کر لیا جائے تو را کون کا معنی تھانوں ہے رکوع
کا اصل معنی معنی خضوع کا ہے، جیسا کہ اہل لغت نے بیان کیا ہے۔

والجاء۔ نحاۃ کو نہ کے نزدیک کلاماً حصر کے لئے نہیں ہے، بلکہ وہ اسے
ان اور ا کا تہ سے مرکب کہتے ہیں، اس لئے آیت سے استدلال کرنا درست
نہیں ہے، بالفرض تسلیم کر لیا جائے، تو بھی حضرت علیؑ کو آیت میں دلی معنی
امام و خلیفہ قرار دینا غلط ہے، کیونکہ وہی وہ ہوگا جو اپنے معنی میں بالمثل
متصف ہو، اور علیؑ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صفت امامت
و خلافت سے متصف ہونے والے تھے، انکیف التطبيق۔

شیعہ کی دوسری دلیل | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اعا یزید اللہ لید ھب	اللہ ارادہ کرتا ہے کہ اے
عنکم الرجس اھل البیت	اہل بیت تم سے رجس دور کر
و یطہرکم تطہیرا (الاحزاب ۳۳)	دوسے، اور تمہیں پاک کر دے

رافضی اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ علماء و تفسیر

اس میں کرام ابن تیمیہ نے غلط فہمی کو رد کیا، امام غزالی نے روایت جوڑی ہے، اور اس کے کلاب جوڑنے
کی متعدد وجوہ بیان کی ہیں، تفصیل کیلئے (منہاج السنہ جلد ۱ صفحہ ۱۷۱)

کا بارح کے کہ آیت میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی اور اس آیت کی مصدقہ تلاوت کرتی ہے
یہ مصدقہ ہی، دوسرے علماء معصوم نہیں تھے اور تلاوت میں مصدقہ شرط ہے لہذا یہ نام ہے۔

جواب یہ استدلال بھی پروردگار جل جلالہ سے

اولاً جو بارح مفسرین باطل ہے بلکہ مفسرین اس کتب کے دلایل مختلف کرتے ہیں انہوں نے تمام حدیث میں جو اس
سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ وہی حدیث کہ جس میں مذکور ہے کہ اس طرح ہذا حدیث مذکور ہے
صحیحیت کے چار روایات ہیں اس کا مستحق ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

یا نساء النبی لستن کاحد	اے نبی کی بیویو! تم عام
من النساء ان اقلیتن (لا ترم)	عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم
واقمن الصلوۃ وائتین الزکوۃ	تقویٰ کرو۔ (الی قولہ تعالیٰ) اور
ما طعن اللہ وما سولہ انما	نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ دیتی رہو،
یہیدا اللہ لیدھب عنکم	اور اللہ کی اطاعت کرتی رہو، اللہ
الرجس اهل البیت و	اور وہ کرتا ہے، اگر تم سے رجس
یظہر کہ قطعیہ وار فاذا کون	ختم کر دے، اے اہل بیت اور
ما یثقی فی بیوتکم من	تمہیں پاک بنا دے، اور یا و
آیات اللہ والحکمۃ	کرتی رہو، جو تمہارے گھروں
والاحزاب ۳۲-۳۳	میں اللہ کی آیات اور حکمت

(۳۲) بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت چار اشخاص کے بارے میں نازل
ہوئی، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ۔ ان کا استدلال اس حدیث سے ہے
جو کہ امام مسلم نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی
چار دریں کیا، اور یہ آیت پڑھی، نیز مسند احمد میں ما علیہ بن اسحاق سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت

لہجہ مدینہ ۲ ص ۲۰۳ باب فضائل النبی و آلہ

کے نیچے لیا، ایک اور روایت میں ہے، کہ کی ہرود صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ دوسری دھڑن اور رشتہ دار اور بیویوں کو بھی چادر میں داخل کیا تھا، اور بہت حد تک یہ بھی روایت کرتے ہیں، کہ حضرت عباسؓ اور ان کے فرزند ان فضل عبداللہ عبداللہ۔ قثم۔ سید۔ اور عبدالرحمن کو بھی سیاہ غنظلہ بصرخی چادر میں لیا اور فرمایا۔

اللہم ھؤلاء اھل بیتی
وعلیہم السلام
اور میری اولاد ہیں، ان کو آگ
کستری بھڑکا نہ شعلہ۔
سے پردہ میں رکھ جس طرح میں نے
چادر میں انہیں ڈھانپ لیا ہوا ہے۔

درود یار میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی کہ اس پر آمین نہ کہا، یہ حدیث ابن ابیہ اور ترمذی نے روایت کی ہے۔

ثانیاً۔ اس نے کہ یہ آیت عصمت پر دلالت نہیں کرتی، کیونکہ اس میں جس سے پاک کرنے کا عہد کیا۔ جس سے مراد شیطانی وساوس میں تطہیر سے مراد خدا تعالیٰ کا ان کی گنہگار شست کرنا ہے، اسی طرح اولیاء اللہ کے حق میں بھی درود ہے، حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فانصروا صبیحاً طیباً
فانصروا بوجہ ہکھروا یدیکم
ما یدید اللہ لیمجعل
علیکم من جبرجہ ولکن یرین
لیطہرکم ولیم نعمتہ ولعلکم
تتشکرون (المائدہ ۶)

پاک مٹی کا قصد
کرو، اور چہرے اور ہاتھوں
کا مسح کرو، اللہ تعالیٰ تم پر حرج
نہیں کرنا چاہتا، لیکن تاکہ پاک
کرے، اور اپنی نعمت پہنچا سکے اور
تم شکر کرو۔

اس میں بھی تطہیر سے مراد غنا طہین کا معصوم بنانا نہیں ہے، کمالاً بچھنی۔
ثالثاً اس لئے کہ امام کے لئے معصوم ہونا ضروری نہیں ہے معصوم کے

لے یہ حدیث سنیں، میں میں نہیں ہے، لیکن ہے ان کا کسی اور کتاب میں ہے۔

ہوتے ہوئے بھی ایک غیر معصوم امام بن سکتا ہے، جیسا کہ شمولی علیہ السلام
(معصوم) اور داؤد علیہ السلام کی موجودگی میں طاووس کو حکومت دی۔
شیعہ کی تیسری دلیل (۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا
اَلَا الْمُدَّةُ فِي الْقُرْبَىٰ .
(الشوریٰ ۲۳)

شیعہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے دریافت کیا گیا، وہ کون قرابت دار ہیں، جن کی محبت واجب ہے،
فرمایا علیؑ فاطمہ اور ان کے پسران جبکہ محبت غیر علی واجب نہیں ہے، وجوب
محبت، وجوب طاعت کو مستلزم ہے، لہذا علیؑ کی طاعت واجب اس
بنام پر وہی امام ہیں۔

جواب اس آیت سے استدلال بھی کئی وجوہ سے باطل ہے۔
اولاً۔ اس لئے کہ اس آیت کی مراد میں مختلف روایات آئی ہیں، احمد طبرانی
نے اسی طرح روایت کیا ہے، مگر یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ یہ سورت
مکی ہے، اور مکہ میں حسنین موجود ہی نہ تھے۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں پیدا
ہوئے، اس حدیث کے رواۃ میں ایک غالی شیعہ ہے۔ صحیح بخاری ملکی
حدیث اسی بارہ میں واضح ترین ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ قرنی سے وہ لوگ ملاد ہیں جن سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی برشتہ داری ہے۔ اگر ائمہ تفسیر نے ابن عباس سے اس آیت
کے یہ معنی نقل کئے ہیں کہ میں رسالت پر تم سے اجرت نہیں مانگتا، ہاں ایک

صحیح بخاری کی حدیث کا ترجمہ یہ ہے، ابن عباس سے یہ صحیح ہے کہ لا المودة فی القرنی کا معنی یہ
ہے، مدینہ ہجرت کا جواب دیا اس سے قرنی ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ابن عباس نے فرمایا قرنی
قریش کے سب ہی خاندان کی آپ سے قرابت ہے، صحیح مسلم روایت یہ ہے کہ میں سے خود نہیں مانگا
دعا پڑھ کر کہہ دے، حدیث میں جو روایت ہے تمہارا نہیں کہہ دے، صحیح بخاری کا ترجمہ یہ ہے۔

محبت جو تم غم سے قرابت کی وجہ سے رکھتے ہو، مہدی کبیر، حیدر رحمان اور عسکین کی ایک جہالت اس معنی کا یقین کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں قریش کے جمیع قبائل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری تھی، قریب یا بعید۔

ثانیاً۔ وجہ محبت ان چاروں کے ساتھ مخصوص نہ ہے، ابن بابویہ (شیخ مصنف) "اعتقادات" میں ذکر کرتا ہے، کہ امامیہ کے نزدیک محبت علویان واجب ہے، اہل سنت کہتے ہیں کہ اہل نبی اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنا بھی واجب ہے، غیر علی کی محبت کے وجہ کی نفی غلط ہے، صحیح حدیث میں وارد ہے۔

حب الی بکر و عبد ایہان
ابو بکر و عمر کی محبت ایمان ہے
و بغضہما کفر۔
اور ان کا بغض کفر ہے۔

شیعہ کی چوتھی دلیل انہن حاجک
فیہ من بعد ما جاءک من
العلم فقل تعالوا نمدح
ایہا ونا وایہا وکم ونبأ ونا
و نساء کم و انفسنا و انفسکم

ذال عمران (۶۱)
تقریباً استدلال یوں کرتے کہ مفسرین کا اجماع ہے کہ ابتداء سے مراد مبینہ
میں، اور ثانیاً سے مراد غافلہ اور انفسنا سے علیؑ اس لئے کہ انہی چہار کس
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ نبی خجراں میں اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔

لے کتاب فضائل نبی کریم ﷺ عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب الی بکر
و عمر ایمان و بغضہما کفر۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بی بی و ایک بی بی کا طرفہ
ذکر علیؑ و علیؑ کے ساتھ مباہلہ السنۃ ابن تیمیہ ۲ مسئلہ ۲۴۲ ص ۲۴۲ میں اس حدیث سے
غیر استدلال کی تفصیل فرماتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو نفس محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے، اور اس سے مراد ان کے ساتھ برابری ہے اور مساوی ہی اولیٰ بالتصرف ہوتا ہے لہذا وہی امام ہیں۔

جواب یہ استدلال کئی طریق سے باطل ہے۔

پہلا طریق یہ ہے، انفسا سے مراد علیؑ نہ ہو اس پر دعویٰ اجماع مجوٹ اور لاف ہے، بلکہ اس سے مراد خود ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، کلام عرب میں ایک مشہور محاورہ ہے، دعوت نفسی بکذا۔ یا امرت بنفسی بکذا۔ میں نے خود یہ حکم دیا، یہ بھی ہوتا ہے کہ انفس میں وہ لوگ مراد ہوتے ہیں، جو نسب احمد دین میں باہمی اتصال رکھتے ہوں، جیسا کہ آیات ذیل میں ہے۔

(۱) لا تخرجون انفسکم من ديارکم (البقرہ ۸۴) (۲) لا تقتلون انفسکم (البقرہ ۸۵) (۳) ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خيرا (النور ۱۲) (۴) ولا تملکوا انفسکم (الحجرات ۱۱)

دوسرا طریق یہ ہے کہ انفس سے مراد اگر بالفرض علیؑ ہی ہیں تو مساوات ضروری نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیات میں۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ علیؑ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکمل مساوات جمع صفات میں اتفاق باطل ہے، کسی ایک صفت میں مساوات کا کوئی قائل نہ نہیں کہ اس سے اولیٰ بالتصرف ہونا ثابت نہیں ہوگا۔

چوتھا طریق یہ ہے، اگر اس آیت سے شیعہ کا دعویٰ ثابت ہو جائے، تو علیؑ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں امام ہونا لازم آتا ہے، مگر امام کے ہر ایک غلط احمد باطل ہے،

شیعہ کی پانچویں دلیل اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اغانفت منذ وکل قوم
ہم قوم کلمہ نما ہے۔

ثعلبی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا:-

انا المنذر و علی الہدایہ میں ٹھکانے والا اور علی راہنما ہے۔
جواب یہ روایت منعیث ہے، ثعلبی اور اس کی مرویات کی حقیقت پہلے بیان ہو چکی ہے، لہذا اس آیت سے استدلال باطل ہے۔ اگر اس آیت کا یہ مفہوم انما انت منذر و علی ہدایہ تسلیم کیا جائے تو اس میں تقسیم کا مفہوم سمجھا جاتا ہے یعنی تم صرف ڈرانے والے ہو اور علی راہنما ہے۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہونے کی نفی لازم آتی ہے اور اس آیت کا انکار بنتا ہے۔ جو کہ صریحاً باطل اور لغو ہے۔
وانک انتہی الی صراط مستقیم۔
آپ سیدھے راہ کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

شیعہ کی چٹھی بیلبل اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وقطوہوا انہم مسئلون۔
ان کو ٹھہراؤ ان سے پوچھا جائے گا۔ (الاصافات ۲۳)

مسند الغفر و بخش میں اور تفسیر واحدی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

انکرم مسئلون عن ولایت تم سے علی کی ولایت کے بارہ

بارہ ان کی تحقیر فرمائی تھی لہذا اس کا فائدہ واموری یا تحقیقی موضوع روایات حدیث کرتے ہیں یہ مطلب لی ہے امام ابن کثیر نے بھی بیان کیا کہ موضوع روایت کوئی ایسا ہے جس پر ثعلبی نے تصریح نہیں کی ہے لیکن منہاج السنۃ جلد ۱ ص ۱۸۱ میں فرماتے ہیں بصورت بحث ہے کہ اس کے معنی نیز لایہ کو قبول کرنا نہیں جدرکہ مسئلہ۔

۱۸۱ امام ابن کثیر فرماتے ہیں یہ روایت باطنی غرضیں موضوع ہے، اس کی تکذیب اور تردید کرنا لازم ہے، و منہاج السنۃ جلد ۱ ص ۱۸۱

۱۸۱ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ کتاب الغفر میں موضوع روایات ہیں اس کا معنی ظہور میں نہیں بلکہ غریبی ہے، اگرچہ رواۃ حدیث سے ہے۔ مگر اس نے امام ابن کثیر اور ضعیف اور موضوع کا امتیاز کئے بغیر حدیث کردی ہیں، اسی لحاظ سے اس کتاب میں اکثر روایات موضوع ہیں و منہاج السنۃ ص ۱۸۱ جلد ۱ واحدی میں مطالب لیں گے کہ امر۔

نیز یہ روایت امامت علیؑ پر دلالت بھی نہیں کرتی، اس طرح تو اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کے حق میں بھی فرمایا ہے۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ
مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ
سَبَّحَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
وَالرَّسُوْلُ (۱)

مستدلات شیعہ از احادیث

کتاب السنن میں مروی احادیث جن سے امامیہ استدلال کرتے ہیں بدو ہیں
احادیث سے شیعہ کی پہلی دلیل ابریدہ بن خسیف اور چند ایک دیگر صحابہ پر
روایت کرتے ہیں کہ مکہ مدینہ کے درمیان تالاب خیم کے پاس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، اور کہا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ مُولِي
وَأَنَا مُولِي الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَا
أَوَّلُ بَيْتِهِم مِّنْ أَنْفُسِهِمْ
فَمَنْ كُنْتَ مَوَلَا فِهَذَا
مَوَلَا اللَّهُمَّ وَالْأَوَّلُ
وَالْآخِرُ وَالْأَوَّلُ وَالْآخِرُ
يَعْنِي عَلِيًّا -

اے لوگو! اللہ میرا مولیٰ ہے اور
میں مطمئن کا مولیٰ اور میں ایمان داروں
کے اپنے نفس سے بھی ان کے لئے
اولی ہوں، میں جس کا مولیٰ ہوں یہ
اس کا مولیٰ ہے، جو اس سے
دوستی کرے اس کو دوست رکھ
اور جو اس سے دشمنی کرے اس
سے دشمنی کر۔

یہ حدیث صحیح ہے، بلکہ درجہ قوت تک پہنچی ہے، تیس صحابہ رسول صلی اللہ
علیہ وسلم اسے روایت کرتے ہیں، ان میں چند ایک کے اسماء گرامی یہ ہیں، علی
بن ابی طالب، البراء بن مالک، زید بن ارقم، براء بن عازب، عمرو بن مرة، ابو ہریرہ،
عبد اللہ بن حبیب، ان احادیث کے محکم جلد ص ۱۱۱ میں ہے نیز زید بن ارقم کے نفس روایت بھی۔

ابن عباس۔ عمارہ بن بريدة۔ سعد بن ابی وقاص۔ ابن عمر انس۔ جریر بن مالک
مالک بن حویرث۔ ابوسعید الخدری۔ طلحة۔ البراء الطقیل۔ حذیفہ بن اسید وغیرہ وغیرہ۔
محدثین ہونے اس حدیث کو صحاح۔ سنن اور مسانید میں روایت فرمایا ہے
بعض روایات میں یہ لفظ ہیں۔

من كنت أولى به
من نفسه فعلی ولیہ
اللہم وال من والاه
وعاد من عاداه -

میں میں کے اپنے نفس سے بھی
اولی ہوں، علی اس کا ولی ہے، اے
اللہ جو اس سے دوستی کرے، اسے
دوست بنانا، اور جو دشمنی کرے، اسے
دشمن بنانا۔

روانض اس حدیث کو استخلاص علی پر نفس علی قرار دیتے ہیں، وہ مولی
بمعنی اولی ہا تصرف کہتے ہیں، فہو الامام۔
مذکورہ بالا الفاظ متواترہ پر را فضی ان الفاظ کی زیادتی کرتے ہیں۔
وہ تمہارا ولی ہے، اور میرے
وہو الخلیفۃ من بعدی
وہو ولیکم بعدی۔

حالا کھریہ الفاظ اس روایت میں منکر اور موضوع ہیں، اور را فضی تغیرات کا ایک نمونہ
جواب اس حدیث سے امامت پر استدلال بوجہ باطل ہے۔
اولاً۔ اس لئے کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ کسی جگہ نہیں آتا کہ کوئی عالم عربیہ اس کا
قائل نہیں کہ متعلک یا متعلک کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
ثانیاً۔ مولیٰ بمعنی اولیٰ بالفرض تسلیم کر لیا جائے، تو اولیٰ بالمحبۃ والتعظیم
والقرب کے معنی میں ہی ہو سکتا ہے، نہ اولیٰ بالتصرف کے معنی میں۔
جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

ان اولی الناس بابراہیم
للمذین اتبعوه وهذا النبی

تحقیق ابراہیم کے ساتھ زیادہ
تعلق ان لوگوں کا ہے، جو اس کی

والذین آمنوا بالله ولی .. اتباع کرتے ہیں اور اس نبی کا اور
المؤمنین۔ ایمان والوں کا اور اللہ مومنین
(ال عمران ۶۸) کا دوست ہے۔

لفظ مولیٰ معانی ذیل میں مشترک ہے، مستحق، مستحق، دوست، مالک
قریب، ہمسایہ، مددگار، منعم، منعم علیہ، رب، محبوب، محبوب، تابع، ظہیر۔
حدیث مذکورہ میں مولیٰ سے مراد محبوب ہے، حدیث کے آخری دعائیہ
الفاظ اس پر قرینہ ہیں، حدیث میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں جو اس بات کا قرینہ
بن سکے کہ مولیٰ سے مراد امام ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں جس
کا مولیٰ ہوں اس سے بعد والی بات کو سامعین کے ذہن میں بچھتے کرنے کی غرض
سے ہے۔ اگر آپ اس موقع پر امامت علی ہی کا اعلان فرما رہے ہوتے، تو اس سے
صریح اور واضح تر لفظ میں امامت کا اعلان کر سکتے تھے، امام ابو نعیم امدادی
فرماتے ہیں۔

عن الحسن المثنی بن	حسن مثنی بن حسن مجتبیٰ سے
الحسن المجتبی انہ لما	کسی نے کہا میں کنت مولیٰ امامت
قیل له ان من کنت مولیٰ	علی میں نص ہے، تو فرمایا اگر
نص فی امامۃ علی قال	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس
اما والله لو یعنی النبی علی	سے امامت اور حکومت مراد
الله علیہ وسلم بذلک	لیتے تو اس سے صریح اور
الامامۃ والسلطان لافصح	واضح تر لفظ بول سکتے تھے۔
لهما فانہ صلی اللہ علیہ	کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلمہ کان افصح الناس	سب مسلمانوں میں سے
للمسلمین۔	زیادہ افصح تھے۔

حضرت بلوین عازب روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو غزوہ بدرک میں مدینہ میں چھوڑا علیؑ نے کہا کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں، تو آپ نے فرمایا۔

اما توضی ان تکون
منی بمنزلہ ہارون من
موسی الا انہ لا بنی بعدی۔
کیا تم راضی نہیں کہ تمہارا مقام
وہی ہو جو ہارون علیہ السلام
کو موسیٰ سے تھا۔

اس حدیث سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ لفظ "منزلہ" عام جنس ہے، اور علم کی طرف مضاف ہے، لہذا اس میں جمیع مراتب اکائیں گے، استثناء کی وجہ سے وجہ نبوت مستثنیٰ ہوگا، باقی تمام مراتب و مدارج میں شامل لازمی ہوگا۔ حضرت ہارون، حضرت موسیٰ کے تخلیق اور منقرض المادہ تھے۔

جواب اس حدیث سے استدلال اس لئے باطل ہے کہ جمیع مراتب میں مشارکت پر کوئی لفظ دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ سیاق قصہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مدۃ غیبت میں استیخاف مراد ہے آپ کے مدینہ سے غائب رہنے کے ایام میں حضرت علیؑ کے مدینہ میں موجود رہنے کا یہ مطلب کہاں نکلتا ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہ تخلیق ہیں اس حدیث میں اضافت برائے عہدِ خلافت ہے۔ اور الامام یعنی غیر برائے دفع توہم نیز حضرت ہارون تو حضرت موسیٰ کی زندگی میں وفات پا گئے تھے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد کے لئے حضرت علیؑ کو خلیفہ نہیں بنادے بلکہ مدت غیبت کے لئے جانشین بنادے ہیں جیسا کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی مدت غیبت کے لئے جبکہ وہ طویل پر تشریف لے گئے تھے ان کے جانشین تھے۔

بعض علماء کہتے ہیں اس فقرہ سے معلوم ہوا علیؑ نے بھی اس سے انزاع و نزاع کی وجہ سے جہاں کی نایاب مادی تھی وہاں سے تمام مملکت کے مملکتوں میں ہے، مگر وہ تھوڑے کے مقررہ ہیں ام مکتوم کہ امت کے لئے مقررہ زمانہ تھا۔ ۱۲۔
لے دیکھئے شرح الخواری علی الصحیح مسلم ص ۵۵۲۔

امادیت سے شیعہ کی تیسری دلیل

عن سیدنا حماد بن عمار عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال
علی منی وانا من علی وهو
ولی کل مؤمن من
بریدۃ فرماتے ہیں، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علیؑ
میرے سے ہے، اور میں علی سے
وہ میرے بعد ہر مومن کا دوست
ہے۔

جواب اس روایت کی سند میں اصل شیعہ راوی ہے، جو کہ شتم ہے، اس کی
روایت قابل احتجاج نہیں ہے، جیسا کہ ملا نصر اللہ نے کہا ہے۔

ہاں اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے حضرت عمران بن حصین سے بسند صحیح
روایت کیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ ولی مسانی کثیر ویں مشترک ہے، جیسا کہ
اور بیان ہوا، لہذا اس سے استدلال باطل ہے

کتب امادیت سے شیعہ
کی چوتھی دلیل

انٹن بن مالک فرماتے ہیں،
جبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
ایک پرندہ لایا گیا، جو کہ آپ کے لئے
بھونگیا، آپ نے فرمایا اے اللہ
میرے پاس وہ آدمی لا، جو مجھے سب
سے زیادہ محبوب ہے، میرے ساتھ
کھائے، پھر علیؑ آئے۔ (ترمذی)

بن مالک رحمہ اللہ کاں عندا
النہی صلی اللہ علیہ وسلم
طائر قد طبعہ لہ فقال للہم
أتنی یا حب الناس الی یا کل
معنی تجار علی سواہ القوم الخ۔

جواب شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی تلمیذ ہیں، مکتھے ہیں کافی مدت

مذہب کے مکرمہ، مکتبہ میں روایت کی حدیث میں ہے، اس میں سند صحیحہ ہے، اور یہ حدیث صحیحہ ہے۔
لہذا وہ فضائل میں ہے، مکتبہ امام ترمذی فرماتے ہیں، حدیث غریبہ، مکتبہ شمس الدین ذہبی کا من بدلہ اور
حدیث غریبہ ہے، مکتبہ میں سند صحیحہ ہے، روایت ہے۔
مکتبہ تلمیذ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، مکتبہ میں روایت کی حدیث میں ہے، مکتبہ شمس الدین ذہبی کا من بدلہ اور

ہے میں جانتا تھا کہ امام اکرم نے مستحکم میں حدیث طبرستان کی ہے، جب اس کتاب کی میں نے تعلیقات لکھیں تو مجھے پتہ چلا کہ محدثین نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے، اسی طرح شمس الدین جردی نے بھی اس حدیث کے موضوع اور بنیادی ہونے کی تصریح کی ہے، نیز یہ روایت امامت پر دلالت بھی نہیں کرتی۔ کلام بخفی۔

اس طرح کے الفاظ حضرت عباسؓ کے حق میں بھی وارد ہوئے ہیں، ابن مساکر بروایت سبکی و میر سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتا ہے۔

قدا مت من الشام	میں شام سے آیا اور رسول اللہ
واهدیت الی النبی	صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خشک میرے
صلی اللہ علیہ وسلم	پستہ باوم اور کھجور پیش کئے تو آپ
فاکھتہ یا بسة من شقی	نے فرمایا اے اللہ میرے پاس میرے
ولونہ وکفک فقال اللہم	اہل میں سے میرا محبوب ترین شخص
أتخی باحب اہلی الیک	لاہو میرے ساتھ کھائے، چنا پنہ
یا کل معی فطلع العباس	عباسؓ آگئے، آپ نے فرمایا بچا بھی
فقال اذن یا عمر فجلس	تشریف لائے، چنا پنہ وہ بیٹھ گئے
فاکلی۔	اور کھایا۔

اس روایت کی سند بھی کمزور ہے۔

شیخہ کی پانچویں حدیثی دلیل

جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم	جابرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
علیہ وسلم قال اننا	بیان کرتا ہے، آپ سے فرمایا میں
عدینة العاصم وعلی بابہا	علم کا شہر ہوں، اور علی اس کا دروازہ
سماواہ البناس والطہوانی	ہے، دربار طبرانی، اس حدیث
عن جابر وعلی شواہد من حدیث	کے خواہر بھی ہیں، ہذا روایات ابن

ابن عمرو بن عباس، علی و اخیہ -

اس حدیث کی مستند سیاحتی | د

صحیحہ الحاکم۔ و ذکر ۱۵ مبن

الجوزی فی الموضوعات وقال بھی

بن معین لا اصل له وقال البخاری

والترمذی انه منکر و لیس

له وجه صحیح وقال النووی و

الجزیری انه موضوع قال المحافظ

ابن حجر العساکر خلاص

قول الترمذی یعنی من قال انه

موضوع ومن قال انه صحیح، فالحدیث

حسن لا صحیح ولا موضوع۔

فقیر کہتا ہے کہ اس کی سند کے اعتبار سے حافظ ابن حجر و کا قول درست ہے

مگر شواہد کثیرہ سے یہ حدیث صحت کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔

جواب | اس حدیث سے استدلال کا یہ ہے کہ یہ حدیث شیخہ کے مدعی امامت پر

طہ امام زین العابدین علیہ السلام کی بات پر توجہ ہے اس کی باتیں کو صحیح قرار دے رہا ہے۔ اس کی

سنن میں حدیثیں ہیں جن کا بیان ابن حجر نے کیا ہے۔ وہ صحیحہ الحاکم سے منقول ہیں۔

حدیث کو بھی امام زین نے موضوع قرار دیا ہے۔

لے کثرت قوی ہے نہ حدیث صحت کے درجہ کو پہنچتی ہے۔

امام زین علیہ السلام کی حدیثیں ہیں جن کا بیان ابن حجر نے کیا ہے۔ وہ صحیحہ الحاکم سے منقول ہیں۔

حدیث کو بھی امام زین نے موضوع قرار دیا ہے۔

طہ امام زین علیہ السلام کی حدیثیں ہیں جن کا بیان ابن حجر نے کیا ہے۔ وہ صحیحہ الحاکم سے منقول ہیں۔

حدیث کو بھی امام زین نے موضوع قرار دیا ہے۔

امامت پر استدلال اور بھی عجیب تر ہے۔ گواہ بخاری۔

ابن عمرو بن عباس، علی و اخیہ -

اس کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔

ابن الجوزی نے موضوعات میں درج۔

کیا ہے، یعنی بن معین کہتا ہے اس

کا کوئی اصل نہیں۔ بخاری اور

ترمذی فرماتے ہیں، منکر ہے اس

کی کوئی سند صحیح نہیں، نووی اور

جزیری فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، دونوں

قول خلاف واقع ہے، نہ یہ موضوع

ہے، اور نہ صحیح۔ حدیث حسن ہے،

یہ موضوع اور نہ صحیح۔

فقیر کہتا ہے کہ اس کی سند کے اعتبار سے حافظ ابن حجر و کا قول درست ہے

مگر شواہد کثیرہ سے یہ حدیث صحت کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔

جواب | اس حدیث سے استدلال کا یہ ہے کہ یہ حدیث شیخہ کے مدعی امامت پر

طہ امام زین العابدین علیہ السلام کی بات پر توجہ ہے اس کی باتیں کو صحیح قرار دے رہا ہے۔ اس کی

سنن میں حدیثیں ہیں جن کا بیان ابن حجر نے کیا ہے۔ وہ صحیحہ الحاکم سے منقول ہیں۔

حدیث کو بھی امام زین نے موضوع قرار دیا ہے۔

لے کثرت قوی ہے نہ حدیث صحت کے درجہ کو پہنچتی ہے۔

امام زین علیہ السلام کی حدیثیں ہیں جن کا بیان ابن حجر نے کیا ہے۔ وہ صحیحہ الحاکم سے منقول ہیں۔

حدیث کو بھی امام زین نے موضوع قرار دیا ہے۔

طہ امام زین علیہ السلام کی حدیثیں ہیں جن کا بیان ابن حجر نے کیا ہے۔ وہ صحیحہ الحاکم سے منقول ہیں۔

حدیث کو بھی امام زین نے موضوع قرار دیا ہے۔

امامت پر استدلال اور بھی عجیب تر ہے۔ گواہ بخاری۔

وال نہیں ہے، جیسا کہ واضح ہے۔
شیعہ کی جھٹی مدعی دلیل

انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من اراد ان ينظر الى ادم في علمه والى نوح في تقواه والى ابراهيم في حلمه والى موسى في صيبته والى عيسى في عبادته فليتنظر الى علي بن ابي طالب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص آدم کے علم، نوح کے تقویٰ، ابراہیم کے علم موسیٰ کی صیبت کو اور عیسیٰ کی عبادت دیکھنا چاہتا ہے وہ علیؑ کو دیکھے۔

جواب ایہ سہ کریر روایت اہل سنت کی روایات میں سے نہیں ہے، ابن مطہر علی نے اسے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے، کبھی اسے بھتی کی طرف منسوب کرتا ہے اور کبھی بنوئی کی طرف ملاحضہ ان کی کتابوں میں یہ روایت موجود نہیں ہے لہٰذا نیز یہ روایت شیعہ کے مدعی پر دل بھی نہیں پاس لے کہ کسی ایک چیز میں انبیاء سے مشابہت سے ان کے ساتھ مساوات لازم نہیں آتی، بعض اہل ادب میں حضرت ابوذر کو زہد میں حضرت عیسیٰ کی مانند فرمایا ہے، اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لحن میں داؤد علیہ السلام کے مشابہ قرار دیا ہے۔

شیعہ کی ساتویں مدعی دلیل

عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما قال من ناصب حلیا في الخلافة فهو كافر۔
 ابوذرؓ فرماتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خلافت میں علی کا مقابلہ کرے وہ کافر ہے۔

جواب ایہ حدیث بھی اہل سنت کے مرویات سے نہیں ہے، ابن مطہر علی نے اس کی نسبت غلطی کی طرف کی ہے، اور ابن مطہر نقل میں غلطی ہے، ایسے

لہٰذا ابن حجر عسقلانی نے کہا الحدیث کذب موضوع علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ روایت جھٹی اور مرصع ہے سنہ ۲۸۰ھ
 لہٰذا ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کا نسبت حق غلطی کی طرف کیا ہے اس نے تو کذب باطنی ہی کہتا ہے حدیث کی صحیحہ بات ہے کہ یہ روایت علیؑ کی حدیث ہے نہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث۔

خطیب کی مرویات ضعیف ہوتی ہیں یا حکرم موضوع، ذابیل حدیث انہیں قوی قرار دیتے ہیں اور نہ فقہان سے استدلال کرتے ہیں، پھر کسی ثقہ نے خطیب سے یہ روایت نقل نہیں کی ہے، اگر اس حدیث کی صحت تسلیم کر بھی لی جائے، تو بھی واضح ہے کہ یہ حدیث دعویٰ بدعات نہیں کرتی، کیونکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ جو علیؑ کے ساتھ اس کی خلافت میں نزاع کرے گا وہ میرے اصحابوں کا منکر ہے، نزاع تب ہی ممکن ہے جب علیؑ خود دعویٰ خلافت کریں۔

خلقاۃ ثلاثہ کے دور میں کبھی بھی حضرت علیؑ نے دعویٰ خلافت نہیں فرمایا، اگر یہ حدیث صحیح ہو تو معاویہؓ کے خلاف تو حجت بن سکتی ہے، خلقاۃ ثلاثہ کے خلاف نہیں۔

دوسرے یہ روایت ثابت ہی نہیں تو حضرت معاویہؓ کے خلاف بھی اسے حجت میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔

شیعوں کی اٹھویں حدیثی دلیل

ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
قال كنت انا وعلی بن ابی طالب	ہے فرمایا میں اور علیؑ، آدم کی تخلیق
نورا بدین بدی، اللہ تعالیٰ ان خلق	سے چھوہ ہزار سال پہلے نور تھے، اس
اودم باربعة عشر الف عام فقسو	نور کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ
ذلك النور جزین جزا نانا وجزو علی	میں اور دوسرا حصہ علیؑ ہے۔

بحرآب ابراہیم اہل حدیث یہ حدیث موضوع ہے، اس کی سند میں محمد بن غنم مرقی ہے، امام بیہقی بن مین فرماتے ہیں یہ کذاب ہے، دارقطنی نے اسے متروک قرار دیا ہے اس کے کاذب و مجھوٹا ہونے میں کسی نے خلافت نہیں کیا ہے، اس کی دوسری سند میں جعفر بن احمد رافضی خالی ہے، جو کہ کذاب اور منافق تھا اس نے قدح صحابہ میں کافی احادیث وضع کیں، امام شافعی اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

كنت انا و ابو بکر و محمد

میں ابو بکر، محمد و عثمان اور علی

(المائدہ ۵۲) سے محبت کرتے ہیں۔

مجاہدین کی شان میں یہ آیات تریں۔

ان اللہ محب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کاتھم بنیان موصوفین
 الشرائع لوگوں سے محبت کرتا ہے،
 جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں، صنفیں بنا
 کر گویا وہ مضبوط دیوار ہیں۔
 (الصفت ۴)

اہل مسجد قبا کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین۔
 اس میں مرد ہیں، جو کپا کیزگی
 پسند میں اور اللہ تعالیٰ طہارت
 پسندوں سے محبت رکھتا ہے،
 (التوبہ ۱۰۸)

شیعہ کی دسویں حدیثی دلیل

روایت کیا گیا ہے، رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ
 علی پر رحم کرے، اے اللہ حق کو
 علی کے ساتھ پھر دے جدِ ضرہ
 پھر دے۔
 مروی انہ صلی اللہ
 علیہ وسلم قال ما رحمہ
 اللہ علیہا اللہم ادا الحق
 مع علی حیث داسا۔

جواب | یہ حدیث بھی مدعی پر ولایت نہیں کرتی، اس قسم کی حدیث حضرت ثمار
 کے بارے میں بھی وارد ہے ارشاد ہے۔

الحق مع عمار حیث ما داسا۔
 حق عمار کے ساتھ جہاں وارد ہو۔
 اسی طرح طرانی اور دلمی فضل بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے
 کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الحق مع عمر حیث ما کان۔
 حق عمر کے ساتھ ہے جہاں بھی ہو۔

لے لے کر ان کو صحیح مسلم میں منقطع ہے اس طرح میں ان حدیث کو کتاب الشریعہ، ما دار عمارہ
 بشریٰ کتاب ما دار عمارہ میں منقطع ہے۔
 منقطع دوسری حدیث ہے، ان کے ساتھ ہی اس حدیث کو منقطع ہے، ان کے ساتھ ہی اس حدیث کو منقطع ہے۔

عثمان و علی قبل ان یخلق آدم ہاں
 عام فلما خلق اسکننا ظہورہ
 فلما نزل منقل فی الاصلاب
 الطاهرۃ حتی نقلنی الی صلب
 عبد اللہ ونقل ابا بکر الی صلب
 ابی قحافۃ ونقل عمر الی صلب الخطاب
 ونقل عثمان الی صلب عفانج نقل
 علیا الی صلب ابی طالب۔

آدم کی تخلیق سے ہزار سال پہلے تھے،
 جب آدم کی تخلیق فرمائی، ہمیں اس
 کی پشت میں رکھا اور پاک نسلوں
 میں منتقل ہوتے رہے، تا آنکہ مجھے
 عبد اللہ کی پشت میں نقل کیا، ابو بکرؓ کو
 ابو قحافہ کی پشت میں عثمان کو عفان کی
 پشت میں اور علی کو ابوطالب کی
 پشت میں۔

یہ حدیث بھی اگر پر ضعیف ہے، مگر اس بیجا بالکذب کوئی ردی نہیں ہے۔
شیعہ کی نائوس مدعی دلیل | حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر کے روز فرمایا:-

لاعطین الرأیۃ خدا
 مرحلا یفتح اللہ علی
 یدایہ یحب اللہ ورسولہ
 و یحبہ اللہ ورسولہ۔

میں کل جہنم ایک شخص کو دوں گا،
 جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، اور
 وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے،
 اور اس سے اللہ اور رسول محبت
 کرتے ہیں۔

جواب | یہ حدیث صحیح ہے، مگر شیعہ کے مدعی ذکر امامت بلا فصل حضرت علیؓ
 کے لئے ہے، اپر طاعت نہیں کرتی، اس صفت میں اکثر صحابہ کرامؓ داخل ہیں۔
 قرآن پاک میں ہے:-

اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے، وہ اس
 سے محبت کرتے ہیں۔

لہذا اس قسم کی کوئی بھی حدیث صحیح یا حسن سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، اس لئے
 یہ روایات کو مستحکم کیا گیا نہیں ہے۔
 چہرے روایات کی اس دہائی میں کوئی ضرورت نہیں ہے (مترجم)

حقیقت یہ ہے اس حدیث میں ایک خبر کا بیان ہے، جملہ خبریہ ثبوت مدعی کے لئے جملہ دلائل سے واضح تر ہے۔

نیز یہ حدیث جو کہ حضرت علیؑ کے بارہ میں وارد ہے، اہل سنت کی دلیل ہے، اس لئے کہ حضرت علیؑ مختلفا ملاقہ کے ساتھ رہے، ان کی رفاقت اختیار کی، ان کی خیر خواہی فرماتے رہے، بیعت کی، ان کی خلافت میں منازعت نہیں کی، دیکھئے عمرؓ نے علیؑ سے مشورہ طلب کیا کہ رومیوں کے قتال کے لئے وہ خود جائے، یا فوج روانہ کرے، علیؑ نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ آپ خود حرکت نہ کریں، فوج بھیج دیں۔ اگر وہ فتح یاب ہوئے تو ہتر و درہان کے لئے آپ پشت پناہ ثابت ہوں گے، اور قتال فارس کے موقع پر بھی حضرت علیؑ نے اسی طرح کا مشورہ دیا، معلوم ہوا، ان بزرگوں کی خلافت حضرت علیؑ کی رائے کے موافق تھی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللہم ادد الحق مع علیؑ بحیث واس کے بموجب ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت ثابت ہوتی ہے۔

ایک سوال اگر کوئی کہے کہ علیؑ نے وصیت پیغمبر کے لئے نزاع اس لئے نہیں کی کہ ابو بکر و عمر و عثمان کے ساتھ انہیں منازعت سے روک دیا گیا تھا، یا ان کے ساتھ مساوان و مددگار تھوڑے تھے،

جواب میں کہتا ہوں وصیت دلی بات غلط ہے، اگر بالفرض ثابت ہو بھی جائے، تو اس سے محض یہ ثابت ہو گا کہ ان کی خلافت حق ہے، اور اس لئے حضرت علیؑ کو ان کے ساتھ منازعت سے روک دیا گیا، اگر ان کی خلافت درست نہ تھی، اور خلافت علیؑ ہی لطف تھی، تو اس پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ پیغمبر معصوم نے کیوں بندگان خدا کو لطف سے محروم رکھا، اور علیؑ کو اس کا نگہار سے روکا مساویین کی قلت دلی بات بھی منسوخ ہے، ایک روایت میں ہے۔

سادی ابان بن عیاض ابان بن عیاض، سلیم بن قیس
مسلم بن قیس البھالی ہانی و غیرہ سے روایت کرتا ہے کہ عمرؓ

وغيره عن غيره ان عمو قال
لعلى والله لئن لم يتايح
ابا بكر لنقتلنك قال له
على والله لولا عهد عهدي
اني خليلي لست اخوت
لعلمت اينما اصنع ناصر
واقبل عدا. كذا ذكره
الرمزي في نجر البلاغة

وعن مرة قال جاء ابو سفيان
بن حرب الى علي بن ابي طالب
نقال ما بال هذا الامر في اقل
قرين قلة واذا لهم ذلا يعني
ابا بكر والله لئن عشت
ملاؤها عليهما خيلا ورجالا
فقال له علي لظالمات عادت
الاسلام واحله يا ابا
سفيان فله يضره ذلك
شيئا انا وجدنا ابا بكر
لهما هلا اخرجنا الحارثي

نے علیؑ کو کہا تو نے ابو بکرؓ سے بیعت
نہ کی، تو ہم تجھے قتل کر دیں گے علیؑ
نے کہا اگر ایک وصیت نہ ہوتی، جو
میرے دوست نے مجھے فرمائی ہے،
جس کی میں خیانت نہیں کرتا، تو تجھے
پتھر پیل جاتا، کس کے مددگار کمزور
اور قتلوار میں تھوڑے ہیں۔

(درج البلاغہ)

مرۃ کہا ہے، ابو سفيان بن حرب
علیؑ کے پاس آیا، اور کہا کیا وجہ ہے
یہ امر خلافت قریش کے کمزور گروہ
میں چلا گیا، یعنی ابو بکرؓ کے پاس اشر
کی قسم اگر میں زندہ رہا، اس کی خلافت
گھوڑ سوار اور سپاہی فوج جمع کر لائن
گا، علیؑ نے فرمایا بہت مدت سے
تم اسلام اور مسلمانوں کی عداوت
کر رہے ہو، اب ابو سفيان، ابو بکرؓ
کو اس کا کوئی نقصان نہ ہوگا۔ ہم نے
ابو بکرؓ کو اس کا مستحق پایا ہے۔

شیعہ کی گیارہویں حدیثی دلیل

ابو سعید الخدریؓ فرماتے ہیں رسول اللہؐ

عن ابي سعيد الخدری ان

عن المستدرك ۳ ص ۱۰۲ کتاب فضائل ائمہ علیہ السلام ۱۰۲ ص ۱۰۲
عن اس روایت کا بھی کوئی حوالہ بیان نہیں کیا گیا۔ تاہم اس کی مستند روایت مسلم کی ہے،
اسناد روایات کو اس طرح کی تفسیر دینا صحیح نہیں ہے۔

النبي صلى الله عليه وسلم قال فعلی
 انك تقا تل علی تاویل القرآن
 كما قاتلت علی تنزیله
 صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے فرمایا
 تم تاویل قرآن پر لڑو گے جس طرح
 میں نے تنزیل قرآن پر لڑائی کی ہے۔
محواب | یہ روایت خبروتی ہے، کہ کسی وقت حضرت علیؑ خلیفہ ہوں گے، چنانچہ
 خلیفہ بھی ہونے، اور خواررج کے ساتھ ان کی لڑائی بھی ہوئی، یہ حدیث خواررج کے
 خلاف اہل سنت کے لئے عجت ہے۔

شیعہ کی بارہویں دلیل

زید بن ارقم روایت کرتے ہیں،
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم
 میں وہ چھوڑ رہا ہوں کہ اگر اسے قابو
 کرو، اگر نہ ہوو گے۔ اللہ کی کتاب
 اور میری اولاد۔ ترمذی۔
 امام مسلم زید بن ارقم سے نقل
 کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ایک تالاب پر کھڑے ہو کر
 خطبہ دیا، جو کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان
 تھا، اللہ جسے خم کے نام سے موسوم
 کیا جاتا ہے، اللہ کی تعریف کی اثنا
 کہی، وعظ فرمایا، اے لوگو! میں انسان
 ہوں، اقرب ہے، میرے پاس میرے
 رب کا قاصد آجائے، اللہ میں اس کی
 رحمت کرے، میں تم میں دو عظیم الشان
 زید بن ارقم ان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم قال انی
 تارک فی کبر ما ان تمسکم
 بہ، لن تضلوا کتاب اللہ
 وعترتی۔ (اخرجہ الترمذی)
 وروای مسلم عنہ قال
 قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم خطیباً باموید علی فراہین
 مکة والمدينة فحمد اللہ
 واثنی علیہ ووعظ وذكور
 قال اما بعد ایہا الناس انما
 انا بشر یوشک ان یاتینی
 رسول ربی فاجیب وانا
 تارک فی کبر الثقلین اولہما
 کتاب اللہ فیہ الہدای

لہ جامع ترمذی ۱۰۸۳۳۔ امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث من غریب ہے۔

والنور فخذوا بكتاب
الله واستمسكوا بما
نحت على كتاب الله
وساغب فيه ثم قال
واهل بيتي اذكركم
الله في اهل بيتي
اذكرکم اللہ فی اہل
بیتی و فی سوا یت کتاب
اللہ و هو حبل اللہ من
اتبعہ کان علی الهدی
ومن ترکہ کان علی
الضلالۃ۔

چیزیں چھوڑے جبار ہوں، ایک
الشہ کی کتاب اس میں ہدایت اور نور
ہے، الشہ کی کتاب کو لو اور اس کو
مضبوط پکڑو، الشہ کی کتاب کا شوق
دلایا، اور ترغیب دلائی، پھر فرمایا
اور میرے اہل بیت کے بارہ میں
میں تمہیں خدا یاد دلانا ہوں، ان کے
بارہ میں پھر خدا یاد دلانا ہوں، ایک
روایت میں ہے، الشہ کی کتاب الشہ
کہا ہے، جو اس کی اتباع کرے گا
وہ ہدایت پر ہے، اور جو چھوڑ دے گا،
وہ گمراہی پر ہے۔

جواب: یہ حدیث مسئلہ امامت پر دلالت نہیں کرتی، اس سے یہ واضح ہوتا
ہے کہ فلاج کے لئے اہل بیت کی دوستی بہت ضروری ہے، دینی مسائل میں ان
سے راہ نمائی حاصل کرنی چاہئے۔ یہ حدیث اہل سنت کے لئے محبت ہے کہ اہل سنت
کتاب الشہ کو حکم اور واجب الاتباع یقین کرتے ہیں، ایسے نہیں کہ ذہن، بعض و تکفر
بعض (النساء ۱۵) اہل بیت کے ایک ایک فرد سے محبت رکھتے ہیں، حدیث و فہم
ان سے روایات لیتے ہیں۔

اس کے برعکس روافض کا دونوں باتوں پر عمل نہیں، اللہ تعالیٰ کے فرمان انما
لما تظنون الا یہ (الحجۃ) کا انکار کرتے ہیں، دیکھو کہ قرآن کی حفاظت خلفائے ثلاثہ کے ذریعہ
کی گئی ہے، تمام قرآن پر اعتماد نہیں رکھتے، اس میں تحریف کے قائل ہیں، انہوں نے
الشہ کی کتاب کو پس پشت ڈال رکھا ہے۔

اہل بیت میں سے بعض زید بن علی کو امامت دیتے ہیں، اور محمد بن علی کی تکذیب

کرتے ہیں۔ اور دوسرے اس کے برعکس کے قائل ہیں، اسی طرح بعض، اسمعیل بن جعفر کو اور بعض، اسحاق بن جعفر کو اور کچھ دوسرے عیداش بن جعفر کو اور ان کا ایک گروہ نبی بن جعفر کو امام مانتا ہے اور ہر ایک فرقہ دوسروں کی تکفیر و تکذیب کرتا ہے، اس کی پوری تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اور دختران جو غیر صلی اللہ علیہ وسلم رقیہ بام کھنوم اور زینب بنتی اللہ جن پر محنت کرتے ہیں، املاک اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان کا ذکر خیر فرمایا ہے۔

امامت علی پر شیعہ کے عقلی دلائل

پہلی دلیل | حضرت علی کی امامت پر پہلی عقلی دلیل یہ ہے کہ امامت کے لئے محنت شرط ہے لہذا امام وہ ہوتا ہے جو کسی وقت بھی کافر نہ رہا ہو، ایسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے لئے فرمایا تھا، اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا بَاقِیۃً اَبَدًا اِیْمٌ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا ومن ذریتی اللہ تعالیٰ نے فرمایا الایمان علی ہدی الخلائین جو معصوم نہیں ہے وہ مامی کا مرتکب ہوگا، لہذا وہ ظالم قرار پائے گا، کفر تو ایک بدترین جرم ہے، لہذا جس سے کبھی بھی کفر نہ ہو امام نہیں ہو سکتا۔

نیز غیر معصوم امام سے امامت کی ہمیں کماحقہ سرخجام نہیں پا سکیں گی، اس لئے غیر معصوم امام بنانے میں انسانوں پر کوئی مطلق نہیں ہے۔

نصیر الدین طوسی نے تجرید میں اشتراط عصمت پر چار دلیل دی ہیں۔

۱۔ غیر معصوم امام سے خطا کا احتمال ہوگا، اس کی اصلاح کے لئے اور امام ہو تو پھر تسلسل لازم آئے گا۔

۲۔ امام شریعت کا محاطہ ہوتا ہے مگر اس سے خطا کا امکان ہے، محاطہ شریعت نہ ہو سکے گا۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر و بیوہ نے کتب شیعہ میں جن کی تفصیل دوسرے مقام پر مذکور ہے۔

۳۔ اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولى الامر منكم ولا تشاءوا مطاع منكم کی رو سے امام کے احکام و نواہی واجب الامتثال ہیں امام مقرر کرنے کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے، اگر معصوم نہ ہو اور گناہ کر بیٹھے، تو اس پر ناکر کرنا واجب ہو جائے گا اور پھر غرض انتقال فوت ہو گئی۔
۴۔ اگر امام عصمت کا مترکیب ہو جائے، تو اس کا حدیث عوام سے کتر ہو جائے گا، اس لئے اس سے معاصی کا صواب ہونا بہت برا ہوگا۔

چونکہ عصمت ایک صفت ہے، جس کا پترہ اللہ عظام انبیوہ کے سوا کسی کو نہیں چل سکتا لہذا نصب امام کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ شارع اس کی عصمت پر نص فرمادیں کہ یہ شرط امامت ہے۔

مذکور بالا شرط یعنی عدم سبق کفر عصمت اور نص شارع صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ میں پائی جاتی ہیں، کسی اور خلیفہ میں نہیں لہذا علی رضی اللہ عنہ ہی امام ہونے۔
جواب یہ عقلی دلیل پسند و جرحہ باطل ہے

۱۔ امامت کے لئے امام کا معصوم ہونا شرط نہیں ہے۔ دیکھئے شمولی نبی کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت طاوت کو امام بنایا، نیز بیخ ہلاختہ میں رضی امیر المؤمنین سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لا بد للناس من امیر
بدا و فاجر۔
امام کا ہونا ضروری ہے۔

کتب نامیہ میں اس اثر کے ثابت ہونے سے عصمت کی شرط باطل ہو گئی، یہ فقرہ امیر المؤمنین نے خوارج کے کلام کے جواب میں فرمایا تھا۔ فرماتے ہیں۔

کلہ حق اریہ بہ الباطل
نعم لا حکم الا للہ و لکن
هو لا یراقوہ یقولون لا امر
وانہ لا بد للناس من امیر
بدوا و فاجر یعمل فی امواتہ
یہ کلمہ حق ہے، جس کا غلط مطلب لیا جاتا ہے، واقعی اللہ کے سوا کوئی حکم نہ ہے، مگر یہ لوگ کہتے ہیں امیر اللہ کے سوا نہیں ہے، حالانکہ لوگوں کے لئے بد و فاجر ہونا ہے، انیک ہونا فاجر

و یستفتح فیہا الکافرو
 ۱۔ یبلغ اللہ فیہا الاجل
 ۲۔ ویجمع بہ الفئو و یقابل
 ۳۔ بہ العداء و تامن بہ
 ۴۔ السبل و یوخذ بہ
 ۵۔ للضعیف من القوی
 ۶۔ حتی یستریح بہ و
 ۷۔ یتنراح من فاجر۔

اپنی حکومت میں ایمان والوں کو درست
 بنائے گا، اور کافر فائدہ حاصل کریں گے
 اس کے ذریعہ فنی کا مال جمع ہوگا،
 دشمن کا مقابلہ کیا جائے گا، راستے
 پر امن ہوں گے، طاقت ور سے کمزور
 کے لئے حقوق لئے جائیں گے،
 تاکہ اس کے ذریعہ راحت حاصل
 ہوگی، اور فاجر سے راحت طلب
 کی جائے گی۔

حضرت علیؓ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ امام کے لئے معصوم ہونا شرط
 نہیں ہے، فاجر کی امارت بھی جائز ہے، اور یہ کہ خیر معصوم امام مال فنی جمع کر
 سکتا ہے، کفار کے ساتھ جھل کر سکتا ہے، اور خصومات کے فیصلے صادر کر سکتا
 ہے، امام مقرر کرنے کی حکمت بھی یہی ہے۔

ہاں چھپ جانے والے اور دنیا سے الگ تھلگ رہنے والا امام توبہ فرائض
 ادا نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم۔

اشرع طہ صحت پر ائمہ تعالیٰ کے فرمان لایزال عہدی الظالمین والبقیۃ ۱۲۳۲ھ سے
 استدلال کرنا بھی باطل ہے، اس لئے کہ آیت میں امامت سے مراد نبوت ہے، نہ کہ
 سلطنت، اس لئے کہ حضرت ابراہیم بادشاہ نہ تھے، اور زورہ مرتبہ رکھتے تھے جو دھن
 نے اختراع کیا ہے، اور عرب کی شرع و سنت میں کوئی اصل نہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام
 نبوت و رسالت کے علاوہ کسی دیگر صفت سے متصف نہ تھے، اور یہ لفظی بات
 ہے کہ نبوت و رسالت میں عدم سبب کفر اور عصمت شرط ہے۔

ویسے یہ نظریہ بھی غلط ہے کہ اگر کسی سے کفر ہوا یا گناہ دہ اسلام اور توبہ کے
 بعد بھی ظالم ہے، اہم فاعل اسلام مفعول کا مآخذ اشتقاق سے التبعات نہ ان مال

میں ہوتا ہے، جمیع ازمۂ میں نہیں، تو یہ آیت عدم سبق کفر والی شرط پر دلالت نہیں کرتی، دیکھئے ایک شخص کا فرقتاً پھر اسلام قبول کر لیا، اس پر ظالم کا اطلاق بدترین ظلم ہے، اسی طرح مومن سے گناہ کبیرہ یا صغیر سرزد ہو گیا، اور توبہ کر لی، پھر اسے فاسق یا ظالم نہیں کہا جاسکتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نہ۔

الغائب من الذنب
کمن لا ذنب له۔
جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔

نیز سورہ فرقان میں توبہ کر لینے کے بعد ظالم کا اطلاق ہوا ہے۔
ارشد حق تعالیٰ ہے۔

یضا عفا له العذاب
یوم القیامۃ و یجذل فیہ
مہانا الا من تاب و امن
و عمل عملا صالحا اولئک
یبدل اللہ سیئاتہم حسنات
و کان اللہ عفورا رحیما۔
(الی قولہ تعالیٰ) ۱ یقولون
ربنا ہب لنا من انہاجنا و ذریاتنا
قرۃ اعلین و اجعلنا للمتقین
اماماً (الفرقان ۶۹ تا ۷۴)

اس کے لئے قیامت کے دن
عذاب و دگنا کیا جائے گا، اس میں
ذلیل ہو کر رہا کرے گا، مگر وہ جس نے
توبہ کر لی ایمان لایا اور اچھے عمل
کئے، یہ لوگ اللہ ان کے جرائم کو نیکیوں
میں بدل دے گا، اللہ تعالیٰ بخشنے والا
اور مہربان ہے، (الی ایہ کہتے ہیں اے
ہمارے رب ہمیں ہماری بدیہوں
اور بچوں میں ان شکوک کی ٹھنڈک
عطا فرما یا، اور ہمیں متقین کا امام بنا۔

یہ کہنا کہ راست کی ذمہ داریاں غیر معصوم سزا ختم نہیں دے سکتا، اگر اس کا مطلب
ہے، اکل ذمہ داریاں سزا ختم نہیں دے سکتا، تو یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت علی رضی
بھی اکل ذمہ داریوں کے سزا ختم دینے پر قدرت نہ پاسکے، جیسا کہ حضرت عثمان رضی
کا تئیں سے قصاص لینا۔

علہ سلفین ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ و ابن کثیر رحمہ اللہ و ابن ماجہ رحمہ اللہ۔

شیعہ کے گجرام کو کسی بھی ذمہ داری کو پورا کرنے پر قدرت نہ رکھتے تھے جیسا کہ غرہ جہدی نو سو سال سے قائب ہے، تو معصوم بھی امامت کی جمیع ذمہ داریاں نہ پوری کر سکے، اگر مطلب ہے اکثر ذمہ داریوں کا پورا کرنا۔ تو مسلم عادل عالم باو شاہ ہی فرائض سرانجام دے سکتا ہے، نہ کہ گوشہ نشین چھپ جانے والا امام دودہ تو مخلوق کے کسی کام بھی نہیں کر سکتا۔

نصیر طوسی کا خط امام مومنین تسلل قرار دینا اور یہ کہنا کہ امام محافظ شریعت ہے، اور واجب الامثال لہذا اسے معصوم ہونا چاہیئے، باسکل غلط ہے، اس لئے کہ کتاب سنت کی رو سے خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اتباع اور اطاعت واجب نہیں ہے، جیسا کہ نبی پنج البلاغہ میں روایت کرتا ہے۔

لا طاعة لمخلوق في
معية الخالق۔
خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی
اطاعت نہیں ہے،

اولی الامر کی اطاعت مشروط ہے، اس شرط کے ساتھ کہ وہ مخالفت شرع
حکم نہ کریں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اطيعوا الله واطيعوا	اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی
الرسول واولی الامر منكم	اور تم میں حکومت والوں کی اطاعت
فان تنازعتم في شئ فردوه	کرو، اگر تم کسی چیز میں جھگڑا کرو تو
الی الله والرسول ان كنتم	اللہ اور اس کے رسول کی طرف رو
تؤمنون بالله والیوم الآخر۔	کرو، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن

(النساء ۵۹) پرایمان رکھتے ہو۔

شریعت کی محافظ اور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خطا کا ازالہ کرنے والی اللہ کی کتاب قرآن پاک ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و حدیث۔ اور اجماع امت معصومہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

انا نحن نزلنا الذکر وانزلنا لہما
 یحافظون (النحل: ۹)
 ہم نے ذکر و قرآن انا ہے اور
 ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

لا یجتمع امتی علی
 الضلالة۔
 میری امت گمراہی پر مجتمع نہیں
 ہو سکتی۔

امام کی خطا کی اصلاح کتاب و سنت اور اجماع امت سے ہو جائیگی، لہذا
 تسلسل لازم نہ آئیگا۔ اگر شریعت کی حفاظت امام پر ہی موقوف ہے، تو سو سال
 سے شریعت و دین غیر محفوظ چلا آ رہا ہے۔

طوسی کا یہ کہنا مدکر اگر امام سے گناہ سرزد ہو جائے تو اس کا مرتبہ عوام سے
 کمتر ہو جائے گا، امامیہ کے اپنے نظریہ کے خلاف ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو
 اللہ کے سپرد کر دیا ہے، وہ جو چاہیں کریں، اس نظریہ کی رو سے امام جو کچھ کرے
 گا، وہ دین ہی ہو گا، گناہ اور خلاف شرع کیسے ہو سکتا ہے؟

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ معصوم ہونا امام کے لئے شرط نہیں ہے، لہذا
 امام کا معصوم علیہ ہونا بھی شرط نہ ہوا۔

۱۲۔ مذکورہ عقلی دلیل کے یہ ہے کہ حضرت علیؑ کے لئے دعویٰ عصمت
 بطلان کی دوسری وجہ باطل ہے۔ بیخبر ابلاغت میں ہے۔ حضرت
 علیؑ اپنے دوستوں کو خطاب کر کے فرماتے ہیں:-

لا تکفروا عنی مقالۃ جتی
 او مشورۃ بعدل فانی لست
 بفوق ان اخطئ ولا اؤمن
 من ذلک من تعلی۔
 مجھے تمہاری حق بات اور اچھے
 مشوروں کی ضرورت ہے، کیونکہ
 میں خطا سے مافوق نہیں ہوں،
 اور نہ ہی میرا فضل اس سے
 مأمون ہے۔

اگر آپ معصوم ہوتے تو تمام لوگوں کے ساتھ مشورہ کے محتاج نہ ہوتے۔

نیز خلیفہ ثلاثہ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک دعا میں فرمایا:-

اللهم اغفر لی ما

تقربت به الیک میں نے تیرے تقرب کے لئے کام کیا، مگر میرے دل نے اس کی مخالفت

کی۔

شیعہ کا یہ کہنا کہ علما ثلاثہ نے بیت پرستی کی ہے، حضرت ابو بکرؓ کے بارے میں ایسا کہنا غیر مسلم ہے، اس لئے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اسلام سے قبل بھی موحّد تھے، جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل تھے، شیخ ابوالحسن اشعری اور اکابرین اہلسنت نے دغاوت کی ہے کہ ابو بکرؓ قبل از بعثت اور بعد از بعثت مؤمن تھے، یہی وجہ تھی کہ بعثت سے پہلے بھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، تاہم ابوالحسن نہاد ہی ایک طویل حدیث میں درج فرماتے ہیں:-

ان ابابکر قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے مہاجرین اور انصار کی جماعت کے سامنے کہا یا رسول اللہ میں نے کبھی بھی بت پرستی نہیں کی۔ جبریل نازل ہوا اور ابو بکر کی تصدیق کی

ان ابابکر قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
المہاجرین والانصار وعیشک یا رسول اللہ لیراجعہما قط فأنزل جبریل علیہ السلام وقال صدق ابو بکر۔

ایک ضروری فائدہ

اہل سنت غیر انبیاء سے عصمت کی جو نفی کرتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں کہ اکابرین سے گناہ صادر ہوتے رہے ہیں، اما شاذ کلا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ انبیاء کے علاوہ دوسروں کا معصوم ہونا کسی قطعی دلیل سے ثابت نہیں ممکن ہے کہ صغیرہ یا کبیرہ یا اجتہاد میں غلط یا کسی حدیث کی روایت میں۔

ان سے نسیان ہو جائے۔

صوفیہ طبع تو اس حد تک فرواتے ہیں کہ حب تک بائیں کا ندھے کا فرشتہ
بیس سال تک بیکار نہ ہو جائے، ہرید کے مقام میں انسان نہیں پہنچ سکتا، پر جانیکہ
رتبہ شائع تک پہنچے۔

ایک سوال | صوفیا کا ایک مقولہ القلب تلذی فی اور حدیث ذی ماعون جو
صوفیا کے متذکر الصدقہ قول کے مخالف ہیں۔

جواب | اگر کسی بزرگ سے بزرگ تقدیر کوئی مصیبت صغیرہ یا کبیرہ سرزد ہو
بھی جائے، فوراً انہیں توبہ کی توفیق حاصل ہوتی ہے، اور اس قدر قدامت جان
گیر ہوتی ہے کہ وہ مصیبت اور اس پر قدامت اس کے لئے موجب قرب ہو جاتی ہے
حسنات الذیوار مسینات المقربین۔ کا مطلب یہی ہے، نیز ارشاد ہے۔
فاولئک یشد اللہ سینا تھو یہ لوگ ہیں کہ ان کی برائیاں

نیکوں میں بدل دے گا۔

حسنات (الفرقان ۷۰)

چونکہ انہیں نوراً توبہ کی توفیق حاصل ہو گئی ہے، اس لئے کاتب شمال میں
گناہ کو نہیں سمجھتا، جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے، مسلمان سے گناہ صادر ہو جائے،
تو ملک مژگل تین ساعت توقف کرتا ہے، اگر تین ساعت کے اندر توبہ کر لیتا
ہے، تو وہ اس گناہ کو تحریر نہیں کرتا، اس لئے یہ بات درست ثابت ہوئی کہ
آگہی والوں کا کاتب شمال میں سال تک کوئی چیز نہیں لکھ پاتا۔ اہل سنت مرید اور
ریح کے بارہ میں جب اتنا بلند نظر رہتے ہیں، تو اکابرین اہل کمال اور خلفاء
راشدین کے بارہ میں کب کہہ سکتے ہیں کہ وہ خطا کار تھے۔

علامہ کتاب و سنت اور اجماع کی رو سے ان کے لئے شہادت باخیر
ثابت ہے، اہل سنت کی اصطلاح میں اسے تحفظ خداوندی کا نام دیا جاتا
ہے، تاکہ نبی ادا و غیر آتیا کے حال میں فرق ملحوظ رکھا جاسکے۔

تحفظ خداوندی برائے | خلفاء ثلاثہ کے لئے ریاض تحفظ خداوند کا انکار
خلفاء راشدین کرتے ہیں، درحقیقت یہ کتاب دست سے

انکار کے مترادف ہے، حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

محمد رسول اللہ و
الذین معہ أشد أو علی
الکفار رجساء بینہم الابیہ
(الفتحہ ۲۹)
محمد و صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے
رسول ہیں، اور آپ کے ساتھ ملے
کافروں پر سخت اور آپس میں
رحم دل ہیں۔

نیز فرماتا ہے:-

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
الابیہ (آل عمران ۱۱۰)
تم افضل امت ہو جو لوگوں
کے لئے لائے گئے۔

نیز فرماتا ہے:-

و کذلک جعلنا کرامۃ وسطا
لتکونوا شہدا علی الناس
الابیہ (البقرۃ ۱۲۳)
اسی طرح ہم نے تم کو افضل امت
بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہ بن
جاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ما سئلک عن فحشاء الا سئلک الشیطان
فما غیرہ۔
عمرہ جس گلی سے گزرتا ہے۔
شیطان دوسری گلی ہو جاتا ہے۔

امت کا اجماعی فیصلہ ہے:-

کل صحابہ کرام عادل ہیں۔

الصحابة کلاہم عادلون۔

۱۲۔ شیعوں کی بیان کردہ عقلی
دلیل کے بطلان کی تیسری وجہ | یہ ادعا کہ حضرت علیؓ کی خلافت پر نص علی
موجود ہے، باطل ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

۱۔ صحیح بخاری باب ما قبلہ صفحہ ۱۵۵۔ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ اب فضائل عمرہ۔

۲۔ تفصیل کیلئے دیکھئے صفحہ ۱۵ سابقہ تیسرا باب۔ باب ۱۷۔ ۲۳۔

اس کے برعکس واضح نص حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کے لئے ثابت ہے حضرت علیؑ کے لئے جو نصوص پیش کی جاتی ہیں، ان کی حقیقت بھی واضح کی جا چکی ہے، اگر حضرت علیؑ کی خلافت میں کوئی نص موجود ہوتی تو حضرت معاویہؓ کے ساتھ احتجاج میں اسے ضرور پیش کیا جاتا، حالانکہ حضرت علیؑ نے حضرت معاویہؓ کو خط لکھا تو اس میں اپنی خلافت کی دلیل پیش فرمائی کہ مجھے مہاجرین اور انصار کے شورنی کے فدایہ خلیفہ تجویز کیا گیا ہے، دیکھئے حج البلاۃ -

خلافت وامامت علیؑ پر
شیعہ کی دوسری دلیل
 حضرت علیؑ کے ہاتھ سے کئی معجزات ظاہر ہوئے، درخبر لکھاؤ کر پینک دیا۔ جنوں کے ساتھ صحابہ کیا، ایک پتھر جسے ایک بہت بڑی جماعت اٹھانے سے عاجز تھی اٹھالیا، اور اس کے نیچے سے پانی نکلا۔

نماز عصر کے لئے سورج کا دایس آنا۔ ان خوارق عادت معجزات کی بنا پر ان کا دعویٰ امامت اس طرح قابل تسلیم ہونا چاہیے، جس طرح انبیاء کا دعویٰ نبوت -

جواب دعویٰ امامت سے مراد اگر خلفائے ثلاثہ کے بعد کا دعویٰ ہے تو یہ تسلیم ہے، اہل سنت کا نظریہ بھی یہی ہے کہ حضرت علیؑ خلفائے ثلاثہ کے بعد خلیفہ صادق تھے، اور اگر مقصد یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ خلافت کیا ہے تو یہ جوڑ اور افزا ہے، اگر انہوں نے ایسا دعویٰ کیا ہوتا تو اسے ثابت ہوتا یہ کہ حضرت عثمان سے بعد ان کا دعویٰ امامت تو اثرانیت ہے، بلکہ حضرت علیؑ سے اس کے خلاف ثابت ہے، خود رد انقض بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو خاموش رہنے کا حکم دیا تھا۔ دکنانی کتاب البلال -

باقی رہا مذکورہ خوارق کا ان سے مراد ہونا مسلم ہے، مگر ظہور کرامات و خوارق عقائد راشدین اور اکثر صحابہ سے ثابت ہے، بلکہ اولیاء امامت سے بھی بعض کرامات

قیح ترین باتیں نسبت کی ہیں، اسی طرح رافضیوں نے خلفاء ثلاثہ پر جھوٹ اور بہتان باندھے ہیں، ان خبیثوں نے حضرت علیؑ کی طرف دھوئی الوہیت تک کی نسبت کی ہے کہ علیؑ نے کہا میں نے میثاق کے روز عہد لیا تھا میں ہی مخلوق پیدا کرنے والا ہوں، دھوئی الوہیت کفر کے بدترین اقسام سے ہے، اسی طرح دیگر شناخ ڈراہجہ عزتی اور جھوٹ وغیرہ کی نسبتیں حضرت علیؑ اور دوسرے خلفاء کی طرف ان لوگوں نے کیں ہیں، وسیعوا الذین ظنوا ای منقلب ینقلبون۔

چوتھا مقالہ مطاعن میں

یہ مقالہ خلفاء راشدین، صحابہ کرام، ائمہ جہول سنت پر عائد کردہ خبیثی مطاعن و معائب کی تردید میں ہے اس میں چھ فصل ہیں۔

فصل اول خلیفہ اول پر عائد کردہ مطاعن کے جواب میں

ابو بکر صدیق اکبرؓ کو کب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے اور اللہ کی مخلوق میں انبیاء و رسل کے بعد سب سے افضل و برتر ہیں۔ اس ذات گرامی پر شیعوں نے گیارہ طعن اور اعتراض کیے ہیں۔

پہلا طعن | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جہنم واجبش اسامة لعن اللہ اسامة کا لشکر تیار کرو جو اس سے من خلفت عنہ۔
 پیچھے رہا اس پر خدا کی لعنت ہے۔

چونکہ ابو بکرؓ ہمیشہ اسامةؓ میں شریک نہیں ہوئے لہذا اس وعید کے مستحق ہیں۔
جواب | اس روایت میں لعن اللہ من خلفت عنہ کے الفاظ خود ساختہ ہیں کسی سنی روایت سے ثابت نہیں ہیں امام شہرستانی مؤلف الملل والنحل فرماتے ہیں یہ لفظ موضوع ہے، روایت کے یہ لفظ جہنم و واجبش اسامة یعنی اسامة کا لشکر تیار کرو صحیح ہیں اس کی بنا پر حضرت ابو بکرؓ پر کوئی اعتراض کرنا بوجہ باطل ہے۔

۱۱۔ یہ حکم تمام صحابہ کرام کیلئے نہیں تھا اور حضرت علیؓ پر بھی یہی اعتراض ہوگا، کیونکہ وہ بھی ہمیشہ اسامةؓ میں نہیں گئے تھے۔

۱۲۔ روایت میں لشکر اسامة کی تجہیز یعنی تیار کرنے کا حکم ہے، نہ کہ ہر ایک کو

لے جہنم کے لئے جائیں، چنانچہ بعض روایات میں فرمایا کہ تم ایک لشکر دو کہ اس لشکر کا ہر فرد کو عسکر یا لشکر کے طعن کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے سب لوگوں کو عذاب ہوگا۔ (تہذیب النعمان)

ولہد آل جہدا و ساء فی
ادصیک بتقوی اللہ۔
ہوں بھٹکتا نہیں میں جہدِ جہد میں کی نہیں
کی میں تجھے اللہ کے تقویٰ کی وصیت
کرتا ہوں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ اثر ثابت ہو جانے کی صورت میں حضرت ابو بکرؓ کے
امام ہونے میں خلل انداز نہیں ہو سکتا اس لئے کہ معصوم ہونا امام کے لئے شرط
نہیں ہے، امیر المؤمنین علیؓ سے بھی اس طرح کا کلام ثابت ہے، جیسا کہ بحوالہ
شیخ البلاغۃ مذکور ہوا۔

فیر شیخ البلاغۃ میں ہے کہ حضرت علیؓ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:-
اللہم اغفر لی ما
تقربت الیک بلسانی فعد
خالقہ قلبی۔
اے اللہ مجھے بخش کہ میں اپنی
زبان سے تیرا تقرب حاصل کروں، مگر
میرا دل میری مخالفت کرے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ خطراتِ شیطان تو نبیاء کی عصمت میں بھی دخل نہیں چھ
سکتا، اولیاء کے بارہ میں اعتراض کیا جائے، قرآن پاک میں ہے:-

وما ارسلنا من قبلک
من رسول ولا نبی الا اذا فتنی
الشیطان فی امنیۃ فینسین
اللہ ما ینطق الشیطان الا بھ
(الحج ۵۲)
ہم نے آپ سے پہلے جو رسول
اور نبی بھیجے ہیں، مگر شیطان نے
ان کے امنیہ میں القا کیا، اللہ تعالیٰ
شیطان کا القا کیا ہوا غم کر دیتا
ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

فذلہما یغواوہ (الاعراف ۲۲)
ان کو دھوکہ دیکر بہلایا:-

اس آیت کا تفسیر نہیں کر شیخ نبیاء کے دل میں اللہ کا بھٹکا ہے، نبوت کا صحیح مطلب ہے کہ نبیاء علیہم
السلام کو پاس جو مقام آئے ہیں ان کے بارہ میں شیطان کو گولہ بازی نہیں آتی، اپنے ساتھیوں کے ذریعے پیدا کرتا
ہے، اللہ تعالیٰ انہیں غم کر کے، اولیاءِ اسلام کی مخالفت فرماتا ہے۔

فیوسوس لہما الشیطان (الاعراف ۲۰) اور ان کو شیطان نے سوہری کیا۔

چوتھا جواب یہ ہے اس طرح کا کلام بطور کسر نفسی اکثر اکابر دین سے ثابت ہے ضرور نہیں کہ واقع میں بھی ایسا ہی ہو چو کہ کسر نفسی کے طور پر اود حق تعالیٰ کے اس فرمان فلا تم کو الا نفسکھ کی تعمیل میں ایسا کلام صادر ہوتا ہے، اس لئے جو ٹ بھی نہیں قرار دیا جاسکتا، بلکہ یہ لایزال اخذ کہ اللہ بالغفوی لاینا نکم (البقرہ ۲۵۵) کے قیبل سے ہے۔ یوسف صدیق علیہ السلام نے فرمایا۔

وما اجرنی نفسی ان انفس لامانۃ
بالمسوء (یوسف ۵۳) میں اپنے نفس کا تبریہ نہیں کرتا
نفس باکامرہ بالسوء ہے۔

علی بن الحسین رضو ما میں فرمایا کرتے تھے۔

قد ملک الشیطان عتانی فی سوء
النظر وضعف البقین وافی اشکولسۃ
شیطان میری باگ کا مالک
بن گیا ہے۔ میرے سوء ظن اور
ضعف یقین میں۔

پانچواں جواب یہ ہے ابو بکرؓ کا یہ مقولہ شرط یہ ہے، اس وقت یہ مقولہ صادق ہوگا۔ جب اس کے دونوں طرف دستم تالی صادق ہوں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

قل ان کان للرحمن ولد فانا
اول العابدین (الزخرف ۸۱)
اگر جن کا ولد ہے تو میں سب
سے پہلے عابد ہو جاؤں گا۔
اس کے برعکس زمین العابدین کا مقولہ قضیہ حملیہ ہے۔
تیسرا طعن | عمر بن الخطابؓ نے کہا۔

کانت بمعۃ ابی بکر
بغتۃ وقمت وقۃ اللہ
ابو بکرؓ کی بیعت اچانک ہوئی اور
کل ہوئی، اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں

۱۔ الخیر ۲۲۔ تم کو کافی مسوا سے طے ہو نہیں سکتا۔

کلمہ صحیح کا معنی ہے ملت استواء، وجمع الخلیل من الامکان بالحدیث من ابن کثیر وادارہ۔

المؤمنین شرھا فمن عاد الے کو اس کے شر سے بچا لیا جو ایسا کام دوبارہ
مثلاً فاقتلوا۔ کرے، اس کو قتل کر دو۔

کہتے ہیں عمرہ کے اس صحیح اشکا تھا مناسبت کے اور بکبرہ کی مخالفت یعنی برہنہ نہیں ہے،
بلکہ امام حق نہ ہوا۔

جواب اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کی مخالفت فوراً بلا تامل اور بلا تردد
ہو گئی تھی، اس سے کہ ابو بکرؓ کی نفیلت و برتری دو سرط پر نہایت واضح اور عیاں تھی،
تامل اور تردد کی ضرورت بھی نہ تھی، ان کی مخالفت ثابت ہو جانے کے بعد اگر کوئی کسی
اور کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے، اسے قتل کر دو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔

اذا ابویح للخیفۃ بن جب دو خلیفوں کے لئے بیعت
فاقتلوا اخرھا۔ کی جائے، تو دوسرے کو قتل کر دو۔

ان کے کلام کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ بیعت صحیح نہیں ہے، مذکورہ بالا مطلب
کی تاکید اس سے بھی ہوتی ہے کہ عمرہ اور ابو عبیدہ نے مہاجرین اور انصار کے
ساتھ فرمایا۔

ابوبکر خیرنا وسیدنا ابوبکر ہم سب سے افضل اور ہمارا
ولیس ہیننا من ہوا افضل سردار ہے، ہم میں اس سے افضل اور
مستحکم۔ کوئی نہیں ہے۔

ابو بکرؓ کی اس نفیلت کا کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔

شرھا میں شر کی اضافت بیعت کی طرف زمان کی طرف اضافت ہے، یعنی

بلکہ صحیح مسلم ۲۵ ص ۱۱۱۔
تھ مجھے تماری بات سے اللہ کی قسم، میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
تھ بیعت طاریہ کی تھی، شرھا اگر ابو بکرؓ کی نفیلت واضح ہے، میں نے یہی کرنے کے شر سے بچا لیا، ابو بکرؓ کو سنی زور سے
ہے، اس سے کہ اللہ اپنے رسولؐ کی طرف سے دو حرام، صورت مرد کاہن کی نفیلت، اور اس سے کہ میں نے یہ بیعت صورت
مرد کی بات کے بعد کیا، شخص سے یہ کہنا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا، صورت جو کہ کبریت اور یہ کہ میں نے یہ بیعت
کر ابو بکرؓ سے، قرآن مجید میں ہے، اس کے بعد کہ جامع ان کی بیعت تمام ہوئی اور قرآن مجید میں ہے،

بھیجا اس لئے کہ عبدالبرأت از عہد میں عربوں کا دستور بھی تھا کہ خود والی سے سراسر انجام دے یا اس کے خاندان کا کوئی فرد (کذا ذکرہ البہاری فی صحیحہ)
 نیز اس لئے بھی علیؑ کو بھیجا کہ سورۃ برأت کی ابتدائی آیات حضرت ابوبکرؓ کی سونگی کے بعد نازل ہوئیں اس سے ابوبکرؓ کے معزول ہونے کی بات کہاں بنی؟
 دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر بالفرض اس سے معزول ہونا ثابت ہو بھی جائے، تو ان کی عدالت و استحقاق امامت پر اس سے کوئی حرج نہیں آتا، اور نہ ہی یہ بات کوئی موجب طعن ہے۔

جیسا کہ حضرت علیؑ نے عمرو بن سلمہ مخزومی درمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ولایت بھرنے سے معزول کیا، اور ان کی جگہ عثمان بن عفان و رقی کو متعین کیا حالانکہ عمرؓ و رقی سے حسب و نسب میں افضل تھے، حضرت علیؑ نے ان کی ولایت اور امامت کی تصریح فرمائی کہا۔

احسنت الولاية واديت
 الامانة فاقبل غير الفضين
 ولا ملوم ولا متهم
 کوئی امامت اور امانت اچھی کی امامت
 ادا کی، ایہ فیصلہ قبول کر، بخل نہ کر تجھ پر
 کوئی ملامت اور تہمت نہیں ہے۔

تیسری وجہ اس طعن کے بطلان کی یہ ہے کہ اگر ابوبکرؓ ایک سورۃ پہنچانے کی استعداد رکھتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین بن کر ولایت راج ان کے کیوں سہر دی، یا اعتراض حد حقیقت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بنتا ہے۔ (بخاری و ترمذی)

شلیحہ کا ابوبکرؓ پر چھٹا طعن | ابوبکرؓ نے ایک چور کا پایاں ہاتھ کاٹا حالانکہ پایاں ہاتھ نہیں کاٹنا چاہئے تھا۔

سہم ہی نہ جہاں ملے باب ۱۱ ابوبکرؓ اس کتاب مقدس میں ہے، ابوبکرؓ نے ابوبکرؓ کو اس میں ملانے کہنے کیلئے یہ کہ اس میں کے ہندوئی شریک کا ذکر نہ کرے، اور بیت اللہ کا کوئی شخص خطاطوں کا ذکر نہ کرے، انتہی۔ اس سے معلوم ہوا اس مال میں ابوبکرؓ نے ہی سرکارِ امت کے لیے کیا ہے، اسی سورۃ برأت میں حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت مذکور ہے، اور ان کا ذکر کرتے ہوئے ان کا ذکر کرنا کہ وہ کسی پر فضیلت نہیں رکھتے، بلکہ انھیں کیلئے سزا کا سزا ہے۔

جواب یہ ہے کہ کسی سخی روایت میں یہ بات موجود نہیں ہے کہ چور کی پہلی چوری میں بائیاں ہاتھ کاٹا ہو، بلکہ نساہی طبرانی اور حاکم اپنی اپنی کتابوں میں عمارت بن عاصم سے روایت فرماتے ہیں کہ اس چور کا بائیاں ہاتھ تیسری چوری میں کاٹا تھا، حاکم نے اس کی سند کو صحیح کہا، اسی طرح امام مالک نے اللوطی بن عبد الرحمن بن قاسم سے وہ قاسم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ چور مقتدر بن ابیہو الراسل تھا یعنی پہلی چوریوں میں اس کا بائیاں ہاتھ اور ایک پاؤں کٹ چکا تھا اس نے ابوبکر نے تیسری چوری میں اس کا بائیاں ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا اور یہی فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

ماوی عن ابی سلمة عن ابی ہريرة	ابو سلمة ابو ہريرة سے روایت کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور چوری کرے، تو اس کا ہاتھ کاٹو، پھر چوری کرے، تو ہاتھ کاٹو، اور پھر چوری کرے، تو اس کا پاؤں کاٹو۔
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی السارق ان سرق فاقطعوا يده	ابو سلمة ابو ہريرة سے روایت کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چور چوری کرے، تو اس کا ہاتھ کاٹو، پھر چوری کرے، تو ہاتھ کاٹو، اور پھر چوری کرے، تو اس کا پاؤں کاٹو۔
ثم ان سرق فاقطعوا رجله	پھر چوری کرے، تو ہاتھ کاٹو، اور پھر چوری کرے، تو اس کا پاؤں کاٹو۔
ثم ان سرق فاقطعوا يده ثم ان سرق فاقطعوا رجله	پھر چوری کرے، تو ہاتھ کاٹو، اور پھر چوری کرے، تو اس کا پاؤں کاٹو۔

امام قسارہ، مالک، شافعی، احمدی بن راہویہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ البتہ امام ابو حنیفہ اور احمد کا مذہب یہ ہے کہ دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں کاٹنے کے بعد تیسری چوری میں ہاتھ نہیں کاٹنا چاہیے، بلکہ قید کر دینا چاہیے۔ حضرت علیؓ سے بھی یہی مروی ہے، فرماتے ہیں۔

انی لا استغنی من اللہ ان لا یكون لى ایدین یا کمل منها	مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ اس کا کوئی ہاتھ نہ رہے۔ جس سے وہ کمانے والی شے نہ بنے۔
ولیس تمنع منہا۔	گا، اور استغنی کرے گا۔

لفظ سستی لسان ملکہ بہ تخیل اور جہاں سے ملے وہاں سے ملے۔
 لفظ شکرہ صحیح ہے تخیل سے ملے۔ یہ وہم شرع است۔

اصول دتواعت کی رو سے ابو بکرؓ کا قول راجح ہے اس لئے کہ نص کے مقابلہ میں عقلی استحسان خیر معتبر ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس استحسان سے ملنے ہے ارشاد ہے۔

لَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ .
اللہ کے دین میں تمہیں ان پر رافت کا اجر نہ دیا جائے۔

نیز قرآن پاک میں بصیغہ عام ارشاد ہے۔
السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا
چور مرد و اور عورت کے ہاتھ کاٹو۔
(المائدہ ۳۸)

اس حکم کا اطلاق دائیں ہاتھ کاٹنے کے بعد دوسری چوری پر بھی ہے، کیوں کہ ابھی ایک ہاتھ موجود ہے، ظاہر نص کا تقاضا یہی ہے کہ دوسری چوری میں بایاں ہاتھ کاٹے۔ مگر حدیث ابو ہریرۃؓ مذکور بالا کی بنا پر اجماع است ہے کہ دوسری چوری میں پاؤں کاٹنا چاہیے۔ اور تیسری چوری میں نص کتاب و سنت کی بنا پر بایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

اس طعن کا دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ فرض کر لیا جائے، کہ ابو بکرؓ نے پہلی سرقہ میں ہی بایاں ہاتھ کاٹا تو وہ اس بنا پر ہے، کہ انہوں نے آیت سرقۃ کے اطلاق پر عمل کیا، قرآن میں مطلق ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے، دائیں یا بائیں کی قید نہیں ہے، یہ فیصلہ کرنا کہ کون سا کاٹنا جائے، ام کی سمجھ پر موقوف کر دیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا دایاں کاٹنا یہ اتفاق پر عمل ہے، باقی رہا پہلی چوری میں دایاں ہاتھ کاٹنے پر اجماع امت، سو یہ اجماع حضرت ابو بکرؓ کے بعد منعقد ہوا ہے اس لئے انہیں اس کا التزام نہیں دیا جاسکتا۔

شعبہ کا ابو بکرؓ | ایک شخص نے مولیٰ عمل کیا حضرت ابو بکرؓ نے اسے آگ سا تو اں طعن | میں جلادیا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ کی سزا دینے سے منع فرمادیا تھا۔

جواب اس ضمن کے کئی جواب ہیں۔ اولاً تذبذبِ نادر سے منع کی روایت ابو ذر سے مروی ہے، مگر اس کی سند ضعیف ہے۔ اس بارہ میں کوئی حدیث صحیح یا حسن موجود نہیں ہے۔

بر تقدیر صحت روایت یہ بھی ہو سکتا ہے، یہ روایت حضرت ابو بکرؓ تک نہ پہنچی ہو، یہ بھی ممکن ہے، ان کو کوئی ناسخ یا مختص روایت معلوم ہو یا ان کے نزدیک یہ پہنچی متزہی ہو۔

۱۲۔ اس اثر میں یہ نہیں ہے کہ ابو بکرؓ نے اسے زیدہ جلا یا تھا، بلکہ سوید بن غفلہ کی روایت میں ہے کہ ابو بکرؓ نے حکم دیا کہ اگر وہ ان کا جلا یا جانے دے، ہا یہاں سے اسے اس مثنیٰ ۱۷ عزت کرتا ہے۔

۱۳۔ لوطی کے آگ میں جلانے کا حکم حضرت علیؓ سے بھی بروایت امامیہ ثابت ہے، امر تقنی سے تنزیہ الانبیاء و اولادہؑ میں لکھتا ہے۔

ان علیا احرق رجلا اقی قلافا علیؓ نے ایک شخص کو جلا دیا جس نے دبر سے۔

۱۴۔ حضرت ابو بکرؓ نے لوطی کے جلانے کا حکم حضرت علیؓ کے مشورہ سے دیا تھا، یہ بھی صحیح ہے اور ابن ابی الدنیا محمد بن النکدی سے ہستاد جلیلہ اور واقدی کتاب الردۃ میں روایت کرتا ہے۔

ان ابابکرؓ استشارا الصحابة فی هذا ابی اللہ علیؓ نے لوطی کی سزا کے بارہ میں صحابہؓ سے مشورہ کیا، حضرت علیؓ نے کہا میرا خیال ہے، اسے آگ سے جلا دیا جائے، اور اس پر صحابہ کی رائے اجماع ہو گئی، چنانچہ ابو بکرؓ

لہذا روایت مزید بھی کچھ مکتوبہ الساجد کتاب الحدود ص ۱۷۷ قال ابن عباس ان علیا احرقہا ابابکرؓ ۴۸ علیہ السلام۔ یعنی لوطی کی سزا دینے کے بعد ابو بکرؓ نے علیؓ کو جلا دیا اور انہیں

فاحقہ بالانصار۔

نے حکم دیا اور آگ سے جلادیا۔

یہ اعتراض حضرت علیؓ پر بھی طرد ہو سکتا ہے، ماہر و محکم فہر حجابنا۔

شیعہ کا ابو بکرؓ پر میراث عہد کے بارہ میں ابو بکرؓ کو کوئی جواب نہیں آیا
اشوال طعن | حتیٰ کہ خیر بن شیبہ اور محمد بن مسلمہ نے انہیں خبر دی،
 اسی طرح مسئلہ کلام میں توقف کیا، اور کوئی جواب نہ دیا۔

جواب | دونوں اعتراضوں کا جواب یہ ہے کہ کسی مسئلہ کا عدم علم کوئی طعن نہیں ہے
 قد ردی عبداللہ بن بشیر ان علی ابن ابی طالب
 ہے کہ علی بن ابی طالب سے ایک
 مسئلہ دریافت کیا گیا تو فرمایا مجھے
 لا علم لی بہا۔ اس کا علم نہیں ہے۔

اس طرح کے واقعات سے ابو بکرؓ کی ایک غریبی کا پتہ چلتا ہے کہ ان کی علوت
 تھی کہ ہر پیش آمد مسئلہ میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش فرماتے
 تھے، کوئی حدیث نہ ملتی تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ فرماتے
 ان کا متفقہ فیصلہ صادر ہوتا تو اجماع منعقد ہو جاتا، جس میں غلطی اور غلطی کا امکان
 نہ تھا، حضرت عمرؓ کی عادت شریفہ بھی یہی تھی، اکثر اجماع انہیں کے زمانہ میں
 واقع ہوئے، اور شریعت اسلامیہ کا تیسرا اصل اجماع جو کہ علم قطعی کا موجب ہے
 کی بنیاد پڑی۔ اور اختلاف کا سد باب ہوا۔ جزاھا اللہ عن امۃ محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم۔

شیعہ کا دوسواں طعن | ابو بکرؓ نے فاطمہؓ کو ان کے باپ کا میراث نہیں
 بابت میراث انبیاء دیا، فاطمہؓ نے کہا تھا، تو تھ، ابائک ولا وارث
 ابی ابو بکرؓ نے ایک ایسی صورت سے استدلال کیا جسکی روایت میں وہ مغرور تھے کہا۔
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے میراث میراث ابی ابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم وکنت مازکاء معلقۃ عن امۃ محمد

علیہ وسلم نحن معاشر الانبیاء نے فرمایا ہم انبیاء ذوارث ہوتے
لا نرث ولا نورث ما ترکناہ میں، نہ ہمارا ورثہ ہوتا ہے، جو
ہم چھوڑ جاتے ہیں، وہ مدثر ہے۔

یہ حدیث قرآن پاک کے صریح حکم کے خلاف ہے۔ ارشاد ہے:-
یوصیکم اللہ فی اولادکم اللہ تمہیں تمہاری اولادوں کے
لذکر مثل حظ الانثیین۔ بارہ میں حکم دیتا ہے، لڑکے کو دو روگیں
(النساء ۶۱) جتنا لڑے گا۔

بیات عام ہے، نبی اور غیر نبی سب اس میں آجاتے ہیں۔
فی قرآن میں ہے:-

وعدت سلیمان داؤد (النمل ۱۶) سلیمان داؤد کا وارث ہوا۔

نیز حضرت زکریا کے واقعہ میں ہے:-

فہب لی من لدنک ولیاً یوشی ویدت من آل یعقوب مجھے اپنی طرف سے دینی عطا کر جو
میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

(حدید ۲۵)

جواب اولاً:- یہ ہے اس حدیث کے بیان کرنے میں اگر ابو بکرؓ اکیلے بھی ہو تو بھی ان
کے حق میں تو اتار سے بھی قوی ہے، کیونکہ ابو بکرؓ نے خود زبان پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے یہ حدیث سنی ہے، بخیر و احوال اس روایت کو کہتے ہیں کہ بخیر صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیان کرنے والا کوئی ایک شخص ہو، اور تو اتار کے مقام تک نہ پہنچے۔ مذکورہ حدیث
ابو بکرؓ تک گئی اور نہ انہیں پہنچائی، لیکن ان کے حق میں خبر واحد قرار دی جائے، بلکہ خود
سنی ہے، قرآن کے حق میں یہ حدیث قطعی ہے، اگر دوسروں کے حق میں غنی ہوا
ان کے حق میں سے خبر واحد کہاں حاکمیت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس حدیث کے روایت کرنے میں ابو بکرؓ منفرذ بھی نہیں ہیں
ایک جماعت صحابہؓ اسے روایت کرتی ہے، مثلاً عبداللہ بن ابیہان، زبیر بن العوام،

ابو الدرداء۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اسے بیان کرتے ہیں۔
صحیح بخاری میں ہے ۱۔

دعا ملک بن اوس روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب نے علی، عباس، عثمان، عبدالرحمن بن عوف، زبیر بن العوام، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو خطاب کر کے فرمایا، میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، میں کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں کیا تم جانتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری وراثت نہیں ہوتی، جو چھوڑ جاتے ہیں صدقہ ہوتا ہے، صحابہؓ نے جواب دیا تم بھلا واقعی ایسا ہی ہے حضرت علیؓ اور عباسؓ کو کہا میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں تم جلاؤ کیا یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہے، دونوں نے جواب دیا ہاں آپ نے کیا فرمایا ہے، عمرؓ نے کہا اب میں اس معاملہ میں تم سے گفتگو کرتا ہوں۔ تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے نے مال نبیؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص کیا اور یہ آیت پڑھی۔
وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مَا يَدْرِي الْحَشَمَةُ۔ یہ مال نبیؐ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا اسے تنہا اپنے لئے اختیار نہ فرمایا، بلکہ تمہیں بھی اس میں سے حصہ رہے، باقی رہا بنو نضیر کا مال اس میں سے آپ اپنے اہل و عیال کا ایک سال کا خرچہ نکالتے، جو باقی بچتا اسے راہ خدا تقسیم فرمادیتے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے رہے، حاضرین نے حضرت عمرؓ کے اس بیان کی تائید کی، حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے بھی تائید کی، حضرت عمرؓ نے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو وفات دی اور ابوبکرؓ نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہوں، وہ تمام احوال ابوبکرؓ نے اپنے قبضہ میں لے لئے اور ان میں وہی عمل فرمایا، جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کرتے رہے، خلا جاتا ہے، ابوبکرؓ راست گرا، ٹیکو کار، اور حق پر عمل کرنے والا تھا۔

صفحہ ۲۸۴ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ فودت ما ترک من کتاب القرآن ۲
صفحہ ۲۸۵ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ فودت ما ترک من کتاب القرآن ۲

ابو داؤد میں مالک بن ادیس سے یوں مروی ہے۔

”حضرت عمرؓ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تین منایا تھے ۵

۱۱۱ بنو نضیر (۲۵) خیمہ (۳۰) ندک۔ بنو نضیر کو اپنے ذاتی خرچہ جات کے لئے موقوف فرمایا ندک کی آمدنی مسافروں پر خرچ فرماتے تھے، خیمہ کے تین حصے کئے ایک حصہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ میں اپنے اہل کا خرچہ نکالا۔ اس سے جو بچتا فقراء و مہاجرین پر صرف فرماتے ۵

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ابو بکرؓ کے پاس مطلق میراث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساملہ آیا، انہوں نے اس کے جواب میں لافورث والی حدیث مذکور پیش فرمائی، اور عمر فاروقؓ کے سامنے بنو نضیر کے اسواں کا تنازعہ آیا، انہوں نے کتاب و سنت اور عقلی دلیل سے استدلال کیا، قرآنی آیات فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ الْاَوَّلٰی الْاُخْرٰی۝۱۰۰ عَفْوَہُمْ وَالْمَاجِدِیْنَ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ الْاَوَّلٰی (النحر ۹) وَالَّذِیْنَ جَاءُوا مِنْ

بعدھو الْاَوَّلٰی (النحر ۱۰) سے انہوں نے مسلم کی وضاحت فرمائی۔

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے حضرت عمرؓ نے استدلال کیا، پہلے مذکور ہو چکی ہے، یعنی لافورث موقوفہ صدقہ اور عقلی دلیل یہ دی کہ ان اسواں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف بحیثیت مالک رقبہ نہیں تھا، بلکہ بحیثیت متولی بیت المال کے تھا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال فقی کو اپنی ملکیت میں نہیں لیا تھا، بلکہ بیت المال میں رکھا، اس سے آپ کی ملکیت رقبہ ثابت نہیں ہوئی کہ وراثت کا سوال پیدا ہو۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ آپ نے اس مال فقی کو مالک رقبہ کی حیثیت میں حاصل کیا تھا، تو یہ مسئلہ اپنی جگہ موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ملکیت وراثت میں تقسیم نہیں ہوتی، جیسا کہ جملہ مفسرین صحابہؓ نے اس کی شہادت دی، اور علیؓ و عباسؓ نے بھی اس حدیث کا اقرار فرمایا، یہ حدیث ہمارے سنن میں بھی تو اتر کے درجہ تک پہنچ

لے اب مفسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال مستلزم۔

کئی ہے کہ ایک جماعت صحابہؓ سے یہ حدیث مروی ہے۔

امامیہ بھی اس حدیث کو اپنی صحاح میں روایت کرتے ہیں، چنانچہ محمد بن یعقوب
الرازی کافی میں روایت ابو النضر بن امام ابو عبد اللہ جعفر الصادقؑ سے روایت
کرتا ہے، انہوں نے فرمایا۔

العلماء ودرثہ الامتبار و	علماء انبیاء کے وارث ہیں، اس
ذلك ان الانبياء لهم رؤسا	لے کہ انبیاء درم اور بنیاد و درثہ میں
درهما ولا دينامنا وانما ادقوا	نہیں چھوڑ جاتے وہ اپنی باتیں
احاديث من احاديثهم فمن	وراثت میں چھوڑتے ہیں، جو
اخذ بشي منهما فقد اخذ	انہیں لے لیتا ہے، اس نے
بخط واضح۔	پورا حصہ پالیا۔

کلہ نما امامیہ کے نزدیک بھی حرد تخصیص کے لئے ہے، لہذا انبیاء کی
وراثت صرف امامیہ میں

اکثر اہل سنت اور جمہور امامیہ کے نزدیک کتاب اللہ کے عموم کی تخصیص
خبر واحد کے ساتھ ہو سکتی ہے، جیسا کہ علی نے شرح النادی لا حول للعلی میں
تقریر کی ہے۔

نیز اکثر ائمہ نے بعض ترکہ سے اپنے وارثوں کو حصہ نہیں دیا، جیسا کہ تواتر
اہل مصنف وغیرہ سے اور خبر واحد سے استدلال کیا، جس کی روایت میں وہ
منفرد ہے، یہ کہنا کہ امام معصوم ہے، وہ جو کہے یا کرے لازمًا صحیح ہے، باطل
ہے کہ ان کا دعویٰ عصمت ثابت نہیں ہوا۔ باقی رہا آیت و حدیث سلیمان
داؤد (الق ۶۶) اور آیت پر ثنی دیوث من آل یعقوب (مریم ۵) سے استدلال
شیعہ مویہ غلط ہے اس لئے کہ ان آیتوں میں در ثن علم و نبوت مراد ہے
نہ کہ در ثن مال۔ چنانچہ کئی روایت کرتا ہے۔

یہ قول کافی باب فقہ اسم و ثن و ثن العلم بالعلماء و صحت و صحت
نکے اصول کافی ص ۱۱۱۔

عن ابی عبد اللہ ان سلیمان وراثۃ
داؤد وان محمد ا وراثۃ
الکلام کے وارث ہیں، اور محمد صلی
اللہ علیہ وسلم سلیمان کے۔

دیہ روایت بابا نگ وصل اعلان کرتی ہے کہ سلیمان کی وراثت علم و نبوت کی
وراثت تھی) آیت میں مال کی میراث مراد ہوتی تو وہ صرف حضرت سلیمان کے لئے
نہ ہوتی، بلکہ ان کے بھائی اور بہنیں بھی اس میں ان کے شریک ہوتے۔ و کذا
رداء الکافی عنہ

یہ بھی خور کرنا چاہیے کہ یحییٰ علیہ السلام نے کیا حلیہ السلام سے میراث مال لے
جائے، ممکن ہے، مگر تمام آل یعقوب سے میراث مال لینا کیسے مقصور ہو سکتا ہے؟
آیات مذکورہ کا سیاق بھی یہی دلالت کرتا ہے، اگر وراثت سے مراد علم و حکمت
کی میراث ہے۔

ایک سوال ابو بکر نے انوراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرات کیوں دیئے
جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جائیداد وراثت میں تقسیم نہ ہو سکتی تھی۔

جواب جن گھروں میں انوراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم سکونت پذیر تھیں، وہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی ان کی ملکیت تھے، قرآن پاک میں ہے:-
وقد فی بیوتکم الذیۃ
تم اپنے گھروں میں ٹھہری

رہو۔

(الاحزاب ۴۳)

بیوت کی اصناف انوراج کی طرف اس پر دلالت کرتی ہے۔

غیر انوراج کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ عام لوگوں سے
مختلف تھا، عام انسانوں کے فوت ہونے کے بعد ان کا نکاح منع ہو جاتا ہے،
اس لئے ان کی عورتیں حد تک و دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں، مگر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپ کا نکاح منع نہیں ہوتا
قرآن پاک میں ہے:-

ولان تنكحوا اذواجهن
بعد ۵۱ ہذا: (الاجز اب ۵۲)

اس دلیل کی بنیاد پر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نفقہ سکنی بیت المال کے

ذمہ تھا۔
ایک سوال اگر مسئلہ ہی تھا تو حضرت علیؓ کو حضرت ابو بکرؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کیوں دی؟

جواب حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث نہیں تھے، کہ ان کو وراثت میں تلوار دی جاتی، بلکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی بناء پر تلوار دی تھی، لہذا حضرت ابو بکرؓ کے قول و فعل میں کوئی تضاد و اختلاف نہیں تھا، ابو بکرؓ پر شیعہ کا فاطمہؓ نے دعویٰ کیا تھا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہواں قطع اسے فدک ہبہ فرمایا تھا۔ باوجودیکہ فاطمہؓ مسکونہ تھیں اور ابو بکرؓ نے تصدیق نہ کی، علیؓ اور امینؓ کو گواہی میں پیش کیا تو ان کی گواہی رد کر دی فاطمہؓ اس پر غضب ناک ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:-

فاطمہ بضعة منی
من اغضبها فقد اغضبني
فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے جو اسے ناراض کرے گا، اس نے مجھے ناراض کیا۔

جواب فاطمہؓ کا دعویٰ ہبہ کرنا اور اس پر حضرت علیؓ اور امینؓ کا گواہ ہونا شیعہ مفروضہ ہے، کسی صحیح روایت میں یہ بات نہیں ہے۔ شاہ ولی اللہؒ قدس سرہ نے قرۃ العینین میں اسی طرح فرمایا ہے:-
ابو بکرؓ قدس سرہ ہے۔

۱۔ حدیث مسند ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من اغضب فاطمہ بنی علی بن ابی طالب۔
۲۔ صحیح بخاری ۵۱۵۱ میں ہے: باب ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
۳۔ باب ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

عن الخيرة بن شعبة ان عمر بن
عبد العزيز جمع بين مردان
حين استخلف فقال ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم كانت له
فداك فكان ينفق منها ويعود
منها على صغير بنى هاشم ويروح
منها الى يهودا وان فاطمة
سألت ان يجعلها لها فاني تكاثرت
كذلك في حياة رسول الله
صلى الله عليه وسلم حتى مضى
سبيله فلما ان دلى ابو بكر عمل
فيها ما عمل رسول الله صلى
الله عليه وسلم حتى مضى سبيله
فلما ان دلى عمر بن الخطاب
عمل فيها بمثل ما عمل حتى
مضى سبيله ثم اقطعها مردان
ثم صارت لعن بن عبد العزيز
فرايت امرأته رسول
الله صلى الله عليه وسلم و سبيله
فاطمة البنية يحيى و ان
اشهدكم اني رددتها على ما
كانت يعني على عهد رسول
الله صلى الله عليه وسلم

مغيرة بن شعبة فرماتے ہیں عمر
بن عبد العزیز نے بنی مردان کو جمع
کیا، جب کہ وہ خلیفہ ہونے کا
فدک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے تھا، آپ اس سے خرچ
کرتے، بنی ہاشم کے چھوٹے بچوں پر
خرچ کرتے، ان کے یوگان کی
خادوی پر خرچ کرتے، فاطمہ نے
آپ سے مانگا تھا اگر آپ نے انکار
کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی زندگی میں اسی طرح رہا، آپ
چلے گئے، ابو بکر اس کا متولی بنا، اللہ
اسی طرح کیا جس طرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے وہ بھی چلے
گئے عمرؓ نے بھی اسی طریق پر عمل کیا جو
پہلے تھا۔ وہ بھی چلا گیا۔ بعد ازاں
مردان نے اسے جاگیر بنالیا۔ اب
عمر بن عبد العزیز کے پاس ہے
میں سوچتا ہوں کہ جو چیز رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؓ کو نہ
دی۔ میرا اس میں کوئی حق نہیں
ہے میں اسے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے دور کی پوزیشن میں دلائں

کرنا چاہتا ہوں۔

یہ حدیث پوری وضاحت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ فاطمہؓ کو بخشش نہیں کرویا تھا۔ اور نہ ہی مذکورہ آپؐ کی ملکیت تھا، بلکہ آپؐ کا اس پر تصرف بحیثیت متوفی بیت المال کے تھا۔ اس لئے کہ یہ جائیداد اگر آپؐ کی ملکیت ہوتی تو فاطمہؓ ایسی عزیز بیٹی کو آپؐ کا وارث نہ فرماتے۔

بالغرض واقعہ مذکورہ بالا کی صحت تسلیم کر لی جائے، تو یہی مدعی کے دعویٰ کو ٹھیک ہے وہ بقول شیعہ معصوم ہو کیونکہ اہل سنت کے نزدیک ان کی عصمت ثابت نہیں، ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی پر حضرت ابو بکرؓ نے تسلیم نہیں کیا، تو قرآن پاک کے مین مطابق کیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

واستشهدوا شہیدین من الرجال والنساء
فان لہن ما لہم من دھار
واما انان (النقرة ۲۸۲)
مرد اور دو عورتیں۔

یہ حکم معصوم اور غیر معصوم سب کے لئے یکساں ہے، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بھی مطابق ہے، اس لئے کہ ہمہ مہوہوب لہ کے قبضہ کے بغیر نام نہیں ہوتا اور مہوہوب لہ کے ملک میں نہیں آتا، موافق و مخالفت سب ہی اس بات کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مذکورہ حضرت فاطمہؓ کے قبضہ میں نہ آیا، یہی وجہ ہے کہ علیؓ نے بھی یہ جائیداد اپنے اہل ام خلافت میں فاطمہؓ کی اطاعت میں تقسیم نہ فرمائی۔

امامیہ علماء میں سے مؤلف مسند اہل الکین و حنفیہ اور علامہ زبیری نے بیان کیا ہے کہ جب فاطمہؓ خفہ ہر گز نہیں اور اس بارہ میں ابو بکرؓ سے گفتگو کرنا چھوڑ دی، تو یہ بات ابو بکرؓ پر شاق گذری انہوں نے فاطمہؓ کو مانا چاہا۔ آپؐ فاطمہؓ کے ہاں گئے، اور فرمایا اے دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کا، آپؐ نے دعویٰ کیا ہے، میں دیکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تمہارا خرچہ نکالتے

اور باقی فقرا و مساکین اور مسافروں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ فاطمہؓ نے فرمایا تم بھی اسی طرح کرتے رہو، جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے، ابو بکرؓ نے فرمایا تم بخدا میں اسی طرح کروں گا، فاطمہؓ نے کہا تمہیں خدا کی قسم ہے، اسی طرح کرو گے، ابو بکرؓ نے کہا اے اللہ! آپ میرے اس جہد پر گواہ ہیں، تو فاطمہؓ راضی ہو گئیں ابو بکرؓ نے فاطمہؓ کو ان کا خرچہ دیا اور باقی فقرا و مساکین اور مسافروں میں تقسیم کیا؟
ابن مسعودؓ علیؓ مسیح الکرامۃ میں لکھا ہے:-

لما د عظمت فاطمۃ باقی بکرو عظمیٰ جب فاطمہؓ نے ابو بکرؓ کو فدک کے
اللہ عنہا فی فداک کتب لہا بارہ میں وعظ کیا، تو اس کے لئے ایک
کتا با وردہ ہا علیہ، تحریر لکھی، اور فاطمہؓ کے سپرد کر دی۔

علامہ امیر کی روایات مذکورہ سے واضح ہوا کہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی باقی ضروری تھی۔ اگر بالفرض یہ بھی تسلیم کر لیا جائے، کہ فاطمہؓ ناراضی نہ ہوئیں، اور وفات تک عیشہؓ میں رہیں۔ تو بھی ابو بکرؓ پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا، فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غضبنا نقدا غضبنا سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی ذاتی ضرورت کی بنا پر کوئی ایسا کام کرے، جو فاطمہؓ کے غضب کا موجب بنے یا اس قسم کی کوئی بات اس سے سرزد ہو، اور اس کا منشا فاطمہؓ کو ناراض کرنا ہی ہو، اور وہ شخص اس کی زور میں ڈانے گا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی معاملہ میں فرمان پیش کرے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نافذ کرے، اور فاطمہؓ ناراض ہو جائے، کیونکہ یہ قول فعل اس صورت میں ابو بکرؓ کی طرف سے نہیں ہے، بلکہ شارع علیہ السلام کی طرف منسوب ہو گا۔
دیکھئے اللہ کا ارشاد ہے:-

ومن یقتل مؤمنا متحداً جو جان بوجہ کر مؤمن کو قتل
فجزاؤہ جہنم (النساء ۹۳) کرتا ہے، اس کی سزا جہنم ہے۔

اگر کوئی حاکم رقت حد یا قصاص میں کسی مؤمن کو قتل کر دے، تو وہ اس
لئے عودہ نہ ہو، اور اس سنت کی شہریت نہ ہو، لیکن اگر کوئی عیسائی یا مجوسی ہو، تو وہ عودہ نہ ہو، ۱۳

آیت کی زد میں نہ آئے گا۔

حضرت فاطمہؓ پر قصہ طلب میراث یا دعویٰ ہبہ میں جو یہ لفظ مروی ہیں۔
ایک اعتراض

نقصیت یعنی فاطمہؓ و بعد تنکلو اس سے ابو بکرؓ پر کوئی اعتراض نہیں آتا، ان حضرت فاطمہؓ پر اعتراض آگے آ سکتا ہے کہ جب ابو بکرؓ نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا فورث ہے استدلال فرمایا دعویٰ ہبہ میں قرآن پاک کے حکم کے مطابق فاطمہؓ سے گواہ طلب کئے، اور نصاب شہادت پورا نہ ہونے کی وجہ سے باتباع نصوص کتاب و سنت شہادت غیر مسموع قرار دے دی، اور فاطمہؓ کی مرضی کے مطابق فیصلہ نہ کیا، تو اس پر فاطمہؓ ناراض کیوں ہوئیں، ان کا اس فیصلہ پر ناخوشی کا اظہار کرنا۔ آیات ذیل کے خلاف ہے۔

۱۔ ما کان لمومن ولا مؤمنة اذا
تقضى الله ورسوله امرا ان یکن
لہما الخیر من امرہما۔
کسی مؤمن مرد یا عورت کو لائق نہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد انہیں اپنا اختیار باقی ہو۔
(الاحزاب ۳۶)

۲۔ فلا یردک الا یمنون حتی
یحکمولک فیما شجر بینہم ثم
لا یجدوا فی انفسہم حرجا
مما قضیت ویسلموا تسلیمًا۔
تیرے رب کی قسم یہ لوگ تو میں نہ ہوں گے جب تک اپنے نزاعات میں آپ کو حکم نہ مان لیں، اور پھر آپ کے فیصلہ پر دل میں تنگی نہ پائیں اور تسلیم کر لیں۔
(النساء ۶۵)

جواب بعض علماء نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ فاطمہؓ بھی ایک انسان تھیں وہ بھی نفس رکھتی تھیں بعض اوقات صفات نفسیے اختیار ظاہر ہو جاتے ہیں جس پر کوئی مؤخذہ نہیں ہوتا۔ (لا یکلف اللہ نفسا الذی یحیا) ابو بکرؓ کا فیصلہ پر چلے شرح کے میں سرائق تھا، مگر حضرت فاطمہؓ کی طبیعت کے خلاف تھا اس لئے بے اختیار انہیں غصہ آگیا اور ناراض ہو گئیں۔

فقیہ کے نزدیک یہ جواب کمزور اور حدیث پر مستند ہے، کیونکہ اس طرح کے نفوس مطہرہ سے صفات انسانی کا ظاہر ہو جانا بعید ہے، درحقیقت یہ کوئی جواب ہی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کرنا ہے کہ صفات انسانی نہ پانا کام کیا تھا، اگرچہ اس سے عدالت میں خلل واقع نہ ہوا۔

فقیہ کے نزدیک صحیح جواب یہ ہے۔

طلب میراث کا جو واقعہ صحیح بخاری میں مذکور ہے، اس میں یہ لفظ وارد نہیں۔
 فوج و جہاد و لحد و تکلیف حتی
 نادام ہوئی یا غلین ہوئی اور گفتگو
 نہ کی جتنی کہ عزت ہو گئی۔

حجبت ایک مشترک لفظ ہے اس کے معانی غضبیت - مذمت - اختتمت آتے ہیں اس جگہ اصل راوی نے وجہ عزت یعنی عزت یا غنیمت استعمال کیا تھا بعض روایات نے سمجھا کہ شاید وجہ عزت بمعنی غضبیت کے ہے، اور پھر اس نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے غضبیت روایت کر دیا اس حدیث کے صحیح معنی یہ ہیں۔

جب حضرت فاطمہؓ نے ابو بکرؓ کا جواب سنا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر بہتہ چلا کہ سوال درست نہ تھا، نادام ہوئیں یا غلین ہوئیں کہ یہ فعل مجھ سے کیوں ہوا اس صورت میں لحد و تکلیف بات کا مطلب بھی واضح ہو گیا کہ اس بارہ میں پھر کوئی بات چیت نہ کی۔

ایک سوال حضرت فاطمہؓ کی مرثیہ طلب کرنا غرض قرآن کے موافق تھا، اور حدیث لا فدیث کی آپ کو اطلاع نہ تھی۔ اطلاع کے بعد طلب میراث سے دست بردار ہو گئیں پھر نادام ہونے اور غلین ہونے کی کیا وجہ ہے۔

جواب اس سلسلہ میں فاطمہؓ الزہراءؓ سے کوئی جرم سرزد نہیں ہوا، بات یہ ہے کہ امیر کے مقرب ترین بندوں سے اگر کوئی ایسا قول یا فعل بھول کر صادر ہو جائے جو جان بوجھ کر نہیں صادر ہونا چاہیے تھا۔ اسے بھی یہ عظیم انسان معصیت تصور بلکہ گناہ سمجھتا تھا۔

کر کے نام ہوتے ہیں، اور عزوہ ہوتے ہیں کہ کاش ایسا نہ ہوتا تو بہتر تھا۔
جس طرح آدم علیہ السلام نے پورہ بھول کر کھایا ارشاد ہے۔

فشی ولیرجدا لہ عزماً
میں پھٹکی نہ پائی۔
(طہ ۱۱۵)

اسی طرح نوح علیہ السلام نے اپنے کافر فرزند کے بارہ میں حق تعالیٰ کی جناب میں
فریاد کر دی ارشاد ہے۔

رب ان ابی من اہلی
وان وعدك الحق وانت
احکما المحاکمین (ہود ۴۵)
اے میرے رب میرا بیٹا میرے
اہل سے ہے، اور آپ کا وعدہ سچا
ہے، اور آپ احکم الما کلین ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں سے فدیہ قبول فرمایا
فدیہ لینے کے مباح ہونے کی بنا پر، مگر حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

لولا کتاب من اللہ سبق
لمسکد فیما اخذتم عذاب
عظیم۔ (الانفال ۶۸)
اگر اللہ کی طرف پہلے فیصلہ نہ
ہو چکا ہوتا تو تمہیں فدیہ لینے پر
عذاب عظیم پہنچ جاتا۔

یہ افعال صراحتہ اللہ کی نافرمانی نہیں تھے، مگر اللہ کی منشا اور اس کی رضا کے
مطابق نہ تھے، یہ ظاہر ہوتے ہی انھیں انھیں استغفار کرتے ہیں، اور نام ہو جاتے
ہیں، چنانچہ آدم علیہ السلام نے فرمایا۔

ما بنا ظلمنا انفسنا وان لیر
تغفر لنا ورحمنا لمنکو من
من الغاصرین۔
اے ہمارے رب ہم نے اپنی
جانوں پر ظلم کیا، اگر آپ ہمیں بخشیں
اور نہ رحم کریں، ہم نقصان ڈالوں
سے ہو جائیں گے۔

(الاحزاب ۲۳)

نوح علیہ السلام نے عاجزی کی۔

اعوذ بک ان امثلک
میں آپ کی حفاظت میں آتا ہوں

مالیس فی ہذا علمہ ۱۰
نقصانی و ترجمانی اکین من
الخاصہ بن۔
کہ وہ مانگوں جس کا عجی علم ہے، اور
اگر آپ نے مجھے نہ بخشا، اور میرے
پر رحم نہ کیا، تو نقصان والوں سے
ہو جاؤں، (ہود ۷۷)

سرورِ دُعا عالم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے پر بہت غمگین ہوئے
روئے اور فرمایا اگر اللہ کا عذاب آجاتا، تو اس سے عمرہ کے سوا کوئی حجت نہ پا سکتا
کیونکہ اس نے قیدیوں کو قتل کر دینے کا مشورہ دیا تھا اور اللہ اعظم
بزرگوں کا مقولہ ہے حسنات الابرار سیئات المقربین، اور کسی نے کیا سچ کہا ہے
کارِ پاکاں راقیاس از خود، یگر گریہ ماندور زو مشتقِ غیر
غیراں باشد کہ آدمی خورد غیراں باشد کہ آدمی بخورد

دوسری فصل حضرت عمرؓ پر شیعہ عائد کردہ مطاعن کے جواب میں

اس فصل میں تاریخی معلم خلیفہ ثانی امیر المؤمنین عمرؓ بن الخطاب پر شیعہ کے عائد کردہ
گیدہ اعتراضات کا جواب پیش کیا گیا ہے۔
حضرت عمرؓ پر پہلا شیعہ
طعن مسئلہ و روایات سے راوی ہیں۔

انہ اشتد برسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وجہ۔
فقال ما رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ابیتونی نکنت
اكتب تکم کتابا لہی قتلوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تکلیف زیادہ ہو گئی، آپ نے فرمایا
کا قتلے کا، تمہیں کتاب سکھو دوں،
اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہوؤ گے،
جھگڑا کیا، اور کہنے لگے، آپ کا کیا

لے بیچ سلم علیہ وسلم باب اللہ والکفر فی حقہ جدا باہر منتقم۔
لے بیچ سلم علیہ وسلم کتاب اللہ والکفر فی حقہ جدا باہر منتقم۔

قَالَ لَيْسَ هَذَا بِمُحَمَّدٍ (الْمَدَائِكُ ۱۲) فیصلہ نہیں کرتا یہ لوگ کافر ہیں۔

نیز عمرؓ نے اوب و احرام کو ملحوظ نہیں رکھا کہ کہا تھا علیہ الصلوٰۃ یعنی آپ پر تکلیف کا ظہور ہے، نیز اخیراً استفہامہ میں ہدایاں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی، جو کہ عصمت نبوت کے منافی ہے، اور انکار عصمت سے انکار نبوت لازم آتا ہے۔

جواب پہلی بات کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ اظہارِ وحی کی کیفیت اور کفار کے ساتھ جہاد کے طریقوں میں اور جن معاملات میں ابھی وحی الہی نازل نہ ہوئی تھی ان سب امور میں آپ فقہا صحابہؓ سے بحکم خدا و شاہد صدق الامور اک حمران و شاہد مشورہ فرمایا کرتے تھے، خصوصاً شیعین ابو بکر و عمرؓ سے جن کے بارہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَذَلَّلَی مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ ابُو بَكْرٍ
وَعُمَرُ اخْرَجَهُ الْاَثَمَنِی۔
زمین والوں میں میرے وزیر
ابو بکر و عمرؓ ہیں۔

نیز فرمایا۔

لَا غَنَیَ لِي عَنْهُمَا اَتَّخِذُ مِنَ الدِّينِ
كَالْحَنْظَلِ وَالْبَصْمِ۔ اخْرَجَهُ
مِنْ اَنْ دَوْلُوں سے بے نیاز
نہیں ہو سکتا، یہ دین میں کال اور
آنکھ کی طرح ہیں۔

یعنی ابو بکر و عمرؓ کو میں باہر بیچ کر اپنے سے جدا نہیں کر سکتا، یہ دونوں بھی ہمیشہ آپ کو مشورے دیتے، اور عام طور پر ان کی رائے کے مطابق وحی اتری،

جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے بارہ میں اور ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس طرح منافقوں کے جنازہ پڑھنے میں اس طرح کے اور بھی کئی

لے جامع ترمذی جلد ۲ ص ۱۱۱ باب مناقب ابو بکر
لے المستدرک کتاب عمرؓ و صحابہ جلد ۱ ص ۱۱۱۔

واقعات ہیں، حضرت عمرؓ کا مذکورہ الصلوات میں توقف فرمانا گویا آپ کا مشورہ ہے کہ اس پہنچا ترک کتابت زید، بہتر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی رائے کو درست قرار دے کر تسلیم کر لیا، خمیس کا بغیر دن اور جمعہ، ہفتہ اور اتوار تک آپ زندہ رہے، پھر کتابت کا حکم نہیں دیا، اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی کتب امامیہ میں ملتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قرآن لا الہ الا اللہ دخل الجنة اس ارشاد کے لوگوں تک پہنچانے کا نظارہ میں عمر بن الخطاب کی رائے کو آپ نے قبول فرمایا، اور حضرت ابو ہریرہؓ کو عام منادی کرنے سے منع فرما دیا۔

اس سے معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے کچھ دینے پر اللہ کی طرف سے ممانعت تھی، اور نہ رکاوٹ کرنے والوں کو نہ جبر فرماتے اور قلم و دوات پیش کرنے کا تاکید بھی فرماتے، جس طرح کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کو حضرت عمرؓ کے اہم بنانے کے مشورہ میں نہ جو تو بیخ کی اور تاکید فرمایا۔

مؤدا ابا بکر غلیبہ
ابو بکرؓ کو حکم کرو، وہ لوگوں
بالناس۔
کو ناز پڑ جائے۔

اگر اللہ کی طرف سے کوئی حکم پہنچانا تھا جو کہ نہ پہنچایا جاسکا۔ اس سے لازم آتا ہے کہ آپ نے اس آیت پر عمل نہ فرمایا، اور یہ بات عصمت کے خلاف ہے۔

یا ایہا الرسول بلغ ما
انزل الیک من ربک و
ان لم تعذر نبیا بلغت
رسالتہ وانک یحکم من
الناس (المائدہ ۶۷)

اے رسول! آپ کے رب کی
طرف سے جو آپ کی طرف آنا لگیا،
اسے پہنچا دیں، اگر آپ نے نہ پہنچایا
تو رسالت کو نہ پہنچایا، اور اللہ آپ
کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

اس لئے یہ مفروضہ ہی غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نئی

۱۔ بیچ مسلم باب الدلیل علی ان کلماتہا توحید علی الجنۃ ص ۲۵۔

۲۔ بیچ بخاری جلد ۱۰ باب الدلیل علی ان کلماتہا توحید علی الجنۃ ص ۲۵۔

بات کھوانا چاہتے تھے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا تھا اور نہ کچھ سکے، اور نہ پہنچا سکے۔ (نور بالہ)۔

ما ينطق من الهوى
ان هو الا وحى يوحى علمه
شديد القوى۔
والنجم ۲ تا ۵)

آپ اپنی خواہش کے تحت
نہیں بولتے یہ تو صرف وحی ہے،
جو آپ کی طرف القا ہوئی، سخت
قوت کے مالک نے آپ کو
تعلیم کی۔

اس آیت کا صحیح معنی یہ ہے۔

ما ينطق القرآن عن
الهوى ان هو ليعنى القرآن
الادعى يوحى۔

قرآن کو آپ اپنی خواہش سے
نہیں بولتے، بلکہ یہ قرآن اللہ کی
طرف سے وحی شدہ ہے۔

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع منطوقات مراد نہیں ہیں
ورنہ علمہ شدید القوى (النجم ۲-۵) میں بھی جمیع منطوق کی تعلیم جبریل مراد
ہونی چاہیے، حالانکہ ایسا کوئی نہیں کہتا۔

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع منطوق اللہ کی وحی ہوتے تو
اللہ تعالیٰ کیوں فرماتا۔

لقد اذنت لبعيد۔
(التوبة ۲۲)

آپ نے ان کو اجازت کیوں
دی؟

نیز یہ آیت نازل نہ ہوتی۔

لقد هدم ما احل الله لك،
(التقوى ۱)

آپ وہ چیز کیوں حرام کہتے
ہیں، جو اللہ نے حلال بتائی۔

امیہ بھی اس کے قائل نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبر بولتے ہیں۔
سب وحی ہوتا ہے، دیکھئے محمد بن الحنفیہ امیر المؤمنین علیؑ سے راوی

ہیں، انہوں نے فرمایا:-

لقد أکثر الناس علی ماریة
القطیبة أما براء ہیثم ابن
النبی علیہ اللہ علیہ وسلم فی ابن
عمیر لہا قطیة کان یزورها ویختلف
الیہا فقال لی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم خذ هذا السیف
وانطلق فان وجدته عندھا
فاقتله فلما اقبلت نحو عتبات
ارمینہ اتی غطفہ فزق الیہا نحرہ
رہی بنفسہ علی قفاہ وشغرا
رجلہ فاذا بہ احب اسمہ
مالہما للرجال لا لقلیل ولا
کثیر قال فعدت السیف
ورجعت الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاخبرته فقال
الحمد لله الذی صارت
عنا الوجس اهل البیت -
کذا ذکرہ النضر یفہ البغوی فی کتاب
الدواعی -

ماریہ قطیبہ کے بارہ میں
جو کہ ابراہیم خضر زندر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی والدہ ہیں، لوگوں نے
اس کے پچھرے بھائی سے متعلق بہت
باتیں بنائیں، جو اس کے پاس آتا جاتا
تھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا یہ تلوار لو، اگر تم اسے دریہ
کے پاس پاؤ تو قتل کر دو، علیؑ اس
کی طرف گیا تو وہ ایک گھجور کے درخت
پر چڑھ گیا، اور گدی کے بل خود کو
نیچے گرایا اس کی ٹانگ اٹھ گئی وہ
مقطوع الذکر تھا مردوں کی طرح
نہ تھا، نہ سوترا نہ زیادہ میں نے
تلوار میان میں کی، اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا، اور
آپ کو اس کی اطلاع دی آپ
نے فرمایا اللہ کا شکر ہے، اس نے
ہمارے اہل بیت سے جس کو دودھ
فرمایا ہے -

اگر جمیع منطوق وحی ہو تا، حضرت علیؑ کو قطیبی کے قتل کرنے کے لئے نہ
بھیجتے، بشورہ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی مراجعت جرم
نہیں ہے، بلکہ اس کا حکم ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ

کے مشورہ سے دوبارہ اللہ کی جناب میں مراجعت کی حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم بچا پس نماز کا ہو چکا تھا۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو حکم مل چکا ہے۔

ان ات القوم انظارا لملین قوم
فرعون الا یقتون۔ الامیۃ
ظالم قوم یعنی قوم فرعون کے پاس
جاؤ، وہ کیوں نہیں ڈرتے۔

مگر موسیٰ علیہ السلام اس کے بعد رب قدوس کی جناب میں مراجعت فرماتے ہیں
اے اخاف ان یکذلکون
اے اللہ تعالیٰ (میں نے) ڈرنا ہے
اے اخاف ان یقتلون۔
قتل نہ کر دیں۔

(الشعراء ۱۲-۱۴)

لہذا حضرت عمرؓ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بارہ میں مراجعت فرمانا کیسے دینی رو کرنے کے مترادف بن سکتا ہے!
حضرت عمرؓ کا مشورہ ”قد غلب الوجد“ اظہار شفقت کے طور پر ہے، تکلیف کا غلبہ ایک بشری تقاضا ہے، ”انبیاء اور غیر انبیاء سب اس میں برابر ہیں، اس میں ترک ادب کی کوئی بات نہیں۔“

نیز مشورہ ”احبوا استفہم“ دو معانی کا مکمل ہے۔ (۱) جو لوگ تم کو قلم و دوات لانا چاہتے تھے، وہ استفہاء انکار کے طور پر کہہ رہے ہیں کہ کیوں تم کو قلم و دوات لانی چاہئے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ یا نہ اعمال ہے اس لئے آپ جو فرماتے ہیں اس پر عمل کرنا چاہئے۔ (۲) وہ لوگ جو قلم و دوات لانے میں ترقفت کر رہے

تھے تاہم جامع نے یہی مفہوم واضح کیا ہے، ”دیجئے شرح المنذری فی مسلم ص ۲۵۰۔ نیز لفظ ”مجرع“ سے ہے جس کا معنی ”مہر“ چھوڑنے کا ہے، ”نازل کا مقصد یہ ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں چھوڑ دیتے ہیں؟“ اب یہی جہاد تحقیق کرنا ہے، جنم بھی ہو سکتا ہے، یا وہ ہے ”قد غلب الوجد اور منکر القرآن“ جبکہ اب اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مقابلہ میں ہمیں فرمایا، ”بلکہ عمرؓ کے ساتھ کسی نے مراجعت کی ہے۔“ اس کے جواب میں کہا ہے، ”دیجئے شرح المنذری ص ۲۵۰ ص ۲۵۰۔“

تھے، یہ ان کا مقولہ ہے، اس صورت میں ہجر کا مقصد یہ ہے کہ آلات تکلم کے مکرور ہونے اور زبان پر خشکی کے غلبہ کی وجہ سے آپ کی بات بخوبی نہیں سمجھی جا سکی، اور بارہ آپ سے پوچھتا کہ آپ کے حکم کی بجا آوری کریں، کبھی صحیح روایت میں نہیں ہے کہ یہ مقولہ اصح و مستقیم ہے حضرت عمرؓ نے کہا تھا۔

کیا قلم و روایت منکولانے کا مقصد یہ سوچنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت علی بن ابی طالبؓ کو دینا تھا؟ حضرت علیؓ کی خلافت سکھانا چاہتے

تھے، باطل ہے، ہو سکتا ہے، اس کے علاوہ کچھ اور سکھانا چاہتے ہوں، امام احمدؒ نے فرمایا کہ یہ روایت کرتے ہیں۔

عن علی بن ابی طالب قال
امر فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ان اُتٰیہ بطبق یکتب فیہ
ما لا تضل امت من بعدہ
فخشیت ان یفوتنی نفسہ
قال قلت انی احفظ و اعمی
قال اوصی بالصلوٰۃ و
الزکوٰۃ و ما ملکت
ایما نکیر۔

علیؓ فرماتے ہیں مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا میں ایک طبق لائوں جس پر آپؐ لکھیں تاکہ امت آپ کے بعد گمراہ نہ ہو، میں نے خطرہ محسوس کیا، آپ میرے لانے سے پہلے نہ فوت ہو جائیں، میں نے کہا جی آپ مجھے بتادیں میں یاد رکھوں گا، آپ نے فرمایا میں نماز اور زکوٰۃ اور غلاموں کے بارہ میں وصیت کرتا ہوں۔

اگر خلافت کا فیصلہ کرنا چاہتے تھے، تو وہ ابو بکرؓ کی خلافت ہی ہو سکتی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

ادعنی لی ایاک و اخاک
اكتب لانی بک کتابا الحدیث

میرے لئے ابو بکرؓ اور اپنے بھائی کو بلاؤ میں ابو بکرؓ کے لئے کتاب

۱۔ صحیح مسلم ۲۔ مسند ابی بکرؓ ۳۔ مسند احمدؒ ۴۔ مسند حسن

مکھ دول۔

اکابرین امت پر شیعہ کی غلط بیانیوں

شیعہ گروہ ائمہ عظام پر غلط بیانی کر کے ان کی طرف ایسی چیزیں منسوب کرتا ہے، جن میں مخرج مخالفت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مخالفت احکام قرآن لازم آتی ہے اعلیٰ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو فاسد اور کمزور تاویلیں کر کے مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کرتے ہیں اور ان کی تکفیر کرتے ہیں ما اصابہم وما اکفرھم۔

ائمہ پران کی غلط بیانیوں کے چند حوالے ملاحظہ کیجئے۔

۱۱۔ محمد بن بابویہ امانی میں اور علی ارشاد القلوب میں روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہؑ کو سات درہم دیئے، اور کہا علیؑ کو دسے، وہ اہل خیال کے لئے طعام خرید کر لائے، کیونکہ ان پر صہوک کا غلبہ تھا۔ فاطمہؑ نے علیؑ کو دسے دیئے، اور کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہمارے لئے طعام خرید لاؤ، علیؑ درہم لے کر دروازہ سے باہر نکلے ایک سائل کی آواز سنی وہ درہم اس کو دے دیئے۔

شیعہ کی بیان کردہ اس روایت میں علیؑ کو مخالفت امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت میں پیش کیا گیا ہے، اور اس میں دوسرے کے مال میں بلا اجازت تصرف بھی ہے، اور اہل پرستش کرنا بھی کفران کی صہوک کا خیال نہ کیا، اور یہ بھی کہ ایک مظلوم کام کیا، اور اہل دخیال کا فقر جو کہ واجب تھا ترک کر دیا، عمرؓ اور علیؑ کے افعال پر رضا ظاہر کرنا، اور ان کی زندگی کا خیال رکھنا اس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دونوں برابر ہیں۔

۱۲۔ انزل اللہ کے حکامات اپنے ائمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے غیر ملوک اور غریب کے ساتھ باذن مالک مجاہد کی اجازت دی ہے، حالانکہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَا تَزِدْ لِلْكَافِرِ مِنْ يَدِهِ شَيْئًا إِنَّ يَدَهُمْ فِي الْغُلَاظِ جَارَتْ جَارًا۔

والذین هم لغوا وجہہم
حافظون الا علی العاجم
او ما ملکک ایمانہم فانہم
غیر مملوین فمن ابغی
ولاعذلک فاولئک ہم
العادون (المحارجہ ۲۹-۳۱)

جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت
کرتے ہیں، بیویوں اور اپنی ملوک
لوٹڈی کے سوا کہ ان کو کوئی طاقت
نہ ہے، ان کے علاوہ جو تلاش
کرنے لگا، پس وہ حد سے بڑھنے
والے ہیں۔

دیکھیے ماریٹلی ہوئی لونڈی نہ بیوی کے حکم میں ہے، اور نہ ملک عین
کے حکم میں۔

۱۳۔ خون اور زخم سے آلودہ کپڑے میں نماز پڑھنا جائز کہتے ہیں، حالانکہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وشیاءک فطہر (المندثرہ)

۱۲۔ جس آدمی نے کسی مسلمان کو قتل کر دیا ہے، اس کی اولاد کو غلام بنالینا حکم لگاتے
ہیں، حالانکہ حکم الہی اس بارہ میں قصاص ہے۔

۱۵۔ بعض ترک میں بعض طرٹوں کو مخصوص کر دیتے ہیں، حالانکہ نص قرآنی عام ہے،

۱۶۔ امام سادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عورت کو مسئلہ اسلام کی
تعلیم سے منع کر دیا ہے۔ اور امام کاظم سے نسبت کیا کہ اس نے مخلوق کو اصول دین
سیکھنے سے روکا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم علوم کا حکم فرمایا ہے۔

۱۷۔ فرقہ کاظمی ۲۵۰ مسند باب اول یعنی فی الشرب، جو خلاصہ مالک اور ماہی۔
۱۸۔ فرقہ کاظمی ۵۰ مسند میں ہے، فرقہ نے مسلمان کو کھلی گڑیا، امام ابو جعفر کہتے ہیں مقتولی کے درجہ
کے سپرد کر دیا جائے، چاہیں قتل کو جس چاہیں، معاف کریں، اور چاہیں اسے غلام بنالیں۔ اجماعی۔
۱۹۔ کتاب حدیث، باب العلم بقتل آدمی، اور بقتل اہل اسلام

۲۰۔ فرقہ کاظمی جلد ۱ ص ۶۷-۶۵ کتاب المحدث ابی ہریرہؓ کہ من الولد ورن خیر وہی ہے۔
ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جب ایک شخص فوت ہو جائے تو اس کی صورت یا کھنسی یا کھنسی یا کھنسی یا کھنسی یا کھنسی
مسلمانوں میں اس کی سزا دی گئی ہے جسے چاہیں یا چاہیں یا چاہیں یا چاہیں یا چاہیں۔ اجماعی۔

۲۱۔ فرقہ کاظمی جلد ۱ مسند کاظمی قرطوبہ میں مسند فیروز مدنی۔ باب حکم اور جلد المارۃ۔

حضرت عمرؓ پر شیعہ کا دوسرا طعن | عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کے
حضرت فاطمہؓ کا گھر جلانا | گھر جلانے کا حکم دیا۔

جواب | یہ باطل ہے، اور روافض کی من گھڑت کہانیوں میں سے ایک کہانی
روافض اس بارہ میں باہم اختلاف ہیں۔ اکثر کہتے ہیں کہ گھر جلایا، بعض کہتے ہیں جلانے
کا ارادہ کیا۔

اگر بقول روافض گھر جلایا یا جلانے کے لئے سامان جمع کیا تو ایسا اہم واقعہ کو امت
تک متواتر ذرائع سے پہنچنا چاہیے تھا۔ اگر وہ اس میں جلائے کا ارادہ کیا تھا تو اس کی اطلاع
کیسے ہوئی۔

حضرت عمرؓ پر شیعہ | عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے انکار
کا تیسرا طعن | کر دیا تھا، اور حنفیہ کہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فوت نہیں ہوئے۔

جواب | یہ بات طعن کے قابل نہیں ہے، اور نہ ہی اس پر دلیل کہ عمرؓ کو اس حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے جواز کا علم نہ تھا۔ یہ سب حضرت عمرؓ کے والدہانہ محبت
اور فرط عشق کی بنا پر ہوا جو حضرت عمرؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی
آپ کی وفات سے عمرؓ حواس باختہ ہو گئے، اور محرمات سے نہ ہوں ہو گیا، ایسے موقع
میں ماضی طور پر ایسا ہونا بعید نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ پر | عمرؓ مسائل شرعیہ کا علم نہ رکھتا تھا، ایک حاملہ عورت کے جرم کا
چوتھا شیعہ طعن | حکم دیا، حضرت علیؓ نے سمجھایا۔

ان کان ذلک علیہ باسبیل | اگر عورت قصور وار ہے تو اس
فلین لك علی ما فی بطنہا | کے پیٹ والا تو قصور وار نہیں ہے
سبیل فقال عمرؓ لولا علی | عمرؓ نے کہا علیؓ نہ ہوتا، عمرؓ
لہذا علیؓ عمرؓ۔ | ہلاک ہو جاتا۔

اسی طرح ایک پاگل عورت کے رحم کا حکم صادر کیا تو حضرت علیؑ نے کہا:-

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا قَرَأَ الْقَلْبُ عَنْ الْمَنَافَةِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ وَعَنِ الطِّفْلِ حَتَّى يَحْتَلِمَ -
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا نیند والے سے قلم اٹھا دیا گیا ہے، حتیٰ کہ جاگے، اسی طرح مجنون سے عقل آنے تک اور اسی طرح نابالغ بچہ سے بلوغت تک۔

اسی طرح اپنے فرزند ابوشمہ کو حد نہ ناسں درے مارے حتیٰ کہ وہ مر گیا، اور باقی درے موت کے بعد لگا دیئے، حالانکہ میت غیر مکلف ہے، اس پر حد قائم نہیں کی جاسکتی۔

اسی طرح عمرہ کو شراب پینے کی حد کا پتہ نہیں تھا، ان واقعات سے معلوم ہوا عمرہ کو سائل شرعیہ کا علم نہیں تھا، لہذا وہ امامت کے قابل نہیں ہے۔
جواب حضرت عمرہؓ کا معاملہ عورت کو رحم کرنے کا حکم دینا موضوع ہے، کسی روایت میں ثابت نہ ہے، مجنونہ کے رحم کا ارادہ بھی اہل سنت کی کسی کتاب میں پسندیدہ صحیح ثابت نہیں ہوا۔

اگر بالفرض حضرت عمرہؓ نے مذکورہ دو حکم صادر فرمائے تھے، تو ہو سکتا ہے، انہیں عورت کے حمل اور جنون کا علم نہ ہوا، ہوا مگر یہ واجب نہیں کہ وہ حمل کے بارہ میں سوال کرے،

جیسا کہ کتب التلویٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو ایک عورت پر حد مارنے کا حکم دیا جو کہ نفاس میں تھی، علیؑ نے اس خطرے کی بنا پر کہ کہیں یہ عورت مر نہ جائے، حد قائم نہ کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی، تو آپ نے فرمایا تم نے

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳

مشیک کیا ہے، حبیب نفاس سے فارغ ہوگی اس وقت اس پر جو قائم کر دینا۔
 محمد بن بابویہ قمی فقہ من لدن حضرت امام القلیبہؑ میں لکھتا ہے کہ علیؑ نے ایک نہایت
 بڑے پر چوری کی سود مارنے کا حکم دیا۔

یہ روایات وال ہیں کہ حضرت عمرؓ کا میتہ قصہؑ کر انہوں نے رحم جنونہ کا حکم
 دیا، اور علیؑ نے اعتراض کیا، یاروں کا خود ساختہ ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ علیؑ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کرے، اور اپنی مرویہ روایت کے
 برعکس نہایت بڑے کے کو سود سرقہ مارنے کا حکم دے، اور پھر حضرت عمرؓ پر رحم جنونہ
 کا احکم امن کرے۔

ابو شحمہ کی موت کے بعد سوڈے کل پورے کرنے کا واقعہ بھی دروغ اور باطل
 ہے، صحیح یہ ہے کہ ابو شحمہ کی زندگی میں ہی سوڈے مارے گئے، اس کے بعد وہ
 زندہ رہا، زخم دردست ہو گئے، کافی مدت بعد انہوں نے وفات پائی۔
 شراب کی سود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں متعین نہ تھی۔
 صحیح منظم میں ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب
علیہ وسلم یجلبد فی الخمر بالجھار	کی حد میں کھجور چھڑیاں اور جوتوں سے
والنعال وضرہ بمرقہ فی شرب	مارتے تھے، ایک دفعہ دو چھڑیاں
الخمر بجرید تین غجادر جبین	اندازاً چالیس بار ماریں۔
ثم جلبد ابو بکر ورجلین	پھر ابو بکرؓ نے بھی چالیس ماریں
ولما افضت فوبہ الخلافة	عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں
الی حمر استشار الصحابة	صحابہؓ سے اس بارہ میں مشورہ کیا،
فی حد الخمر فقال له علی ان	علیؑ نے کہا میرا خیال ہے، اس شئی

لے ان عمرات کے تفصیل جزیات کے طے کیے متباد ۵۵۵ھ تک۔
 ۵۵۵ھ تک باب حد الخمر کا باب۔

جلد ثانی جلد کا واقف و ذلک اصحا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔
و فہم ماروا اس پر صحابہ کا اتفاق ہو گیا۔

امامیہ کے ہاں بھی یہ زراعت صحیح ہے، جیسا کہ الحلی نے منہج الکرامۃ میں بیان کیا ہے۔

حضرت عمر کا سان حق ہونا | یہ گروہ (طییم، طیم) حضرت عمرؓ پر کم علمی کی نسبت کرتا ہے، واللہ نکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا۔

ان اللہ جعل الحق علی
لسان عمرو و قلبہ ۔
یقیناً اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے۔

علیؓ نے ان کے بارہ میں فرمایا۔

ما کنا نرجو ان السکینۃ منطق
علیؓ سان عمرو ۔
ہم یہ بات بعید نہ سمجھتے تھے کہ عمرؓ کی زبان پر سکینیت بدلتی ہے۔

عثمانؓ ان کے حق میں ارشاد فرماتے ہیں۔

هل استطیع ان اکون مثل
لقمان الحکیم ۔
کیا میں لقمان حکیم کی طرح بن سکتا ہوں۔

ابن مسعودؓ نے کہا۔

لو وضع علم احوام
العرب فی کفة المیزان و
وضع علم عمرؓ فی کفة
لرجح علم عمرو لقد
کانوا یدون انما ذهب
سبعة اعشار العلم ۔
اگر قبائل عرب کے علوم ایک
ایک پلڑے میں رکھ لئے جائیں
اور عمرؓ کا علم دوسرے پلڑے میں
تو عمرؓ کا علم بھاری ہو جائے ان
کے بارہ میں لوگوں کا تاثر یہ تھا کہ
علم کے دس حصوں میں سے سات

سہ ماہی قرطی بہ نقیب عمرؓ و عمارؓ حکم جرم مشابہا نقیب عمرؓ ۔
علمہ باطل النیرۃ لیس فیہ نور و خلوة الصالح منہ نقیب عمرؓ و عمارؓ کما فی حدیثہ ۔

حضرت عمرؓ کے ہاں ہیں۔

اگر بالفرض ابو شحمہ کا مذکورہ قصہ تسلیم کر لیا جائے کہ ان کی موت کے بعد بھی میرے
 مارے گئے تو کورہ چشمہ حاسدین کی فکر قباحت کی طرف گئی، اس میں یہ خوبی نہ نظری
 کہ اس مرد مجاہد نے اللہ کی رضا جوئی، کے لئے حد میں اپنے فرزند کو قربان کر دیا مگر
 سستی نہ کی۔

حضرت عمرؓ فرزند شمیم | زیادہ مہربانہ صنف سے عمرؓ نے منع کیا، اور کہا جو
 کا پانچواں طعن | شخص زیادہ مہربانہ کرے گا وہ مہربانیت المال میں

داخل کر دی جائے گی، ایک عورت کھڑی ہوئی، اور کہا حق تعالیٰ ہمیں دیتا ہے اللہ
 تم منع کرتے ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَأَتَيْتُمُ احْدَاهُنْ | اور تم ان میں سے کسی کو ڈھیروں
 قَنَطًا سِرًّا فَلَا تَأْخُذُ بِمَنْعِهِ | مال دے چکے ہو، تو ان سے واپس
 شَيْئًا نہ کرو۔

عمرؓ نے جواب دیا۔

كُلُّ اَفْقَةٍ مِنْ عِصْرٍ حَتَّى | ہر ایک عمرؓ سے بڑا فقیر ہے!
 الْمُخْدَعَاتِ فِي الْحَالِ | حتیٰ کہ گھوڑوں کی پردہ نشیناں بھی۔

جواب | حضرت عمرؓ کا غلو مہربان سے منع کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ارشاد گرامی کے عین مطابق تھا۔

خطابی در غریب الحدیث میں روایت کرتا ہے:-

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 قَالَ تَيَاسَرُوا فِي الصَّدَاقِ الْخُدَيْتِ | فرمایا مہروں کی سانی کو لھو ظار کہو۔

لے جائے تو نہ کہ اس کی بیوی اور لڑکی کے الفاظ میں حضرت عمرؓ نے فرمایا: زیادہ تر باندہ اگر مہر
 زیادہ ہو تو اس میں اللہ کے اعتبار سے کوئی حرج نہیں ہے، تو اس سے بھی حکم دیا کہ مہر عمرؓ کے لئے حد ہے، بیت اللہ میں
 زیادہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن تمہیں کوئی حرج نہیں ہے۔

صحیح ابن حبان میں ہے۔

عن ابی عیاس قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خیر النساء المیر من صد اقا
من ثمة عائشة رضی اللہ
عنہا انہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال من بین النراج مہل امرها و
قلۃ صد اقاہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں، بہتر عورتیں وہ ہیں، جن
کی مہر میں آسان ہیں۔
عائشہ فرماتی ہے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت
کی برکت سے ہے اس کے امور
کا آسان ہونا، اور مہر کا کم ہونا۔

امام احمد اور امام بیہقی روایت کرتے ہیں۔

اعظم النساء برکۃ المیر من
صد اقاہا۔
جن عورتوں کی مہر میں آسان ہوتی
میں وہ زیادہ برکت والی ہیں۔

اس کی سند جدید ہے۔

حضرت عمرؓ کا عورت کی بات تسلیم کر لینا، اس وجہ سے تھا کہ مہر بہر علی شروع
ہے چاہے کثرت یا پسندافزدہ کردہ ہے، حکام وقت کو یہ اختیار ہے کہ مباح امور
پر جن میں کراہت ہو، برکت ضرورت پابندی لگا سکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت زیدؓ کو زینب کی طلاق سے منع فرمایا۔

امسك عليك زوجك
ابنی بیوی اپنے پاس رکھو، اور
خدا کا خوف کرو۔
واقعہ اللہ۔

علاوہ طلاق مباح ہے، حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ زیادہ مہر بیکت المال میں
جمع کر دی جائے گی، ایک سیاسی حکم ہے، اور منع کرنے میں مبالغہ کے طور پر ہے،

۱۔ سند حسن ضعیف (صحیح بخاری و صحیح مسلم)
۲۔ یہ بھی خوب بیان میں دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۲۰۔
۳۔ بیت المال میں جمع کرنا بھی روایت کی سند ضعیف ہے کہ نہ۔

واخطانا فوق كل ذي علمه عليه۔
ہم نے غلط کہا۔ اور ہر علم والے کے
اور پر علم والا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

پسندیدہ و شاہ مروان جواب
حضرت عمر رضی اللہ عنہ
عمر بن الخطاب بیت کو خوس سے محروم کر دیا جبکہ وہ ذوی
شیخ کا چچا طعن القربی کی حیثیت سے اس کے مستحق تھے، قرآن پاک میں ہے۔

واعلموا انما غنمتم من شئ فان لله خمسہ وللا رسول ذی النقبی والیتامی والمساکین وابن السبیل (الانفال ۴۱)
جو چیز بھی غنیمت میں آئی اللہ کے لئے خمس ہے اور اس کے رسول کے لئے اور قربات والوں، یتامی، مساکین اور مسافروں کیلئے بھی۔

جواب ذوی القربی کو حصہ دینے یا نہ دینے میں حضرت عمرؓ سے مختلف روایات آئی ہیں۔ ابو ہریرہؓ میں ہے:-

من عبد الرحمن بن ابی لیلی عن علی ان ابا بکر وعمر قسما سهم الذوی القربی۔
علیؓ نے فرمایا ہے، ابو بکرؓ اور عمرؓ کا حصہ لگاتے تھے۔

نیز ابو ہریرہؓ میں ہے:-

من جابر بن مطعم ان عمر کان یعطی ذکا القربی من خمسہ۔
جابر بن مطعم کہتا ہے، عمرؓ ذوی القربی سے حصہ دیتے تھے۔

ما حفظ عبد العظیم المنذری فرماتے ہیں، یہ حدیث صحیح ہے، امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بھی صحیح ہے، اگر غنیمت میں سے خمس پانچ سہام پر تقسیم ہوگا۔

یہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تھا، خمس میں سے رسولؐ

ایک ایک فرد تک پہنچانا ضروری نہ ہے۔ بلکہ محال ہے، حضرت عمرؓ نے ذوالقرنی کے جمیع افراد سے حصہ نہیں روکا تھا، بلکہ غیر مستحق افراد سے منع کیا تھا۔ جبکہ یہ منظم و غیرہ کی روایات کا عمل بھی یہی ہے، تاکہ دونوں طرح کی روایات میں تطبیق کی صورت پیدا ہو سکے، اس سے کسی طرح بھی حضرت عمرؓ پر طعن ثابت نہیں ہوتا ہے۔

امیر میں ایک جماعت کا مسلک بھی حضرت عمرؓ اور ابو حنیفہؒ کے مذہب و مسلک کے مطابق ہے، اس جماعت کا استدلال پختہ ہے، ہر وہ روایات سے ہے۔ نیز امیر المؤمنینؓ نے بھی خمس غنیمت کی تقسیم میں حضرت عمرؓ کی مخالفت نہیں فرمائی، جب کہ کئی دیگر مسائل میں اپنی رائے پر چلے اور حضرت عمرؓ کی مخالفت کی۔ طحاوی اور دار قطنی محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔

انہ قال سألت ابا جعفر	محمد بن اسحاق نے محمد بن علی بن
محمد بن علی بن الحسين	حسین سے دریافت کیا، کہ علیؓ
ان علی بن ابی طالب لما دلی	جب لوگوں کے امور کے متونی ہوئے
اموالنا من کیف صنع فی مہم ذوی	ذوی القربی کے حصہ میں کیا کیا فرمایا
القربی قال ملک بہ و اللہ	وہ بھی عمرؓ کے مسلک کے مطابق
ملک ابی بکر و عمر۔	عمل کرتے رہے۔

حضرت عمرؓ پر شیعہ کا ساکواں طعن

مغیرہ پر حد زنا قائم نہ کی اور گواہ کو خود تعلقین کی۔

جواب ایہ جھوٹ اور افترا کا پلندہ ہے، صحیح بات وہ ہے، جو طبری۔ امام بخاری ابن جوزی، شمس الدین سبدا بن جوزی نے اپنی اپنی کتب تواریخ میں درج کی ہے۔ کہ

مغیرہ بصرہ کے امیر تھے، وہاں کچھ لوگوں نے ام جمیل کے۔ تھے اس پر زنا

لے لکڑی خود حضرت عمرؓ نے لکڑی کو اور حضرت علیؓ نے لکڑی کو اور حضرت محمدؐ نے لکڑی کو۔

کا دعویٰ کر دیا، اور حضرت عمرؓ کے پاس سکھ بھیجا، عمرؓ نے مغیرہ اور گواہوں کو طلب فرمایا، گواہی میں ایک گواہ نے کہا میں نے مغیرہ کو عورت کی دورانوں کے درمیان دیکھا ہے، عمرؓ نے کہا یہ گواہی خیر مستبر ہے، کیا تو یہ گواہی دے گا، کہ اس نے عورت کے ساتھ دخول کیا، جس طرح سراوان میں میل ہوتا ہے، گواہ نے کہا ہاں میں نے ایسے ہی دیکھا ہے، دوسرے گواہ نے کہا میں پہلے کی طرح گواہی دیتا ہوں، عمرؓ نے فرمایا نہیں۔ یہ گواہی دے کہ اس نے دخول کیا، جس طرح مکہ میں میل ہو، گواہ نے کہا ہاں، تیسرے نے بھی پہلے دو گواہوں کی طرح گواہی دی، چوتھے گواہ کو طلب فرمایا، وہ موجود نہ تھا، جب آیا، اس نے جماع کے لئے بیٹھنے، اور دیگر دواعی جماع کی شہادت دی، عمرؓ نے پوچھا کیا تو نے ایسے دیکھا جیسے مکہ میں میل ہو، اس نے کہا نہیں۔

حضرت عمرؓ نے گواہوں کو اتنی اسی کوڑے مارنے کا حکم دیا، حد زنا لگانے سے حضرت عمرؓ کا رک جانا بالکل ختم تھا، کیونکہ نصاب شہادت پر راہ نہیں ہوا، تھا، گواہوں کو تکلیف کرنا یہ حضرت عمرؓ پر بہتان محض ہے، احمد بن حنبلہ یہ قہی فقہ میں روایت کرتا ہے، کہ ایک شخص امیر المؤمنین علیؓ کے پیش ہوا، جس نے بھوری کا اقرار کیا، جس سے اس پر بائعہ کا قطع لازم آتا تھا، مگر امیر المؤمنین نے ہائے قطع نہ فرمایا۔

فقیر کے خیال میں امیر المؤمنین کو بھی کوئی شبہ پیدا ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے حد زنا لگائی، ان الحدود و التدریج بالشہات۔

حضرت عمرؓ پر شیعہ | عمرؓ نے دین میں اضافہ کیا، تراویح کو باجماعت کا آٹھ ال طعن | قائم کرنے کا حکم دیا جبکہ وہ خود اس کے بدعت ہونے کا ترف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کل بدعت ضلالة ہر بدعت گمراہی ہے

ملہ حج سلم علیہ وسلم ابی بن عبد اللہ۔

درحقیقت یہ اصرار دینا ہے، اگر اس علت کے ذائل ہونے کے بعد پھر مواظبت سنوں ہوگی۔
حضرت عمرؓ کے قول سنت ہدایت عہدہ میں بدعت سے مراد منویٰ ہے، شرعی
بدعت نہیں، شرعی بدعت اس چیز کو کہتے ہیں، جس کی اصل کتاب اللہ سنت رسول
اللہ، سنت خلفاء راشدین اور اجماع امت میں نہ پائی جائے، سنت خلفاء بھی سنت
میں داخل ہے، مذکور بدعت میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من یعش منکم بعدی	جو تم میں سے میرے بعد زندہ
فسیری اختلافاً کثیراً فعدیثکم	رہا، وہ بہت اختلاف دیکھے گا، تم
بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين	میری سنت اور خلفاء راشدین کی
المہدیہ میں عضو علیہا بالانواجن	سنت کو لازم کرنا، اور اس کی
وایا کہ ومحدثات الامور	پوری پابندی کرنا نئی باتوں سے
فان کل بدعة ضلالة۔ اخرجه	خود کو بچاؤ، کہ بدعت گمراہی ہے،
الترمذی وابن ماجہ عن	ترمذی۔ ابن ماجہ، بروایت عربانی
العصاض بن مساذیہ۔	بن ساریہ۔

قابل فکوس وہ جماعت ہے، جو دین میں ایجابات کر کے اللہ کلام کی طرف
منسوب کرتی ہے، جیسا کہ تحلیل فروری، نماز غدیر، حضرت عمرؓ کی وفات کے روز
نماز گزارنا، بعض اولاد کو بعض ترک نہ دینا۔ مثلاً کہتے ہیں کہ دختر کو زرعہ زمین نہ دی
جائے۔ جیسا کہ کلینی نے لکھا ہے، یہ سب باتیں دین میں اختراعی ہیں، اور بے بنیاد۔
صحابہ کرامؓ پر جنہوں نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواز فرمایا طعن
کرتے ہیں، انہوں نے حوران کا دعویٰ ہے کہ شریعت سازی اللہ کے سپرد تھی، درحقیقت

اللہ مسطور جہ میں سنت خلفاء راشدین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ملتی تھی اور وہ ہے کتاب نے
نماز جماعت کے ساتھ نماز کا دعویٰ اور جماعت سے صحابہ ہیں، کہ اگر تم آئو، جماعت نہ کرانا، بلکہ انفرادی
ہونے کا غرض ہے، کہ میں کے ختم ہونے کے بعد پھر جماعت کا مسنون ہونا ثابت ہوا، جیسا کہ صحابہ کرامؓ
نے درج کر کے علم کے گہنہ۔ (تھا)۔

۱۱۰۰ باب الاطعمۃ والسدر العربیہ، العلم، ابن ماجہ میں ۵ باب اتباع الخلفاء
عراشہ۔

ان کے اس قسم کے باطل نظریات سے ختم نبوت کا انکار لازم ہے۔

حضرت عمرؓ پر شیعہ | عمرؓ نے حدیث میں موشاخ مارنے کا حکم دیا حالانکہ
کانا نواں طعن | حدیث میں سوردے مارنے کا حکم ہے۔

جواب | یہ جھوٹ اور افتراء ہے حضرت عمرؓ سے کوئی ایسا واقعہ ثابت نہیں
بالعرض اگر صحیح ہو تو جسے سلامی وہ سخت مذہب سے صحیح اور مضبوط شاخ سے
مارا یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق ہے۔

عن النبی ﷺ ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ضرب فی الخنجر بالخنجر
والنعال وحبل ابو بکر
اربعةین سواة البخاری
النس سے مروی ہے، نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے خنجر کی سزا میں
کھجور کی چھڑی سے اور جوتے مارے
اور ابو بکرؓ نے چالیں مارے۔
(بخاری و مسلم)

اس حدیث کے مطابق حد شاخ و درخت کے بجائے ماریں کیونکہ وہ محدود
خیز محض تھا۔ ہو سکتا ہے، وہ شخص ناقص الاعضاء اور بیمار ہو اور حد شاخ سے
مراد کھجور کے خوشے کے شترخ ہوں، تو یہ بھی سنت رسول سے ماخوذ ہے۔

عن سعد بن عبادۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ضرب
کان فی الخنجر مقبض
فوجد علی امۃ من امارم
یعنی بھا فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم خذ ذلک عسکالا
فیہ مائة شحرا فاضربوه
سعد بن عبادۃؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
و سلم کے پاس ایک شخص کمزور
خلقت اور بیمار کو لائے کہ یہ ایک
لوٹھی کے ساتھ بد فعلی کرتے
ہوئے پایا گیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ
و سلم نے فرمایا ایک خوشہ لے لو میں
میں ایک سو شترخ ہوں اور وہ
اسے ایک بار دو۔

۱۔ یہ حدیث صحیحہ ہے بخاری و مسلم میں ہے۔ ۲۔ یہ حدیث صحیحہ ہے بخاری و مسلم میں ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے، حضرت عمرؓ نے سو شاخ حد خر میں اری ہوں، جس وقت
 غراب کی حد متین نہیں ہوتی تھی، (زمین میں سو شاخ مار نیوالی بات غلط محض ہے)
حضرت عمرؓ پر شیعہ | عمرؓ نے متفق نکاح سے منع کیا، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ
 کا و سوال طعن | علیہ وسلم کے ناز میں منع نکاح کیا جاتا تھا، حکم خداوندی کو
 کیوں منسوخ کیا، اور اللہ کے ملال کردہ کو حرام کیوں قرار دیا۔

جواب | متفق نکاح کو غیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی منسوخ فرمایا تھا، اور حرام
 قرار دے دیا تھا، چند ایک افراد کو حدیث تخریج پہنچی وہ اس مسئلہ میں اختلاف کرتے
 رہے، اتنا کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتے ہوئے، اس
 سے سختی کے ساتھ روکا، اور اصل حقیقت حرمت متفق سب پر افتکارا ہو گئی، اس پر
 اجماع ہو گیا، اور اختلاف ختم، اس مسئلہ اور ایسے ہی چند ایک دیگر متفق علیہ مسائل کی
 وجہ سے حضرت عمرؓ کی خصوصی منقبت ثابت ہوتی ہے، اور امت پر یہ ایک طرح
 کا امان ہے، یہ کوئی طعن کی بات نہیں۔ حرمت متفق کی روایت حضرت علیؓ اور عمرؓ
 ابو ہریرہؓ، سمرۃ الجبلیؓ اور سلمہ بن اکوعؓ اور دیگر جماعت صحابہؓ سے مروی ہے۔
 امام مالکؒ اور دوسرے محدثین اپنی کتب میں حدیث کرتے ہیں۔

عن عبد اللہ و عن الحسن	عبد اللہ سے اور حسن سے مروی
ابن محمد بن علی بن ابی طالب	ہے، جو کہ محمد بن علی کے فرزند تھے، وہ
عن ابی ہاشم عن علی قال ا مونی	اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	علیؓ سے کہا ہے رسول اللہ صلی
ان انادی بالنبی عن المتعص	اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ متعص کی ممانعت
وتحرمہا بعد ان کان امرها	اور حرمت کا اعلان کر دوں، جب کہ

لے مشکوٰۃ الصحیحہ مطبوعہ کتاب الموروثین بمصر
 لے نزہۃ جلد ۲ ص ۱۲ طبع مصر۔

فمن بلغها النہی انتہی عنہا
ومن لم يبلغ النہی کان یقول
یا باحتہا فعلہ ذلک عسر
ایامہ خلافت نہی عنہا و
بالغ فی النہی ۔

پہلے اس کا امر تھا جنہیں ممانعت کا
پتہ چل گیا، وہ رک گئے، اور جنہیں
پتہ نہ چلا، وہ اس کی اجازت کے
قائل رہے، عسر کہ پتہ چلا تو اپنے
دور خلافت میں شدت سے روکا
اور انہی میں مبالغہ فرمایا ۔

مسلم شریف میں ہے۔ عن سلمۃ
بن الأكوع انه قال رخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلمہ المنعۃ یومہ اوطاس
ثلاثا ثم نہی عنہا اثنی واثم
رخص المضطرب من اهل العک
لا المسلمین کافۃ کما رخص
زبیرا لبس الحدید لدفع تولد
القتل ثم نہی اھمہ فھما مؤبدان

سلم بن اکوع نے فرماتا ہے،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس
کے دن تین روز کے لئے منع کی
اجازت دی، پھر اس سے منع فرما دیا
رخصت بھی مجھ اور مضطرب لوگوں کو
دی تھی، مام مسلمانوں کو نہیں، جس
طرح کہ ایک ضرورت کے تحت کہ وہ قسم
پہننے کی رخصت دی، بعد میں ان
کو ہمیشہ کے لئے منع سے منع
فرما دیا۔

نیز مسلم میں ہے۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال قد کنت اخذت لحد
فی الاستحمام من النساء و

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میں نے تمہیں عورتوں کے شہ
کی اجازت دی تھی، اب قیامت تک

لعجہ ص ۲۵۵ -

لہ کا قال ابن عمر صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۵ -

لہ ص ۲۵۵ ہدایت بیروینی ابن کثیر ص ۶۱ -

ان تبتغوا باموالکم مخصنین
غیر ماضعین
(النساء ۲۴)

تمہارے لئے حلال ہیں یہ کہ اپنے اموال کے
ساتھ حامل کرو، گھر بسانے کے لئے نہ
کہ شہوت رانی کے لئے۔

علاوہ فریقین میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔
حلت متعہ کیلئے | رد افض متعہ کی صحت ثابت کرنے کے لئے یہ آیت
شیعہ کی دلیل پیش کیا کرتے ہیں۔

فما استمتعتم به منهن
فانوهن اجور هن
فرايضته۔ (النساء ۲۴) دو۔

ان میں سے جس سے فائدہ حاصل
کرو، ان کو لازمًا ان کی مزدوری
دو۔

کہتے ہیں اس آیت میں متعہ مراد ہے، نہ کہ نکاح۔

اولاً۔ اس لئے کہ نکاح میں محض عقد سے نصف مہر لازم ہو جاتی ہے، اور
دخول کے بعد پوری مہر دینا پڑتی ہے، اس آیت میں کوئی ایسا عقد مراد ہے، جس
میں دخول کے بغیر کچھ بھی واجب نہیں ہوتا (اور ایسا عقد متعہ ہی ہے)

ثانیاً۔ اس لئے کہ متعہ در حقیقت عقد مؤقت کا نام ہے، جس میں ولی اور گواہوں
کا ہونا شرط نہیں ہے، لہذا آیت میں یہی معنی مراد ہے، اگر کوئی اور معنی مراد لیا جائے
تو وہ مجازی معنی ہوگا، حقیقی معنی کے ہوتے مجاز نہیں ہو سکتا۔

ثالثاً۔ ابن مسعود کی قرأت میں الفاظ یوں ہیں۔

فما استمتعتم به منهن
الی اجل مسمى۔

ان میں سے جس عورت سے متعہ
میں حد تک فائدہ حاصل کرو۔

ابن عباس اور ابی بن کعب بھی اسی طرح قرأت کرتے تھے۔ یہ قرینہ ہے کہ آیت
میں متعہ ہی مراد ہے۔

جواب | پہلی وجہ کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں یہ بات تو موجود ہے، کہ
دخول سے مہر لازم ہو جاتی ہے، گواہوں سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ بے دخول واجب نہیں

ہوتی، اس سے آیت میں سکوت ہے، ایک دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے، دخول سے پہلے نصف مہر واجب ہے، ارشاد حق تعالیٰ ہے:-

وان طلقوهن من قبل
ان تمسوهن وقد فرضتم
لهن فرائضه فنصف ما
فرضتم۔ الاية

اور اگر ان کو باطلہ لگانے سے پہلے
طلاق دے دو اور ان کے لئے مہر مقرر کر چکے
ہو تو جو مقرر کر چکے ہو اس کا نصف
ان کو دے دو۔ (البقرة ۲۳۷)

نیز حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے بھی ثابت ہے، کہ
بغیر دخول بھی نصف مہر دینا واجب ہے۔

دوسری وجہ کا جواب یہ ہے، کہ آیت میں مرد جو شیعہ متعہ مرد لینا اس کا حقیقی معنی
ہونا غیر مسلم ہے، متعہ ہی اگر مرد ہو تو مہر محض عقد متعہ سے لازم ہو جاتی ہے یعنی متعہ،
حالاں کہ اس کا کوئی بھی تامل نہیں، قرأت میں متعہ سے مراد معروف متعہ نہیں ہے،
بلکہ اس سے عقد نکاح صحیح میں وطی کرنا مراد ہے، جس کا قرینہ لفظ منہن ہے، جو
کہ شادی شدہ عورتوں کی طرف راجع ہے، اور معنی ہیں، ہو گا جب ان منکوحہ عورتوں
سے تم فائدہ حاصل کرو تو ان کی مہریں مکمل ادا کرو۔

نیز آیت سابقہ میں لفظ ضمانت بھی اس کا قرینہ ہے، کیونکہ متعہ موجب
تحصین نہ ہے،

تیسری وجہ کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ صحابہ کرام سے یہ قرأت ثابت نہیں ہے۔
اگر فرض تسلیم کر لی جائے، تو یہ متروک ہے، جالیج ترمذی میں ہے:-

عن ابن عباس قال انا
المتعة في اول الاسلام
كان الرجل يقدم الليلة
ليس له بها معرفة فتزوج

ابن عباس فرماتے ہیں، ابتداء
اسلام میں متعہ تھا، ایک نادر وقت
مرد آٹا کسی عورت سے وہ شادی
کر لیتا، اتنا دن کے لئے جتنا وہاں

لے لے جاتا، اس پر کوئی عہدہ نہ تھا۔

المراة یعتقد ما یری انما
مقیم یتحفظ له متاعه و
تصلح له شیء حتی نزلت
الآیة الا علی انما واجبه ما
ما ملکت ایمانهم قال ابن
عباس کل فرج سواها
فہو حرام۔
رہنا ہوتا، وہ اس کے سامان کی
حفاظت کرتی، اور اس کے حال کی
درستی کرتی۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت اتاری، الا علی انما
اور ما ملکت ایمانہم (المعارج ۳۲) ابن
عباس فرماتے ہیں، ان مستثنیٰ
دو طرح کی عورتوں کے علاوہ سب
عورتیں حرام ہیں۔

حضرت عمرؓ پر شیعہ | عمرؓ نے متعرج سے منع کیا، حالانکہ متعرج قرآن پاک
کا گیارہواں طعن | سنت رسول اور اجماع امت سے ثابت ہے، قرآن
پاک میں ہے۔

فمن تمتع بالعمرة الی
الحج فما استیس من الھدی
الا بیت (البقرة ۱۹۶)
جو حج کے ساتھ عمرہ سے فائدہ
مائل کرتا ہے، تو جو قرآنی آسان
لئے دے۔

جواب | حضرت عمرؓ کے متعرج سے منع کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہوں نے حج
کے معنیوں میں عمرہ کرنے سے منع کر دیا تھا، یہ تو قرآن پاک۔ حدیث، اور اجماع سے
ثابت ہے۔

حضرت عمرؓ نے اس بات سے منع کیا تھا کہ کوئی شخص جو حج کا احرام باندھ
چکا ہے اور احرام توڑ کر عمرہ کرے، اور پھر حج کا احرام باندھے، ایسا کوئی نہ کرے،
حضرت عمرؓ کا یہ حکم منشاء قرآن کے موافق ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
واقموا الحج والعمرة للہ (البقرة ۱۹۶) اللہ کے لئے حج اور عمرہ کا

صلہ حضرت عمرؓ کے لئے ہے منع کیا کہ انھوں نے یہ توہم کیا کہ عمرہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی، اور عمرہ اگرچہ
انھوں نے عمرہ میں اس کا احترام کیا، لیکن حج کے معنی میں یہ شرعاً حرام ہی نہیں تھا۔

اتمام کرو۔

اتمام حج کا تقاضا یہ ہے کہ حج مکمل کیا جائے، حجۃ الوداع کے موقع پر البتہ صحابہ کرامؓ نے حج فسخ کر کے عمرہ کا احرام باندھا تھا، یہ اسی سال کے لئے جائز قرار دیا تھا، کیونکہ اہل جاہلیت حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا گناہ سمجھتے تھے، صحابہ کرامؓ مکہ میں آئے وہ حج کا احرام باندھے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام حج فسخ کرنے کا حکم صادر فرمایا صحیح مسلم میں ہے۔

عن ابی ذرؓ اذ ما انتہ قال کانت
الملتعة بالحج لا بحجاب جہن
عن اللہ علیہ وسلم خاصة
سنة ثانی میں ہے۔

عن حارث بن بلال قال
قلت یا رسول اللہ فسخ الحج
لنا خاصة امر للناس عامة
فقال بل لنا خاصة
حدث بن بلال کہتا ہے میں
نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حج فسخ کرنا صرف ہمارے لئے ہی
ہے، یا عام لوگوں کے لئے بھی فرمایا
صرف ہمارے لئے ہی ہے۔

دلائل مذکورہ سے ثابت ہوا حضرت عمرؓ کا متعہ نکاح اور متعہ حج سے
منع کرنا شریعت کے عین مطابق ہے، اتباع ہوا کی بنا پر انہوں نے ایسا حکم نہیں
دیا تھا، نعمذ باللہ۔

سوال | حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔
متعہان کا متا علی عہد
دو طرح کے متعہ رسول اللہ

۱۔ وہ جو عہدۂ حج و عمرہ کے لئے
۲۔ وہ جو عہدۂ حج و عمرہ کے لئے
۳۔ وہ جو عہدۂ حج و عمرہ کے لئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وسلحوانا انہی عنہما۔
صلی اللہ علیہ وسلم کے زنا نہ سمجھتے، اور
میں ان سے منع کرتا ہوں۔

اس کا کیا مطلب ہے۔

جواب یہاں عبارت کا حقیقی معنی مراد نہیں ہے، بلکہ مجاز ہے، ان کا مقصد ہے، انا
اعظم التحريم میں ان کی تحريم واضح کر رہا ہوں، جیسا کہ عبارت ذیل میں کہا جاتا ہے۔
نہی المشافعی عن شرب
امام شافعی نے ہر مسک کے پینے
کل مسکر قليلا کان او کثیرا۔
سے منع کیا ہے، قلیل ہو یا کثیر۔

حضرت عمرؓ کا ان دونوں متروک کی حوسٹ نکال کر دیا، اس قبیل سے نہیں، جیسا کہ
امامیر اپنے امیر پر تحمت لگا کر ان سے تحلیل کو مباح قرار دیتے ہیں، کیونکہ حاکم نہ زود جہ
سے، اور نہ ملک میں ایسی تحلیل ثابت کرنے سے حکم خلاف دینی کا نسخ لازم آتا ہے، اور
اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال بنانا رافا ذنا اللہ۔

تیسری فصل حضرت عثمانؓ پر شیعہ مطاعن کی تردید میں

امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ غنی رضی اللہ عنہ، پر پندہ طعن کرتے
ہیں، جن کے جوابات پیش ہیں، ونفقتا اللہ لایحب ویرضاه۔
حضرت عثمانؓ پر
عثمانؓ نے ایسے استغماص کو ڈالی اور حاکم مقرر کیا، جن سے
شیعہ کا پہلا طعن
خیانت سرزد ہوئی۔

جواب حضرت عثمانؓ نہ علم غیب نہیں رکھتے تھے، بس شخص کو جس کام کے لائق
سمجھا اس کے ذمہ حکومت کے کام سپرد کئے، اگر ان میں سے کسی فرد سے کوئی خیانت
ظاہر ہو گئی، اسے معزول کر دیا، واللہ اعلم بالصواب عند المعاملہ۔

لے حضرت عثمانؓ کے بارے میں علیؓ فرماتے ہیں، کان عثمان اوصلنا بالوجہ وکان من الذین
امنوا ثم اقلوا ودا حسنا وانا لله بحسب الحسین الا مستعجاب، حج ۳۰۲ میں عثمانؓ ہم سب سے زیادہ
صلہ رکھ کر بنے تھے، اور ان کا بدلہ میں نہ لگتی، اور میں نے ان کو اس سے بچنے اور ان میں سے بچنے کے لیے

حضرت علیؓ بھی اپنے من میں سے لوگوں کو ولایت و حکومت پر فائز فرمایا کرتے تھے، اور چند ایک سے جن میں ان کے بعض چچرے بھی تھے خیانت ظاہر ہوئی، ان کو معطل کر دیا، جیسا کہ حضرت علیؓ کا ایک مکتوب گرامی اس پر دل ہے۔

اما بعد فانى اشركتک فى
امانتى وجعلتک شعارى و
بطانتى وليرىک فى اهل رجل
او ثقتک فى نفسى لمواساتى
وموازماتى واداء الامانة
الى قلبى اريت الزمان على ابن
عمک قد کلب والعدو قد
حرب وامانة الناس تمخزيت
وهذه الامة قد فکت
وشقرت قلبت لابن عمک
ظلموا المحين فقارقتهم الفارقين
وخاذا لکم مع المخاذلين و
خنتهم مع الخائثين فلا
ابن عمک داسيت ولا
الامانة ادیت -

اما بعد میں نے تمہیں اپنی امانت
میں شریک کیا، اور اپنا راز دان بنایا،
میرے خزان دان میں میرے نزدیک
تجربہ سے زیادہ با اعتماد آدمی نہ تھا،
جو میری مژا ساء کرتا، اور ادا امانت
میں میرا ساتھ دے، مگر جب تو نے
دیکھا کہ زمانہ تیرے ابن عم علیؓ
کے خلاف ہے، اور دشمن آماجنگ
ہے، اور لوگوں کی امانت فساد میں ہے،
اور یہ امت غیر قاطع ہو گئی ہے، میں
بکے لحاظ نہ رہیں تو بھی اپنے ابن عم
کے لئے بدل گیا، اور جہاد ہونوالوں
کے ساتھ جہاد ہو گیا، اور بد عہد
کی، اور خیانت کرنے والوں کے
ساتھ خیانت کی، نہ تو تو نے ابن عم
کی مواسات اور ہمدردی کی، اور
ذہبی امانت کو ادا کیا۔

سند شکایات ہمدی رکھتے ہوئے آگے فرماتے ہیں۔
کیف تشبع طعاما دشربا
طعام وشراب سے تو کیسے

لہ بخیر وشر وفساد . لہ العینا مکش -

وانك تعلم انت تاكل
حراماً و تشرب حراماً
وتبائع الاماء وتكلم النساء
من اموال اليتامى والمساكين
والمؤمنين والمجاهدين
الذين افاض الله عليهم
هذه الاموال -

اپنا پیٹ بھر رہا ہے، سلا نکرتا جاتا
ہے، لکھ تو حرام کھا، اور پی رہا ہے،
تو لونڈیاں بیچتا ہے، اور عورتوں
سے نکاح کرتا ہے، یتیموں اور
مساکین کے مال سے امداد ایمان
داروں اور مجاہدین کے مال سے
جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ اموال فخر میں
عطا کئے ہیں،

اس خط کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں۔

لاخرتک بسيفى الذى
ماضى بت احدا الا دخل
الناما -

میں تجھے اپنی تلوار سے اٹھا
دول گا جس کو بھی وہ تلوار مارتا ہوا،
وہ جہنم رسید ہو جاتا ہے۔

حضرت علیؓ کے مقرر کردہ ایسے اشخاص ہیں، مذبذب، بارود عید کی بھی قمار سے
حضرت علیؓ نے کئی جگہ مالی مقرر کیا۔ اس کی خیانت معلوم ہونے پر آپؐ نے لکھا۔

اما بعد فبلاغ ابیک
غرفی منك وظننت انک
تتبع هداية وتسلک سبیلہ
فاذا انت فيما راقى الى عنک
لا تدع لهما والک القیاما
ولا تبقي لآخرتک عناہا
..... نعم دنیا کے بھراب
آخرتک وتصل عشیرتک
لے مجھے اب وہ نہ ملے گا، آخرت

تیرے باپ کی نیکی نے تیرے
بارہ میں مجھے دھوکے میں رکھا میں نے
سمجھا تو بھی اس کی سیرت پر چلے گا اور
اس کی راہ پر گامزن ہوگا، تیرے متعلق
میرے پاس جو معلومات پہنچ رہی ہیں
تو اپنی خواہش کی انتیاد کر رہا ہے،
اور آخرت کے لئے کوئی حصہ باقی نہیں
بھریں گے، آخرت بر باد کر کے دنیا آباد

لے مجھے اب وہ نہ ملے گا، آخرت

بِقَطِيعَةِ دِينَكَ فَمَنْ
كَانَ بِصِفَتِكَ فَلَيْسَ
بَاهِلٍ اِنْ يَسْرِ بِهٖ
الشُّغْرَاوَيَنْفَذُ بِهٖ
اَمْرًا وَيُعَلِّى لَهٗ قَدَارًا
اَوْ يَشْرِكُ فِى اٰمَانَتِهِ
اَوْ يُوْثِقُ مِنْ عَلٰى خِيَانَتِهِ
فَاَقْبِلْ اِلٰى حَيِّنٍ يَّصِلُ
اِلَيْكَ كِتَابِىْ هٰذَا
اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

کر رہا ہے، اورین غم کر کے اپنی رشتہ
داری بنارہا ہے، جو شخص تیری سی
صفات کا حامل ہو وہ اس قابل نہیں کہ
سرحدوں کی حفاظت کر سکے، اور کوئی
حکم نافذ کر سکے، اور نہ اس قابل کہ
اس کا قلعہ بلند کیا جائے، یا اسے کسی
امانت میں شریک کیا جائے، یا اسے
کسی امانت میں شریک کیا جائے،
یا کسی خیانت پر امین سمجھا جائے، جب
میرا خط تیرے پاس پہنچے، فلا میرے
پاس آؤ۔

مذکورہ بالا دونوں خطوط حضرت علیؓ کے مشہور مکتوبات سے ہیں جنہیں نبیؐ نے
نبی البلاغۃ میں ذکر کیا ہے، امامیہ کا عقیدہ ہے حضرت علیؓ اور تمام ائمہؑ کا مکان
رمایکون کے علوم سب کچھ جانتے ہیں، محمد بن یعقوب کلینی نے اس معنی میں
کافی روایات اپنے ائمہ کی نقل کی ہیں، امامیہ کے اس فاسد عقیدہ کی رد سے
حضرت علیؓ پر یہ وزنی اعتراض لازم آتا ہے، اگر جان بوجھ کر آپؑ کے اس قسم
کے لوگ کیوں مقرر فرمائے، اہل سنت کے نقطہ نظر سے کوئی اعتراض نہیں آتا،
کیونکہ اہل سنت کسی شخص کے لئے علم غیب کے قائل نہ ہیں، اللہ تعالیٰ فرما کہ ہے۔
وَلَوْ كُنْتَ اعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْفَرْتَ
مِنَ الْخَيْرِ وَمَا صَنَعَنِ السُّورِ۔
بجے کر لیا، اور مجھے تکلیف نہ پہنچتی،
نیز علیؓ ہاتھ فارسی کا اکثر زیادہ کر مقرر کیا تھا، جس کی ذالہ کا نام سمیہ تھا، اس کا

۱۔ اصل کالی مقام ۱۲۱ باب ۱۲ میں ص ۱۸۸ میں مذکور ہے۔

۲۔ نبی البلاغۃ جلد ۱ صفحہ ۲۳۲

جانبی دور میں ابوسفیان کے ساتھ باہارِ ترقی تھا، اس وقت یہ عبید بن ہارث کی بیوی تھی، انہیں ایام میں زیاد پیدا ہوا۔ بڑا ہو کر اس نے فصاحت و بلاغت اور یربکی میں نام حاصل کیا، ایک دن عمرو بن حاص نے کہا یہ فوجان قریش سے ہوتا تو عرب کو لاسطی سے چلاتا، ابوسفیان نے کہا میں اس کی وضع جو اس کی ماں کے شکم میں تھی کو جانتا ہوں، علی بن ابی طالب نے پوچھا کیسے؟ ابوسفیان نے کہا یہ میرے نطفہ سے ہے زیاد اپنے زمانہ زود ہونے پر فخر کرتا تھا، امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے کسی مصلحت کی بناء پر اس زیاد کو امیر فارس بنایا، اور اس کے فسق و فجور پر نظر نہ کی، اس علاقہ میں اس کے ہاتھ سے نظم و نسق درست ہو گیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کی طرف لکھا تاکہ اسے اپنی طرف کھینچے۔

علی بن ابی طالب کو کچھ عجیب پتہ چلا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ تجھے اپنی طرف کھینچنے کیلئے خط لکھ رہا ہے، اس سے بچ کر رہ یہ ہر طرف سے حملہ آور ہوگا، تیری نسبت ابوسفیان سے ثابت نہیں ہے، اور نہ ہی تو اس کی وراثت کا مستحق ہے، علی بن ابی طالب وفات تک زیاد ان کے ساتھ رہا۔ علی بن ابی طالب کی شہادت اور حسن ان کی مصالحت کے بعد وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔

۳۳۲ میں زیاد کی نسبت ابوسفیان کی طرف کر دی گئی معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب اسے عراق کا والی بنایا، وہ اولاد علی کا بدترین مخالفت بن چکا تھا، سعید بن مسرج ایک شخص کو زیاد نے دھمکا دیا، سعید مدینہ میں حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور زیاد کی شکایت کی، زیاد نے اس کا گھر منہدم کر دیا، اس کا مال لوٹ لیا، اور اس کے اہل و عیال کو پکڑ لیا، حسین رضی اللہ عنہ نے لکھا زیاد تم مسلمانوں کے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہو، اس کا گھر بنواؤ اور اس کا مال واپس کر دو، جواب میں زیاد نے حسین رضی اللہ عنہ کو سخت دھمکیاں دیں، اور بے ادبی کے کلمات کہے۔

حسین رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو حالات کی اطلاع دی، معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو تنبیہ کی، کہ تو نے

سید پر غم کیوں کیا، اور صبح بچ کے ساتھ بے ادبی سے کیوں پیش آیا۔ اسے حکم دیا کہ سید کا گھر بنواؤ۔ اور اس کا مال واپس کر دو۔

زیاد نے عراق میں بہت خون ریزی کی ایک رات میں پندرہ سو آدمی بے گناہ قتل کرا دیئے۔ امیر المؤمنین علیؑ اگر زیاد کی خباثت نفس اور اس کے کاموں کے انجام سے واقف ہوتے اسے کیوں امیر خدس مقرر کرتے۔

حضرت عثمان غنیؓ | حکم بن ابومعص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ بدر شیعہ کا دوسرا طعن | کر دیا تھا، ابو بکرؓ اور عمرؓ نے بھی اسے مدینہ میں واپس نہ آنے دیا، عثمان جب غلیظہ ہوا اسے مدینہ میں جگہ دے دی،

جواب | اس بارہ میں خود حضرت عثمانؓ سے لوگوں نے استفسار کیا تھا، آپ نے جواب میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں میں نے حکم کے داخلہ کی اجازت حاصل کر لی تھی، جبکہ حکم جس جرم کی بنا پر نکالا گیا تھا، اس سے توبہ کر چکا تھا، چونکہ عثمانؓ اس اجازت حاصل کرنے میں تنہا تھے، کوئی دوسرا شاہد ان کے پاس نہ تھا، حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ نے ایک شخص کی گواہی پر حکم کو داخلہ کی اجازت نہ دی، اس نے اسے مدینہ میں نہ آنے دیا۔ حضرت عثمانؓ چونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے داخلہ کی اجازت سن چکے تھے، اس نے اس پر عمل کیا، اور اسے مدینہ میں جگہ دی، اس نے عثمانؓ پر کوئی طعن نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت عثمان غنیؓ پر | عثمانؓ نے اپنی رشتہ داروں کو مالہائے عظیمہ شیعہ کا تیسرا طعن | کئے، جس کا انہیں حق حاصل نہ تھا۔

جواب | جو دروغ اور جھوٹی ایک مدوح صفت ہے طعن اس صورت میں ہوتا

لے الامارۃ فی تفسیر مصابیح الصحاح میں ہے۔۔۔ فقال ابن عثمان: ما اعتذر لہما ان (۱) عادیۃ علی المدینۃ بانہ کاذب استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قتال فکانت شفت فیہ فوجدنی جوفہ یعنی حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؑ کی حق گوئی سے اس کے خلاف گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عادیۃ علی مدینہ میں مقارن کی حق گوئی سے اس کے خلاف گواہی دی۔

عَلَيْ سَاوَدَ قَدِشْ شَكَتُ الْقَدَمِ فَقَالَ عَثْمَانُ : اگر میرے ہاتھ میں بہشت کی کھنیاں
لو ان بیدی مفاہیم الجنة لا اعطیتھا ہوں تو میں بنی امیہ کو دے دوں تاکہ
بنی امیہ سے پیدا خلوا من آخرہم۔ وہ سب اس میں داخل ہو جائیں۔

ابنہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا، میں خطرو پاتا ہوں کہ عثمان بنو امیہ کو لوگوں کی گردنوں
پر سوار کر دے گا۔ یہ قول درشاہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی دانتے اس بارہ میں زیادہ مفید نہ تھی
جو نیکو و مجتہد تھے اس لئے معذور ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

شہید کا حضرت عثمانؓ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چراگاہ متعین کرنے سے
پہر چو تھا طعن منع فرمایا تھا کہ بانی اور گھاس میں سب مسلمانوں کا حضرت
ہے، اگر عثمان نے چراگاہ (حمی) مقرر کی۔

جواب | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی کا مطلب ہے کوئی شخص اپنی ذاتی چراگاہ
(حمی) متعین نہیں کر سکتا، حضرت عثمانؓ نے بیت المال کے مولشی کے لئے حمی متعین
کی تھی۔ یہ بھی مروی ہے کہ جس زمین کو حمی کے لئے مقرر کیا گیا وہ حضرت عثمانؓ کی
اپنی ذاتی ملکیت تھی جو کہ بیت المال کے مولشی کے لئے چراگاہ کے طور پر وقت کی یہ
بھی مروی ہے، مجاہدین کے گھوڑوں کے لئے ایام قطع میں باجماع صحابہ کرامؓ حمی کا
تعین ہوا۔

شہید کا قول السورین رض عثمانؓ نے عبداللہ بن مسعود کو اتنا مارا کہ ان کی پسلیاں
پر پانچ پھراں طعن ٹوٹ گئیں۔

جواب | یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے، اگر کسی جرم میں تعزیر اور تاویب ثابت
ہو بھی جائے تو حق حضرت عثمانؓ کی جانب ہوگا۔ ہوشنگتا ہے و جبر یہ ہو کہ حضرت
عثمانؓ نے تمام مسلمانوں کو ایک مصحف پر جمع کیا تھا، تاکہ امت میں اختلاف کا قطع
قطع کیا جائے، مگر عبداللہ بن مسعود اپنی قرأت پر مصر رہے، اور اولاد امر کی اطاعت

نہ یہ بعض مفروضہ ہے کہ ہوشنگتا ہے اس بنا پر ہوا جو۔ لانا ثابت ہے کہ ان بعض مفروضات کا کہنا
بے نامہ ہے، اللہ اعلم بالصواب یہاں تک کہ یہ جھوٹ اور افتراء ہے۔

نہی، اور مسلمانوں کے ایک اجماعی فیصلہ کی خلاف ورزی ہوئی اس لئے کسی تعزیر کے مستحق ہو گئے ہوں۔

حضرت عثمان پر جھٹا طعن | عمار بن یاسر کو اتنا مارا کہ انہیں قتل ہو گئی۔

جواب | حضرت عثمانؓ نے حضرت عمار بن یاسر کو نہ خود مارا نہ مارنے کا حکم دیا، بات اتنی ہے کہ ایک موقع پر حضرت عمارؓ نے حضرت عثمانؓ سے ذرا سخت انداز میں گفتگو کی، جو کہ سربراہ مملکت کے ساتھ ایسی گفتگو لائق نہ تھی، حضرت عثمانؓ کے بعض لوگوں نے جنہیں حضرت عمارؓ کی حملات نشان اور بلند مرتبت کا پتہ نہ تھا، انہیں مارا حضرت عثمانؓ کو پتہ چلا تو بہت معذرت کی، اور قسم اٹھائی کہ میری اطلاع کے بغیر ایسا ہوا، ان کے منانے کے لئے حضرت نے سسی بسیار کی۔ وہ راضی ہو گئے، اتفاق ہو جانے کی بات مجھوٹ ہے۔

حضرت ذوالنورینؓ | حضرت ابوذرؓ کو مدینہ سے دور رہنے کا مقام پر پر ساتواں طعن | جلا وطن کر دیا۔

جواب | یہ سب مجھوٹ ہے، ابن جباری اور ابن عبد البر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذرؓ حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد مدینہ سے شام کی طرف چلے گئے، اور حضرت عثمانؓ کی خلافت تک وہیں رہے، حضرت ابوذرؓ اظہارِ حق میں سخت مزاج رکھتے تھے، اور خلافت عثمانؓ میں معاویہؓ نے عثمانؓ کو اس بارہ میں لکھا۔

عثمانؓ نے ابوذرؓ کو مدینہ میں طلب فرمایا، اور انہیں نصیحت کی، ابوذرؓ نے حج یا عمرہ کے لئے کہہ جانے کی اجازت چاہی، اس عبادت سے تاریخ ہو کہ وہ از خود ہلکے چلے گئے، اور تا وقت وفات وہیں رہے، یہ بات نہ سنی کہ انہیں کھانے مدینہ سے نکالا تھا، اگر فرضاً مغرب اور جلا وطن کرنا ثابت ہو جائے تو اس

ملے یہ جہتی آغاز پر معزز ہے، اور حقیقت ہے اس کا کوئی تعلق نہیں، اور نہ ہی اتنی دلیلیں معززات کے جواب میں تھیں۔

کی وجہ سے ہو سکتی ہے، اگر ان کی رائے اجماع کے خلاف تھی اور کچھ کعب بن جبار کو حضرت ابوذرؓ نے ایک بار ایک حق بات کہنے پر لاشعری سے مارا، اور بعض کہتے ہیں، کعبؓ کو زخمی کر دیا، ایسی صورت میں ابوذرؓ کی تعزیر یا جلا وطنی اگر ہو گئی ہو تو اس میں امام ہی حق پر ہے، روایت مذکورہ کا مستحق یہ ہے۔

عن مالک بن عبد اللہ

مالک بن عبد اللہ بیان کرتے

ہیں، ابوذرؓ نے عثمان کے پاس آئے۔

اجازت طلب کی، اجازت مل گئی

ان کے ہاتھ میں لاشعری تھی، عثمانؓ نے

فرمایا کعب بن جبارؓ کو قتل ہو گیا

ہے، اور کثیر مال چھوڑ گیا، تمہارا اس

بارے میں کیا خیال ہے، کعب بن جبارؓ

نے کہا، اگر وہ اللہ کا حق ادا کرتا تھا، تو

کوئی حرج نہیں، ابوذرؓ نے لاشعری ٹھکانی

اور کعبؓ کو مے ماری، اور کہا میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے

تھے، اگر میرے لئے یہ پہاڑ سونا بن جائے

تو میں اسے خرچ کر ڈالوں، اور میرے

سے قبول ہو جائے، اپنے پیچھے جو اچھے

بھی نہ چھوڑوں، اے عثمانؓ میں

کچھ عذرا کا واسطہ دیتا ہوں، تو نے یہ

حدیث سنی ہے، تاہم بد فرمایا۔

یحدث عن ابی ذرانہ جاء

یستاذن عثمان بن عفان فاذن

لموہبہ عصای فقال عثمان

یا کعب ان عبد الرحمن

توفی وترك مالا فبا تری

فیہ فقال ان کان یصل فیہ

حق اللہ عزوجل فلا بأس

بہ، فوقع ابوذر عصاه

فغضب کعبا وقال سمعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم یقول ما احب لوان

لی هذا الجبل ذہبا انفقہ

ویقبل منی، اذ خلق ست

اواقی الشدک اللہ یا

عثمان اسمعتہ ثلاث

مرات اخرجه احمد۔

قرآن پاک میں ہے۔

لہ حکوۃ صحیحہ من باب اللہ عزوجل۔

والذین یکنون الذہب والفضة ولا یفقرونها فی سبیل اللہ فبشرہم عذاب الیم۔ (التوبة ۳۴)

وہ لوگ جو سونا یا چاندی جمع رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں عذاب الیم کی خوشخبری سنا۔

ابورزق فرماتے ہیں، اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ مال مطلقاً رکھنا ناجائز ہے، کل مال کا اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا لازم ہے، مگر حق مذہب یہ نہیں ہے، ابورزق کی پیش کردہ روایت جس پر حضرت عثمان کو گواہ بنایا، اس بارہ میں خاموشی ہے کہ یہ اسراستحاب ہے، یا فرض ہے، مفروض اتفاق زکوٰۃ کے قدر ہے، زکوٰۃ۔ ابورزق اپنے قول سے باز نہ آئے، کہہ دئے مذكورہ بالا حرکت کی، اور انہیں یہ بھی دیکھا، ہونکا ہے، حضرت عثمان نے اس پر ان کو سزا دی ہو۔

حضرت عثمانؓ پر شیعہ کا آٹھواں طعن صحابہ عثمان سے بری الذمہ ہو گئے تھے، یہی وجہ ہے تمامہ دار کے وقت کوئی بھی ان کے ساتھ نہ ہوا جب قتل ہو گئے، اس کی لاش کو مزید پر ڈال دیا گیا، تین روز تک کسی نے دفن نہ کیا۔

جواب حضرت حمینؓ کے واقعہ شہادت کی طرح یہ واقعہ بھی ایک عظیم اور ہولناک حادثہ تھا، بلکہ اس سے بھی شہد ہوتا رہی ہے، جو منظرِ خدا ہو۔

اہل سنت و جماعت دونوں حادثات پر منہ پٹھتے۔ گریبان پھاڑنے اور نوحہ ایسے جاہلی کبار کے مزکلب نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے، ارشاد ہے۔

قالوا انا لله وانا الیہ راجعون اولئك مملکات من ما یبھد مدحمتہ واولئك هم المقتدون۔ (البقرة ۱۵۶-۱۵۷)

کہتے ہیں ہم اللہ کے لئے ہیں، اور ہم نے اسی کی طرف رجوع کرنا ہے ایسا کہتے والوں پر اللہ کی رحمتیں ہیں، اور مہربانی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

صحابہ کا ان سے بری ہو جانا بالکل غلط اور عجیب بات ہے، اس قسم کے بہتان
روافض کے اختراعی ہیں، صحابہ دفع قتلہ اور باغیوں کے ساتھ جہاد کرنا چاہتے تھے،
اکٹھے ہو کر حضرت عثمان غنی کے پاس آئے، ان میں عبداللہ بن عمرؓ اور زید بن ثابتؓ بھی
تھے، زیدؓ نے کہا، انصار کہتے ہیں، حکم ہو تو ہم اب بھی انصار اللہ ہیں، عثمانؓ نے
فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں، حضرت عثمان غنی کے ساتھ ان کے گھر میں مسند حسینؓ
عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زیدؓ، ابوہریرہؓ، عبداللہ بن عامرؓ، سعید بن مسعودؓ، مسطح بن
آثمةؓ، حضرت عثمان غنیؓ نے ان سب کو ہتھیار اوتار کر اپنے اپنے گھر چلے جانے کا حکم
اور شاہ فرمایا، اور کہا میں قتل ہو جاؤں توں ریزی سے یہ بہتر ہے، جب یہ سب حضرت
باہر آئے، تو حضرت محمدؐ نے اپنے فرزند زیدؓ اور حضرت جعفرؓ کے فرزند ان اور قسبر
کو دروازہ پر متعین کر دیا، اسی طرح اکثر صحابہؓ نے اپنے اپنے فرزندوں کو بیچ دیا کہ باغیوں
کو اندر جانے سے روکیں، وہ باغیوں کو اندر جانے سے روکتے رہے، اس مہم میں
حسنؓ، علیؓ اور محمد بن عظیمؓ زمنوں سے خون آلود ہو گئے، تیرہ کو بھی سر چھوٹیں آئیں
جب باغی دروازہ سے اندر نہ جا سکے، انصار انہوں نے محسوس کیا کہ حسنؓ بن علیؓ کدہ خنی
ہو جانے کی وجہ سے ہو سکتا ہے، بنو ہاشم غصہ میں آجائیں، اس نے انہوں نے جلدی
کی، اور مکان کے عقب سے اندر داخل ہو کر حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا، حضرت عثمانؓ
کے قتل ہو جانے کے بعد قتلہ اتنا بڑھا کہ موجود صحابہؓ کو اس پر کنٹرول نہ ہو سکا، نیز
حضرت عثمانؓ کے شہید ہو جانے کے بعد پھر قتال و جہاد میں کوئی فائدہ بھی نہ تھا، چونکہ
حضرت عثمانؓ کے قتل ہو جانے کے بعد ہنگامہ برپا تھا، اس نئے دن سے رات تک
حضرت عثمانؓ اسی طور پر پڑے رہے، جب رات ہوئی، جبریلؑ اسے مطلع فرما دیا اور کچھ دیگر

۱۔ حضرت عثمانؓ سے یہ صحابہؓ آپؐ کو اطلاع دی تھے، آپؐ نے فرمایا مجھے ملکہ کہ میں اس شہید کو ہم نے ایک
روایت فرمائی ہے، میں اس کو ہم نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ میں اس کو دیکھتا ہوں، یہاں تک کہ
۲۔ حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ کے گھر میں پہنچے، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہنچے، یہاں تک کہ
۳۔ اس وقت تک کہ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پہنچے، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہنچے، یہاں تک کہ
۴۔ اس وقت تک کہ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پہنچے، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہنچے، یہاں تک کہ
۵۔ اس وقت تک کہ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پہنچے، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہنچے، یہاں تک کہ
۶۔ اس وقت تک کہ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پہنچے، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہنچے، یہاں تک کہ
۷۔ اس وقت تک کہ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پہنچے، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہنچے، یہاں تک کہ
۸۔ اس وقت تک کہ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پہنچے، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہنچے، یہاں تک کہ
۹۔ اس وقت تک کہ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پہنچے، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہنچے، یہاں تک کہ
۱۰۔ اس وقت تک کہ حضرت عثمانؓ کے گھر میں پہنچے، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر پہنچے، یہاں تک کہ

انہیں نے جہازہ پر چڑھا اور جنت البقیع میں دفنایا، یہ بات جھوٹ ہے کہ تین دن تک کسی نے نہ دفنایا۔

شہادت عثمانؓ پر حضرت علیؓ کا افسوس کرنا | حضرت عثمان کی شہادت فاجعہ پر حضرت علیؓ نے بہت افسوس کیا اور اپنے فرزند ان کو نہ بروقیع کی اور حسن کو منہ پر بٹھیر دے دیا، حسین کو سینہ پر ہاتھ مارا، محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر کو گالیاں دیں۔ کیونکہ یہ پارٹی حضرت عثمان کے صدارت کی حفاظت پر مامور تھی، پنج البلاغہ میں ہے حضرت علیؓ نے فرمایا۔

واللہ قد دفعت عنہ۔

انہی شراخ پنج البلاغہ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے باغیوں کو شہانے کی پوری کوشش کی ان میں سے بعض کو ڈرے مارے اور سخت دھست کہا، ان ولائل سے ثابت ہوا کہ روافض کا یہ ادعا کہ صحابہؓ حضرت عثمانؓ سے بری ہو گئے تھے، باطل ہے اور سفید جھوٹ۔

ابو نعیم ابن عساکر خطیب اور بیہی نے صحیح سند کے ساتھ یہ روایت حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت کی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میت عثمان نقی علیہ ملائکہ
السماء قلت یا رسول اللہ
لعثمان خاصۃ ام للناس عامۃ
قال لعثمان خاصۃ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن عثمانؓ وفات پائیں گے، آسمان کے فرشتے دعائیں کریں گے، میں نے کہا صرف عثمانؓ کے لئے یا سب انہوں کے لئے فرمایا عثمانؓ کے لئے۔

شہادت زبیرؓ پر حضرت سعید بن السید کے تاثرات | بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عباسؓ نے حضرت عثمانؓ کی امداد میں مباہلہ نہیں فرمایا، انہیں شہرہ پیدا ہو گیا تھا۔

حضرت عثمانؓ کے قتل کے دن ان کے غمگینوں کی تعداد تین سو تھی، ان کی ہمارے

نہ مری تھے سعید بن السیب سے حضرت عثمان کے قتل اور لوگوں کے کردار پر روشنی ڈالنے کو کہہ کر سعید نے فرمایا۔

قتل عثمان مظلوما ومن قتلہ کان ظالما ومن خذله کان معذرا۔
عثمان مظلوم شہید ہوئے، قتل کرنے والے ظالم تھے، اور جو ان کی مدد کو پہنچے وہ معذور تھے۔

اس وقت موجود صحابہ کے معذور ہونے پر سعید نے ایک طویل بیان دیا جس کا خلاصہ یہ ہے، اہل مصر نے عبداللہ بن سعد بن سرح (جو کہ دلی مصطفیٰ کی حضرت عثمان کے پاس شکایت کی۔ حضرت عثمان نے صحابہ کے شور سے عبداللہ کو مصر کی ولایت سے معزول کر دیا، محمد بن ابی بکر کو ولایت پر متعین کیا، محمد بن ابی بکر نے تین منزل پر حضرت عثمان کے غلاموں میں سے ایک سیاہ غلام کو پکڑا، جو کہ حضرت عثمان کی اونٹنی پر سوار تھا، تفتیش کے بعد اس کے ہاں سے ایک خط پھر حضرت عثمان کے ہوا۔ جس میں تحریر تھی کہ محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں تیرے پاس حبس پہنچیں، انہیں قتل کر دینا اور اپنے منصب پر قائم رہنا۔ محمد وہ خط لے کر واپس مدینہ آگیا۔ علی - طلحہ احمد بن بکر کو خط دکھایا، علی نے عثمان کو ملے اور خط اور غلام پیش کئے، حضرت عثمان نے فرمایا غلام، اونٹ اور میرا قیدی میری ہیں، لیکن تم بھلا مجھے اس خط کی کوئی خبر نہیں۔

رسم الخط مروان کے خط کی طرح تھا جس سے معلوم ہوتا تھا یہ سارا اقتضا اس کا کھڑا کیا ہوا ہے، اسی وجہ سے صحابہ کو اجتہادی خطا ہو گئی، جس طرح کہ علی غر معاصی

لے ایک نیا ادعا ہے جس کا تاریخ میں ثبوت نہیں ملتا، یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ سارا غلط بلو اچلی کا کھڑا کیا ہوا تھا، جب حضرت عثمان نے اس غلطی کے لوگوں کو مخاطب کر لیا تو غرضت اسلامی کے خلاف نہ رہی، جن کو انہیں ہر کتاب میں نہیں ملتی تو انہیں نے خود کو معصوم و بے گناہ سمجھا، حضرت عثمان کے غلام کو اپنے ساتھ لے کر چلے گئے، انہوں نے حضرت عثمان کو اپنے ساتھ لے کر چلے گئے۔ خط کے شاہد خط بھی لکھا گیا ہے، اس غلطی کا تکل عثمان خود ہی تھے، ہوتا اس بات کو بھلا کر یہ قیاس بنا کر ہے، یہ بھلا کر وہ غلام اسی دستہ کیوں جاتا ہے جس دستہ پر محمد بن ابی بکر اور اس کے ساتھی جارہے ہیں۔

منافقات میں اجتہادی غلطی سے گئی اگر وہ ہو گئے، جیسا کہ آگے تحصیل بیان ہوگی صحابہؓ اس میں مذکور تھے، جبکہ جو غلطی کی جانب تھا حضرت عثمان سے نہ تو علیؓ بری ہو گئے تھے اور نہ ہی دیگر صحابہؓ اگر وہ بڑے کا اظہار کرتے تھے تو اس روایات مہیا ہوتیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ صحابہؓ کرام خدا اور ان کے متبعین اہل سنت و جماعت جب عثمانؓ کو اسلام کا ایک جزو سمجھتے ہیں، حضرت عثمانؓ کی مدح میں اقوال و روایات کے ساتھ احادیث صحابہؓ کرامؓ سے مروی ہیں۔

حضرت عثمانؓ پر شیعہ کا ناؤں طعن ہرمزان جو کہ ہوا کا بادشاہ تھا، اسلام قبول کر چکا تھا، عبید اللہ بن عمرؓ نے اس کو قتل کر دیا، مگر عثمانؓ نے

ہرمزان کا قصاص نہ لیا۔

ایک وضاحت ہرمزان کو قتل کا پس منظر مؤرخین نے یہ بیان کیا ہے کہ مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام ابو لؤلؤؓ نے جب حضرت عمرؓ کو شہید کر دیا، حضرت عبید اللہ بن عمرؓ کو پتہ چلا کہ ابو لؤلؤؓ کو اس کا پرہیز ہرمزان نے لگایا تھا، جب عبید اللہؓ اپنے والد کے دفن سے فارغ ہوئے تو ہرمزان کو مار کر قتل کر دیا۔

جواب حضرت عثمانؓ نے ہرمزان کے وارثوں کو مالی کثرت سے کراہی کر لیا تھا جس کی وجہ سے قصاص راقط ہو گیا، نیز یہ ثابت نہ ہے کہ ہرمزان کے وارثوں نے حضرت عثمانؓ کے پاس کبھی بھی قصاص کا مطالبہ کیا ہو۔

حضرت عثمانؓ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو رکعت فرض ادا و سوال طعن کرتے تھے، مگر عثمانؓ نے رسول خداؐ کے تعامل کے خلاف چار رکعتیں ہی ادا کیں۔

جواب ایسا دو وجہ سے ہوا ایک یہ کہ حضرت عثمانؓ ان کے نزدیک سفر میں قصر اور اکمال دونوں جائز ہیں، جیسا کہ ہر آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

فلیس علیک جناح انت
تقصدا من الصلوۃ۔ (النساء: ۵۸)
تم نماز میں قصر کرو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

امام الکرام امام شافعی اور امام احمد کا مسک بھی یہی ہے
 دوسری جگہ ہے جہاں حضرت عثمانؓ نے مکہ میں اہل بنی امیہ اس لئے چار رکعتیں
 پڑھتے تھے جہاں پر مسند احمد میں ہے۔

عن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابی ذیاب عن امیہ ابن
 عثمان مبلی عنی اربع رکعات
 فانكر الناس عليه فقال ايها
 الناس اني تاهلت بهكة مذ
 قد مت واني سمعت رسول
 الله صلى الله عليه وسلم
 يقول من تاهل في بلدته فليصل
 صلوة المقيم - وروى ابن ابی شيبه
 والطحاوي والبخاري وعبد البر بنحوه
 عبد الرحمن بن ابی ذیاب روایت
 کرتا ہے، عثمانؓ نے منیٰ میں
 چار رکعت پڑھیں، لوگوں نے
 انکار کیا۔ تو انہوں نے فرمایا لوگو!
 جب سے میں مکہ میں آیا ہوں، مکہ
 والا ہو گیا ہوں، اور میں نے رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے،
 فرمایا جو کسی شہر میں مکمل ہو جائے
 وہ مقيم کی طرح نماز پڑھے۔ (ابن شیبہ، طحاوی)

شیخ کا خلیفہ ثالثؒ نے ولید بن عتبہؓ پر حد قائم
 پر گیارہواں طعن کرنے میں توقف کیا۔

جواب | حقیقت شمال حیافؓ کرنے کے لئے توقف فرمایا تھا، اصل حقیقت
 واضح ہو جانے کے بعد توقف نہیں کیا، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حضرت معاذؓ پر حد قائم کرنے میں پہلے توقف فرمایا، بعد کو حد قائم کر دی۔

عن حصین بن المنذر انما
 ركب الى عثمان فاخبره بقتله
 الوليد وقد مر على عثمان رجلان
 فشهدا عليه يشرب خمر وانه مني
 حصین بن المنذر سے روایت ہے
 وہ عثمانؓ کے پاس گیا، اور ولید
 کا حمل سنایا، عثمانؓ کے پاس
 دو مرد آئے، جنہوں نے اس پر

الغداة بالكوفة اربعاً ثم قال
ازید کبر قال احدھما سائتہ
یشربھا وقال الآخر سائتہ
یتقیئھا فقال عثمان انہ لیر
یتقیئھا حتی شربھا فقال
لعلی اقم علیہ الحد فقال علی
لا بن اخیہ عبد اللہ بن جعفر
اقم علیہ الحد فاخذ السوط
فجلدہ و عثمان یعد حتی
بلغ اربعین فقال علی امسک
جلد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی الخمر اربعین و جلد
ابو بکر اربعین و جلد عمر ثمانین و
الکل سنتہ و دوی ابن عیینہ عن
عمر بن دینار عن ابی جعفر
محمد بن علی قال جلد علی
الولید بن عقیقۃ فی الخمر جلدۃ
بسوط لہ طرفان۔ اخرجه
ابو عمرو۔

شراب پینے کی گواہی دی، اور یہ کہ
کوفہ میں صبح کی چادر گھٹ نماز پڑھی
ہے پھر کہا میں مزید بتاتا ہوں ایک
نے کہا تھا میں نے اسے شراب پیتے
دیکھا ہے دوسرے نے کہا میں نے
اسے قحی کرتے دیکھا ہے عثمانؓ
نے فرمایا قحی تب ہی کرے گا جب
کہ پی ہے، علیؓ کو کہا اس پر حد قائم
کرد۔ علیؓ نے اپنے بھتیجے عبد اللہ بن جعفر
کو کہا تم اس پر حد قائم کرو اس نے چوبیس
لی، اور مارنے لگا، جب کہ عثمانؓ کو
دھماکا جب چالیس لگ گئے، علیؓ نے
کے کہا رک جاؤ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے شراب میں چالیس ہادی ہیں،
ابو بکر نے چالیس اور عمرؓ نے اٹھ اور کل
سنت ہیں، اسی طرح ابن عیینہ عمرو بن
دینار وہ ابو جعفر محمد بن علیؓ سے روایت
کرتا ہے کہ علیؓ نے ولید کو شراب میں
جلد دی (استیعاب)

محمد بن ابی بکر کی عثمانؓ
نے فریاد رکھی تھی۔

حضرت عثمانؓ پر شیعہ
کا بار ہواں ظلم

لے لے کر محمدؐ پر شک و دھوکا پڑا، صبح کی چادر گھٹ نماز پڑھی تھی، پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اس کو تائید
نہایت ہوجانے کے بعد رسول کو یہ تھا کہ صبح ۲۵ ص ۶۱ لے لے کر تائید کیا گیا، ص ۲۵ ص ۵۹۔

جواب حضرت عثمان ذوالنورین کے نزدیک محمد بن ابی بکر کی خطا اور غلطی ظاہر ہو چکی تھی، جس کی بنا پر اسے زبردستی کا مستحق سمجھا۔

حضرت عثمانؓ پر شیعہ کا تیر ہواں | عثمان جنگ بدر میں شریک نہ ہوا کا بیعت
چھوڑ ہواں | پندرہواں طعن | ان رضوان میں بھی شریک نہ تھے بلکہ احد کے
دن بھی ہواگ گئے۔

جواب ان تینوں شبہات کا جواب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اٹھا دیا ہے۔
صحیح بخاری میں ہے:-

”حضرت عثمان بن مہدیؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مصری شخص حج کا لہجہ سے گویا اس نے وہاں
ایک ماموت کو بٹایا دیکھا اور پوچھا کہ کن لوگ ہیں جواب دیا: قریش ہیں اس نے کہا یہ بڑا بڑا ہے اور یہ
عبداللہ بن عمرؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں بتائیے عثمانؓ ہسٹاں
بھاگ گیا تھا، ابن عمرؓ نے فرمایا: اس نے پوچھا غزوہ بدر سے بھی عثمانؓ غائب تھے؟
ابن عمرؓ نے فرمایا: یہ بھی صحیح ہے، اس نے کہا بیعت الرضوان میں بھی حاضر نہ تھا، ابن
عمرؓ نے فرمایا: ہاں، اس شخص نے کہا اللہ اکبر۔ ابن عمرؓ نے فرمایا اور حدیث میں تمہیں ان
باتوں کی حقیقت بتاؤں، احد کے دن عثمانؓ کا ایک طرف ہٹنا اس کو اللہ تعالیٰ
صاف کر چکا ہے، غزوہ بدر سے ان کا غائب ہونا اس لئے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان کو مدینہ میں چھوڑا تھا، اور فرمایا تھا، تجھے بھی جنگ میں شریک نہ ہاں
ثواب ملے گا، بیعت الرضوان میں ان کا حاضر نہ ہونا اس لئے تھا کہ بیعت الرضوان اس
وقت ہوئی جبکہ حضرت عثمانؓ مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد بن کر
گئے ہوئے تھے۔ اگر کوئی اور شخص عثمانؓ سے زیادہ عزیز ہوتا اسے بھیجتے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیعت میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں پسند کیا اور فرمایا یہ عثمانؓ

لے ہندوں میں ملتا ہے۔

تھے قرآن پاک میں ہے: وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ لِيَنصُرُوا اللَّهَ وَرُسُلَهُ لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
تاکہ جس طرح صورت میں وہ کوئی بھوک کے موثر ہے عزیز میں چھوڑا تھا۔

کا ہوتا ہے، اور یہ اس کی طرف سے بیعت ہے، ابن عمرؓ نے اس شخص کو فرمایا یہ ہے یہ جواب بھی پکے ہاتھوں نے ہے حضرت عثمانؓ کا غزوہ بدر سے غائب رہنا اور بیعت رضوان میں موجود نہ ہونا، ان ان کے لئے مزید منقبت کا باعث بن اس لئے کہ مجاہد کے ثواب کے ساتھ ساتھ، خدمتِ مریض اور مجرگوں کو شہرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا ثواب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفا مندی اور امثالِ حکم کا اجر مزید حاصل کیا، بیعتِ رضوان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمانؓ کا ہاتھ قرار پایا، دوسروں نے اپنے ہاتھوں سے بیعت کی اور عثمانؓ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ہے

این سعادت بقدرانیت تا بخشند خدائے بخشندہ

اور یہ دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عثمانؓ پر مکمل وثوق اور اعتماد حاصل تھا تب ہی تو ان کی عدم موجودگی میں ان کی طرف سے بیعت ہوئی ہے۔

چوتھی فصل

حضرت طیبہ طاہرہ ام المؤمنین زہراؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ صدیقہؓ اور عکبر بنت ابوبکر صدیقؓ ابن ابی قحافہ رضی اللہ عنہم پر عائد کردہ شبیہی احادیث کے جواب میں حضرت طیبہ طاہرہؓ پر دس شطن کرتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ پر پہلا | عائشہؓ نے بصرہ کا سفر کیا صحابہ کے حکم کی خلاف ورزی
شیعی اعتراض | کہے خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی، سولہ
ہزار افراد کی جماعت کی سمیت میں سفر کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

وقرن فی بیوتکم ولا تہرجن تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو

تہرجن الجاہلیۃ الاولیٰ اور جاہلیتِ اولیٰ کی طرح تہرجن

(الاحزاب ۳۳) (نہ کرو)

جواب | اس آیت سے سزا کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے، اس لئے کہ قرن یا تہرجن مقاماتِ مشتق ہے، اور یا قلد یقار سے جس کا معنی اجتماع کا ہوتا

يقصصك قبيصا فان اودادك | اولك اكر اسي اترانا چاہیں، تو
على خلعه فلا تخله له و | ان کے لئے اتارنا نہیں۔ ایک روایت
في رواية لا تخلعه ثلاثا - | یکن مین بار فرمایا۔

دریختیں ہے۔

عن عائشة ر قالت قال | عائشہؓ کہتی ہے، رسول اللہ صلی
رسول الله صلى الله عليه | اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی کی محبت
وسلمه حب على عبادة - | عبادت ہے۔

حضرت عائشہؓ پر | انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی، ابو نعیم
تیسرا شیعی طعن | کتاب الفتن ابو ذر بن سکونہ کتاب تجارب الامم میں اور
ابن کثیر کتاب السیاسة میں لکھتا ہے، کہ جب حضرت عائشہؓ کا لشکر آپ حویطب
پر پہنچا تو محمد بن طلحہ سے پوچھا یہ کون سا تالاب ہے، جواب دیا آپ حویطب عائشہؓ
نے کہا میں خیال کرتی ہوں یہاں سے واپس چلی جاؤں، ابن طلحہ نے کہا کیوں ہو جواب
دیا اس لئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تالاب کے حوض سے منع فرمایا تھا۔
جواب | یہ روایت صحیح نہیں ہے، یہ تقدیر پر تسلیم صحت جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ
کا واپس جانے کا ارادہ تھا، مگر دوسرے لشکریوں نے ان کا ساتھ نہ دیا، اور انہیں مجبوراً
سے لے کر یہ بھی مروی ہے کہ مروان بن الحکم نے سرگراہ پیش کر دیئے تھے، کہ یہ مکان خوب
نہیں ہے، اور کوئی دور مسکن ہے، اس سے ملوک مروان سے اہل مکہ نے دھوکہ کیا۔

حضرت عائشہؓ پر | جب مالک بن نوکر مکہ سے نکلا تو مسلمانوں کے بیت المال
شیبہ کا چوتھا عمر ابن | کو تباہ کر دیا، علیؓ کے عاملوں کو قتل کیا عثمان بن حنیف انصاری

لہذا یہ فتوہ حدیث کی کتاب میں نہیں ہے، بلکہ یہی حدیث مسند کے ساتھ یہاں کا مروی ہے، انظر لای علی
حدیثہ۔ یہ کچھ صحیح بخاری میں جامع الأصول جلد ۲ ص ۳۶۷۔

عائشہؓ پر ابو نعیم بن سکونہ اور ابن کثیر نے صحیح روایات میں مذکور کر رکھے ہیں، اس لئے قابل
استناد ہیں، لیکن انھوں نے اس مسئلہ میں ہے یہ روایت احمد الوصل، بخاری، مسند احمد، ابی داؤد، ترمذی، ابن
ابن العثیمہ کا حوالہ ہے، کہ عائشہؓ نے کہا میں لاہجہ عراقی ہوں، زبیرؓ نے کہا زبیرؓ لاہجہ حبشہ کا تھا، ابی کہ عذیر
لکھیں یہ صحیح لکھنا، اس سے معلوم ہو کہ عائشہؓ کا لہجہ صحیح تھا۔

کو جو کہ حضرت علیؑ کی طرف سے بعبرہ کے عامل تھے، نکال دیا۔

جواب یہ روایات صحیح نہیں ہیں، محدثین کا فیصلہ ہے کہ واقعہ جبل کے متعلق جو بیان کیا جاتا ہے، وہ ابن سبا یہودی منافق کی افواہ پر دایاں ہیں، شیخ غصن یہودی تھا، روافض کی شکل میں نمودار ہوا، علیؑ کو خدا کے اس شے رفض کی بنیاد رکھی، محدثین نے اس کی بیان کردہ باتوں سے جو کہ تحقیق سے کوسوں دور تھیں، یہ روافض اخذ کیا ہے، ابن قیبتہ، ابن اعثم کوئی اور سماعی نے جو کچھ اپنی کتابوں میں درج کر دیا ہے، سب اسی قبیل سے ہے، یہ روافضات درجہ صحت کو نہیں پہنچتے۔ اس قسم کی خلافات اور باوہ گویوں کو حضرت عائشہؓ پر طعن قائم کرنے کے لئے بنیاد بنانا اس انسان کا کام ہے، جو اللہ کے کلام قرآن پاک پر ایمان والیقان نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ نے سورہ نوراؑ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل فرمائی اور آخر میں فرمایا۔

الطیبت للطیبین و
الطیبون للطیبات اولئک
مبدعون مما یقولون لہم
مغفرة ورازق کوفیر۔

پاک عورتیں، پاک مردوں کے
لئے، اور پاک مرد پاک عورتوں کے
یہ بری ہیں اس سے جو لوگ بائیں
باتے ہیں، ان کے مغفرت اور
باعزت روزی ہے۔

(النور ۲۶) حضرت عائشہؓ پر شیعہ
کا پانچواں طعن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہؓ سے
راز ظاہر کر دیا، قرآن پاک میں ہے۔

فلما نبأت بہ واخلرہ
اللہ علیہ حرف بعضہ
واعرض عن بعض۔

جب اس نے اس کی خبر دی،
اور اللہ تعالیٰ اس پر ظاہر کر دیا،
بعض بات بتا دی، اور کچھ سے
اعراض کیا،

(الحرم ۳)

۱۔ دیکھئے رجال کشی ص ۹۸-۹۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳

قانت علیا ولو ددت انی میں نے علیؑ سے جنگ کی ہے،
 کنت نیا منیا۔ لاش کر میں نہ ہوتی۔

جواب اس سے بھی حضرت عائشہؓ پر کوئی الزام نہیں دیا جاسکتا۔ مصنف مزاج
 انسانوں کی عادت ہے کہ اجتہادی کتاب کی وجہ سے کوئی غلطی صادر ہو جائے تو
 کوتاہی معلوم ہو جانے پر ندامت کرتے ہیں اور اس سے استغفار کرتے ہیں۔

شعبہ کا اٹھواں طعن اپنے گمراہوں کو بکڑا اور عمرہ کے لئے مقبرہ بنادیا، حالانکہ یہ مکان
 ان کی ملکیت نہ تھا۔

جواب یہ باطل ہے، قرآن پاک کی آیت دھرم فی موبتکوں میں بیعت کی انصاف
 کی طرف انصاف ان کی ملکیت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ان کو گھروں کا مالک بنادیا تھا۔ ان کی ملکیت پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے، کہ
 حضرت عمرؓ نے اپنی وفات سے پہلے عائشہؓ سے اجازت طلب فرمائی اس وقت
 تھا صحابہ حاضر و موجود تھے، کمی نے اس پر اعتراض نہ کیا۔

حضرت من رفته بھی حجروں میں دفن ہونے کی حضرت عائشہؓ سے اجازت چاہی
 تھی، مگر مروان نے جو کہ اس وقت والی مدینہ تھا دفن نہ ہونے دیا، جیسا کہ فضول المہتر
 فی معرفۃ الانۃ وغیرہ کتاب میں مذکور ہے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو پیشگی اطلاع دی تھی، جبکہ
 حضرت عائشہؓ نے حجروں میں دفن ہونے کی اجازت چاہی تھی، آپؐ نے فرمایا۔

انی لک ما فیہ الاموضم قبری وقبرانی بکد
 قبری وقبر عیس بن
 تیرے لئے اس میں کہاں اور عمر اور عیسیٰ بن مریم کی قبروں
 کی ہی جگہ ہے۔

یہ بات بھی صحیح ہے۔

شیعہ کا عائشہ صدیقہؓ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، اور
 پر ناناواں طعن عائشہ کا مجرہ جو کہ منبر سے مشرق کی جانب تھا اشارہ
 کر کے کہا، اس جگہ فتنہ ہے، جہاں سورج طلوع ہوتا ہے، شیعہ کہتے ہیں، فتنہ
 سے مراد عائشہ ہے، جو کہ امیر المؤمنین کے ساتھ اٹنے کے لئے بصرہ گئیں، اور
 ہزاروں مسلمانوں کے قتل کا باعث ہوئیں۔

جواب | یہ سب باطل اور زعم فاسد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد مشرق
 جانب مبنی، جیسا کہ الفاظ حدیث ۱۔

من حیث تطلع قرآن الشمس۔ جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے،

اس پر دلالت کرتے ہیں، روافض کوفہ سے پرامد ہوئے، معتزلہ بصرہ سے قرامط
 سواد کوفہ سے اند خوارج تہذیبان سے ظاہر ہوئے، یہ سب عقائد حدیث سے مشرق
 کی طرف واقع ہیں، وہاں بھی مشرق کی طرف سے ظاہر ہوگا، اور ایران جو کہ روافض
 کا گڑھ ہے، بھی مشرق کی طرف واقع ہے، اگر عائشہ مراد ہوتی تو ان کے بارے میں قرآنی
 آیات کیوں اتریں، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بدلہ میں دوسری عورتیں لانے سے
 کیوں منوع ہوئے، اس سلسلہ میں اصل عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، جن کی وجہ سے یہ منع کافی
 دوسری ان کے تابع ہیں۔

جو کہ روافض کا قرآن پر ایمان نہ ہے، اس لئے یہ خرافات کہتے جتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ پر دو سوال طعن | ایک روکی عائشہؓ نے تیار کی اور کہا۔

لعلنا نعید بہا بعض ہم اس کے ذریعہ کسی فوجوان

شبان قدیش۔ قریش کا شکار کریں گے۔

جواب | اس اثر کے اول سے آخر تک سب رواۃ مجہول ہیں، ایک مجہول راوی

بھی روایت کو ناقابل اعتبار بنا دیتا ہے، چہ جائیکہ سارا سلسلہ ہی مجہول ہو۔

لہذا این روایت قابل احتجاج نہیں ہے، برآقدر رحمت روایت جواب یہ ہے،

کہ یہ کوئی طعن کی بات نہیں کیونکہ یہ شریف روای کے لئے مناسب کفو تلامش

کرنا کوئی عیب کی بات نہیں اس کے والدین کی عورتوں کے سامنے اس کی کے حسن و جمال اور اس کی خوبیوں کا تذکرہ مندوب ہے، کسی بھی مہذب معاشرہ میں یہ بات قابلِ طعن و عیب نہ ہے۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے، شکار کرنے سے عائشہؓ کی مراد اپنے لئے ہے، انصاف سے اس شخصِ خبیث ہے، مؤمن نہ ہے، عائشہؓ فرماتا ہے:-

سبحانك هذا بهتان عظيم
يعظكم الله ان تعودوا لمثله
ابدا ان كنتم مؤمنين -
(النور ۱۶-۱۷)

ہم اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں
یہ بہت بڑا بہتان ہے، اللہ تمہیں
نصیحت کرنا کہ اُسندہ ایسی بات نہ
کہنا، اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

نیز حق تعالیٰ نے فرمایا:-

الخبیثات للخبیثین
والخبیثون للخبیثات -
(النور ۲۶)

خبیث عورتیں خبیث مردوں
کے لئے، اور خبیث مرد خبیث عورتوں
کے لئے ہیں

اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ نازل ہو جانے کے بعد جو شخص بھی عائشہؓ پر
اس قسم کی بہتان تراشی کرے گا، وہ مؤمن نہیں ہے، منطقی قضایا کی رو سے یہ نتیجہ
واضح ہے:-

ان كنتم مؤمنين لا تعودوا
لكنهم عادوا لمثله فساد
بمؤمنين -

اگر تم ایمان دار ہو ایسی بات
پھر نہ کہنا۔ لیکن انہوں نے ایسی
بات کہی۔ نتیجہ پس یہ مؤمن نہیں۔

ایسا شخص خبیث ہے، اگر ایسا کلمہ عیدہ اس کے ساتھ مختص ہے۔

پانچویں فصل صحابہ کرامؓ پر عائذ کر وہ طاعنِ کجواب میں

اس فصل میں ان اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، جو کہ صحابہ کرامؓ پر عائذ کر

علیہ وسلم کے حق میں شیعہ نے عائد کئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگاروں پر طعن کرنا اور حقیقت خدا و رسول پر طعن کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان برگزیدہ ہستیوں کی قرآن پاک میں مدح و تعریف فرمائی ہے، یہ عظیم ہستیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی میں آپ کے ساتھ رہے، اگر شیعہ موقف درست قرار دیا جائے، تو آپ کی صحبت کا فائدہ اتنا ہی ہو کہ مطعون بطلان عن شیوخ شخاص آپ کی صحبت سے نکلے؟
نعوذ باللہ۔

علامہ شیعہ میر المؤمنین علی بن ابی طالب سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

لقد رأيت أصحاب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ضارئ
احدا يشبههم شعشا خيرا۔
الحديث بطولہ

میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پایا کہ کوئی بھی ان کی طرح کا نہیں عبا راؤد اور پرگندہ رہتے۔

جیسا کہ مقالہ اولیٰ میں منبع البدائع کے حوالہ سے پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

صحابہ کرامؓ پر بھی شیعہ دشمنی ظن ذکر کیا کرتے ہیں۔

صحابہؓ پر پہلا شیعہ ظن | جنگ سے فرار کبہ و گنہ ہے اھما بنہ و دباہ فرار کے مرتکب ہوئے ایک احمد کے دن دوسرا حنین میں۔

جواب | احمد کے دن جنگ سے فرار اس بناء پر ہوا کہ اس وقت فرار کی نہیں نازل نہ ہوئی تھی نیز حق تعالیٰ سے عافیت بھی فرما چکے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان الذین تولوا منکم
یومئذ لنتقوا لجمعان انما استولیم
الشیطان ببعض ما کسبوا و
لقد عفا اللہ عنہم ان اللہ
غفور حلیم (آل عمران ۱۵۵)

جو لوگ دو جہانتوں کی دو ہیڑ
کے دن چمچے پھر گئے تھے، ان کو
شیطان نے پھیلایا ان کی بعض
کو تاہمیوں کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ ان
کو عافیت کر چکا ہے شک اللہ صفت

لے جہاد من ۲۴۵۔

کرنے والا حوصلہ والا ہے۔

حنین میں قبائل عرب پیادہ اور سوار آگئے تھے، ان کے ساتھ ان کی اولاد اور عورتیں اور غلام سب ہی موجود تھے مسلمانوں نے دور سے سب کو لڑنے والی فوج سمجھا اور تصور کیا کہ یہ لوگ ہم سے دشمن گنا زیادہ ہیں اس لئے دیکھے بیٹھنے کو اس حکم ربانی کی بنا پر جائز سمجھا۔

الَّذِينَ خَفَعُوا أَلْفَهُ عَنكَ
وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ هَضْمًا (الأنفال: ۶۶)
اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی
وہ جانتا ہے کہ تمہارے اندر کمزوری ہے
نیز کفار کے مقدمہ الجیش میں تیرا اندازہ تھے جنہوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی،
مسلمانوں نے ہلاکت کا یقین کر لیا، اور واپس بیٹھے، درحقیقت مسلمانوں میں خود پسندی
کے جذبات ابھرنے لگے تھے کہ اب ہم بہت زیادہ ہیں، ہمیں کوئی طاقت شکست
ہم دے سکے گی، حق تعالیٰ نے تدریب کے طور پر اسباب قرار قائم فرما لیئے، تاکہ
معلوم ہو کہ فتح کثرت لشکر سے نہیں بلکہ تائید خداوندی سے ہوتی ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ
كَثِيرَةٍ وَبِیَوْمِ حُنَيْنٍ إِذْ
أَجَبْتُمْ كُفْرَكُمْ (التوبة: ۲۵)
اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت
جگہوں میں مدد فرمائی، اور حنین کے دن
جب تمہیں اپنی کثرت کا گھمڑا ہو گیا۔
امامیہ بھی موت کے اندیشہ سے فرار کو جائز قرار دیتے ہیں، البتہ القاسم بن سعید نے
الشرائع میں اس کی تصریح کر دی ہے۔

جب حضرت عباسؓ نے آواز دی، اور نصرت خداوندی نے ساتھ دیا، تو مسلمان
واپس آگئے، اور شدید لڑائی ہوئی، فرار کے بعد رجوع کرنا، اور لڑائی میں بھرپور حصہ لینا
جرم کا ثقیل اور قویہ ہے،

کہنا، انوس ہے یہ لوگ ایک ایسی جماعت کے حق میں امن کرنا دیکھتے ہیں، جنہوں
نے تمام زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، اپنے خون سے دین کے پردے

کو سنیجا، اور کمال تک پہنچایا، قرآن پاک انہیں صریح اشجاعت، شدت برگفاریہ میں ان کا مہربان ہونا، اور ان کے زہد و غیر صفات سے صنعت کرتا ہے، اس جماعت پر کمزور اور لامبانی شبہات کی آڑے کر طعن کرتے ہیں، اور تمام زندگی میں ایک بار یا دوبارہ کی کسی معمولی کوتاہی کا تذکرہ زبان پر جاری رکھتے ہیں، اور آیات مغفرت اور رضا الہی کی بشارتوں سے چشم پوشی کرتے ہیں، کیا ان لوگوں پر قرآن پاک کا یہ حکم صادر نہ ہوگا؟

لیفیظہ صمد الکفار الایۃ
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کفار کو

(الفقر ۲۹) غصہ دلاتا ہے۔

صحابہ پر شیعہ کا دوسرا طعن | ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ترک کی، اور تجارت کے لئے چلے گئے، جیسا کہ سورہ جمعہ میں مذکور ہے۔

جواب | ایسا کرنا تمام عمر ایک بار ہوا، اور پہلے جمعہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہدہ میں ادا فرمایا، مہاجرین جو کہ تجارت سے نا آشنا تھے، وہ گئے ہی نہیں، البتہ اہل مدینہ جو اس وقت تفصیلی احکام سے واقف نہ تھے، اپنی عادت کے مطابق چلے گئے، جب ان کے ایسا کرنے پر عتاب الہی نازل ہوا، پھر انہوں نے یہ حرکت نہ کی، ان کی بھی توبہ متحقق ہو گئی، نیز اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امر فرمایا کہ ان کے لئے استغفار فرمائیں، اس سے مغفرت الہی ان کے شامل حال ہوئی۔

صحابہ پر شیعہ کا تیسرا طعن | ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت کے کچھ افراد کو بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دے کر دوزخ کی طرف روانہ کیا جائے گا، میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح عرض کروں گا۔

كنت علیہم شہیدا ما
دمت فیہم فلما تو فیتنی
ان میں رہا جب تو نے مجھے لے لیا،
كنت انت الذی بعثتہم (المائدہ ۱۱۷)
تو تو ہی ان پر نگران تھا،
حق تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا جائے گا، کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔

جواب | جو شخص بھی حق دین سے معمولی تعلق رکھتا ہے، اس پر یہ بات غنی نہ

(المؤمنون ۵۷ تا ۶۱)

کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔

نیز فرمایا :-

۳۔ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهَوْنَ أَنَا سَاهُوْنَ فَضَلَا مِنْ أَمْرٍ كَبِيرٍ وَهُوَ أَنَّ هَذِهِ هِيَ أَوَّلُ السُّجُودِ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ مَا ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْبَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِجْمَالِ كَذَرَعٍ أُخْرِجَ شَطَأُهُ فَأَزْمَاةٌ فَاسْتَقْلَطَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوَاقِهِ يَعْجِبُ الزَّيْعُ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۔

(الفقہ ۲۹)

نیز فرمایا :-

۴۔ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَتَكُونَ لِلنَّاسِ حُكْمٌ مُبِينٌ (المائدة ۴۸)

نیز فرمایا :-

۵۔ كَسْبُكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخْرِجَتْ لِنَاسٍ فَاْمُرُوهُنَ بِالْمَعْرُوفِ

اور جو لوگ آپ کے ساتھ ایمان لائے، کافروں پر سختی میں اور آپس میں نرمی تم انہیں رکوع اللہ بخیر سے ہیں پاؤں کے اللہ کا فضل تلاش کرتے ہیں اور اس کی رضا مندی ان کی نشانی ان کے چہروں پر ہے سجدہ کے اثرات سے قورات اور انجیل میں ان کی یہی صفت مذکور ہے، جیسے کہیتی نکالے اپنی سونے پھر اس کو موٹی کرے، وہ اپنی بڑ پر کھڑی ہو جائے، کہیتی کرتے طے کو خوش لگتی ہے تاکہ ان کے سبب کافروں میں خیر ملے، اللہ تعالیٰ کا ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کے ساتھ مغفرت اور بڑے ثواب کا وعدہ ہے۔

اسی طرح ہم نے تم کو افضل امت بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو، اور یہی تم پر گواہ ہو۔

تم افضل ہو جو لوگوں کیسے دے گئے، اچھائی کا حکم کرتے ہو، اور باؤ

وَتَهْمُونَ عَنِ الْهُنُوكِ تَوْصِيَتُونَ بِاللَّهِ -
 دال عمران (۱۱) -
 سے روکتے ہو، اور ان شر پر ایمان لاتے ہو۔

نیز فرمایا:-

۱۶۔ اِنَّ اللّٰهَ يَجِبُ الْغَافِلِيْنَ
 يَقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ صَفَا
 كَانَهُمْ بَشِيْرَانِ مَوْصُوْن - (الصفا)

نیز فرمایا:-

۱۷۔ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنْ
 الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ
 اتَّبَعُوْهُمُ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ
 عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ
 جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
 الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا
 ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ -
 (التوبة ۱۰۰)

نیز فرمایا:-

۱۸۔ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ
 مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ
 اَعْطُوْا حَسَبَ دَرَجَتِهِمُ مِنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا
 مِنْۢ بَعْدِ وَقَاتَلُوْا وَاَكْلًا وَّعَدًا
 اللّٰهُ اَبْصَرُ -

(الحمد ۱۰)

نیز فرمایا:-

الشران لوگوں کو پسند فرماتا ہے
 جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں صفیں بنا
 کر گویا کہ وہ سیرے لڑائی دیوار ہیں۔

مہاجرین اور انصار میں سے
 سب سے پہلے اور جو خلاص کے
 ساتھ ان کی اتباع کرتے ہیں خود
 ان پر راضی ہوا، اور وہ اس پر راضی
 ہوئے، اللہ نے ان کے لئے باغات
 تیار کئے ہیں جن کے نیچے ندیاں
 بہتی ہیں اس میں ہمیشہ رہا کریں یہ
 بہت بڑی کامیابی ہے۔

فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے
 والے اور لڑنے والے تم میں برابر نہ
 ہیں بلکہ یہ ان لوگوں سے درجہ میں
 فائق ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خرچ
 کیا، اور لڑائی کی، اور ہر ایک سے
 اللہ اچھائی کا وعدہ کرتا ہے۔

مغفروں کو مستثنیٰ کر کے دے

بیٹھ رہنے والے ایمان دار اور وہ
جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں
کے ساتھ جہاد کرتے ہیں، برابر ہیں،
اللہ نے اپنے اسوئوں اور اپنی جانوں کے
ساتھ جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے
والوں پر فضیلت دی ہے، بڑے
اجر کی۔ اس کی طرف سے درجے ہیں،
اور مغفرت و رحمت، اور اللہ تعالیٰ
بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

گروہ مراد و عورتیں اور بچے
جو کمزوریوں کوئی حیلہ نہیں کر سکتے نہ
راستہ کی سوچ رہتے ہیں، ایسے
لوگوں کو امید ہے، اللہ معاف فرما
وے گا، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے
والا بخشنے والا ہے۔

اور دوسرے جو اپنے گناہوں
کا اعتراف کرتے ہیں، اور عمل صالح
اور عمل پرے دونوں کر کچے ہیں، امید
ہے، اللہ تعالیٰ ان پر رجوع
فرمائے گا۔

۹۔ لا یتوی القاعدون من
المؤمنین غیر اولى الضرار و
المجاهدون فی سبیل اللہ
باموالہم و انفسہم فضل اللہ
المجاهدین باموالہم و انفسہم
علی القاعدین حدیث و مکیلا
وعد اللہ المحسنی و فضل اللہ
المجاهدین علی القاعدین اجرا عظیما
درجۃ مندرجہ و درجۃ و کان
اللہ غفورا رحیما۔ (النساء ۹۵-۹۶)

نیز فرمایا:-

۱۰۔ الا المستضعفین من
الرجال والنساء والولدان
لا یستطیعون حیلۃ ولا یتدبرون
سبیلا۔ فاولئک عسی اللہ ان
یعفو عنہم و کان اللہ غفورا عفیوا
(النساء ۹۸-۹۹)

نیز فرمایا:-

۱۱۔ و آخرون اعترفوا بذنوبہم
خطوا عملا صالحا و آخرینا
حسی اللہ ان یتوب علیہم
(التوبۃ ۱۰۳)

نیز فرمایا۔

۱۲۔ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبُ الْيُكْمِ الْإِيمَانِ
وَمَنْ يَنْتَهَ فِي قُلُوبِهِمْ وَكَرِهَ
الْيُكْمِ الْكَفْرَ وَالْفُسُوقَ
الْعَصِيَانَ أُولَئِكَ هُمُ
الرَّاشِدُونَ - فَضْلًا مِنَ اللَّهِ
وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلَيْهِ حَكِيمٌ
(الحجرات،)

مگر اللہ تعالیٰ نے ہی ایمان کو
تمہارا محبوب بنایا، اور تمہارے دلوں
میں اسے مزین کیا، اس نے کفر،
حدود شرعیہ سے نکلنا اور نافرمانی
کی تمہارے اندر نفرت پیدا کی
بچو، سعادت مند میں، یہ اللہ کا فضل
ہے اور اس کی نعمت اور اللہ جاننے
والا حکمت والا ہے۔

نیز فرمایا۔

۱۳۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا
وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
الَّذِينَ أَمْضَا أَمْثَلًا وَلَئِكَ هُمُ
الْمُؤْتَمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ
مِّنَ اللَّهِ وَكَرِيمٌ
(الأنفال،)

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور
ہجرت کی، اور اللہ کی راہ میں جہاد
کیا، اور جنہوں نے جگہ دیکھی، اور وہ
کی یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان
کے لئے مغفرت ہے، اور باعزت
روزی۔

نیز فرمایا۔

۱۴۔ لَتَجِدَنَّ قَوْمًا يُّؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ
الْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ
أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ
أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ
وَيُؤْتِيهِمْ مِّنْ رَّدْوَةٍ وَمِنْهُمْ

جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن
پر ایمان رکھتے ہیں، آپ ان کو نہ
دیکھیں گے کہ ان لوگوں سے دوستی
رکھیں، جو اللہ اور اس کے رسول
کے مخالف ہیں، چاہے ان کے
باپ، یا بیٹے یا بھائی یا قبیلے والے

ہی کیوں نہیں مان لوگوں کے دل میں
 اللہ نے ایمان ثبت فرمایا ہے اور
 اپنی روح کی تائید دی ہے۔ ان کو
 باغات میں داخل کرے گا، جن کے نیچے
 نہریں بہتی ہیں، اس میں ہمیشہ رہا کریں،
 اللہ ان پر راضی ہوا اور یہ اللہ پر راضی
 اور یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں، اور
 یہی کامیاب ہیں۔

جنت تجری من تحتہا
 الانہار خالدین فیہا
 راحتی اللہ عنہم ورضوا
 عنہ اولئک حزب اللہ
 الا ان حزب اللہ ہم
 المفلحون۔
 (المجادلہ ۲۲)

نیز فرمایا:-

اسی نے تمہیں چن لیا ہے اور
 تم پر دین میں کوئی حرج نہیں بنایا،
 یہ دین تمہارے باپ ابراہیم کی ملت
 ہی ہے، اس نے تمہارا نام اپنے سے
 مسلمان رکھا ہے، رسول تم پر گواہ ہوگا
 اور تم لوگوں پر گواہ ہو گے، پس نماز
 قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، اور اللہ کے
 دین کو مضبوطی سے تھامو، وہی تمہارا
 مددگار ہے، وہ اچھا سامان اور بہتر
 مددگار ہے۔

۱۵۔ ہوا جنتا کھڑا وما جعل
 علیکم فی الدین من حرج
 ملت ابراہیم ابراہیم خیر ما کھڑا
 المسلمین من قبل لیکون الرسول
 شہیداً علیکم وتکونوا شہداء
 علی الناس فاقیموا الصلوٰۃ واتوا
 الزکوٰۃ واعتصموا باللہ ہتھ
 مولد کھڑا فتعصر المولیٰ ونعم
 النصیر۔
 (الحج ۷۸)

نیز فرمایا:-

لیکن رسول اور ایمان قبول کرنے
 والے اپنے مالوں اور مافوق کے ساتھ
 جہاد کرتے ہیں، انہیں لوگوں کے

۱۶۔ لکن الرسول والذین آمنوا
 جاهدوا بأموالہم وانفسہم
 داوئک لہم الخیرات

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - ۱۷۱
اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ مَا خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ -

(سپ ۱۰ رکوع ۱۷)

نیز فرمایا :-

۱۷۲- يَوْمَ لَا يَحْزَنُ اللَّهُ النَّبِيُّ
وَالَّذِينَ آمَنُوا مَجْدُ نُوْرِهِمْ
يُحْيِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ
يَقُولُونَ هَٰذَا النُّجُومُ الَّتِي نُوْرُنَا
وَاعْقَلْنَا أَنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ -

(التحريم ۷۰)

نیز ارشاد ہے :-

۱۷۳- وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ
مَعَ إِبْرَاهِيمَ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ
يُدْعُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ
حِسَابٍ مَنْ شَيْءٌ ظَمِنَ صَبَابَكَ
عَلَيْهِمْ مَنْ شَيْءٌ فَنُطْرِدْهُمْ فَتَكُونَ
مِنَ الظَّالِمِينَ -

(الانعام ۵۲)

نیز فرمایا :-

۱۷۴- قُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ

لئے اچھا ٹیپاں میں اور نبی لوگ
کامیاب ہیں اللہ نے ان کے لئے
باقات تیار کر رکھے ہیں ان کے نیچے
نہریاں بہتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے
یہ بہت بڑی کامیابی ہے -

جس دن در سو کرے گا اللہ تعالیٰ
نبی اور اس کے ساتھ ایمان لانے
والوں کو ان کا نور ان کے آگے دائیں
دوڑ رہا ہوگا، کہتے ہیں اے ہمارے
رب ہمارا نور کل کر اور ہمیں بخش
بے شک آپ ہی ہر چیز پر قادر
ہیں -

ان لوگوں کو نہ بھگائیں جو صبح
شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس
کی ذات ان کا مطلوب ہے، آپ
پر ان کا حساب بالکل نہیں ہے اور
نہ آپ کے حساب سے کچھ ان پر ہے
کہ تو ان کو بھگاؤ، اور ظالموں
سے ہو جائے -

فرمائیں تم پر سلام ہو تمہارے

رب نے اپنے پر رحمت دکھی ہے جو
تم میں سے از روئے جہالت برائی
کرے گا، پھر اس کے بعد توبہ کرے
اور نیکی کرے، تو وہ بخشنے والا
مہربان ہے۔

يَرْجِعْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ إِنَّهُ
مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ
ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهَا وَاصْلَحَ
فَاِنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ -
(الأنعام ۵۲)

نیز فرمایا:-

یقیناً اللہ نے ایمان داروں سے
ان کی جان اور ان کے مال خرید لئے
ہیں، اس میں کراں کے لئے بہشت
ہے۔ یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے
ہیں قتل کرتے ہیں، اور قتل کئے جاتے
ہیں، تو اوت انجیل اور قرآن میں یہ اللہ
کا پختہ وعدہ ہے، اور اس سے بڑھ
کر کون دعوہ پورا کر سکتا ہے، تم اس
پیغ پر خوش ہو جاؤ جو تم نے اس
بے کی، اللہ یہ بڑی کامیابی ہے۔

۴۰۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ
بِاَنْ لَّهُمْ الْجَنَّةَ بِمَا تَلَوْنَ فِي
سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ
وَمَعَا عَلَيْهِمْ حَقٌّ فِي التَّوْرَةِ و
الْانجِيلِ وَالْقُرْآنِ - وَمَنْ اَوْفٰ
بَعْدَهُ مِنْ اللّٰهِ فَاَسْتَبْشِرُوا
بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهِ، وَ
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ -
(التوبة ۱۱)

نیز ارشاد ہے:-

ایمان داروں کو خوش خبری دیں
کہ ان کے لئے اللہ کی طرف بڑا
فضل ہے۔

۴۱۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنْ لَّهُمْ
مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا -
(سُورَةُ رُكُوْعٍ ۲)

نیز ارشاد ہے:-

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ
میں ہجرت کی، قتل کئے گئے یا

۴۲۔ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي
سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَتَلُوْا اَوْ اَمَاتُوْا

۲۲۔ دینہ قدامہ اللہ ساقا حسنا و
 ان اللہ یهو خیرا لمراتقین
 میں خیر ہر مدخل پر حضور
 وان اللہ علیم حلیم۔
 (پ ۱ ع ۱۵)

نیز ارشاد علی ہے:-

۲۳۔ وان یریدوا ان یخضعوک
 فان حسبک اللہ هو الذی
 ایدک بنصرہ وبالمؤمنین
 والذین ینزلونہم لو انفق
 ما فی الارض جمیعا ما لقت
 بہم قلوبہم و لکن اللہ الع
 یمینہم انہ عزیز حکیم۔

(پ ۱ ع ۱۶)

نیز فرمایا:-

۲۴۔ لعلہ رضی اللہ عن
 المؤمنین اذ بیایعواک تحت
 الشجرۃ فعلو ما فی قلوبہم و
 انزل السکینۃ علیہم واثاہم
 فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ
 یاخذونها وکان اللہ عزیرا
 حکیم۔ (پ ۲ ع ۱۰)

ان کو اللہ تعالیٰ بہترین رزق دے گا
 اور بے شک وہی اچھا رزق دینے والا
 ہے، ان کو ایسی جگہ داخل کرنے کا جسے
 یہ پسند کریں گے، اور اللہ جانتے
 والا علم والا ہے۔

اگر یہ لوگ آپ سے دھوکہ کرنا
 چاہیں، تو آپ کے لئے اللہ کافی ہے
 اس نے اپنی مدد سے آپ کی تائید
 کی، اور ایمان والوں کے فدیہ اور
 ان کے دلوں کو جھڑ دیا، اگر آپ تمام
 زمین کی چیزیں خرچ کر ڈالتے تو
 بھی ان کے دل نہ بھڑ سکتے، مگر
 اللہ نے ان کے ماہین تالیف قلب
 کی بے شک وہی غالب حکمت والا ہے۔

یقیناً اللہ ایمان داروں سے رضی
 ہو چکا ہے، اس لئے کہ انہوں نے
 درخت کے نیچے آپ سے بیعت
 کی، اللہ ان کے دل کی بات جانتا ہے
 اور ان پر سکینہ اتاری، اور ان کو
 قریبی فتح کا بدلہ دیا، اور بہت غنیمتیں
 دیں، جو میں گے، اور اللہ تعالیٰ غالب

دعوت اسلام دی جا رہی ہے، یا وہ لوگ ایمان قبول کر کے مرتد ہو گئے تھے یا مومن القلوب میں سے کوئی گروہ ہے ہو سکتا ہے، منافقین میں سے کچھ افراد سے یہ مخاطب ہو۔ صحابہ کرامؓ سے یہ خطاب قطعاً نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ صحابہ کرامؓ کی مدح قرآن پاک میں درج ہے، نیز علیؓ بھی اسی جماعت صحابہ میں داخل ہیں۔ شیوخ کا صحابہ کرامؓ پر سابقہ اٹھنا صحیح مسلم میں ہے۔

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فتحت علیک خزائن فارس والروم فتناقصون ثم تنحاسدون ثم تنبأ حفنون ثم تنبأ ابودن ثم تنبأ حفنون

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے اوپر فارس اور روم کے خزانے فتح ہو جائیں گے، تم حریص بن جاؤ گے، اور حسد کرو گے، پھر ایک دوسرے کی مخالفت کرو گے اور بغض رکھو گے۔

جواب اس حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کو فتوحات کے مواقع پر تناقض تماسد اور تنابض ترک کرنے کا حکم ارشاد فرما رہے ہیں، انشاء کی جگہ عربی میں جملہ خبریہ بھی اکثر آجاتا ہے، ہمزہ محذوف مانا جاتا ہے، اور استفہام کا معنی پیدا ہونے بھی ہو سکتا ہے۔

نیز میراج صحابہؓ سے خطاب بھی نہیں ہے، اس لئے کہ ایک دوسری روایت میں الفاظ قریل کا اضافہ ہے۔

ثم تنطلقون الى مساكن المهاجرين فتجعلون بعضهم على رقاب بعض۔

پھر تم مہاجرین کے گھروں کی طرف بوٹو گے، پھر بعض کو بعض کی گردنوں پر سوار کرو گے۔

لہذا مذکورہ روایت کی بنیاد پر میراج صحابہؓ کو مطعون کرنا درست نہ ہے۔

ملہ کتاب الاربعہ ص ۲۷۰-۲۷۱۔ ملہ ایضاً۔

صحابہ پر شیعوں کا استہوال طعن | حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔
 قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس نے علیؓ کو ایذا دی اس
 من اذى عليا فقد اذاني۔ نے مجھے ایذا دی۔

تمام صحابہؓ نے علیؓ کو ایذا دی اس سے دشمنی اور جنگ کی، ابو بکرؓ نے
 حضرت عمرؓ کے فرزند کو بھیجا کہ علیؓ سے بیعت کے لئے کہے، علیؓ نہ آئے،
 عمرؓ غضبناک ہو گیا، لوگوں کو کہا سکوڑیاں اٹھاؤ، وہ علیؓ کے دروازہ پر آئے اٹھا
 دی، دروازہ کھولو، دروازہ توڑ دیا اور چلا یا، فاطمہؓ باہر آئیں، اپنے ابا کا نام یاد کیا،
 عمرؓ نے تلوار اٹھائی، اور فاطمہؓ کے پہلو کی طرف چلائی، علیؓ کو کہا بیعت کرو،
 اگر تم بیعت نہیں کر گے، میں قتل کر دوں گا۔ صحابہؓ نے بھی اس پر اتفاق کیا، اور علیؓ اور
 دخترہؓ وغیرہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استغاثہ کیا، اور آپؐ کی وصیت، آپس پشت ڈال دی،
 جواب | یہ قصہ اول تا آخر سب جھوٹ اور افتراء مضحکہ ہے، صحابہؓ علیؓ کی تعظیم کرتے
 تھے، ان سے اور ان کی اولاد سے محبت رکھتے تھے۔ مشکل افہام میں علیؓ کے
 ساتھ معاون اور مددگار تھے۔

قال عبد الرحمن بن شہد، نامہ یقین مع علیؓ فی
 رضوان میں شامل ہونے والوں میں
 شان ماست من ہایہ بیعت سے آٹھ سو جنگ صفین میں علیؓ رض
 ۱ رضوان قتل منہم ثلث کے ساتھ تھے، اور اس بوتلہ پر
 دستوں۔ ان میں سے تریسٹھ شہید ہو گئے۔

ان بزرگوں میں حضرت عمار بن یاسر بھی تھے، مہاجرین اور انصار میں سے ایک
 جم غفیر ان کے ساتھ تھے، حضرت علیؓ نے اپنے خطبوں اور اپنے خطوں میں اس
 کی خود گواہی دی ہے، ابو بکرؓ بھی ان سے محبت رکھتے تھے، ان کے فضائل مسدق کے قائل تھے
 دار قطنی روایت فرماتے ہیں

لے در قطنی کے ساتھ یہ آئمہ والفقہاء میں نہیں آتے، درستی کا یہ بھی واضح ہے۔

عن الشعبي ان قال بينا ابو بكر جالس
اذ طلع علي بن ابي طالب قال من سورة ان
ينظر الى اعظم الناس منزلة واقوية
وافضل حاله واكثر عنايته
عند رسول الله صلى الله عليه وسلم
فلي نظر الى هذا الطالع۔

شعبي فرماتے ہیں ابو بکر بیٹھے تھے
کہ علی بن ابی طالب نے دیکھا تو فرمایا
جو لوگوں عظیم المرتبتہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا قربت دار اور جس کا
اوپر خصوصی خیال رکھتے تھے، اور دیکھنا
چاہتا ہے، اس آنے والے کو دیکھئے

حضرت عمرؓ بھی ان کی تعظیم و توقیر فرماتے تھے، امام حاکم قطعی مروایت کرتے ہیں۔

عن سعيد بن المسيب قال
قال عمر لا يتم شرف الا بولاية
علي بن ابي طالب۔

سید بن المسیب فرماتے ہیں عمرؓ
نے کہا علی کی دوستی کے بغیر شرف تمام
نہیں ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ کی جنگوں سے پیچھے رہنے پر افسوس کیا کرتے تھے۔

طبرانی، معجم الاوسط میں اور بزار، مسند میں روایت کرتے ہیں، جب حضرت عبداللہ
بن عمرؓ کو پتہ چلا کہ حسینؓ عراق جارہے ہیں، مدینہ سے روانہ ہو کر قسری منزل پر حسینؓ کو ملے
اور فرمایا کہاں جارہے ہو؟ حسینؓ نے فرمایا عراق جا رہا ہوں، عراقیوں کے خطوط کھائے
اور ان کے بیعت کرنے کا حال سنایا، ابن عمرؓ نے فرمایا وہاں نہ جاؤ، ان کے خطوط کا
اعتبار نہ کریں، میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں، جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے، اور دنیا کو آخرت میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار دیا، آپ
نے آخرت کو اختیار کیا، آپ بھی جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اللہ تعالیٰ نے
آپ کو دنیا سے آخرت کے لئے باز رکھا، ابن عمرؓ کے کہنے سے حضرت
حسینؓ نہ طلحیں نہ موئے، ابن عمرؓ نے انہیں رو کر اپنے بازوؤں میں لیا،
اور رخصت کیا۔

اے دیکھئے کہ شہید سید ۲ؓ کو اس کی شہادت کی تمنا تھی کہ تم ان کا کلمہ علی اللہ باغیر استی۔ یعنی
مجھ کو تم کو، تم نہیں ہو کر علی کہتے ہو کہ وہی کہتے ہو کہ وہی کہتے ہو۔

دور خلافت خاندانِ ثلاثہ میں صحابہؓ کا علیؓ کے ساتھ مخالفت ثابت کرنا و افضل کا حضرت علیؓ کا طرزِ عمل | افسوس ہے، اور محروم۔

خاندانِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے دورِ خلافت میں کوئی اختلاف ہوا ہی نہیں ہے۔ علیؓ سے البکرؓ کی بدست میں معمولی توقعت ہوا، وہ اس وجہ سے تھا کہ علیؓ کہتے تھے ہمیں مشورہ میں شریک کیوں نہ کیا گیا۔ ورنہ ہم بھی البکرؓ کی فضیلت جانتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہمارے دین کے لئے انتخاب فرمایا ہم انہیں دنیا کیلئے کیوں نہ انتخاب کرتے، حضرت علیؓ نے ساری زندگی خاندانِ ثلاثہ کی پیروی کرتے رہے، وہ ایسوں میں ان سے تعاون کیا، وہی اور دنیاوی مشغولوں میں ان کے شریک اور مشیر رہے، اگرچہ زندگی تک البکرؓ و عمرؓ کو جمیع مسلمانوں پر اور اپنے آپ فضیلت دیتے رہے اس کا ظہار نجی مجلسوں میں اور برسرِ منبر فرمایا، اگر کسی نے ان کے سامنے علیؓ کو شیخین پر فضیلت دی، اسے فوراً ڈانٹ دیا۔ اور فرمایا اگر کسی نے ایسا کہا میں اس پر خدا قضا لگاؤں گا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت تک علیؓ کی صحابہ کرامؓ کے ساتھ کوئی مخالفت اور نزاع پیدا نہ ہوئی، اگر ایسا ہوتا تاریخِ اسلامی اس سے بھرپور ہوتی جیسا کہ علیؓ اور معاویہؓ کے مابین منازعات جو اثر رکھ رہیں۔

اسلامی حکومت میں پہلا رخسار | اسلامی حکومت میں پہلا رخسہ جو واقع ہوا یہ تھا کہ چند اربابوں اور ادارہ جمیع ہوئے اور حضرت عثمانؓ کا عاصمہ کر لیا حضرت عثمانؓ نے لڑائی کی اجازت نہ دی اور نہ بت یہاں تک جا پہنچی کہ یہ آگ بڑھتی رہی، اس وقت بہت لوگ مدینہ میں موجود تھے، اس آگ کو بجھانا چاہتے تھے۔ ان کے بس میں نہ رہا، حضرت عثمانؓ کے قاتل خود کو حق پر کہتے تھے۔ اور خلیفہ شہید کو باطل پروردہ اسی قاتل پر فخر کرتے تھے، اکا بر صحابہؓ طلحہؓ و زبیرؓ۔ کعب بن اشیرؓ و عمار بن سلمہؓ وغیرہ و غیرہ اس قاتل پر متاسف تھے، اور قاتل عثمانؓ کو ظلم قرار دیتے، اور با عینوں کو ظالم کہتے یہ بات جب با عینوں تک پہنچی انہوں نے ان بندگان کو سزا دینا چاہی، تو ان کے شر کے خوف سے مخالفت اطراف میں چلے گئے۔

جنگ حبل کا پس منظر اطلاع اور زیر غور نہ کر چکے گئے، ام المؤمنین عائشہؓ بھی حج کے لئے مکہ گئی ہوئی تھی، وہ دونوں مکہ میں آپ سے ملے، اور کہا ہم اعراب کے شر سے ڈر کر یہاں آئے ہیں، اگر آپ ہمارے ساتھ ہو جائیں، تو ہو سکتا ہے، وہ لوگ آپ کے ام المؤمنین ہونے کے وجہ سے آپ کا احترام کریں، انہوں نے مشورہ قبول نہ کیا، طلحہؓ اور زبیرؓ نے غصہ سے سخت سے استدلال کیا۔

الاخیر فی کثیر من غواہمہ ان کے اکثر سرگوشیوں میں خیر نہ الامن اور بھدقت اور معدوت ہے، الایہ کہ صدقہ کا حکم دے یا نیکی کا یا لوگوں میں اصلاح کا۔

اس کے بعد عائشہؓ نے مشورہ قبول کیا اور کسی ایسی جگہ جا تا چلا، جہاں ان باغیوں کا اثر و رسوخ نہ ہو، اس مقصد کیلئے بصرہ کا انتخاب ہوا۔

حضرت عثمانؓ کے قتل کر دینے کے بعد باغیوں کو مسلمانوں کے انتقام کا اندیشہ تھا، انہوں نے خیریت یہ دیکھی کہ حضرت علیؓ کے دین میں پناہ لینا چنانچہ علیؓ سے انہوں نے بیعت کی، اس وقت علیؓ کے مثل بددعا کوئی موجود نہ تھا، قبول خلافت فرض کفایہ اور دین کی مہمات سے ہے، اس لئے علیؓ نے ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے خلافت قبول کر لی، ان لوگوں نے بھی بیعت کی، مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت نے۔ بھی مکرینہ میں موجود تھی، بیعت کی، حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ بھی اس وقت مدینہ میں موجود تھے، اور علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے، علیؓ نے مذکورہ اوباشوں سے انتقام اور بدلہ لینے کی قدرت نہ رکھتے تھے۔

عائشہؓ نے طلحہؓ اور زبیرؓ کے ساتھ بصرہ کو روانہ ہو گئیں، علیؓ کو اطلاع ملی کہ عائشہؓ مدینہ سے اور مسلمانوں کی ایک جماعت بصرہ کی طرف ہمارے ہیں، علیؓ نے حضرت قعقاعؓ صحابی رسولؐ علیؓ کے علم کو روانہ کیا، قعقاعؓ پہنچے حضرت عائشہؓ کو ملے اور سلام کے بعد کہا، اے ماں آپ کس وجہ سے ادھر آشریف لائیں، صدیقہؓ نے جواب فرمایا بچے لوگوں میں اصلاح کے ارادہ سے۔ عائشہؓ نے قعقاعؓ کو طلحہؓ

اور زبیرؓ کے پاس بھیجا قحطاعہ نے ان سے پوچھا صلح کی کیا صورت ہو سکتی ہے
 دونوں نے کہا عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لینا چاہیے قحطاعہ نے جواب دیا مسلمانوں
 کے باہمی اتفاق اور صلح کے بعد ہی یہ ممکن ہے، دونوں نے جواب دیا نہیں یہ بات
 منظور ہے، حضرت قحطاعہ نے تمام ملاقات علیؓ کو پہنچا دیئے، علیؓ نہایت خوش
 ہوئے، اور دونوں فریق صلح پر خوش اور راضی تھے، علیؓ نے طلحہ اور زبیرؓ کو سلام
 بھیجے اور اسی طرح جواب میں انہوں نے پیغام سلام بھیجا، قاصد درمیان آگیا رہے تھے
 اس اثنا عبداللہ بن سبا منافق یہودی نے بائیں سے ایک دات باہمی مشورہ کیا اور
 کہا تمہاری غیریت اس میں ہے، اگر ان کے درمیان صلح نہ ہونے دو، کل صبح صلح ہونے
 سے پہلے ہی تم جنگ و قتال شروع کر دو، چنانچہ انہوں نے رات کے پچھلے حصے سے
 لڑائی شروع کر دی، دوسرے فریق کی طرف سے بھی جوابی اقدام کیا گیا، یہ جنگ جل
 کے نام سے مشہور ہوئی، فریقین میں سے کوئی بھی قتال کرنا نہ چاہتا تھا، یہ محض ابن
 سبا کی شرارت اور خواہش کا نتیجہ تھا۔ دقرطبی اور جمہور علماء نے اسی طرح
 کہا ہے)

جنگِ جمل بغاوت کا نتیجہ نہ تھی | اس جنگ میں ترہزار مسلمان مارے گئے تھے طلحہ
 اور زبیرؓ بھی شہید ہو گئے، ہمارے اس ادعا پر کہ حضرت عائشہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ باغی
 نہ تھے، بلکہ اصلاح کیلئے اصرار فرمایا کرتے تھے یہ دلیل ہے۔

قال ابوہریرۃ ان رسول	ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرا پر تھے،
علی حرا و عود ابوبکر و حماد عثمان	آپ اور ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ
وعلی و طلحہ و الزبیر	علیؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ، عثمانؓ نے
فخروا عن الصفحۃ فقال رسول	حرکت کی، آپ نے فرمایا آرام کر۔
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اهدأ فبا	تھک رہے، بنی ہے یا صدیقؓ
علیک الا بنی اوصدق ابو شہید۔ (مسلم)	یا شہید ہیں۔ (مسلم)

نیز مسکن ابن ماجہ میں ہے۔

عن سعید بن زید قال اشہد
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انی سمعتہ یقول اثبت
حوراء قنا علیک الانبیاء وصدیق
او شہیدین وعدہ ہر ما رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر
وعمر و عثمان وعلی وطلحہ والزبیر
وسعد و ابن عوف و سعید

بن زید +

سعید بن زید فرماتے ہیں میں
شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ
نے فرمایا اے حوراءؓ، تجھ پر نبی یا
صدیق یا شہید ہیں، شمار کیا کہ اس
وقت حوراءؓ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم، ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ،
زبیر، سعد، ابن عوف اور سعید
بن زید تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہؓ اور زبیرؓ کو شہید فرمایا، معلوم ہوا
وہ باغی نہ تھے، بلکہ ابن سبا یہودی کے گروہ کے ہاتھوں مظلوم شہید ہوئے۔
حضرت معاویہؓ کا علیؓ سے نزاع اس وقت معاویہؓ شام میں تھے، وہ بھی حضرت
علیؓ سے رونا نہ چاہتے تھے، ان کا مطالبہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین کو سپرد کریں،
یا ان کو اپنے پاس سے بھاگادیں۔ علیؓ جب کامیاب ہو کر جنگ جمل سے فارغ ہوئے،
اس کی اطلاع معاویہؓ کو بھی ہو گئی۔ وہ مجدہ شام سے نکلے اور صحرے امیر المؤمنین علیؓؓ
نے بھی کوچ کیا اور یہاں فرات پر آنا سامنا ہوا، علیؓ نے بشر بن عمرو بن حفص انصاری
کو بحیثیت درجہ افزہ حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا تاکہ انہیں طاعت امام کی دعوت دیں۔
بشرؓ نے کہا میں تجھے خط کا واسطہ دیتا ہوں، مسلمانوں میں الفراق نہ پیدا کریں اور خون

طہ بہ طہ اہل بغی و فتنہ۔

۱۔ امام ابو حنیفہؒ میں ہے کہ شام میں معاویہؓ نے جو حکم دیا تھا کہ علیؓ کے قاتلین کو سپرد کریں،
اس کا جواب انہیں کی طرف سے دیا گیا تھا کہ علیؓ نے جو حکم دیا تھا کہ انہیں سپرد کریں، اس کا جواب
دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ حضرت معاویہؓ کے حکم کی تعمیل ہے، ان کے وہاں کے حکام انہیں سپرد کرنا چاہتے ہیں
جو کہ ان کے حکم کے خلاف ہے، اس لیے انہیں سپرد نہیں کیا جاتا، حضرت معاویہؓ کے قتل سے پہلے ہوا
کون جتنا اور حضرت معاویہؓ کی رائے صحیح تھی، اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے۔

ریزی نہ ہونے دیں، معاویہؓ نے کہا میرا علیؓ سے صورت ایک مطالبہ ہے، یہ کہ تاحین عثمانؓ کو ہمارے سپرد کر دے، البتہ خیرہ واپس ہوئے اور علیؓ کو مطالبہ پہنچا دیا، حضرت علیؓ نے قاتلین عثمانؓ نہ دیئے، جس کا سبب یہ تھا ان کے خیال میں ایسا کر خلافت میں اضطراب کا باعث ہو گا۔ انہوں نے بہتر یہ سمجھا کہ تمام مسلمان خلافت پر متفق ہو جائیں، استحکام کے بعد باغیوں کی قوت کمزور پڑ جائیگی، اور ان پر ہاتھ ڈالنا آسان ہو گا۔

چنانچہ بیعتِ بلاتہ میں بیعت۔

حضرت علیؓ کے بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا آپ قاتلوں سے انتقام لے لیں تو بہتر ہو گا۔ علیؓ نے کہا اے بھائی میں اس پر قوت نہیں رکھتا، یہ لوگ قوت میں ہیں اور مجھے غالب و غریب حضرت علیؓ نے اس مطالبہ کے تسلیم سے توقف کیا، معاویہؓ نے سمجھا کہ علیؓ باغیوں کی حمایت کر رہے ہیں، اس لئے ان سے لڑنا واجب ہے، کیونکہ حضرت عثمانؓ کے قاتل ظالم ہیں، اور حوران کی مدد کرتا ہے، وہ بھی انہیں کی طرح ہے، اس سے مسلم ہوا، معاویہؓ نے خلافت کے لئے جنگ نہیں کی، وہ بھی علیؓ کی مخالفت کے معتقد تھے، بعض کہتے ہیں ابتداء میں حضرت معاویہؓ نے قاتلوں کا مطالبہ کیا تھا، بعد میں خلافت کا دعویٰ بھی کر دیا تھا، ان کے خیال میں حضرت علیؓ کی مخالفت صحیح نہ تھی، کیونکہ باغیوں کی بیعت علیؓ کے ساتھ غیر معتبر ہے، اہل مدینہ و عقبہ میں سے جن بندگان نے بیعت کی طحہ و خیرہ وہ ان سے حیرانی گئی تھی، اور اسی لئے انہوں نے بیعت توڑ دی، معاویہؓ نے بعد میں بھی سن رکھی تھی۔

اذا ملکک الناس فارضی جب تو لوگوں کا بادشاہ بنے تو

ان سے نرمی کرنا۔

بہمد۔

اس حدیث سے انہیں مخالفت کی طبع پیدا ہوئی اور اہل شام سے بیعت لی۔

حضرت معاویہؓ کی جستہاوی خطا بہر حال اس معاملہ میں حضرت معاویہؓ نے اجتہادی غلطی ہوئی۔ باغیوں کی حضرت عثمانؓ پر زیادتی مسلم ہے، جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے اور حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے اور انہوں نے بیعت کر لی تو بغاوت خلیفہ

ختم ہو گئی، اس حضرت عثمان کا قصاص لینا باقی رہ جاتا ہے، تو اس کا مطالبہ دیا کر سکتے ہیں۔ اور یہ امام کی ذمہ داری ہے، اگر وہ مطالبہ کے بعد قصاص لے، بشرطیکہ کسی متعین شخص یا اشخاص پر قتل کرنا ثابت ہو جائے، اور امام بھی بدلہ لینے پر قدرت رکھتا ہو۔
بالفرض اگر امام قصاص لینے میں سستی بھی کرے، تو بھی اس وجہ سے اس کے ساتھ قتل جائز نہیں ہے۔

باقی رہا یہ کہنا کہ اہل حل و عقد سے زبردستی بیعت لی گئی، یہ باطل ہے، حقیقت یہ ہے تمام مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم حضرت علیؑ کی فضیلت کے قائل تھے، یہی وجہ ہے کہ علیؑ نے معاویہؓ کے دعویٰ کے خلاف یہ دلیل دی کہ میری بیعت تم پر لازم ہے، چاہے تم خاتم میں ہو، اس لئے کمرے ساتھ بھی مہاجرین و انصار کی اس جماعت نے بیعت کر لی ہے، جنہوں نے ابو بکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ بیعت کی تھی، اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؑ کی خلافت برحق تھی، اور حضرت معاویہؓ باطل پر تھے اور بغاوت کر رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارؓ کو فرمایا تھا: **تَقْتُلُونَ الْفِتْنَةَ الْبَاطِنِيَّةَ** تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔

اس نزاع نے ایمان **اچونکہ حضرت معاویہؓ کا ارادہ بغاوت کا نہ تھا، بلکہ طلب قصاص معاویہؓ پر کوئی اثر نہ ڈالا** کی بنا پر ایک اجتہادی غلطی کے مرتکب ہوئے، اس میں ان کو ایک گلاب ملے گا، اس بنا پر معاویہؓ اور ان کے ساتھی گنہگار نہیں قرار دیئے جا سکتے۔
اگر بالفرض حضرت معاویہؓ نے عداوت اور دیدہ و استغبارت کی تھی، تو بھی ان پر اس وجہ سے کفر کا فتویٰ عاید نہیں کیا جاسکتا، کہ پھر قرآن پاک کی اس آیت سے انکار لازم آتا ہے:-

أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ
إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ
كُلٌّ أَمِنَ بِاللَّهِ وَنُفُسُهُمْ
بِأَيِّكُمُ الْمُنَافِقُ
جو کچھ اللہ کی طرف سے اتارا رسول
اس پر ایمان لایا۔ اور ایمان والے
ہر ایک اللہ پر طمانعہ، کتابوں اور

کتبہ و رسلہ الایۃ (البقرة ۲۸۵) رسولوں پر ایمان لائے۔

اس آیت مبارکہ اور دیگر آیات اور احادیث سے ثابت ہے کہ جو شخص حق تعالیٰ کا لکھ کر کتب اور رسولوں کا عقیدہ رکھے اور ایمان لائے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو تسلیم کرے، وہ مومن ہے، کسی مغیرہ یا کبیرہ گناہ سے انسان کا فر نہیں ہو جاتا۔

اگر حضرت معاویہؓ اور ان کے جہراہیوں پر کوئی مصیبت ثابت ہو جائے تو آیت ذیل کے مصداق قرار پائیں گے۔

وَأَخْرَجُوا مِنْ دُونِهِم
خُلُطًا مِّنْ أَعْمَالِهِمْ
سَيِّئًا عَسَىٰ أَن يَنصُوبَ
عَلَيْهِمْ أَن يَكْفُورُوا
خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ حَقًّا
لِّقَرْضِهِمْ وَلَا يَظْلَمِ
عَلَيْهِمْ أَن يَكْفُورُوا
لَهُمْ وَأَلَهُمْ سَعِيرٌ

وہ لوگ جو صالح اور برے اعمال
ملاچکے ہیں، امید ہے اللہ تعالیٰ ان پر
رجوع فرمائے گا، بے شک اللہ
بخشنے والا مہربان ہے، ان کے
مالوں کا صدقہ لیں۔ ان کو پاک کریں،
اور تزکیہ فرمائیں، ان کے حق میں دعا
کریں، آپ کی دعا ان کے لئے
سکون کا باعث ہوگی، اور اللہ سنتے
والا جاننے والا ہے۔

(التوبة ۱۰۲)

نبی اللہؐ نے حضرت امیر المومنین سے یہ روایت منسوب ہے۔

إِنَّمَا أَصْبَحْنَا وَفَقَاتِلْ أَخَا نَسَا
فِي الْإِسْلَامِ عَلَىٰ مَا دَخَلَ فِيهِ
مِنَ الْزَيْغِ وَالْأَعْوَجَاجِ وَ
الشَّيْثَةِ وَالنَّاسِ وَدَمِيلِ

ہم اپنے اسلام کے بھائیوں سے
ٹو پڑے ہیں، اس زلیغ و فطیر
اور شبہ و تاویل پر جو اس میں
موجود ہے۔

اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ۔

حضرت معاویہ اسلام میں داخل تھے اور یہ جنگ شیبہ و خطا کی بنا پر تھی، نہ کہ لغت اور غنا کی بنیاد پر۔

نزار معاویہ و علی بن ابی طالب | معاویہ نہیں سے حضرت معاویہ ؓ کے ساتھ چہرہ گنتی کے افراد دیگر صحابہ کرام کا طرز عمل | تھے، اکثر حضرت علی ؓ کا ساتھ دے رہے تھے، عجیب کہ اوپر مذکور ہوا

فقہا صحابہ میں سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمر، اسامہ بن زید، ابو موسیٰ اشعری اور ابو سعید خدری جانبدار ہو گئے تھے، اکثر علماء کا خیال ہے کہ ان ہنگاموں نے قتال بین المسلمین کی حالت کے عموم سے استدلال کیا، مگر محققین کے نزدیک ان کے الگ ہونے کی وجہ یہ نہیں، کیونکہ امام حق کے ساتھ ہو کر اس کے مخالفت سے طنا شرع میں جائز ہے، اور قتال بین المسلمین کی یہی امام سے یہ مسئلہ ہے، علی ؓ کا امام حق ہونا مذکورہ ہنگاموں پر غصہ نہ تھا، اصل وجہ وہ احادیث میں جنہیں یہ لوگ اپنے کانوں سے سن چکے تھے، اور ہم تک بھی، وہ احادیث باسانید متواترہ پہنچی ہیں، کتب متداولہ میں ان احادیث کے متون دو سو سے زیادہ مذکور ہیں، اور سائیدہ کے طرق کا طرہ شمار سے باہر ہیں۔

قال الرسول الله صلى الله عليه وسلم: من فتنني فاقطعوا عنقه
عليه، وسليح من فتنني فاقطعوا عنقه
القاعد فیه خبر القاضی سے بہتر ہے۔

کیا علی ؓ کے ہمراہی بے جا | اس حدیث سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ علی ؓ کے ساتھی قتال کر رہے تھے؟ | بے جا طوائف کر رہے تھے، عا شاؤ کلا ایسا لگان کیسے کیا جاسکتا ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

يا عمار تقطعك الفسقة
الباغية نداء عوہد الى الجنة
وہی عونك الى النار۔
اے عمار تجھے باغی گرد قتل کرے گا تو
ان کو جنت کی دعوت دے گا اور وہ تجھے
جہنم کی دعوت دیں گے۔

لے صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۰۰، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۹، کنز العمال ج ۱ ص ۶۳۷۔

لے صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۰۰، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۹، کنز العمال ج ۱ ص ۶۳۷۔

حضرت علامہ حضرت علیؑ کے ساتھ تھے اور شہید ہوئے۔

حدیث عمارہ کفر معاویہؓ | اس حدیث سے حضرت معاویہؓ کے جملہ بیوں پر دلیل نہیں بن سکتی ہے |

صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فتنہ یا غیرہ کا فتنہ قرار دیا ہے، وہ کہ فتنہ کافروں کا انار کی دعوت کا مقصد ہے، اور امام حق کی بغاوت کی دعوت دیں گے، جو کہ معصیت اور گناہ ہے، مگر اجتہادی غلطی کی بنا پر یہ دعوت تھی، اس لئے وہ لوگ معذور ہیں، چونکہ بغاوت بذات خود معصیت اور گناہ ہے، اور معصیت کی سزا نار ہو سکتی ہے، اس لئے یہ دونوں الی النار فرمایا۔

ایک سوال | امام حق کے ساتھ ہو کر بڑا عبادت ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تکفیریت سے تمہود کا حکم کیوں دیا؟

جواب | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدر فرست سے جان لیا تھا کہ یہ فساد ختم نہ ہوگا، جیسا کہ امام حسنؑ نے تفسیر سورۃ قعدہ کرشمیں فرمایا۔

ان الذین صلی اللہ علیہم	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو امیہ
وسلحہ اری نبی امیہ علی	آپ کے منبر پر دکھائے گئے آپ کو یہ
منبرہ فادہ ذلک فخرت	بات بری لگی، اس وقت انا عظیم
انا اعطیناک الکوشیا محمد	الکوش سورۃ اتری، یعنی اے محمد صلی اللہ
یعنی نہوا فی الجنۃ و نزلت	علیہ وسلم ہم نے آپ کو بہشت میں ایک
انا انزلناک فی لیلة القدر	نہر دی ہے، اور سورۃ قدر اتری،
وما ادریک ما لیلة القدر لیلة	یعنی ہم نے اسے لیلة القدر میں اتارا
القدر خیر من الف شهر	لیلة القدر کیا ہے، ہزار ماہ سے
یصلکما بعد ذلک بنوا صیت یا محمد	بہتر۔ اے محمد آپ کے بعد اس کے
قال القاسم بن الفضل صدقنا	بنو امیہ مالک نہیں گئے، قاسم بن
فاذا هی الف شہرا لا یزید	فضل کہتا ہے ہم نے اسے شمار کیا

ولا ینقص ما داء القومذی۔ تو ہزار ہا جہاد خداوند کم۔ (ترمذی)
چونکہ ان لڑائیوں میں شرکت کا کوئی فائدہ نہ تھا اس لئے آپ نے قعود کا حکم فرمایا اور
اسی وجہ سے حضرت عمنؓ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر لی تھی۔

غرض یہ کہ صحابہ کرامؓ اس طوائف میں تین فریق تھے اکثر علیؓ کے ساتھ تھے ایک جماعت
دوئوں طرف سے الگ ہو گئے بعض مذکورہ کی وجہ سے مگر یہ بھی علیؓ کے مناقب بیان
کرتے رہتے تھے اور انہیں ہی خلافت کا مستحق سمجھتے تھے البتہ چند ایک کے کلام
سے خلافت کے بارہ میں شبہ کا پتہ چلتا ہے یہ لوگ بھی محل طعن نہیں ہیں۔

حضرت معاویہؓ کے ساتھ صحابہؓ میں سے چند آدمی تھے مگر ان میں بھی اکثر
وجہ قبول سے رجوع کر گئے تھے اور طوائف کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ البتہ وہ حضرت
معاویہؓ کی معیت میں رہے کیونکہ انہیں قاتلین عثمانؓ سے خوف لاحق تھا اس کے
باوجود وہ طوائف میں حصہ نہ لیتے تھے۔

نزاع معاویہؓ و علیؓ سے مخالفت عدوت اس سے معلوم ہوا کہ ان معاملات
باہمی صحابہؓ رضی اللہ عنہم پر استدلال باطل ہے | سے یہ ثابت کرنا صحیح نہیں
کہ صحابہؓ میں باہمی عدوت و بغض تھا ان کے متعلق ایسا تصور کرنا قرآن پاک
کی آیات مبارکہ کے انکار کے مترادف ہے۔

اے اذ کنتم اعداء و خائف
جب تم دشمن تھے خدا تعالیٰ نے
میں قلوب بیکر فاصحتہ بنعتہ
تمہارے دلوں میں اتفاق پیدا کیا اور
اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی
بن گئے۔

دہل عمران ۱۰۳

نیز فرمایا ہے۔

لہذا صحیح ترمذی کتاب التفسیر میں سورۃ آلہ العنکبوت نام ترمذی فرماتے ہیں اس میں جو معنی میں صحابہؓ
راوی محمد بن ہے اور وہ صحابہؓ میں سے ہے خلافت کم نہیں آتے تھے۔ حافظ مزی نے اس
جہوں کو منکر کیا۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اس معنی کا اضطراب ثابت کیا دیکھئے تفسیر
شرح صحیح ترمذی ۵ ص ۱۱۷ - ۱۱۸

۴۔ والفت بین قلوبہم ولو
انفقت ما فی الارض جمیعاً
ما الفت بین قلوبہم ولكن الله
الفت بینہم۔
(الانفال ۶۳)

اور ان کے دلوں کو متفق کیا آپ
تمام زمین کی چیزیں خرچ کر ڈالتے
تو ان کے دلوں میں اتفاق نہ پیدا
کر سکتے، مگر اللہ نے ان کے مابین
تالیف کر دی ہے۔

۵۔ نیز فرمایا۔
رحمہم بینہم (الفجر ۲۹)

اچس میں رحمت ہیں۔

۶۔ نیز فرمایا۔

الذین ان مکناہم فی الارض
اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ
وامروا بالمعروف ونہوا عن
المنکر (الحج ۴۱)

وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو زمین میں
اقتدار دیں، تو نماز قائم کریں گے،
زکوٰۃ دیں گے، اچائی کا حکم کریں گے،
اور برائی سے روکیں گے۔

یہ کلمات واضح دلیل ہیں اس پر کہ روافض کے بیان کردہ معاصی صحابہ کرام میں
پر جھوٹ ہیں، اس لئے کہ صحابہ کرام کی تمکین فی الارض ابتداء خلافت ابو بکر سے اختلاف
علیہ وسلم نہ ہو سکتا تھا اختلاف معاصی پر ثابت ہے، اگر منطقی قیاس کی رو سے اس کا تالی
یعنی اقامت صلوٰۃ ایتاد زکوٰۃ امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر ان سے ثابت نہ مانا
جائے، جیسا کہ روافض کا خیال ہے، تو اس سے اللہ تعالیٰ کی تکذیب لازم آتی
ہے، (نور باللہ)

صحابہ کرام پر طعن کرنا | صحابہ سے دشمنی رکھنا، اور ان کے بے شمار مناقب
اپنے دین سے دشمنی ہے | کو فراموش کر کے جزو واقعات کو غیاد بنا کر ان پر
طعن کرنا، اپنے دین سے دشمنی رکھنا ہے، ہونا تو ایسے چاہئے، اگر ان سے کوئی بات یا فعل
ثابت ہو جائے جو کہ بظاہر شرع کے خلاف ہے، تو اس کی تادیل کر دینی چاہئے، اور
ان کے متعلق حسن ظن سے کام لینا چاہئے، اس لئے کہ اس جماعت کے لئے نیکی اور

خیر کی شہادت شرع میں ثابت ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

۱۔ لَوْلَا اِذْ مَعْصُوۡةٌ ظَنُّوۡا
اَلْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِالْغٰفِلِیۡنَ
خِیۡرًا۔ (النور ۱۲)

ایسے کیوں نہ ہوا کہ حبیب ایماندار
مرد اور عورتوں نے یہ بات سنی تو اپنے
بارہ میں بھلا گمان کرتے۔

ہنیز فرمایا:-

وَالَّذِیۡنَ جَاءُوا مِنۢ بَعْدِهِم
یَقُولُوۡنَ سَابِقَنَا اِغۡفِرۡ لَنَا وَاِغۡفِرۡ لَنَا
الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالْاِیۡمَانِ
وَلَا تَجْعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًا
لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡنَا اِنَّكَ سَمِیۡدٌ
رَّحِیۡمٌ۔

وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے کہیں
گئے، اے ہمارے رب ہمیں بخش، اور
ہمارے ان بھائیوں کو گھسیٹے ایمان
و اے گزر گئے، اور ہمارے دلوں میں
ایمان والوں کے بارہ میں کدورت
نہ بنا۔ یقیناً آپ ہی رؤف اور

رحیم ہیں۔

(الحشر، ۱۰)

صحابہ پر شیعہ کا ناپاؤں طعن | صحیح بخاری و مسلم میں حضرت الزہریہ سے مراد ہے۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری امت احوال و اوصاف میں کفار فاسد و روم کے برابر نہ ہو جائے۔“

جواب | اس حدیث سے صحابہ پر طعن کرنا غلط ہے، کیونکہ حدیث میں اخلاص و
کفاد کا بیان ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے، جو کہ ظہور پذیر ہو چکا
ہے، و رافضی کفار فاسد کی طرح جو بھی بن چکے ہیں جو کہ تعدد خالق کے قائل اور
تقدیر کے منکر ہیں، اور کہتے ہیں کہ خیر خدا کا ارادہ واقع ہوتا ہے، مگر ارادہ خدا واقع
نہیں ہوتا، اور یہ غیر حق سے کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنی ام والدہ دوسرے کے لئے
ملاں کر دے جائز ہے، بعض اپنا کپڑا نماز میں پاک نہیں کرتے، اور یہ لوگ کفار و روم
یعنی یہود و نصاریٰ کی طرح ہوئے، اہل حق کی تکفیر کرتے ہیں۔ رافضیوں میں بعض
عالی متعدد خداؤں کے قائل ہیں جیسا کہ نصاریٰ صلیٰ و مریم کو خدا مانتے ہیں۔

کے استحباب پر ولایت ہو اور جبکہ کم کی جریدہ سک کے جو اس کی وجہ سے ہے، اچھی سے
 معنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہمارے اس بیان کی تائید متواترہ احادیث رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کرتی ہیں، اچھی سے پاؤں کا دھونا ثابت ہے، ہر ذیہ تحقیق ہماری
 کتاب منذ الاحکام میں مذکور ہے، اس جگہ امامیہ کے ذکر کردہ کچھ آثار کے نقل پر
 اکتفا کریں گے۔

۱۱۔ عیاشی نے علی بن حسن سے روایت کی ہے، کہ ابابراہیم سے میں نے پاؤں کے
 بارہ میں سوال کیا، تو انہوں نے کہا پاؤں دھونے چاہیں۔

۱۲۔ محمد بن نعمان بروایت ابی نعیر امام ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے، کہ انہوں نے
 فرمایا اگر تو سر کا مسح کرنا بھول گیا، اور پہلے پاؤں دھو لے، تو سر کا مسح کر، اور پھر پاؤں
 دوبارہ دھو، اس اثر سے معلوم ہوا امام کے نزدیک ترتیب وضو فرض ہے۔

کلینی اور ابو جعفر طوسی وغیرہ نے اس اثر کو صحیح اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۱۳۔ محمد بن حسن صفار زید بن علی سے وہ اپنے آباد سے وہ علی بن ابی طالب سے
 روایت کرتے ہیں، کہ علیؑ نے کہا میں وضو کرنے پیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
 دیکھا کہ میں پاؤں دھو رہا ہوں، تو آپؐ نے فرمایا انگلیوں کے درمیان خلل بھی کر۔
 بعض موافقی جو یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت نے بھی مسح قدیم روایت کیا ہے، جھوٹ
 محض ہے۔

اہل سنت پر شیعہ کا دروس الرحمن | اہل سنت صحابہ جن کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں
 کہ یہ دشمن اہلبیت ہیں | اور صحابہ اہل بیت کے ساتھ بغض رکھتے ہیں

جواب: یہ بیان بالکل جھوٹ ہے، اس کی کچھ تفصیل اور بیان ہو چکی ہے، اکتب اہلسنت
 صحاح و مسانید فضائل و مناقب اہل بیت سے بھر چکی ہیں، اور وہ احادیث مناقب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ نے نقل فرمائی ہیں۔

۱۴۔ جگہ کار و مرتبہ و ذکر کئے جہاں کہہ لیں۔

۱۵۔ نثر عارفی ج ۲ صفحہ ۳۳۔

نیز اہل سنت صحابہؓ کی وساطت سے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں۔

من مات وهو بعض لأهل محمد دخل الناس وإن صل وصام۔
جو مر گیا، اور وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض نکلتا تھا، جسے ہم سیدہؓ کہہ چاہے نماز روزہ کی پابندی کی ہو، طہرائی، حاکم۔

طہرائی اور حاکم نے اسے روایت کیا ہے۔

نیز ایک اور حدیث ہے۔

من ابغض أهل البيت فهو منافق اخبرني الطبرانی۔
جس نے اہل بیت سے بغض کیا وہ منافق ہے۔ (طہرائی)

اس معنی کی دیگر روایات بھی کتب اہل سنت میں مذکور مسطور ہیں، اگر انہیں اہل بیت سے بغض ہوتا تو یہ حدیث کیوں بیان کرتے۔

درحقیقت منافق ہی دشمن اہل بیت ہیں، جس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے، کہ بعض امیہ اہل فتنہ میں سے بعض کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں اور دوسرے دوسری اولاد سے۔

اہل سنت پر شیوعہ کا میل طعن | اہل سنت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت قرآن پڑھی۔

أفراء يثم اللات والاعنای ومناقاة الثالثة الاخیری (الفجر ۱۹-۲۰)

اور اس کے بعد شیطان القار سے آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے، تلافی القرائین والاعنای وانا شنا حکون لاقی۔ جب آپ نے قرآن سورۃ فتح کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے سجدہ کیا، اور کافروں نے بھی سجدہ کیا، یہ خیال کر کے کہ شاید محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ صلح کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہمارے جنوں ملے اس کے بعد ۲۵ ص ۱۶۹ میں ابغض اہل بیت ہے ص ۱۷۰۔

کی قرابت کو دیا ہے۔

اس حدیث سے یہ جواز نکلتا ہے کہ غیر معصوم کی زبان پر کلمہ کفر جاری ہو سکتا ہے۔
جواب یہ روایت موضوع ہے، بعض مفسرین نے بلا تحقیق اسے درج کر دیا ہے۔ صحیح
 یہ ہے کہ شیطان نے کافروں کے کانوں میں یہ آواز پہنچائی تھی، مسلمانوں میں سے کسی
 نے یہ کلمہ نہیں سنا، اور نہ وہ اس پر مطلع ہوئے، جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ مغموم ہوئے، اور یہایت آپ کی تسکین کیلئے نازل ہوئی۔

وما ارسلنا من قبلك من	ہم نے آپ سے پہلے تجسّس رسول کو بھی
رسول ولا نبی الا اذا تمخى	بھیجے، مگر شیطان نے ان کی بالوں میں
اللقى الشیطان فی اٰمنیتم فینفخ	اپنی بات ڈال، اللہ تعالیٰ شیطان کی
الله ما یلقى الشیطان ثم	پیوستی ہوئی بات مٹا دیتا ہے، اور
یحکم الله آیاتہ واللہ علیم	پھر اپنی آیات حکم کرتا ہے، اور اللہ
حکیم (المحجہ ۵۲)	تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

اہل سنت پر شیعہ کا چڑھنا طعن | اہل سنت قیاس پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ قیاس کرنے
 کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا ہے۔

جواب احق تعالیٰ نے قیاس کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

فاختبروا یا اولی الابصار	اے عقل مندو! ایک چیز کا دوسری
(المحشر ۴۴)	پر اعتبار کرو۔

قیاس کا محض شرعی ہونا کتب سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے، جس کی
 تفصیل کتب اصول میں مذکور ہے، اس جگہ امامیہ کے فقہاء کو دعا کا نقل کئے جاتے ہیں
 جو وہ اپنے ائمہ سے روایت کرتے ہیں۔

۱۔ ابو جعفر طوسی تنہید میں امام ابو جعفر محمد بن علی الباقر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر
 بن الخطاب نے صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا، اور پوچھا تم اس شخص کے بارہ میں
 کیا کہتے ہیں، جو اپنی صورت کے ساتھ عمار کرے، مگر انزال اللہ نہ ہو، انصار نے جواب

اہل سنت پر شیعوں کا چھٹا طعن | اہل سنت نے اپنا مذہب ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور احمد بن حنبل سے مندر کیا ہے، اور امامیر نے ائمہ معصومین سے۔ لہذا مذہب امامیہ اتباع کے زیادہ مناسب ہے۔

جواب | مذکورہ اندازِ برہ نے اپنا مذہب اہل بیت الختماء رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ لہذا اہل سنت کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہوا۔ اس کے برعکس امامیر کا مذہب ہشام بن حکم، ہشام بن سالم، شیطاں السطاق، عبدالعزیز بن سہال، یسے منافقین، و منافقین اور کذابین سے ماخوذ ہے، ان لوگوں نے حضرت باقر اور حضرت صادق پر رجوعی باتیں منسوب کیں ہیں اور غیر کلماتِ صداقت کہے ہیں۔ لہذا مذہب امامیر نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہے، اور نہ اہل بیت ختم سے۔

اہل سنت پر شیعوں کا ساتواں طعن | مرتضیٰ ابن مضر علی اور ابن طاووس نے کہا، مالکیہ کے مذہب میں اپنے ملک کے ساتھ لواطت جائز ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک لواطت حرام ہے۔

جواب | یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے، لعنہ اللہ علی الذین ہذا صحابہ کرام علیہم السلام نے لوگوں نے اسی طرح کے کئی جھوٹ منسوب کئے ہیں۔

اہل سنت پر شیعوں کا آٹھواں طعن | حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور وہ پر اہل سنت اور روافض دونوں متفق ہیں، مگر غلط انداز کے فضائل میں طرد شدہ مخالفت فیہ ہے، اختلافی بات، اتفاق کے لئے متروک ہو جائیگی۔

جواب | ترجیح کی ضرورت اس وقت ہوتی جب تعارض ہو، مصداق کے فضائل میں کوئی تعارض نہیں سب کے فضائل و مناقب مسلم ہیں۔ اگر یہ اندازِ مذکور درست قرار دیا جائے تو تصدیق کہہ سکتے ہیں، علی علیہ السلام کے فضائل میسائوں اور مسلمانوں میں متفق علیہ ہیں اور فضائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مختلف فیہ، علاحدہ قول تمام اہل اسلام ہے۔

اہل سنت پر شیعوں کا نواں طعن | شیعوں اپنی نجات کا یقین رکھتے ہیں، اہل سنت کو اپنی نجات کا یقین نہیں ہے، یقین حاصل کر لینے والا شک کر خٹ لے سے اتباع کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔

جواب ایمان پر موت آنے کی صورت میں اہل سنت یقین رکھتے ہیں کہ سماوی کی سزا کے بعد یا سماوی کے بعد ضرور بہشت میں جائیں گے اہل سنت کو اس پر بھی یقین ہے کہ عقائد اہل سنت نجات دہندہ ہیں، ان پر یہ نہیں ہانتے کہ موت ایمان پر بھی نکلیا نہ۔
مواضع اگر یقین رکھتے ہیں کہ ان کی موت عقائد حق پر آنے کی توبہ و دعویٰ علم غیب ہے، حالانکہ سب جانتے ہیں کہ بعض امامیہ موت سے پہلے کافر ہو جاتے ہیں، یا سنی اور بعض سنی رافضی ہو کر مرتے ہیں، یا اسی طرح کے کسی اور فرقہ میں جا کر۔
امامیہ کا اگر موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہوں کو سوال نہ کریں گے توبہ مرجعہ کا محتاج ہے احادیث و روایات قرآن کا انکار لازم آتا ہے۔

اہلسنت پر شیعہ کا سوال طعن اہل سنت ابوحنیفہ اور شافعی کی اقتدا کرتے ہیں اور ان کے من مخالفہ کا انہیں یقین حاصل ہے، امامیہ اپنے ائمہ کی اقتدا کرتے ہیں، اور انہیں مصوم سمجھتے ہیں۔

جواب اہل سنت امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کو احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقل اور رافضی سمجھتے ہیں، اقتدا و حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے ہیں، نہ کسی غیر کی، اس کے برعکس امامیہ کے مقتدا و ضائع اور مضرتی ہیں، انہوں نے ان کے ائمہ و معجم شیعہ پر صیٹ باندھا ان کے مقتدا ائمہ اہل بیت نہیں ہیں۔

نصاری و خیر و حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور فرقہ شیعوں کی عبادت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ جب حکم فرمائیں گے، غیر خدا کی عبادت نہ کرے، خدا کے مبعوثوں کو جہنم میں ڈال دے اس وقت حق تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ شیطان کو ان کا مبعود اور عیسا بن کر دونوں کو جہنم میں ڈالیں گے، ان کا مبعود بن جائیں گے، انکو ہونو منوں۔ السبا ۴۱۔

اہلسنت پر شیعہ کا گویا سوال طعن اہل سنت ابوبکر کو اپنا امام قرار دیتے ہیں، مگر ابوبکر کو اپنی امامت کا شک تھا، اگر وفات کے وقت انہوں نے کہا:۔

لو انی علیہ وسلم نہ ہوں گا، ان کی عبادت کا حکم نہیں رہا، بلکہ شیطان غلامی کو یہ حکم دیا کہ وہ حقیقت خدا کا مبعود بن جائیں، ان کو شیطان نے کھانا کھانے کا حکم دیا، ان کی عبادت کرتے ہیں۔

لیتی کنت سألت رسول الله
 لاشي في رسول الله صلى الله عليه
 صلى الله عليه وسلم هل
 للانصار في هذا الامر حق -
 وسلم سے پوچھ لیتا کہ انصار کے لئے اس
 امر میں کوئی حق ہے۔
 جواب ایہ روایت موضوع اور جھوٹ ہے ابن مطہر علی روایت کرتا ہے کہ
 ابو بکر نے کہا۔

انه سمع رسول الله
 صلى الله عليه وسلم يقول
 الاثم من قرأه
 کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا امر القریش
 میں سے ہیں۔

ابو بکر نے یہ حدیث حضرت سعد بن مسعود کے سامنے بیان کی اور انہوں نے
 اسے تسلیم کر لیا۔

السنن پر شیخ کا بار مولیٰ الحسن اہل سنت نامہ کو بہادر پر ترجیح دیتے ہیں، نامہ دوسرے
 مراد ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں اور یہ باور سے مراد علیؓ غرض استدلال میں یہ اہمیت پیش کرتے ہیں۔
 لا تھتون ان الله معاً (التوبة ۱۱) تم ذکر، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

جواب اصحاب اکبر رضی اللہ عنہم کی طرف نامہ دوسری کی نسبت کرنا باطل ہے، آیت بالا حضرت
 صدیقؓ کے بارہ میں ناسی طرے سے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے حق میں ارشاد باری ہو۔
 لا تھتون انی لا یجان لدی
 خوف ذکر میری جہان پر سرسلوی
 المرسلون (النمل - ۱) خدا نہیں کرتے۔

نیز ارشاد ہے۔

فاد جس فی نفس خوفہ
 مونی قلنا لا تھتون انک انت
 الا علی (طہ - ۶۷ - ۶۸) چاہے
 خوف پایا۔ ہم نے کہا خوف نہ
 کرتی ہی بلند ہو۔

• اسی طرح الانام علیہ السلام کے حق میں ارشاد ہے۔

لہ نہان مکر و حیل

فادرس منهن خيفة قالوا لا اعتف
وبشره بسلامه عليه

والجوابات (٣٨)

داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔

فقروا منهم قالوا لا تختصمان دعي بعضنا على بعض.

(۲۲۳)

یہ حضرت موسیٰ کے شان میں ارشاد ہے۔

وہاں سے ڈر کر نکلا اور ان حاکم
وہ انتظار کر رہا تھا۔

(القسم ٢١)

آیات مذکورہ بالا میں خوف و فزع کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف کی گئی ہے
 کلمہ ایسا ہر جاننا بشری مقتضیات سے ہے، بزدلی کی دلیل نہیں کہ اللہ کے رسول
 نازل صفات سے منزہ اور پاک ہوتے ہیں۔

مذہبی شخصیات سے سزا اور پابندی ہے۔
 ابو بکرؓ کا حق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہان کے لئے تھا، نہ کو اپنی زندگی کیلئے۔
 دیکھئے ابو بکرؓ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غلامی جانے سے روکتے ہیں، اور
 خود اندر بار صغافی کرتے ہیں، سوراخ بند کرتے ہیں، جو سوراخ پنج جاتے ہیں، ان میں
 اپنے پاؤں کی انگلیاں ٹھونس دیتے ہیں، اور پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غلامی
 تشریف لاتے ہیں، ابو بکر صدیقؓ کی انگلی کو سانپ ڈس جاتا ہے، آخر وقت میں اسی
 کندہ ہر سے جام شہادت نوش فرماتے ہیں، بخاری و مسلم نے بلا رین حارب سے بروایت
 صدیقؓ روایت کی چکا انہوں نے کہا۔

قال بکیت قال رسول اللہ

میں روپڑا رسول اللہ صلی

صلى الله عليه وسلم صلى الله عليه وسلم

اندر علیہ وسلم نے فرمایا دوتے کیوں بنوا

الحمد لله الذي جعلنا من عباده المخلصين

اما والله ما علی نفسی ابکی ولکنی میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے لئے نہیں ابکی علیک الحدیث۔ رسول آپ کے لئے رونا گیا۔

شجاعت ابو بکرؓ علیؓ اپنے قاتل کو پہچانتے تھے کیونکہ انہوں نے اس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رکھا تھا انہوں میں جرأت و بہادری کا مظاہرہ بے دریغ ہونا چاہیے کہ انہیں اپنی جان کا کوئی خطرہ نہ تھا کیونکہ احتمال ہی نہ تھا کہ وہ معلوم قاتل کے علاوہ کسی دوسرے کے ہاتھ قتل ہو سکتے ہیں۔ ابو بکر صدیقؓ باوجودیکہ انہیں اس قسم کا علم نہ تھا پھر بھی جنگوں میں جرأت کا مظاہرہ فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد مرتد قبائل کے ساتھ لڑائی کا علاوہ تمباہو بکیر نہ کیا تھا۔

محمد بن حنفیل بن ابی طالب سے مروی ہے کہ ایک دن علیؓ نے خطبہ ارشاد فرمایا، اور کہا اے لوگوں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ میں نے کہا امیر المؤمنین آپ ہیں، علیؓ نے کہا اشجع الناس ابو بکرؓ۔ سب لوگوں میں بہادر ابو بکرؓ ہیں۔

اس لئے کہ بدر کے دن ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک عریش بنادی تھی، ہم نے کہا کوئی ہے جو عریش کے قریب کھڑا ہو اور کسی دشمن کو دھمکانے دے ابو بکرؓ کے سوا کوئی بھی اس جگہ کھڑا نہ ہوا، ابو بکرؓ نے تلوار ننگی کی اور آپ کے سر ہانے کی طرف کھڑا ہو گیا جب بھی کوئی دشمن ادھر کا رخ کرتا ابو بکرؓ اس پر حملہ کر دیتے۔

شیوہ کا اہلسنت و تقرب مولیٰ اہل سنت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بعض ایسی باتیں منسوب کیں ہیں جو کہ شانِ نبوت سے بعید ہیں۔

۱۔ عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کچرے کی گڑیاں بنا کر کھیلتی تھی، اہل سنت کے نزدیک ثابت ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں تصویر موجود ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اہم اور سامعین علیہم السلام کی تصویریں کعبہ سے جو کرادی تھیں۔

ملک الافاضلؒ میں منقولہ حالت گفت حسب ایضات عند مولیٰ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکانی موصوفہ ہیں بی التعرف۔ صحیح مسلم ۲/۵۵۵ باب مناقب عائشہؓ رحمہ اللہ جز ۱ ص ۱۷۷

جواب | مذکورہ بالادعایت کے بارے میں کئی احتمالات پیدا ہو سکتے ہیں، حضرت عائشہؓ ابتدا میں صغیرہ تھی، ان پر شرعی تکلیفات ساقط تھیں، ہو سکتا ہے، وہ گڑیاں کپڑے کی تھیں، اور انسانی تصویر میں نہ تھیں، ہو سکتا ہے تحریم صورت سازی سے پہلے کا یہ واقعہ ہے، ابراہیم علیہ السلام کی تصویر فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھوکر لائی تھی، جو کہ مشرک کا واقعہ ہے، ہر شے میں یہ بھی احتمال ہے کہ انصاری روکیاں حضرت عائشہؓ کے پاس آتی تھیں، ان کے ساتھ عائشہؓ کھیا کرتی تھی، نبات سے مراد وہی انصاری روکیاں ہیں۔

۱۲۔ اہلسنت بروایت عائشہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چادر پہنائی میں حبشیوں کی طرف دیکھتی تھی، جو کہ مسجد میں کھیل رہے ہوتے، اس حدیث میں کئی قباحتیں موجود ہیں، ۱۱ حبشیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعب کیلئے مقرر کیا۔ (۲) خود لعب دیکھا گیا کہ آپ بھی ان میں شامل ہو گئے، (۱۳) اپنی بیوی کو انھیں مردوں کو دیکھنے کی اجازت دی جو کہ غیرت کے منافی ہے۔

جواب | حبشیوں کے کھیل سے ملوالات حرب کی تربیت ہے، نہ کہ بے ہودہ اور بے فائدہ مشغلہ جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے۔

لعب المسلم باطل الا	مسلمان کا کھیلنا باطل ہے
ثلاثة تعليمه بقوسه و	کھیل کے۔ ۱۔ کان کے ساتھ، کھیلنا
تاديبه بقوسه وملاعبة	گھوڑے کو تربیت دینا، اور اپنی
مع ضاركة۔	عورتوں کے ساتھ خوش گپیاں۔

لہذا یہ لعب حرام نہ تھا، بلکہ جہاد کی غرض سے عین عبادت میں داخل ہے قرآن پاک میں ہے۔

واحدوا لهم ما استطعتم	اور ان کیلئے جو قوت تمہاری استطاعت
من قوتہ۔	میں ہوتا رہے۔

۱۔ صحیح بخاری ۵۰۵۲، ۵۰۵۳، ۵۰۵۴، ۵۰۵۵، ۵۰۵۶، ۵۰۵۷، ۵۰۵۸، ۵۰۵۹، ۵۰۶۰، ۵۰۶۱، ۵۰۶۲، ۵۰۶۳، ۵۰۶۴، ۵۰۶۵، ۵۰۶۶، ۵۰۶۷، ۵۰۶۸، ۵۰۶۹، ۵۰۷۰، ۵۰۷۱، ۵۰۷۲، ۵۰۷۳، ۵۰۷۴، ۵۰۷۵، ۵۰۷۶، ۵۰۷۷، ۵۰۷۸، ۵۰۷۹، ۵۰۸۰، ۵۰۸۱، ۵۰۸۲، ۵۰۸۳، ۵۰۸۴، ۵۰۸۵، ۵۰۸۶، ۵۰۸۷، ۵۰۸۸، ۵۰۸۹، ۵۰۹۰، ۵۰۹۱، ۵۰۹۲، ۵۰۹۳، ۵۰۹۴، ۵۰۹۵، ۵۰۹۶، ۵۰۹۷، ۵۰۹۸، ۵۰۹۹، ۵۱۰۰، ۵۱۰۱، ۵۱۰۲، ۵۱۰۳، ۵۱۰۴، ۵۱۰۵، ۵۱۰۶، ۵۱۰۷، ۵۱۰۸، ۵۱۰۹، ۵۱۱۰، ۵۱۱۱، ۵۱۱۲، ۵۱۱۳، ۵۱۱۴، ۵۱۱۵، ۵۱۱۶، ۵۱۱۷، ۵۱۱۸، ۵۱۱۹، ۵۱۲۰، ۵۱۲۱، ۵۱۲۲، ۵۱۲۳، ۵۱۲۴، ۵۱۲۵، ۵۱۲۶، ۵۱۲۷، ۵۱۲۸، ۵۱۲۹، ۵۱۳۰، ۵۱۳۱، ۵۱۳۲، ۵۱۳۳، ۵۱۳۴، ۵۱۳۵، ۵۱۳۶، ۵۱۳۷، ۵۱۳۸، ۵۱۳۹، ۵۱۴۰، ۵۱۴۱، ۵۱۴۲، ۵۱۴۳، ۵۱۴۴، ۵۱۴۵، ۵۱۴۶، ۵۱۴۷، ۵۱۴۸، ۵۱۴۹، ۵۱۵۰، ۵۱۵۱، ۵۱۵۲، ۵۱۵۳، ۵۱۵۴، ۵۱۵۵، ۵۱۵۶، ۵۱۵۷، ۵۱۵۸، ۵۱۵۹، ۵۱۶۰، ۵۱۶۱، ۵۱۶۲، ۵۱۶۳، ۵۱۶۴، ۵۱۶۵، ۵۱۶۶، ۵۱۶۷، ۵۱۶۸، ۵۱۶۹، ۵۱۷۰، ۵۱۷۱، ۵۱۷۲، ۵۱۷۳، ۵۱۷۴، ۵۱۷۵، ۵۱۷۶، ۵۱۷۷، ۵۱۷۸، ۵۱۷۹، ۵۱۸۰، ۵۱۸۱، ۵۱۸۲، ۵۱۸۳، ۵۱۸۴، ۵۱۸۵، ۵۱۸۶، ۵۱۸۷، ۵۱۸۸، ۵۱۸۹، ۵۱۹۰، ۵۱۹۱، ۵۱۹۲، ۵۱۹۳، ۵۱۹۴، ۵۱۹۵، ۵۱۹۶، ۵۱۹۷، ۵۱۹۸، ۵۱۹۹، ۵۲۰۰، ۵۲۰۱، ۵۲۰۲، ۵۲۰۳، ۵۲۰۴، ۵۲۰۵، ۵۲۰۶، ۵۲۰۷، ۵۲۰۸، ۵۲۰۹، ۵۲۱۰، ۵۲۱۱، ۵۲۱۲، ۵۲۱۳، ۵۲۱۴، ۵۲۱۵، ۵۲۱۶، ۵۲۱۷، ۵۲۱۸، ۵۲۱۹، ۵۲۲۰، ۵۲۲۱، ۵۲۲۲، ۵۲۲۳، ۵۲۲۴، ۵۲۲۵، ۵۲۲۶، ۵۲۲۷، ۵۲۲۸، ۵۲۲۹، ۵۲۳۰، ۵۲۳۱، ۵۲۳۲، ۵۲۳۳، ۵۲۳۴، ۵۲۳۵، ۵۲۳۶، ۵۲۳۷، ۵۲۳۸، ۵۲۳۹، ۵۲۴۰، ۵۲۴۱، ۵۲۴۲، ۵۲۴۳، ۵۲۴۴، ۵۲۴۵، ۵۲۴۶، ۵۲۴۷، ۵۲۴۸، ۵۲۴۹، ۵۲۵۰، ۵۲۵۱، ۵۲۵۲، ۵۲۵۳، ۵۲۵۴، ۵۲۵۵، ۵۲۵۶، ۵۲۵۷، ۵۲۵۸، ۵۲۵۹، ۵۲۶۰، ۵۲۶۱، ۵۲۶۲، ۵۲۶۳، ۵۲۶۴، ۵۲۶۵، ۵۲۶۶، ۵۲۶۷، ۵۲۶۸، ۵۲۶۹، ۵۲۷۰، ۵۲۷۱، ۵۲۷۲، ۵۲۷۳، ۵۲۷۴، ۵۲۷۵، ۵۲۷۶، ۵۲۷۷، ۵۲۷۸، ۵۲۷۹، ۵۲۸۰، ۵۲۸۱، ۵۲۸۲، ۵۲۸۳، ۵۲۸۴، ۵۲۸۵، ۵۲۸۶، ۵۲۸۷، ۵۲۸۸، ۵۲۸۹، ۵۲۹۰، ۵۲۹۱، ۵۲۹۲، ۵۲۹۳، ۵۲۹۴، ۵۲۹۵، ۵۲۹۶، ۵۲۹۷، ۵۲۹۸، ۵۲۹۹، ۵۳۰۰، ۵۳۰۱، ۵۳۰۲، ۵۳۰۳، ۵۳۰۴، ۵۳۰۵، ۵۳۰۶، ۵۳۰۷، ۵۳۰۸، ۵۳۰۹، ۵۳۱۰، ۵۳۱۱، ۵۳۱۲، ۵۳۱۳، ۵۳۱۴، ۵۳۱۵، ۵۳۱۶، ۵۳۱۷، ۵۳۱۸، ۵۳۱۹، ۵۳۲۰، ۵۳۲۱، ۵۳۲۲، ۵۳۲۳، ۵۳۲۴، ۵۳۲۵، ۵۳۲۶، ۵۳۲۷، ۵۳۲۸، ۵۳۲۹، ۵۳۳۰، ۵۳۳۱، ۵۳۳۲، ۵۳۳۳، ۵۳۳۴، ۵۳۳۵، ۵۳۳۶، ۵۳۳۷، ۵۳۳۸، ۵۳۳۹، ۵۳۴۰، ۵۳۴۱، ۵۳۴۲، ۵۳۴۳، ۵۳۴۴، ۵۳۴۵، ۵۳۴۶، ۵۳۴۷، ۵۳۴۸، ۵۳۴۹، ۵۳۵۰، ۵۳۵۱، ۵۳۵۲، ۵۳۵۳، ۵۳۵۴، ۵۳۵۵، ۵۳۵۶، ۵۳۵۷، ۵۳۵۸، ۵۳۵۹، ۵۳۶۰، ۵۳۶۱، ۵۳۶۲، ۵۳۶۳، ۵۳۶۴، ۵۳۶۵، ۵۳۶۶، ۵۳۶۷، ۵۳۶۸، ۵۳۶۹، ۵۳۷۰، ۵۳۷۱، ۵۳۷۲، ۵۳۷۳، ۵۳۷۴، ۵۳۷۵، ۵۳۷۶، ۵۳۷۷، ۵۳۷۸، ۵۳۷۹، ۵۳۸۰، ۵۳۸۱، ۵۳۸۲، ۵۳۸۳، ۵۳۸۴، ۵۳۸۵، ۵۳۸۶، ۵۳۸۷، ۵۳۸۸، ۵۳۸۹، ۵۳۹۰، ۵۳۹۱، ۵۳۹۲، ۵۳۹۳، ۵۳۹۴، ۵۳۹۵، ۵۳۹۶، ۵۳۹۷، ۵۳۹۸، ۵۳۹۹، ۵۴۰۰، ۵۴۰۱، ۵۴۰۲، ۵۴۰۳، ۵۴۰۴، ۵۴۰۵، ۵۴۰۶، ۵۴۰۷، ۵۴۰۸، ۵۴۰۹، ۵۴۱۰، ۵۴۱۱، ۵۴۱۲، ۵۴۱۳، ۵۴۱۴، ۵۴۱۵، ۵۴۱۶، ۵۴۱۷، ۵۴۱۸، ۵۴۱۹، ۵۴۲۰، ۵۴۲۱، ۵۴۲۲، ۵۴۲۳، ۵۴۲۴، ۵۴۲۵، ۵۴۲۶، ۵۴۲۷، ۵۴۲۸، ۵۴۲۹، ۵۴۳۰، ۵۴۳۱، ۵۴۳۲، ۵۴۳۳، ۵۴۳۴، ۵۴۳۵، ۵۴۳۶، ۵۴۳۷، ۵۴۳۸، ۵۴۳۹، ۵۴۴۰، ۵۴۴۱، ۵۴۴۲، ۵۴۴۳، ۵۴۴۴، ۵۴۴۵، ۵۴۴۶، ۵۴۴۷، ۵۴۴۸، ۵۴۴۹، ۵۴۵۰، ۵۴۵۱، ۵۴۵۲، ۵۴۵۳، ۵۴۵۴، ۵۴۵۵، ۵۴۵۶، ۵۴۵۷، ۵۴۵۸، ۵۴۵۹، ۵۴۶۰، ۵۴۶۱، ۵۴۶۲، ۵۴۶۳، ۵۴۶۴، ۵۴۶۵، ۵۴۶۶، ۵۴۶۷، ۵۴۶۸، ۵۴۶۹، ۵۴۷۰، ۵۴۷۱، ۵۴۷۲، ۵۴۷۳، ۵۴۷۴، ۵۴۷۵، ۵۴۷۶، ۵۴۷۷، ۵۴۷۸، ۵۴۷۹، ۵۴۸۰، ۵۴۸۱، ۵۴۸۲، ۵۴۸۳، ۵۴۸۴، ۵۴۸۵، ۵۴۸۶، ۵۴۸۷، ۵۴۸۸، ۵۴۸۹، ۵۴۹۰، ۵۴۹۱، ۵۴۹۲، ۵۴۹۳، ۵۴۹۴، ۵۴۹۵، ۵۴۹۶، ۵۴۹۷، ۵۴۹۸، ۵۴۹۹، ۵۵۰۰، ۵۵۰۱، ۵۵۰۲، ۵۵۰۳، ۵۵۰۴، ۵۵۰۵، ۵۵۰۶، ۵۵۰۷، ۵۵۰۸، ۵۵۰۹، ۵۵۱۰، ۵۵۱۱، ۵۵۱۲، ۵۵۱۳، ۵۵۱۴، ۵۵۱۵، ۵۵۱۶، ۵۵۱۷، ۵۵۱۸، ۵۵۱۹، ۵۵۲۰، ۵۵۲۱، ۵۵۲۲، ۵۵۲۳، ۵۵۲۴، ۵۵۲۵، ۵۵۲۶، ۵۵۲۷، ۵۵۲۸، ۵۵۲۹، ۵۵۳۰، ۵۵۳۱، ۵۵۳۲، ۵۵۳۳، ۵۵۳۴، ۵۵۳۵، ۵۵۳۶، ۵۵۳۷، ۵۵۳۸، ۵۵۳۹، ۵۵۴۰، ۵۵۴۱، ۵۵۴۲، ۵۵۴۳، ۵۵۴۴، ۵۵۴۵، ۵۵۴۶، ۵۵۴۷، ۵۵۴۸، ۵۵۴۹، ۵۵۵۰، ۵۵۵۱، ۵۵۵۲، ۵۵۵۳، ۵۵۵۴، ۵۵۵۵، ۵۵۵۶، ۵۵۵۷، ۵۵۵۸، ۵۵۵۹، ۵۵۶۰، ۵۵۶۱، ۵۵۶۲، ۵۵۶۳، ۵۵۶۴، ۵۵۶۵، ۵۵۶۶، ۵۵۶۷، ۵۵۶۸، ۵۵۶۹، ۵۵۷۰، ۵۵۷۱، ۵۵۷۲، ۵۵۷۳، ۵۵۷۴، ۵۵۷۵، ۵۵۷۶، ۵۵۷۷، ۵۵۷۸، ۵۵۷۹، ۵۵۸۰، ۵۵۸۱، ۵۵۸۲، ۵۵۸۳، ۵۵۸۴، ۵۵۸۵، ۵۵۸۶، ۵۵۸۷، ۵۵۸۸، ۵۵۸۹، ۵۵۹۰، ۵۵۹۱، ۵۵۹۲، ۵۵۹۳، ۵۵۹۴، ۵۵۹۵، ۵۵۹۶، ۵۵۹۷، ۵۵۹۸، ۵۵۹۹، ۵۶۰۰، ۵۶۰۱، ۵۶۰۲، ۵۶۰۳، ۵۶۰۴، ۵۶۰۵، ۵۶۰۶، ۵۶۰۷، ۵۶۰۸، ۵۶۰۹، ۵۶۱۰، ۵۶۱۱، ۵۶۱۲، ۵۶۱۳، ۵۶۱۴، ۵۶۱۵، ۵۶۱۶، ۵۶۱۷، ۵۶۱۸، ۵۶۱۹، ۵۶۲۰، ۵۶۲۱، ۵۶۲۲، ۵۶۲۳، ۵۶۲۴، ۵۶۲۵، ۵۶۲۶، ۵۶۲۷، ۵۶۲۸، ۵۶۲۹، ۵۶۳۰، ۵۶۳۱، ۵۶۳۲، ۵۶۳۳، ۵۶۳۴، ۵۶۳۵، ۵۶۳۶، ۵۶۳۷، ۵۶۳۸، ۵۶۳۹، ۵۶۴۰، ۵۶۴۱، ۵۶۴۲، ۵۶۴۳، ۵۶۴۴، ۵۶۴۵، ۵۶۴۶، ۵۶۴۷، ۵۶۴۸، ۵۶۴۹، ۵۶۵۰، ۵۶۵۱، ۵۶۵۲، ۵۶۵۳، ۵۶۵۴، ۵۶۵۵، ۵۶۵۶، ۵۶۵۷، ۵۶۵۸، ۵۶۵۹، ۵۶۶۰، ۵۶۶۱، ۵۶۶۲، ۵۶۶۳، ۵۶۶۴، ۵۶۶۵، ۵۶۶۶، ۵۶۶۷، ۵۶۶۸، ۵۶۶۹، ۵۶۷۰، ۵۶۷۱، ۵۶۷۲، ۵۶۷۳، ۵۶۷۴، ۵۶۷۵، ۵۶۷۶، ۵۶۷۷، ۵۶۷۸، ۵۶۷۹، ۵۶۸۰، ۵۶۸۱، ۵۶۸۲، ۵۶۸۳، ۵۶۸۴، ۵۶۸۵، ۵۶۸۶، ۵۶۸۷، ۵۶۸۸، ۵۶۸۹، ۵۶۹۰، ۵۶۹۱، ۵۶۹۲، ۵۶۹۳، ۵۶۹۴، ۵۶۹۵، ۵۶۹۶، ۵۶۹۷، ۵۶۹۸، ۵۶۹۹، ۵۷۰۰، ۵۷۰۱، ۵۷۰۲، ۵۷۰۳، ۵۷۰۴، ۵۷۰۵، ۵۷۰۶، ۵۷۰۷، ۵۷۰۸، ۵۷۰۹، ۵۷۱۰، ۵۷۱۱، ۵۷۱۲، ۵۷۱۳، ۵۷۱۴، ۵۷۱۵، ۵۷۱۶، ۵۷۱۷، ۵۷۱۸، ۵۷۱۹، ۵۷۲۰، ۵۷۲۱، ۵۷۲۲، ۵۷۲۳، ۵۷۲۴، ۵۷۲۵، ۵۷۲۶، ۵۷۲۷، ۵۷۲۸، ۵۷۲۹، ۵۷۳۰، ۵۷۳۱، ۵۷۳۲، ۵۷۳۳، ۵۷۳۴، ۵۷۳۵، ۵۷۳۶، ۵۷۳۷، ۵۷۳۸، ۵۷۳۹، ۵۷۴۰، ۵۷۴۱، ۵۷۴۲، ۵۷۴۳، ۵۷۴۴، ۵۷۴۵، ۵۷۴۶، ۵۷۴۷، ۵۷۴۸، ۵۷۴۹، ۵۷۵۰، ۵۷۵۱، ۵۷۵۲، ۵۷۵۳، ۵۷۵۴، ۵۷۵۵، ۵۷۵۶، ۵۷۵۷، ۵۷۵۸، ۵۷۵۹، ۵۷۶۰، ۵۷۶۱، ۵۷۶۲، ۵۷۶۳، ۵۷۶۴، ۵۷۶۵، ۵۷۶۶، ۵۷۶۷، ۵۷۶۸، ۵۷۶۹، ۵۷۷۰، ۵۷۷۱، ۵۷۷۲، ۵۷۷۳، ۵۷۷۴، ۵۷۷۵، ۵۷۷۶، ۵۷۷۷، ۵۷۷۸، ۵۷۷۹، ۵۷۸۰، ۵۷۸۱، ۵۷۸۲، ۵۷۸۳، ۵۷۸۴، ۵۷۸۵، ۵۷۸۶، ۵۷۸۷، ۵۷۸۸، ۵۷۸۹، ۵۷۹۰، ۵۷۹۱، ۵۷۹۲، ۵۷۹۳، ۵۷۹۴، ۵۷۹۵، ۵۷۹۶، ۵۷۹۷، ۵۷۹۸، ۵۷۹۹، ۵۸۰۰، ۵۸۰۱، ۵۸۰۲، ۵۸۰۳، ۵۸۰۴، ۵۸۰۵، ۵۸۰۶، ۵۸۰۷، ۵۸۰۸، ۵۸۰۹، ۵۸۱۰، ۵۸۱۱، ۵۸۱۲، ۵۸۱۳، ۵۸۱۴، ۵۸۱۵، ۵۸۱۶، ۵۸۱۷، ۵۸۱۸، ۵۸۱۹، ۵۸۲۰، ۵۸۲۱، ۵۸۲۲، ۵۸۲۳، ۵۸۲۴، ۵۸۲۵، ۵۸۲۶، ۵۸۲۷، ۵۸۲۸، ۵۸۲۹، ۵۸۳۰، ۵۸۳۱، ۵۸۳۲، ۵۸۳۳، ۵۸۳۴، ۵۸۳۵، ۵۸۳۶، ۵۸۳۷، ۵۸۳۸، ۵۸۳۹، ۵۸۴۰، ۵۸۴۱، ۵۸۴۲، ۵۸۴۳، ۵۸۴۴، ۵۸۴۵، ۵۸۴۶، ۵۸۴۷، ۵۸۴۸، ۵۸۴۹، ۵۸۵۰، ۵۸۵۱، ۵۸۵۲، ۵۸۵۳، ۵۸۵۴، ۵۸۵۵، ۵۸۵۶، ۵۸۵۷، ۵۸۵۸، ۵۸۵۹، ۵۸۶۰، ۵۸۶۱، ۵۸۶۲، ۵۸۶۳، ۵۸۶۴، ۵۸۶۵، ۵۸۶۶، ۵۸۶۷، ۵۸۶۸، ۵۸۶۹، ۵۸۷۰، ۵۸۷۱، ۵۸۷۲، ۵۸۷۳، ۵۸۷۴، ۵۸۷۵، ۵۸۷۶، ۵۸۷۷، ۵۸۷۸، ۵۸۷۹، ۵۸۸۰، ۵۸۸۱، ۵۸۸۲، ۵۸۸۳، ۵۸۸۴، ۵۸۸۵، ۵۸۸۶، ۵۸۸۷، ۵۸۸۸، ۵۸۸۹، ۵۸۹۰، ۵۸۹۱، ۵۸۹۲، ۵۸۹۳، ۵۸۹۴، ۵۸۹۵، ۵۸۹۶، ۵۸۹۷، ۵۸۹۸، ۵۸۹۹، ۵۹۰۰، ۵۹۰۱، ۵۹۰۲، ۵۹۰۳، ۵۹۰۴، ۵۹۰۵، ۵۹۰۶، ۵۹۰۷، ۵۹۰۸، ۵۹۰۹، ۵۹۱۰، ۵۹۱۱، ۵۹۱۲، ۵۹۱۳، ۵۹۱۴، ۵۹۱۵، ۵۹۱۶، ۵۹۱۷، ۵۹۱۸، ۵۹۱۹، ۵۹۲۰، ۵۹۲۱، ۵۹۲۲، ۵۹۲۳، ۵۹۲۴، ۵۹۲۵، ۵۹۲۶، ۵۹۲۷، ۵۹۲۸، ۵۹۲۹، ۵۹۳۰، ۵۹۳۱، ۵۹۳۲، ۵۹۳۳، ۵۹۳۴، ۵۹۳۵، ۵۹۳۶، ۵۹۳۷، ۵۹۳۸، ۵۹۳۹، ۵۹۴۰، ۵۹۴۱، ۵۹۴۲، ۵۹۴۳، ۵۹۴۴، ۵۹۴۵، ۵۹۴۶، ۵۹۴۷، ۵۹۴۸، ۵۹۴۹، ۵۹۵۰، ۵۹۵۱، ۵۹۵۲، ۵۹۵۳، ۵۹۵۴، ۵۹۵۵، ۵۹۵۶، ۵۹۵۷، ۵۹۵۸، ۵۹۵۹، ۵۹۶۰، ۵۹۶۱، ۵۹۶۲، ۵۹۶۳، ۵۹۶۴، ۵۹۶۵، ۵۹۶۶، ۵۹۶۷، ۵۹۶۸، ۵۹۶۹، ۵۹۷۰، ۵۹۷۱، ۵۹۷۲، ۵۹۷۳، ۵۹۷۴، ۵۹۷۵، ۵۹۷۶، ۵۹۷۷، ۵۹۷۸، ۵۹۷۹، ۵۹۸۰، ۵۹۸۱، ۵۹۸۲، ۵۹۸۳، ۵۹۸۴، ۵۹۸۵، ۵۹۸۶، ۵۹۸۷، ۵۹۸۸، ۵۹۸۹، ۵۹۹۰، ۵۹۹۱، ۵۹۹۲، ۵۹۹۳، ۵۹۹۴، ۵۹۹۵، ۵۹۹۶، ۵۹۹۷، ۵۹۹۸، ۵۹۹۹، ۶۰۰۰، ۶۰۰۱، ۶۰۰۲، ۶۰۰۳، ۶۰۰۴، ۶۰۰۵، ۶۰۰۶، ۶۰۰۷، ۶۰۰۸، ۶۰۰۹، ۶۰۱۰، ۶۰۱۱، ۶۰۱۲، ۶۰۱۳، ۶۰۱۴، ۶۰۱۵، ۶۰۱۶، ۶۰۱۷، ۶۰۱۸، ۶۰۱۹، ۶۰۲۰، ۶۰۲۱، ۶۰۲۲، ۶۰۲۳، ۶۰۲۴، ۶۰۲۵، ۶۰۲۶، ۶۰۲۷، ۶۰۲۸، ۶۰۲۹، ۶۰۳۰، ۶۰۳۱، ۶۰۳۲، ۶۰۳۳، ۶۰۳۴، ۶۰۳۵، ۶۰۳۶، ۶۰۳۷، ۶۰۳۸، ۶۰۳۹، ۶۰۴۰، ۶۰۴۱، ۶۰۴۲، ۶۰۴۳، ۶۰۴۴، ۶۰۴۵، ۶۰۴۶، ۶۰۴۷، ۶۰۴۸، ۶۰۴۹، ۶۰۵۰، ۶۰۵۱، ۶۰۵۲، ۶۰۵۳، ۶۰۵۴، ۶۰۵۵، ۶۰۵۶، ۶۰۵۷، ۶۰۵۸، ۶۰۵۹، ۶۰۶۰، ۶۰۶۱، ۶۰۶۲، ۶۰۶۳، ۶۰۶۴، ۶۰۶۵، ۶۰۶۶، ۶۰۶۷، ۶۰۶۸، ۶۰۶۹، ۶۰۷۰، ۶۰۷۱، ۶۰۷۲، ۶۰۷۳، ۶۰۷۴، ۶۰۷۵، ۶۰۷۶، ۶۰۷۷، ۶۰۷۸، ۶۰۷۹، ۶۰۸۰، ۶۰۸۱، ۶۰۸۲، ۶۰۸۳، ۶۰۸۴، ۶۰۸۵، ۶۰۸۶، ۶۰۸۷، ۶۰۸۸، ۶۰۸۹، ۶۰۹۰، ۶۰۹۱، ۶۰۹۲، ۶۰۹۳، ۶۰۹۴، ۶۰۹۵، ۶۰۹۶، ۶۰۹۷، ۶۰۹۸، ۶۰۹۹، ۶۱۰۰، ۶۱۰۱، ۶۱۰۲، ۶۱۰۳، ۶۱۰۴، ۶۱۰۵، ۶۱۰۶، ۶۱۰۷، ۶۱۰۸، ۶۱۰۹، ۶۱۱۰، ۶۱۱۱، ۶۱۱۲، ۶۱۱۳، ۶۱۱۴، ۶۱۱۵، ۶۱۱۶، ۶۱۱۷، ۶۱۱۸، ۶۱۱۹، ۶۱۲۰، ۶۱۲۱، ۶۱۲۲، ۶۱۲۳، ۶۱۲۴، ۶۱۲۵، ۶۱۲۶، ۶۱۲۷، ۶۱۲۸، ۶۱۲۹، ۶۱۳۰، ۶۱۳۱، ۶۱۳۲، ۶۱۳۳، ۶۱۳۴، ۶۱۳۵، ۶۱۳۶، ۶۱۳۷، ۶۱۳۸، ۶۱۳۹، ۶۱۴۰، ۶۱۴۱، ۶۱۴۲، ۶۱۴۳، ۶۱۴۴، ۶۱۴۵، ۶۱۴۶، ۶۱۴۷، ۶۱۴۸، ۶۱۴۹، ۶۱۵۰، ۶۱۵۱، ۶۱۵۲، ۶۱۵۳، ۶۱۵۴، ۶۱۵۵، ۶۱۵۶، ۶۱۵۷، ۶۱۵۸، ۶۱۵۹، ۶۱۶۰، ۶۱۶۱، ۶۱۶۲، ۶۱۶۳، ۶۱۶۴، ۶۱۶۵، ۶۱۶۶، ۶۱۶۷، ۶۱۶۸، ۶۱۶۹، ۶۱۷۰، ۶۱۷۱، ۶۱۷۲، ۶۱۷۳، ۶۱۷۴، ۶۱۷۵، ۶۱۷۶، ۶۱۷۷، ۶۱۷۸، ۶۱۷۹، ۶۱۸۰، ۶۱۸۱، ۶۱۸۲، ۶۱۸۳، ۶۱۸۴، ۶۱۸۵، ۶۱۸۶، ۶۱۸۷، ۶۱۸۸، ۶۱۸۹، ۶۱۹۰، ۶۱۹۱، ۶۱۹۲، ۶۱۹۳، ۶

صغیرہ طوطی کا پس پردہ دیکھنا حضرت کے منافی نہ ہے، واضح ہے کہ یہ واقعہ امت
مجاہد کے نازل ہونے سے پہلے اور حضرت ذریب کے نکاح کے بعد کا ہے، دیکھیے۔
سنن ابی داؤد، دارمی وغیرہ۔

حضرت عمرؓ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حبشیوں کو روکا تھا، اس وقت ان
کے خیال میں یہ لعب ناجائز تھا جیسا انہیں پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت
سے تربیت ہے، آوردہ خاموش ہو گئے، مگر روافض کا طرز عمل سادات اہل بیت کے
ساتھ کتنا قابل نفرت ہے دس کی ایک مثال یہ کہ امام صادق کی طرف یہ جھوٹی نسبت
کرتے ہیں، اگر انہوں نے کہا۔

خدمۃ جوادینا المنا و ہامی لزندہوں کی خدمت ہامی
فراوجہن لکھ۔
لئے ہے اور ان کی شرطیں تمہارے لئے
۳۔ اہل سنت روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو پتھر
بسید کیا اور اسے ہو گئے، اس سے معلوم ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام فیصلہ خدا پر ماضی نہ
تھے اور اللہ کی ملاقات کو ناپسند کیا۔ ملائکہ اہل سنت بھی یہ روایت بھی لکھتے ہیں۔
من کذب لقاء اللہ کوہ اللہ جو اللہ کی ملاقات ناپسند کرتا ہے
لقاء اللہ۔
خدا بھی اس کی ملاقات ناپسند کرتا ہے۔

جواب یہ پتھر اس لئے نہیں ملا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی موت پر راضی نہ
تھے، اگر ایسا ہوتا تو بعد میں کیوں اپنی جان قبض کرنے کی اجازت دیتے، یہ اس لئے ہوا کہ
حضرت موسیٰ کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں موت و حیات میں اختیار دیں گے حضرت موسیٰ
کے اختیار کے بعد ان کی جان قبض ہوگی، مگر فرشتہ ملائکہ ان جان قبض کرنا چاہتا ہے،

لہذا ان فرشتوں کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی موت کو اختیار کر دیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں
ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی موت کو اختیار کر دیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں

لہذا فرشتہ ان کو جان قبض کرنے سے روکتا ہے، یہ صورت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی موت کو
اختیار کر لیا ہے، اس لئے اس کو پتھر سے لکھا، ہم جن فرشتہ ملائکہ کو اختیار کر دیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں
ہوتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی موت کو اختیار کر دیا ہے، اس میں کوئی شک نہیں

جو کہ انبیاء کے حق میں سوادوب ہے، آخر صورت پر دامن ہو گئے اور زمین مقدس سے ایک پتھر پھینکنے کے قدر قرب کا مطالبہ کیا۔

۴۰۔ اہل سنت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عن ابي ابراهيم عن ابي ابراهيم
اذ قال رب ادنى كيفة نبي
اے رب مجھے دکھا آپ کسی طرح رسول
الموتى۔

(البقرہ ۲۶۰)

شک ایمان کے منافی ہے، ابراہیم علیہ السلام اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی طین
شک کی نسبت کرنا محال ہے۔

جواب شک سے مراد اس جگہ زیلعی یقین اور قوت الطینان میں قلب کا تردد
ہے، اسے صوفیاء ہی جان سکتے، عوام نہیں اس قدر اس پر دل ہے، ارشاد ہے:

اولو حردۃ من قال بے
ولکن لیطمئن قلبی۔
کیا آپ نہیں مانتے، فرمایا کیوں
نہیں (رسول اس لئے ہے) تاکہ میرا دل

الطینان کرے۔

(البقرہ ۲۶۰)

لہذا یہ تو ایمان کامل پر دل ہوا حدیث کا مفہوم یہ رہا، ابراہیم علیہ السلام زیادہ
ولیقین کے طالب تھے۔ ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کیوں کہ ہمیں طلب زیادہ کا
حکم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وقل رب سادنى علما
اے میرے رب میرے علم میں

اضافہ فرما۔

(حجۃ ۱۱۲)

اس اعتراض کا دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مفہوم یوں ہے۔
ابراہیم علیہ السلام کا سوال شک کی بنا پر نہ تھا، اگر شک کی وجہ سے ہوتا تو یہ شک
ہمیں بھی ہوتا، حدیث کے یہاں کوئی شک نہیں ہے، لہذا ابراہیم علیہ السلام کو بھی شک نہ تھا۔

۱۔ میرے علم میں اضافہ ہونا غرض ہے۔

وما ارسلنا من قبلك من
رسول ولا نبي الا اذا قمى الفی
الشیطان فی امنیة (الحجر ۵۲)

جواب: حدیث عمرؓ میں شیطان کا فرار اس کے خوف اور عدم تسلط کے کنیہ
ہے، اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ اپنے دوستوں کی حفاظت و حمایت فرماتے ہیں، ارشاد
باری تعالیٰ ہے۔

ان عبادی لیس لك علیہم
سلطان۔ (الحجر ۶۲)

میرے بندوں پر اے شیطان
تیرا تسلط نہ ہے۔

قرار خوف کے معنی میں مستقل ہے، قرآن پاک میں ہے۔
ان الموت الذی تعاون
بہ شکرت۔ ت سے م
منہ۔ (الجمعة ۸)

مقصود یہ ہوا کہ حضرت عمرؓ سے شیطان سخت خوف میں ہے۔ اور یہ شدت
خوف انبیاء سے بھی ہے اس کے باوجود کبھی کبھی دوسرے بھی ڈال دیتا ہے، جس طرح کہ
رحمہم اسمانی سے شدید ترین خوف کے باوجود شیاطین سرقت سمجھ کر لیتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وحفظنا من کل شیطان مارد
(الصافات ۷)

یہ ہر سرکش شیطان سے حفاظت
کے لئے ہے۔

الامن استرقی النعم فاقبہ
شہاب مبین (الحجر ۱۸)

مذکورہ بالا آیات جن میں انبیاء علیہم السلام کا اعتراف معصیت سمجھا جاتا ہے ظاہر
پر نہیں ہیں بلکہ ان کا فرمانا کس نفسی کے طور پر ہے، کتب تفسیر میں اس کی تفصیلات موجود
ہے۔ اہل سنت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بہشت
میں سے ہوں اور جہنم میں سے نہیں ہوں۔

میں داخل ہوا تو بلال کے جوتوں کی آواز آگے سنئی اس حدیث سے ابو بکر صدیق کے غلام بلال کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر برتری ثابت ہو رہی ہے۔ (تخلیض بائیں)

جواب ایہ احراض بالکل باطل اور حدیث کے مفہوم نہ سمجھنے کی بنا پر ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کی مثالی صورت دیکھی تھی دوسرے ایمان داروں کی مثالی صورتیں بھی آپ نے اس طرح دیکھی تھیں بطرانی میں ہے ماہر امام احمد بن حنبلہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بہشت میں داخل ہوا ہوں آپ نے آگے بلال کی حرکت کی کون سی اور میں نے اپنی امت کے فقر اکو بہشت کے بالاتر مقام میں دیکھا اور انکار کر دیا۔ ان کے مثالی ہونے پر یہ دلیل ہے کہ فقر اور انضباط امت قیامت کے بعد بہشت میں داخل ہوں گے۔

۸۔ اہل سنت بدایت کرتے ہیں کہ عہد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کی طرف نظر کی، اور فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہابت فرماتے ہیں، بالخصوص عمرہ پر۔ اس حدیث سے عمرہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر برتری لازم آتی ہے، کیونکہ خود کو آپ نے خواص میں شمار کیا۔

جواب اس حدیث سے یہ نتیجہ بالکل باطل ہے اس لئے کہ اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمرہ کے علاوہ کسی اور پر خصوص مہابت نہیں کرتے، لہذا اس حدیث سے حضرت عمرہ کی ابو بکرؓ پر افضلیت بھی ثابت نہیں ہوتی۔ انبیاء علیہم السلام کی شان تو بہت اونچی ہے۔

شیخ کا اہلسنت پر حوجہ دھواں اہل سنت خشک پلیدی پر نماز ادا کرتا جاؤ گزرتے ہیں۔

جواب ایہ بہتان محض ہے، اہلسنت کے تمام مکاتب فکر کے نزدیک بدن کپڑے اور جگر کا نماز کے لئے پاک ہونا لازمی شرط ہے پلیدی پر نماز پڑھنا البتہ امیہ کا غریب ہے، مگر صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ میں البتہ القاسم و شرائط میں اور طوسی وغیرہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ہیں، اگر نجاست متعدی نہیں تو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے، امامیہ کے نزدیک صرف مسجد کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔

اہل سنت پر شیعہ کا پسند و ناپسند اہل سنت کے نزدیک شطرنج کھیلنا جائز ہے۔
جواب ایہ بھی جھوٹ اور افتراء ہے، شطرنج کھیلنا امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد کے نزدیک حرام ہے، امام شافعی کے ایک قول میں مکروہ ہے بشرطیکہ نماز وغیرہ فرائض میں غفل نہ ہو، اور جھگڑے اور جھوٹ کا سبب بھی نہ بنے، اور ان پر حیوانات کی تصویریں، دگھوٹا، ہاتھی وغیرہ کی تصاویر نہ ہوں اور کھیلنے والا اس پر سر بھی نہ ہو، کیونکہ اصل سے صیغہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔

صحیح یہ ہے کہ امام شافعی نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا اور بعد میں شطرنج کی حرمت کے قائل ہو گئے تھے۔

اہل سنت پر شیعہ کا سو ابوہل طعن اہل سنت سرود کو جائز کہتے ہیں۔

جواب ایہ بھی افتراء ہے، مذاہب اربعہ کے علماء اس کی حرمت کے قائل ہیں، مسجد شائع بھی اس سے احتراز فرماتے ہیں، بعض بزرگ غنا سنتے ہیں، مگر وہ اس میں کچھ شرط طاعت کر رہے ہیں، ان شرائط کی پابندی کی صورت میں غنا کی حرمت عقلاً اور شرعاً ثابت نہیں ہوتی، اور نہ ہی یہ شغل لہو میں داخل رہتا ہے۔

اہل سنت پر شیعہ کا سر ہوا طعن اہل سنت کھجور کے تنبیذ کے ساتھ وضو کرنا جائز سمجھتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

فَلَمْ يَجِدْ وَامَاءَ فَتَجَمَّعُوا
 اُكْرَبَانِي ذُو اُتْرُ بَاكِ مِثْلِي سَے

تیمم کرو۔

صحید اطیباء (المائدہ ۶)

جواب تنبیذ تمر کے ساتھ وضو کرنا مالک شافعی، احمد، ابو یوسف، محمد اور

جمہور اہل سنت کے نزدیک جائز نہیں ہے، ابوحنیفہؒ ایک مفتی بہ روایت یہی

ہے کہ جائز نہیں، ابوحنیفہؒ سے ایک روایت ابوبکر جوزجی بھی نقلی ہے اس باب میں وہ یحییٰ بن

محمد حوث تابع تھی مسئلہ اس پر محمد بن کثیرؒ نے کہتے ہیں کہ وہ وضو میں نہ پڑھیں، سرور قلم ہے

کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ وکنہ فی رسول اللہ صلوٰۃ حسنہ۔
اہلسنت پر شیعوں کا اٹھارواں طعن اہل سنت فعل لواطت پر مرد کے قاتل
 نہیں ہیں۔ حالانکہ لواطت زنا سے بھی بدترین جرم ہے۔

جواب :- لواطت کے حکم میں اختلاف ہے۔ شافعیؒ کے نزدیک حد
 واجب ہے۔ ابو حنیفہؒ کے نزدیک حد واجب نہیں، اسلئے کہ لغت میں لواطت
 کو زنا نہیں کہتے۔ اور قیاس سے محدود ثابت نہیں ہوتی۔

نفس حد زنا سے اس کا حکم معلوم کرنا دلالت النص نہیں ہے کیونکہ دلالت النص
 اس دلالت کو کہتے ہیں جسے ہر صاحب لغت سمجھتا ہو۔ جس طرح حرمت تانیف
 سے حرمت ضرب سمجھ آتا ہے۔ فقہاء کا اس میں اختلاف بتاتا ہے کہ لواطت
 کا حکم اس نص سے سمجھ نہیں آتا۔ نیز دلالت النص میں منطوق ہے اولیٰ یا مساوی
 مفہوم ہونا چاہئے۔ اور لواطت زنا کے مساوی نہ ہے کہ زنا میں قتل کا مفہوم پایا
 جاتا ہے کیونکہ مولود بچے کا نسب منتفی ہو جاتا ہے لواطت میں یہ بات مفقود ہے
 یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اس سے لواطت کی سزا میں مختلف اقوال وارد کی۔
 واللہ اعلم۔

بجز

(بقیہ صفحہ ۳۹۸) سے پوچھا تو بے برقی ہی کیا ہے؛ عبدالمشرع کا مینہ ہے تو پایا کچھ پاک ہے اور اپنی ہی پاک
 پھر آپ نے اس میں سے دھو لیا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کا مستفید ابو ذرؓ راوی مجہول
 ہے البتہ۔

عبدالمشرعؓ مسند سے مسند صحیح ثابت ہے کہ میں ایملہ الجن رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم
 کے ساتھ نہیں تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فتاویٰ الاحمدی شرح جامع ترمذی ص ۱۱۱ ج ۱۔

پانچواں مقالہ

اس مقالہ میں خلفاء اربعہ کی افضلیت دیگر صحابہؓ پر اور صحابہ کرامؓ کی بزرگی تمام امت پر کا بیان ہے اور یہ کہ مشاجرات صحابہؓ کے بارہ میں زبان بند کرنی چاہئے اور ابھی تاویل سے کام لینا بہتر ہے۔

جنانا چاہئے اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے کہ انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابو بکر صدیقؓ ہیں اور پھر حضرت عمر فاروقؓ۔ یہ افضلیت شیخین کتاب سنت، اجماع امت، عقلی دلائل، آثار صحابہ و تابعین و ائمہ سے ثابت ہے۔

اثبات افضلیت شیخین از قرآن پاک و احادیث رسول م

۱۔ لا یستوی منکم من النض من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا۔
(الحجید ۱۰ ص ۲۷)

فتح سے پہلے جنہوں نے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ برابر نہ ہیں۔ یہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے زیادہ ہیں جنہوں نے بعد کو خرچ کیا، اور لڑائی کی۔

اہم صحیح السنۃ بغوی م معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔
محدث فضیل نے کلینی سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابو بکر صدیقؓ کے حق میں انزی ہے۔

یہ آیت بعبارة النص ان صحابہ کرامؓ کی افضلیت بتاتی ہے جو فتح مکہ سے قبل اسلام لائے، اللہ کی راہ میں جنہوں نے خرچ کیا اور لڑائیاں لڑیں، ان مسلمانوں پر جو فتح مکہ سے بعد مسلمان ہوئے۔ اور یہ آیت بدلائل النص وال

ہے کہ شیخین ان میں افضل ترین ہیں۔

کیونکہ فضیلت کی بنا پر آیت میں اتفاق و تائید اسلام کو قرار دیا ہے اور ان دونوں صفات میں شیخین سب پر فائق ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی کہ وہ اس وقت چھوٹے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں کمال ان کے پاس موجود نہ تھا۔ دیکھئے سیر ابن اسحاق۔

اتفاق اور تائید اسلام میں شیخین کا ساتھی ہونا
احادیث کی روشنی میں

۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما للحد عندنا یذال الا وقد کافینا ما خلک ابابکر فان له عندنا ید یکافیه اللہ یوم القیامۃ وما نفعنی مال ابی بکر قط ما نفعنی مال ابی بکر اخرجہ الترمذی لہ۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کہ اس کے احسانوں کا اللہ تعالیٰ ہی انھیں قیامت کے دن بدلہ دیں گے مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا ہے۔ (ترمذی)

۲۔ عن ہشام بن عروۃ عن امیہ قال اسلم ابوبکر ولہ اربعون الفا انفقہا کلہا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سبیل اللہ عروۃ بیان کرتے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اس وقت ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو کہ تمام کے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی راہ میں

لے جا دیے تھے۔ جامع ترمذی باب مناقب ابوبکر ص ۲۲۹ ج ۲۔ ایک روایت میں ہے ان میں اسنان علی فی صحتہ و مالہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حوالہ امیہ۔

اخرجہ ابوعمرو۔

۳۔ اخرجہ البخاری فی

حدیث طویل

ناہتہ مسجد ابیہنا

دارۃ وکان یصل فیہ ویقرأ

القرآن۔

۴۔ راجع ابو بکر سبحة کانتا

یصلیون فی اللہ منہم بلال

وعاصم بن فہیرۃ راواہ ابوعمرو

فی الاستیعاب۔

۵۔ قال ابو اسحق انہ لما اسلم

ابو بکر اظہر اسلامہ ودعا الی اللہ

عزوجل والی رسولہ صلی اللہ

علیہ وسلم وکان ابو بکر رجلاً مثلاً

لقومہ مجیباً بہلاً فجعل یدحوا

الی الاسلام من وثق بہ من قومہ

ممن یفشاک وحبس الیہ قاسم

بدعاۃ فیما یبلغنی عثمان بن

عفان وزبیر بن العوام و

عبد الرحمن بن عوف و

سعد بن ابی وقاص وطلحہ

بن عبد اللہ فجاءہم الی

نزع کر دیتے۔

امام بخاری ایک طویل حدیث

میں لاتے ہیں۔

پھر ابو بکر نے اپنے گھر کے صحن میں

مسجد بنائی وہ اس میں نماز پڑھتے

اور تلاوت قرآن کرتے تھے۔

ابو بکرؓ نے سات غلام آنا دے

جنہیں محض اللہ کے دین قبول کرنے

کی وجہ سے سزا دی جاتی تھی، بلال،

عامر، بھی ان میں تھے

ابو اسحاق امام المغازی فرماتے ہیں

جب ابو بکر مسلمان ہوئے اسلام ظاہر

کیا اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف

بلانا شروع کر دیا۔ ابو بکر اپنی قوم میں

پسندیدہ اور نرم خو مشہور تھا۔ جو ان کے

قابل اعتماد دوست آتے ان کو تبلیغ

اسلام کرتے، ان کی دعوت سے

عثمان بن عفان اور زبیر بن عوام

اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن

ابی وقاص اور طلحہ بن عبد اللہ مسلمان

ہوئے۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس لایا جبکہ گروہ

سلف فی الاستیعاب ج ۲ ص ۲۴ مع الامام ج ۵ ص ۲۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت اسلام قبول کر چکے تھے اور
حین استقبائہ بالہ واسلموا وصلوا۔ مسلمان ہو کر بنا قرین ادا کرتے تھے۔

یاد رہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سربراہ تھے، زبیر بن العوفؓ، سعدہ
اور عبدالرحمن بن عوفؓ بنی زہرہ کے قائد تھے، اور طلحہؓ و زکریاؓ بنی قریظہ تھے۔
ان ہر گروں کے قبول اسلام نے قبائل قریش میں تہلکہ مچا دیا۔
۶۔ آیت مندرجہ بالا کی تفسیر میں واحدی لکھتا ہے۔

جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ
کو دیکھا کہ ان کا قمیص سینہ پر سے پھٹا ہوا ہے، جبریل نے پوچھا یہ کیا حال ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مال تمہارے انہوں نے راہ خدا میں خرچ
کر دیا ہے۔ جبریل نے فرمایا ابو بکرؓ کو کہہ دیں کہ خلا تعالیٰ سلام دیتا ہے۔ اور
کہا ہے، ابو بکرؓ سے پوچھنا کہ اس فقر میں مجھ پر راضی ہے یا نہ! ابو بکرؓ نے
جواب دیا۔

انا عن ربی راض۔ انا عن ربی
میں اپنے رب پر راضی ہوں، میں اپنے رب
راض۔ انا عن ربی راض۔ میں اپنے رب پر راضی ہوں
یہ روایت محی السنۃ بغویؒ نے معالم التنزیل میں بسند متصل بروایت
ابن عمرؓ درج کی ہے۔

۷۔ عن ابی ابدی الدوسی قال كنت جالسا عند النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فاطلع ابو بکر و عمرؓ آئے رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی تعریف ہے
جس نے ان دونوں کے ذریعہ میری
ایمانی بکھا۔ اخراج الحاکم
تقویت قرآنی۔ (حاکم)

طحاوی نے بھی یہ روایت مندرجہ بالا کے ساتھ ہی درج کی ہے

۸۔ عن ابن عباس عن رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم قال اللهم
اعز الاسلام یا ای جہل بن
عشام او بعمر بن الخطاب
قال فاصبح فعدا عمر عن رسول
الله صلی اللہ علیہ وسلم فاصلم
اخرجه الترمذی۔

۹۔ عن ابن مسعود وغیرہ قال
فجعل الله دعوة رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم لعمر
فیثی علیہ ملک الاسلام وهدم
الاثوان۔ اخرجہ المحاکمہ۔

۱۰۔ عن عائشہ عن ابن مسعود
الله صلی اللہ علیہ وسلم قال
اللهم اعز الاسلام لعمر بن الخطاب
خاصۃ اخرجہ المحاکمہ۔

۱۱۔ عن ابن عباس قال لما
اسلم عمر قال المشركون
اليوم انتصف الفرج منا اخرجہ
المحاکمہ۔

۱۲۔ عن ابن عباس قال لما

ابن عباس نے فرماتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے امیر
المومنین بن ہشام، یا عمر بن الخطاب
میں سے کسی ایک ذریعہ اسلام کی عزت
بڑھا، اسی صبح عمر بن الخطاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے
اور اسلام قبول کیا۔

ابن مسعود وغیرہ روایت کرتے
ہیں امیر تقاضے نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی عمرہ کے لئے دعا کو
ایسا بنایا کہ اس پر ملک اسلام کی بنیاد
رکھی اور جنوں کا توڑنا۔

عائشہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے امیر عمر بن
خطاب کے ذریعہ اسلام کی عزت
بڑھا۔

ابن عباس نے فرماتے ہیں جب عمرہ
نے اسلام قبول کیا تو مشرکوں نے
کہا آج مسلمانوں نے ہم سے بدلہ
لے لیا ہے۔

ابن عباس فرماتے ہیں جب عمرہ نے

اسلم عمر نزل جبریل فقال
یا محمد استبشرا اهل
السماء یا سلام عمر مر و اذ
ابن ماجه۔

اسلام قبول کیا تو جبریل اترے اور کہا
اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے اسلام
پر آسمان و اے مومنین کا اظہار کر رہے
ہیں۔

سار عن ابن مسعود قال مازلنا
اعزة منذ اسلم عمر ماضی
اللہ فی سادایۃ واللہ ما استطعنا
ان نعلی عند الکعبۃ ظاہرین
اسلم عمر اخرجہ النجاشی۔

ابن مسعود فرماتے ہیں جب سے
عمرہ اسلام لائے ہم عزت میں تھے
قسم بخدا جب تک عمرہ اسلام د
لائے ہم کعبہ میں کھلم کھلا نماز پڑھ
سکے۔

آیت مندرجہ بالا "لا یتوی الا یہ" اور مذکورہ احادیث کی روشنی میں دیکھا جائے
تو شیخین کی برتری اور افضلیت بر دیگران نہایت روشن اور واضح ہے۔

۱۔ وہ روایات جو پہلے مذکور ہوئیں جن میں
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ

افضلیت شیخین از احادیث

کو نماز کا امام بنایا اور دوسروں کی امامت کو سختی کے ساتھ رد کر دیا اور فرمایا
جس قوم میں ابو بکرؓ موجود ہو اس کے سوا کوئی بھی ان کی امامت کرے نا جائز
ہے۔ (جامع ترمذی بروایت عائشہؓ) صحیح بخاری و مسلم میں اس کے شواہد
کثیرہ موجود ہیں۔

۲۔ عن ابی سعید الخدری قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما من نبی الا دفینان
من اهل السماء و ستا یلین من

ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ
کے ہر نبی کے دو وزیر ہوتے ہیں
آسمان والوں سے اور دو زمین میں

۱۔ مسند ابی یوسف و مسند ابی حاتم ج ۲ ص ۱۸۷ و قال محمد بن مسلمہ المستدرک للحاکم ج ۲ ص ۱۸۷ و صحیح بخاری
ج ۱ ص ۱۸۷ باب ۱۸ ص ۱۸۷

اس حدیث کی اسانید حد قویٰ کو پہنچی ہیں۔

۵۔ قال علی اللہ علیہ وسلم لقد
 هیبت ان ابعث الی الافاق
 رجالا یعلمون الناس وللسن
 والقرائن کما بعثت عینی واریین
 قبل فاین انت من ابی بکر و عمر
 قال انما غشی عنهما انتما من
 الدین کا السمع والیصر و فی
 سوادینہ کالترأس من الجسد
 اخر لوجه المحاکم من حدیث
 و ابن عمر و الطبرانی عن ابی
 عمرو و عمرو بن العاص و
 انس و ابو نعیم عن انس و
 ابن حدادی عن حدیث۔
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 میں نے ارادہ کیا کہ علاقوں میں کچھ لوگ
 روانہ کر دوں جو لوگوں کو سنسن اور فرائض
 کی تعلیم دیں جس طرح صحنی عبد السلام
 نے عذری بھیجے تھے، آپ سے پوچھا
 گیا ابو بکر و عمر کا آپ سے کیا مرتبہ
 ہے فرمایا میں ان سے بے نیازی نہیں
 کر سکتا۔ یہ دونوں دین میں مسح و بصر کی
 حیثیت میں ہیں۔ اور ایک روایت میں
 ہے جسم کے سر کی حیثیت میں۔ حاکم
 نے اسے مفید قرار دیا اور ابن عمر سے
 روایت کیا، طبرانی نے الاثر اور عمرو
 بن العاص اور انس سے اور ابو نعیم
 نے انس سے اور ابن عساکر نے

۶۔ ما طلعت الشمس علی احدکم
 افضل من ابی بکر و اہ الطبرانی
 عن جابر و الطبرانی و ابو نعیم و ابن
 النجار عن ابی الدرداء و الحاکم عن انس۔
 تم میں ابو بکر سے زیادہ فضیلت والے
 کسی پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ طبرانی
 جابر سے، حاکم، طبرانی، ابو نعیم و ابن
 النجار و ابی الدرداء سے اور حاکم انس سے۔

لے فی المستدرک ج ۲ ص ۲۷۰۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۷۰ میں جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے
 مروی ہے ان میں سے اللہ علیہ وسلم کو ابی بکر و عمر و عثمان و علی و ابن مسعود و ابی بکر و
 من عبد اللہ بن عمر و عثمان و علی و ابن مسعود و ابی بکر و عمر و عثمان و علی و ابن مسعود
 ابی بکر میں روایت کی ہے و علی بن مسعود۔

۸۔ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وسلم ان روح القدس جبريل
نخرف في ان خير امتك ابو بكر
رواه الطبراني .

۹۔ قال صلى الله عليه وسلم
لو وزن ايمان ابى بكر يا ايها
اهل الاس من لرحمته من رواه
ابن عدى عن ابن عمر وابن
داود عن عمر موقوفاً بسند
صحیح .

۱۰۔ قال صلى الله عليه وسلم
اتاني جبريل فقلت من يا جبر
معنى قال ابو بكر وهو بلى امراتك
من بعدك وهو افضل امتك
رواه صاحب مسند الفريسي
عن علي .

۱۱۔ عن ابى هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اما انك يا ابى بكر اول من
يدخل الجنة من امتي اخرج
ابوداؤد والحاكم .

اسعد بن ذرارة قد فرماتے ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے
قدس جبریل نے خبر دی ہے کہ آپ
کی امت میں افضل ابو بکر ہے ۔
(طبرانی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اگر جملہ اہل زمین کا ایمان ابو بکر
کے ایمان سے وزن کیا جائے تو
ابو بکر کے ایمان کا وزن بڑھ جائے گا
ابن عمر سے اور ابن داؤد سے عمر زمام سے
موقوفاً بسند صحیح روایت کی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میرے پاس جبریل آیا میں نے پوچھا
میرے ساتھ کون ہجرت کر گیا کہا ابو بکر
اور میں آپ کے بعد امت کا متقی ہو گیا
اور میں آپ کی امت میں افضل ہے ۔
ومؤلف مسند الفريسي عن علي

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکرؓ میری
امت میں تم سب سے پہلے بہشت
میں داخل ہوؤ گے ۔
(ابوداؤد وحاکم)

۱۲۔ فی السنن ج ۲ ص ۱۰ باب تحفہ الیاس . والحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۱۰

۱۱۔ عن ابی بن کعب قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اول من یصافح الحق عمرو اول
من یسلم علیہ، واول من
یاخذ بیدہ فیدخلہ الجنة
اخرجه ابن ماجة والحاکم نوحہ۔
۱۲۔ ۱۳۔ عن جابر بن عبد اللہ
قال قال عمرو لابی بکر یا خیر
الناس بعد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر
اما اذا قلت ذاک فانی
صعقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول ما طلعت
الشمس علی رجل خیر من عمر
اخرجه الترمذی۔

ودوی الجزیر الشافی ابن
عدای من حدیث ابی بکر
الصدیق وروی ابو سعید
بن الہیثم فی مسندہ من
قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ما
اظلت الحضرة اؤ ولا اقلت
الغبار بعد النبیین خیرا منك یا عمر۔

ابی بن کعب سے روایت ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلا شخص
جس سے حق نے مصافحہ کیا عمرؓ ہے
اور ان میں اول جسے حق سلام
کہتا ہے اور بہشت میں داخل
کرے گا یہی ہے (ابن ماجہ حاکم)
جابر بن عبد اللہ فرماتا ہے عمرؓ نے
ابو بکرؓ سے کہا اے وہ انسان جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے
افضل ہے ابو بکرؓ نے فرمایا کہتے
ہو تو میں نے بھی رسول اللہ سے سنا
ہے عمرؓ سے بہتر کسی آدمی پر سورج
طلوع نہیں ہوا۔
(ترمذی)

دوسرا حصہ ابن عدی ابو سعید بن ابی ہریرہؓ
سے لانا ہے، ابو سعید بن ابی ہریرہؓ مسند
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ
قرآن لاتا ہے، نبیوں کے بعد انسان
نے تجھ سے بہتر پر سایہ نہیں کیا، اور
زمین نے تجھ سے بہتر کوئی نہیں اٹھایا
لے عمرؓ۔

لے فی السنۃ باب فضل عمرؓ۔ والحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۲۳۱ باب مناقب عمرؓ

۴۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کما نری الا عمر بن الخطاب۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص میری امت میں سب سے اونچے درجہ پر ہے بہشت میں۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں اس شخص سے مراد عمر بن الخطاب ہی کو لیتے تھے۔

تفاضل میں ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما
مذکورہ انصہر جن احادیث میں حضرت عمرؓ کی مطلق افضلیت آئی ہے ان سے مراد یہ ہے کہ وہ ابو بکرؓ کے بعد سب پر برتری اور فضیلت رکھتے ہیں اس لئے کہ اجماع امت ہے کہ ابو بکرؓ حضرت عمرؓ سمیت تمام امت سے افضل ہیں۔ (۱) مذکورہ حدیث میں ابی بکرؓ اس پر دال ہے اور درج ذیل احادیث کا اقتضار بھی یہی ہے۔

۲۔ عن عائشة ر قالت قلت یا رسول اللہ هل یكون لاحد من الحسنات عدد نجوم السماء قال عمر قلت فایمن حسنات ابی بکر قال انا جمیع حسنات عمر کحسنة واحدة من حسنات ابی بکر ما حاة ما زین۔ عائشہ کہتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کے ستاروں جتنی نیکیاں بھی کسی کی ہوں گی۔ فرمایا عمرؓ کی۔ میں نے کہا ابو بکرؓ کی نیکیاں؟ فرمایا عمرؓ کی کُل نیکیاں ابو بکرؓ کی ایک نیکی کی طرح ہیں۔ (دربین)

حدیث سید اہل الجنۃ میں ایک تعارض کا حل

حضرت انس رضی اللہ عنہ صحیح روای ہے۔

۱۔ سنن ابن ماجہ ۵۲، مشکوٰۃ الصحیح ۵۲، باب مناقب ابی بکرؓ

الجنة وشبابهما الا التبييض
 کے سردار ہیں اعدان کے نوجوانوں کے
 والموسلين۔
 بھی سوانحیاء احمد رسولوں کے۔

یہ حدیث امت کے سب افراد کو عام ہے اس لئے کہ الا التبیض والموسلين سے صرف
 انبیاء اور سب کو ہی مخصوص کیا گیا ہے اس لئے مذکورہ روایات جو کہ قطعی ہیں اس قطعی
 العلانہ اور قطعی سند حدیث سے مخصوص ہیں جن کا مقصد یہ ہو گا کہ یہ لوگ ابو بکرؓ و عمرؓ سے
 بعد دوسروں کے سردار ہیں۔

حدیث علیؓ جس میں انہیں سید العرب کہا گیا اس سے نفی سیادت مراد ہے، وہ نہ
 سید عرب کہنے کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی عرب دوسروں پر نفی تقاضا کرتے تھے، اس
 اعتبار سے فرمایا کہ عربوں کے سردار علیؓ ہیں، ایک حدیث میں علیؓ اور عباسؓ کے حق
 میں وارد ہے۔

اتماسيد العرب رواه ابن
 تم دونوں عرب کے سردار جو
 عدای۔ (ابن عدی)

یہ روایت بھی سند ضعیف ہے۔

ابو بکرؓ و عمرؓ کی افضلیت پر امت کا اجماع بھی مقضیٰ ہے، کہ مذکورۃ الصد
 روایات مخصوص ہیں عام نہیں۔

کیا اہمادیش متقیہ علیؓ حضرت علیؓ کی منقبت میں وارد ہمارے شیخین کی
 منافی افضلیت شیخین ہیں؟ افضلیت کے مسائل نہیں ہیں، جیسا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی
 انت منی وانا منک رواه البخاری
 لے علی تو میرے میں سے ہے
 اور میں تیرے سے (بخاری و مسلم
 برادر سے۔

لہذا کہ سب امور حاشہ مذکورہ کی روایات سے منکر اور صحیح عقل نہیں ہیں، اس لئے اس روایت کو شیخین کی افضلیت
 کے خلاف میں نہ مقرر اعتقاد بھی نہیں ہونا چاہئے ۱۲۔
 لہذا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی افضلیت علیؓ کی افضلیت سے ۱۳۔

لہذا اس حدیث میں حضرت علیؓ کی حضرت شیخین پر افضلیت کھسے ثابت ہو سکتی ہے
 واثم اعظم بالصواب۔ روافض وغیرہ بدعی فرقوں نے روایات کثیرہ وضع کی ہوئی
 ہیں، محدثین ان کا اعتبار نہیں کرتے، بلکہ ان کا جھوٹ اور افرا ہونا ثابت کرتے
 ہیں ایسی روایات کے ذکر کی ہم ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔
 افضلیت شیخین پر اجماع امت اور ائمہ صحابہ و تابعین
 و ائمہ اہل بیت اول و ثانیہ علیہ السلام عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے زمانہ میں تخییر کرتے تھے ہم سب
 افضل ابو بکر کو گردانتے، پھر عمر کو پھر
 عثمان کو۔ (بخاری)

ایک روایت میں ہے ہم رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابو بکر
 کے برابر کسی کو نہ قرار دیتے، پھر عمر
 کو پھر عثمان ان کے بعد اصحاب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہم تفاضل
 نہ کرتے۔

کنا تخییر بین الناس فی
 زمان رسول الله صلى الله عليه
 وسلم فتخيروا بأكبرهم عمر ثم عثمان بن
 عفان۔ (انوار البخاری)
 وفی کتب وایۃ کثافۃ فی زمان
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یفعل
 ابابکر احد الیوم عمر ثم عثمان
 ثم تنزل اصحاب رسول
 الله صلی اللہ علیہ وسلم
 لا تفاضل بینہم۔

ابو بکر کی شان عمرؓ کی زبانی (۱۲) حضرت عمرؓ نے سفینہ بنی ساعدہ میں فرمایا۔
 اے گروہ انصار اے گروہ اہل اسلام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
 آپ کے امر کا سب سے زیادہ مستحق
 ابو بکر ہے جو کہ غار میں آپ کا ساتھی
 یا معشر الانصار یا معشر
 المسلمین ان اولی الناس
 بامرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 من بعدہ شاق الاثنین فی القبا

لے ۱۲: ۱۲۱: ۱۲۲: ۱۲۳: ۱۲۴: ۱۲۵: ۱۲۶: ۱۲۷: ۱۲۸: ۱۲۹: ۱۳۰: ۱۳۱: ۱۳۲: ۱۳۳: ۱۳۴: ۱۳۵: ۱۳۶: ۱۳۷: ۱۳۸: ۱۳۹: ۱۴۰: ۱۴۱: ۱۴۲: ۱۴۳: ۱۴۴: ۱۴۵: ۱۴۶: ۱۴۷: ۱۴۸: ۱۴۹: ۱۵۰: ۱۵۱: ۱۵۲: ۱۵۳: ۱۵۴: ۱۵۵: ۱۵۶: ۱۵۷: ۱۵۸: ۱۵۹: ۱۶۰: ۱۶۱: ۱۶۲: ۱۶۳: ۱۶۴: ۱۶۵: ۱۶۶: ۱۶۷: ۱۶۸: ۱۶۹: ۱۷۰: ۱۷۱: ۱۷۲: ۱۷۳: ۱۷۴: ۱۷۵: ۱۷۶: ۱۷۷: ۱۷۸: ۱۷۹: ۱۸۰: ۱۸۱: ۱۸۲: ۱۸۳: ۱۸۴: ۱۸۵: ۱۸۶: ۱۸۷: ۱۸۸: ۱۸۹: ۱۹۰: ۱۹۱: ۱۹۲: ۱۹۳: ۱۹۴: ۱۹۵: ۱۹۶: ۱۹۷: ۱۹۸: ۱۹۹: ۲۰۰: ۲۰۱: ۲۰۲: ۲۰۳: ۲۰۴: ۲۰۵: ۲۰۶: ۲۰۷: ۲۰۸: ۲۰۹: ۲۱۰: ۲۱۱: ۲۱۲: ۲۱۳: ۲۱۴: ۲۱۵: ۲۱۶: ۲۱۷: ۲۱۸: ۲۱۹: ۲۲۰: ۲۲۱: ۲۲۲: ۲۲۳: ۲۲۴: ۲۲۵: ۲۲۶: ۲۲۷: ۲۲۸: ۲۲۹: ۲۳۰: ۲۳۱: ۲۳۲: ۲۳۳: ۲۳۴: ۲۳۵: ۲۳۶: ۲۳۷: ۲۳۸: ۲۳۹: ۲۴۰: ۲۴۱: ۲۴۲: ۲۴۳: ۲۴۴: ۲۴۵: ۲۴۶: ۲۴۷: ۲۴۸: ۲۴۹: ۲۵۰: ۲۵۱: ۲۵۲: ۲۵۳: ۲۵۴: ۲۵۵: ۲۵۶: ۲۵۷: ۲۵۸: ۲۵۹: ۲۶۰: ۲۶۱: ۲۶۲: ۲۶۳: ۲۶۴: ۲۶۵: ۲۶۶: ۲۶۷: ۲۶۸: ۲۶۹: ۲۷۰: ۲۷۱: ۲۷۲: ۲۷۳: ۲۷۴: ۲۷۵: ۲۷۶: ۲۷۷: ۲۷۸: ۲۷۹: ۲۸۰: ۲۸۱: ۲۸۲: ۲۸۳: ۲۸۴: ۲۸۵: ۲۸۶: ۲۸۷: ۲۸۸: ۲۸۹: ۲۹۰: ۲۹۱: ۲۹۲: ۲۹۳: ۲۹۴: ۲۹۵: ۲۹۶: ۲۹۷: ۲۹۸: ۲۹۹: ۳۰۰: ۳۰۱: ۳۰۲: ۳۰۳: ۳۰۴: ۳۰۵: ۳۰۶: ۳۰۷: ۳۰۸: ۳۰۹: ۳۱۰: ۳۱۱: ۳۱۲: ۳۱۳: ۳۱۴: ۳۱۵: ۳۱۶: ۳۱۷: ۳۱۸: ۳۱۹: ۳۲۰: ۳۲۱: ۳۲۲: ۳۲۳: ۳۲۴: ۳۲۵: ۳۲۶: ۳۲۷: ۳۲۸: ۳۲۹: ۳۳۰: ۳۳۱: ۳۳۲: ۳۳۳: ۳۳۴: ۳۳۵: ۳۳۶: ۳۳۷: ۳۳۸: ۳۳۹: ۳۴۰: ۳۴۱: ۳۴۲: ۳۴۳: ۳۴۴: ۳۴۵: ۳۴۶: ۳۴۷: ۳۴۸: ۳۴۹: ۳۵۰: ۳۵۱: ۳۵۲: ۳۵۳: ۳۵۴: ۳۵۵: ۳۵۶: ۳۵۷: ۳۵۸: ۳۵۹: ۳۶۰: ۳۶۱: ۳۶۲: ۳۶۳: ۳۶۴: ۳۶۵: ۳۶۶: ۳۶۷: ۳۶۸: ۳۶۹: ۳۷۰: ۳۷۱: ۳۷۲: ۳۷۳: ۳۷۴: ۳۷۵: ۳۷۶: ۳۷۷: ۳۷۸: ۳۷۹: ۳۸۰: ۳۸۱: ۳۸۲: ۳۸۳: ۳۸۴: ۳۸۵: ۳۸۶: ۳۸۷: ۳۸۸: ۳۸۹: ۳۹۰: ۳۹۱: ۳۹۲: ۳۹۳: ۳۹۴: ۳۹۵: ۳۹۶: ۳۹۷: ۳۹۸: ۳۹۹: ۴۰۰: ۴۰۱: ۴۰۲: ۴۰۳: ۴۰۴: ۴۰۵: ۴۰۶: ۴۰۷: ۴۰۸: ۴۰۹: ۴۱۰: ۴۱۱: ۴۱۲: ۴۱۳: ۴۱۴: ۴۱۵: ۴۱۶: ۴۱۷: ۴۱۸: ۴۱۹: ۴۲۰: ۴۲۱: ۴۲۲: ۴۲۳: ۴۲۴: ۴۲۵: ۴۲۶: ۴۲۷: ۴۲۸: ۴۲۹: ۴۳۰: ۴۳۱: ۴۳۲: ۴۳۳: ۴۳۴: ۴۳۵: ۴۳۶: ۴۳۷: ۴۳۸: ۴۳۹: ۴۴۰: ۴۴۱: ۴۴۲: ۴۴۳: ۴۴۴: ۴۴۵: ۴۴۶: ۴۴۷: ۴۴۸: ۴۴۹: ۴۵۰: ۴۵۱: ۴۵۲: ۴۵۳: ۴۵۴: ۴۵۵: ۴۵۶: ۴۵۷: ۴۵۸: ۴۵۹: ۴۶۰: ۴۶۱: ۴۶۲: ۴۶۳: ۴۶۴: ۴۶۵: ۴۶۶: ۴۶۷: ۴۶۸: ۴۶۹: ۴۷۰: ۴۷۱: ۴۷۲: ۴۷۳: ۴۷۴: ۴۷۵: ۴۷۶: ۴۷۷: ۴۷۸: ۴۷۹: ۴۸۰: ۴۸۱: ۴۸۲: ۴۸۳: ۴۸۴: ۴۸۵: ۴۸۶: ۴۸۷: ۴۸۸: ۴۸۹: ۴۹۰: ۴۹۱: ۴۹۲: ۴۹۳: ۴۹۴: ۴۹۵: ۴۹۶: ۴۹۷: ۴۹۸: ۴۹۹: ۵۰۰: ۵۰۱: ۵۰۲: ۵۰۳: ۵۰۴: ۵۰۵: ۵۰۶: ۵۰۷: ۵۰۸: ۵۰۹: ۵۱۰: ۵۱۱: ۵۱۲: ۵۱۳: ۵۱۴: ۵۱۵: ۵۱۶: ۵۱۷: ۵۱۸: ۵۱۹: ۵۲۰: ۵۲۱: ۵۲۲: ۵۲۳: ۵۲۴: ۵۲۵: ۵۲۶: ۵۲۷: ۵۲۸: ۵۲۹: ۵۳۰: ۵۳۱: ۵۳۲: ۵۳۳: ۵۳۴: ۵۳۵: ۵۳۶: ۵۳۷: ۵۳۸: ۵۳۹: ۵۴۰: ۵۴۱: ۵۴۲: ۵۴۳: ۵۴۴: ۵۴۵: ۵۴۶: ۵۴۷: ۵۴۸: ۵۴۹: ۵۵۰: ۵۵۱: ۵۵۲: ۵۵۳: ۵۵۴: ۵۵۵: ۵۵۶: ۵۵۷: ۵۵۸: ۵۵۹: ۵۶۰: ۵۶۱: ۵۶۲: ۵۶۳: ۵۶۴: ۵۶۵: ۵۶۶: ۵۶۷: ۵۶۸: ۵۶۹: ۵۷۰: ۵۷۱: ۵۷۲: ۵۷۳: ۵۷۴: ۵۷۵: ۵۷۶: ۵۷۷: ۵۷۸: ۵۷۹: ۵۸۰: ۵۸۱: ۵۸۲: ۵۸۳: ۵۸۴: ۵۸۵: ۵۸۶: ۵۸۷: ۵۸۸: ۵۸۹: ۵۹۰: ۵۹۱: ۵۹۲: ۵۹۳: ۵۹۴: ۵۹۵: ۵۹۶: ۵۹۷: ۵۹۸: ۵۹۹: ۶۰۰: ۶۰۱: ۶۰۲: ۶۰۳: ۶۰۴: ۶۰۵: ۶۰۶: ۶۰۷: ۶۰۸: ۶۰۹: ۶۱۰: ۶۱۱: ۶۱۲: ۶۱۳: ۶۱۴: ۶۱۵: ۶۱۶: ۶۱۷: ۶۱۸: ۶۱۹: ۶۲۰: ۶۲۱: ۶۲۲: ۶۲۳: ۶۲۴: ۶۲۵: ۶۲۶: ۶۲۷: ۶۲۸: ۶۲۹: ۶۳۰: ۶۳۱: ۶۳۲: ۶۳۳: ۶۳۴: ۶۳۵: ۶۳۶: ۶۳۷: ۶۳۸: ۶۳۹: ۶۴۰: ۶۴۱: ۶۴۲: ۶۴۳: ۶۴۴: ۶۴۵: ۶۴۶: ۶۴۷: ۶۴۸: ۶۴۹: ۶۵۰: ۶۵۱: ۶۵۲: ۶۵۳: ۶۵۴: ۶۵۵: ۶۵۶: ۶۵۷: ۶۵۸: ۶۵۹: ۶۶۰: ۶۶۱: ۶۶۲: ۶۶۳: ۶۶۴: ۶۶۵: ۶۶۶: ۶۶۷: ۶۶۸: ۶۶۹: ۶۷۰: ۶۷۱: ۶۷۲: ۶۷۳: ۶۷۴: ۶۷۵: ۶۷۶: ۶۷۷: ۶۷۸: ۶۷۹: ۶۸۰: ۶۸۱: ۶۸۲: ۶۸۳: ۶۸۴: ۶۸۵: ۶۸۶: ۶۸۷: ۶۸۸: ۶۸۹: ۶۹۰: ۶۹۱: ۶۹۲: ۶۹۳: ۶۹۴: ۶۹۵: ۶۹۶: ۶۹۷: ۶۹۸: ۶۹۹: ۷۰۰: ۷۰۱: ۷۰۲: ۷۰۳: ۷۰۴: ۷۰۵: ۷۰۶: ۷۰۷: ۷۰۸: ۷۰۹: ۷۱۰: ۷۱۱: ۷۱۲: ۷۱۳: ۷۱۴: ۷۱۵: ۷۱۶: ۷۱۷: ۷۱۸: ۷۱۹: ۷۲۰: ۷۲۱: ۷۲۲: ۷۲۳: ۷۲۴: ۷۲۵: ۷۲۶: ۷۲۷: ۷۲۸: ۷۲۹: ۷۳۰: ۷۳۱: ۷۳۲: ۷۳۳: ۷۳۴: ۷۳۵: ۷۳۶: ۷۳۷: ۷۳۸: ۷۳۹: ۷۴۰: ۷۴۱: ۷۴۲: ۷۴۳: ۷۴۴: ۷۴۵: ۷۴۶: ۷۴۷: ۷۴۸: ۷۴۹: ۷۵۰: ۷۵۱: ۷۵۲: ۷۵۳: ۷۵۴: ۷۵۵: ۷۵۶: ۷۵۷: ۷۵۸: ۷۵۹: ۷۶۰: ۷۶۱: ۷۶۲: ۷۶۳: ۷۶۴: ۷۶۵: ۷۶۶: ۷۶۷: ۷۶۸: ۷۶۹: ۷۷۰: ۷۷۱: ۷۷۲: ۷۷۳: ۷۷۴: ۷۷۵: ۷۷۶: ۷۷۷: ۷۷۸: ۷۷۹: ۷۸۰: ۷۸۱: ۷۸۲: ۷۸۳: ۷۸۴: ۷۸۵: ۷۸۶: ۷۸۷: ۷۸۸: ۷۸۹: ۷۹۰: ۷۹۱: ۷۹۲: ۷۹۳: ۷۹۴: ۷۹۵: ۷۹۶: ۷۹۷: ۷۹۸: ۷۹۹: ۸۰۰: ۸۰۱: ۸۰۲: ۸۰۳: ۸۰۴: ۸۰۵: ۸۰۶: ۸۰۷: ۸۰۸: ۸۰۹: ۸۱۰: ۸۱۱: ۸۱۲: ۸۱۳: ۸۱۴: ۸۱۵: ۸۱۶: ۸۱۷: ۸۱۸: ۸۱۹: ۸۲۰: ۸۲۱: ۸۲۲: ۸۲۳: ۸۲۴: ۸۲۵: ۸۲۶: ۸۲۷: ۸۲۸: ۸۲۹: ۸۳۰: ۸۳۱: ۸۳۲: ۸۳۳: ۸۳۴: ۸۳۵: ۸۳۶: ۸۳۷: ۸۳۸: ۸۳۹: ۸۴۰: ۸۴۱: ۸۴۲: ۸۴۳: ۸۴۴: ۸۴۵: ۸۴۶: ۸۴۷: ۸۴۸: ۸۴۹: ۸۵۰: ۸۵۱: ۸۵۲: ۸۵۳: ۸۵۴: ۸۵۵: ۸۵۶: ۸۵۷: ۸۵۸: ۸۵۹: ۸۶۰: ۸۶۱: ۸۶۲: ۸۶۳: ۸۶۴: ۸۶۵: ۸۶۶: ۸۶۷: ۸۶۸: ۸۶۹: ۸۷۰: ۸۷۱: ۸۷۲: ۸۷۳: ۸۷۴: ۸۷۵: ۸۷۶: ۸۷۷: ۸۷۸: ۸۷۹: ۸۸۰: ۸۸۱: ۸۸۲: ۸۸۳: ۸۸۴: ۸۸۵: ۸۸۶: ۸۸۷: ۸۸۸: ۸۸۹: ۸۹۰: ۸۹۱: ۸۹۲: ۸۹۳: ۸۹۴: ۸۹۵: ۸۹۶: ۸۹۷: ۸۹۸: ۸۹۹: ۹۰۰: ۹۰۱: ۹۰۲: ۹۰۳: ۹۰۴: ۹۰۵: ۹۰۶: ۹۰۷: ۹۰۸: ۹۰۹: ۹۱۰: ۹۱۱: ۹۱۲: ۹۱۳: ۹۱۴: ۹۱۵: ۹۱۶: ۹۱۷: ۹۱۸: ۹۱۹: ۹۲۰: ۹۲۱: ۹۲۲: ۹۲۳: ۹۲۴: ۹۲۵: ۹۲۶: ۹۲۷: ۹۲۸: ۹۲۹: ۹۳۰: ۹۳۱: ۹۳۲: ۹۳۳: ۹۳۴: ۹۳۵: ۹۳۶: ۹۳۷: ۹۳۸: ۹۳۹: ۹۴۰: ۹۴۱: ۹۴۲: ۹۴۳: ۹۴۴: ۹۴۵: ۹۴۶: ۹۴۷: ۹۴۸: ۹۴۹: ۹۵۰: ۹۵۱: ۹۵۲: ۹۵۳: ۹۵۴: ۹۵۵: ۹۵۶: ۹۵۷: ۹۵۸: ۹۵۹: ۹۶۰: ۹۶۱: ۹۶۲: ۹۶۳: ۹۶۴: ۹۶۵: ۹۶۶: ۹۶۷: ۹۶۸: ۹۶۹: ۹۷۰: ۹۷۱: ۹۷۲: ۹۷۳: ۹۷۴: ۹۷۵: ۹۷۶: ۹۷۷: ۹۷۸: ۹۷۹: ۹۸۰: ۹۸۱: ۹۸۲: ۹۸۳: ۹۸۴: ۹۸۵: ۹۸۶: ۹۸۷: ۹۸۸: ۹۸۹: ۹۹۰: ۹۹۱: ۹۹۲: ۹۹۳: ۹۹۴: ۹۹۵: ۹۹۶: ۹۹۷: ۹۹۸: ۹۹۹: ۱۰۰۰: ۱۰۰۱: ۱۰۰۲: ۱۰۰۳: ۱۰۰۴: ۱۰۰۵: ۱۰۰۶: ۱۰۰۷: ۱۰۰۸: ۱۰۰۹: ۱۰۱۰: ۱۰۱۱: ۱۰۱۲: ۱۰۱۳: ۱۰۱۴: ۱۰۱۵: ۱۰۱۶: ۱۰۱۷: ۱۰۱۸: ۱۰۱۹: ۱۰۲۰: ۱۰۲۱: ۱۰۲۲: ۱۰۲۳: ۱۰۲۴: ۱۰۲۵: ۱۰۲۶: ۱۰۲۷: ۱۰۲۸: ۱۰۲۹: ۱۰۳۰: ۱۰۳۱: ۱۰۳۲: ۱۰۳۳: ۱۰۳۴: ۱۰۳۵: ۱۰۳۶: ۱۰۳۷: ۱۰۳۸: ۱۰۳۹: ۱۰۴۰: ۱۰۴۱: ۱۰۴۲: ۱۰۴۳: ۱۰۴۴: ۱۰۴۵: ۱۰۴۶: ۱۰۴۷: ۱۰۴۸: ۱۰۴۹: ۱۰۵۰: ۱۰۵۱: ۱۰۵۲: ۱۰۵۳: ۱۰۵۴: ۱۰۵۵: ۱۰۵۶: ۱۰۵۷: ۱۰۵۸: ۱۰۵۹: ۱۰۶۰: ۱۰۶۱: ۱۰۶۲: ۱۰۶۳: ۱۰۶۴: ۱۰۶۵: ۱۰۶۶: ۱۰۶۷: ۱۰۶۸: ۱۰۶۹: ۱۰۷۰: ۱۰۷۱: ۱۰۷۲: ۱۰۷۳: ۱۰۷۴: ۱۰۷۵: ۱۰۷۶: ۱۰۷۷: ۱۰۷۸: ۱۰۷۹: ۱۰۸۰: ۱۰۸۱: ۱۰۸۲: ۱۰۸۳: ۱۰۸۴: ۱۰۸۵: ۱۰۸۶: ۱۰۸۷: ۱۰۸۸: ۱۰۸۹: ۱۰۹۰: ۱۰۹۱: ۱۰۹۲: ۱۰۹۳: ۱۰۹۴: ۱۰۹۵: ۱۰۹۶: ۱۰۹۷: ۱۰۹۸: ۱۰۹۹: ۱۱۰۰: ۱۱۰۱: ۱۱۰۲: ۱۱۰۳: ۱۱۰۴: ۱۱۰۵: ۱۱۰۶: ۱۱۰۷: ۱۱۰۸: ۱۱۰۹: ۱۱۱۰: ۱۱۱۱: ۱۱۱۲: ۱۱۱۳: ۱۱۱۴: ۱۱۱۵: ۱۱۱۶: ۱۱۱۷: ۱۱۱۸: ۱۱۱۹: ۱۱۲۰: ۱۱۲۱: ۱۱۲۲: ۱۱۲۳: ۱۱۲۴: ۱۱۲۵: ۱۱۲۶: ۱۱۲۷: ۱۱۲۸: ۱۱۲۹: ۱۱۳۰: ۱۱۳۱: ۱۱۳۲: ۱۱۳۳: ۱۱۳۴: ۱۱۳۵: ۱۱۳۶: ۱۱۳۷: ۱۱۳۸: ۱۱۳۹: ۱۱۴۰: ۱۱۴۱: ۱۱۴۲: ۱۱۴۳: ۱۱۴۴: ۱۱۴۵: ۱۱۴۶: ۱۱۴۷: ۱۱۴۸: ۱۱۴۹: ۱۱۵۰: ۱۱۵۱: ۱۱۵۲: ۱۱۵۳: ۱۱۵۴: ۱۱۵۵: ۱۱۵۶: ۱۱۵۷: ۱۱۵۸: ۱۱۵۹: ۱۱۶۰: ۱۱۶۱: ۱۱۶۲: ۱۱۶۳: ۱۱۶۴: ۱۱۶۵: ۱۱۶۶: ۱۱۶۷: ۱۱۶۸: ۱۱۶۹: ۱۱۷۰: ۱۱۷۱: ۱۱۷۲: ۱۱۷۳: ۱۱۷۴: ۱۱۷۵: ۱۱۷۶: ۱۱۷۷: ۱۱۷۸: ۱۱۷۹: ۱۱۸۰: ۱۱۸۱: ۱۱۸۲: ۱۱۸۳: ۱۱۸۴: ۱۱۸۵: ۱۱۸۶: ۱۱۸۷: ۱۱۸۸: ۱۱۸۹: ۱۱۹۰: ۱۱۹۱: ۱۱۹۲: ۱۱۹۳: ۱۱۹۴: ۱۱۹۵: ۱۱۹۶: ۱۱۹۷: ۱۱۹۸: ۱۱۹۹: ۱۲۰۰: ۱۲۰۱: ۱۲۰۲: ۱۲۰۳: ۱۲۰۴: ۱۲۰۵: ۱۲۰۶: ۱۲۰۷: ۱۲۰۸: ۱۲۰۹: ۱۲۱۰: ۱۲۱۱: ۱۲۱۲: ۱۲۱۳: ۱۲۱۴: ۱۲۱۵: ۱۲۱۶: ۱۲۱۷: ۱۲۱۸: ۱۲۱۹: ۱۲۲۰: ۱۲۲۱: ۱۲۲۲: ۱۲۲۳: ۱۲۲۴: ۱۲۲۵: ۱۲۲۶: ۱۲۲۷: ۱۲۲۸: ۱۲۲۹: ۱۲۳۰: ۱۲۳۱: ۱۲۳۲: ۱۲۳۳: ۱۲۳۴: ۱۲۳۵: ۱۲۳۶: ۱۲۳۷: ۱۲۳۸: ۱۲۳۹: ۱۲۴۰: ۱۲۴۱: ۱۲۴۲: ۱۲۴۳: ۱۲۴۴: ۱۲۴۵: ۱۲۴۶: ۱۲۴۷: ۱۲۴۸: ۱۲۴۹: ۱۲۵۰: ۱۲۵۱: ۱۲۵۲: ۱۲۵۳: ۱۲۵۴: ۱۲۵۵: ۱۲۵۶: ۱۲۵۷: ۱۲۵۸: ۱۲۵۹: ۱۲۶۰: ۱۲۶۱: ۱۲۶۲: ۱۲۶۳: ۱۲۶۴: ۱۲۶۵: ۱۲۶۶: ۱۲۶۷: ۱۲۶۸: ۱۲۶۹: ۱۲۷۰: ۱۲۷۱: ۱۲۷۲: ۱۲۷۳: ۱۲۷۴: ۱۲۷۵: ۱۲۷۶: ۱۲۷۷: ۱۲۷۸: ۱۲۷۹: ۱۲۸۰: ۱۲۸۱: ۱۲۸۲: ۱۲۸۳: ۱۲۸۴: ۱۲۸۵: ۱۲۸۶: ۱۲۸۷: ۱۲۸۸: ۱۲۸۹: ۱۲۹۰: ۱۲۹۱: ۱۲۹۲: ۱۲۹۳: ۱۲۹۴: ۱۲۹۵: ۱۲۹۶: ۱۲۹۷: ۱۲۹۸: ۱۲۹۹: ۱۳۰۰: ۱۳۰۱: ۱۳۰۲: ۱۳۰۳: ۱۳۰۴: ۱۳۰۵: ۱۳۰۶: ۱۳۰۷: ۱۳۰۸: ۱۳۰۹: ۱۳۱۰: ۱۳۱۱: ۱۳۱۲: ۱۳۱۳: ۱۳۱۴: ۱۳۱۵: ۱۳۱۶: ۱۳۱۷: ۱۳۱۸: ۱۳۱۹: ۱۳۲۰: ۱۳۲۱: ۱۳۲۲: ۱۳۲۳: ۱۳۲۴: ۱۳۲۵: ۱۳۲۶: ۱۳۲۷: ۱۳۲۸: ۱۳۲۹: ۱۳۳۰: ۱۳۳۱: ۱۳۳۲: ۱۳۳۳: ۱۳۳۴: ۱۳۳۵: ۱۳۳۶: ۱۳۳۷: ۱۳۳۸: ۱۳۳۹: ۱۳۴۰: ۱۳۴۱: ۱۳۴۲: ۱۳۴۳: ۱۳۴۴: ۱۳۴۵: ۱۳۴۶: ۱۳۴۷: ۱۳۴۸: ۱۳۴۹: ۱۳۵۰: ۱۳۵۱: ۱۳۵۲: ۱۳۵۳: ۱۳۵۴: ۱۳۵۵: ۱۳۵۶: ۱۳۵۷: ۱۳۵۸: ۱۳۵۹: ۱۳۶۰: ۱۳۶۱: ۱۳۶۲: ۱۳۶۳: ۱۳۶۴: ۱۳۶۵: ۱۳۶۶: ۱۳۶۷: ۱۳۶۸: ۱۳۶۹: ۱۳۷۰: ۱۳۷۱: ۱۳۷۲: ۱۳۷۳: ۱۳۷۴: ۱۳۷۵: ۱۳۷۶: ۱۳۷۷: ۱۳۷۸: ۱۳۷۹: ۱۳۸۰: ۱۳۸۱: ۱۳۸۲: ۱۳۸۳: ۱۳۸۴: ۱۳۸۵: ۱۳۸۶: ۱۳۸۷: ۱۳۸۸: ۱۳۸۹: ۱۳۹۰: ۱۳۹۱: ۱۳۹۲: ۱۳۹۳: ۱۳۹۴: ۱۳۹۵: ۱۳۹۶: ۱۳۹۷: ۱۳۹۸: ۱۳۹۹: ۱۴۰۰: ۱۴۰۱: ۱۴۰۲: ۱۴۰۳: ۱۴۰۴: ۱۴۰۵: ۱۴۰۶: ۱۴۰۷: ۱۴۰۸: ۱۴۰۹: ۱۴۱۰: ۱۴۱۱: ۱۴۱۲: ۱۴۱۳: ۱۴۱۴: ۱۴۱۵: ۱۴۱۶: ۱۴۱۷: ۱۴۱۸: ۱۴۱۹: ۱۴۲۰: ۱۴۲۱: ۱۴۲۲: ۱۴۲۳: ۱۴۲۴: ۱۴۲۵: ۱۴۲۶: ۱۴۲۷: ۱۴۲۸: ۱۴۲۹: ۱۴۳۰: ۱۴۳۱: ۱۴۳۲: ۱۴۳۳: ۱۴۳۴: ۱۴۳۵: ۱۴۳۶: ۱۴۳۷: ۱۴۳۸: ۱۴۳۹: ۱۴۴۰: ۱۴۴۱: ۱۴۴۲: ۱۴۴۳: ۱۴۴۴: ۱۴۴۵: ۱۴۴۶: ۱۴۴۷: ۱۴۴

ابوبکر السابق البین۔ اخرجہ ابن ابی شیبہ عن ابن عباس غنہ۔
 تھا اور سب سے آگے بڑھنے والا۔
 (ابن ابی شیبہ بروایت ابن عباس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے روز عمرؓ نے فرمایا۔
 فان يك محمد قد مات فان الله عز وجل قد جعل بين اظهركم لواءا تقتدون به، بها هدى الله محمد او ان اياكم صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وان اول الناس باموركم فهو موا فها يروه اخرجہ البخاری عن انس غنہ

اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر نور بنا دیا ہے جس سے تم راہ نمائی حاصل کرو گے، جیسی ہدایت اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، اور ابو بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہے تمہارے امور کے لئے سب سے زیادہ مستحق ہے، اسٹھان کی بیعت کرو، (بخاری بروایت انس بن عمر)

نیز تفسیر بخاری ساعدہ میں فرمایا۔
 فايكم لطيب نفسه ان يتقدم ابا بكر قالوا يعنى الانصار نعوذ بالله ان تقدم ابا بكر۔
 تم میں کون ہے، جس کا دل ابو بکرؓ سے آگے بڑھنے کو پسند کرے انصار نے جواب دیا، یا خدا ہم ابو بکرؓ کے آگے کیسے بڑھ سکتے ہیں۔
 نیز فرمایا:-

كان والله لان اقدام فتعجب عتقى لايقر بى ذلك
 خدا کی قسم جس قوم میں ابو بکرؓ ہو اور میں امیر بنوں اس سے بہتر یہ ہے

لہ ۲۵ مسئلہ باب اختلاف میں کتاب احکام۔
 لہ ۱۱۱ عتبہ باب خبر ۲۵ مسئلہ ۱۱۱ باب ۱۱۱۔
 لہ ۱۱۱ باب خبر ۱۱۱ من اذناک بالمرحوم علی بن ابی طالب ۲۵ مسئلہ ۱۱۱۔

گروں اڑا دی جائے، میں اس میں
پہنے لئے کوئی گناہ نہیں سمجھتا، ہاں
الایہ کہ موت کے وقت دوسرے
خیالات پیدا ہو جائیں، جو اب میرے
نہیں ہیں

من انراحب الی من ان اتا مو
علی قوم فیہم ابو بکر اللہم
الا ان تسول لی نفسی عند
الموت شیئا لاجدہ الا ان اخرجہ
البخاری عن ابن عباس۔

نیز فرمایا۔

ابو بکرؓ کی مثل تم میں کوئی آدمی
ایسا نہیں ہے، جس کی طرف سفر
کیا جائے۔

لیس فیکم من یقطع الاعناق
الیہ مثل ابی بکر اخرجہ البخاری
عن ابن عباس۔

نیز فرمایا۔

ابو بکرؓ ہمارے وارث ہے، اور ہم
میں سب سے افضل۔ اللہ رسول
الشرعیؐ اللہ علیہ وسلم کو سب سے
زیادہ محبوب۔

ابو بکر سیدنا وخیرنا واحبنا
الی ما رسول اللہ علی اللہ علیہ
وسلمہ اخرجہ الترمذی عن
عائشۃ عنہ

نیز منبر پر بیٹھے اور فرمایا۔

سب تعریف اللہ کی کہ اس نے
مجھے بنایا کہ میرے اوپر کوئی نہیں
پھر نیچے اترے اس بارہ میں کہا گیا
تو فرمایا میں نے یہ بات اللہ کے فکر
ادا کرنے کے طوع پر کہی ہے۔

الحمد للہ الذی صیفتی
لیس فوق احد ثم نزل فقیل
لہ فی ذلک فقال انما فعلت
ذلک للشکر۔

ثم البنا من ربنا۔

ثم صیفتی من ربنا۔

ثم فی الامور من ربنا وہبنا فی ہذا۔

حضرت عمرؓ نے یہ باتیں مستفیض بنی سادہ میں انصار اور مہاجرین کے سامنے فرمائیں۔ انصار نے جواب میں کہا ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابو بکر کے آگے بڑھیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے روز صحابہ کرام کے سامنے ابو بکر کی افضلیت بیان فرماتے رہے کسی نے انکار نہ کیا، یہ دلیل ہے کہ صحابہ کرام ہم کا اس پر اجماع تھا۔

فضائل ابو بکر بن ابی الوعدیہ (۱۲) ابو عبیدہ بن جراح کے پاس کچھ لوگ بیعت لینے کے لئے آئے تو انہوں نے فرمایا:

بناثرو و فیکہ ثالث ثلثہ
یعنی ابابکر اخرجہ ابن
ابی شیبہ عن محمد بن
سیرین۔
تم میرے پاس آتے ہو حالانکہ
تمہارے اندر تین میں سے تیسرا موجود
ہے، یعنی ابو بکر صدیق۔ (ابن ابی
شیبہ بروایت محمد بن سیرین)

واخرج احمد معناه
غیرانہ و کما استدل لال
ابی عبیدہ لا مستخلا فہ
فی الصلوۃ۔
امام احمد نے بھی اس کا معنی روایت
کیا ہے اس میں حضرت ابو عبیدہ کا
استدلال یہ مذکور ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو نماز میں
اپنا نائب بنایا۔

شان ابو بکر بروایت عبدالرحمن بن حوث (۱۳) عبدالرحمن بن حوث نے حضرت عمرؓ
کی وفات کے بعد ایک عظیم مجمع میں فرمایا کہ شیخین کی سیرت پر عمل کریں حاضرین نے تسلیم کیا
عثمان بن عفان نے یہ شرط تسلیم کر لینے کے بعد فرمایا۔

هل استطیع ان اکون
مثل لقمان الحکیم۔ اخرجہ ابو
عمر و فی الاستیعاب۔
کیا میں لقمان حکیم کی طرح بن سکتا
ہوں؟ (الاستیعاب لابن
عبد البر)

حضرت علیؓ نے خود پر عثمانؓ کی افضلیت پر مناقشہ کیا مگر شیخین کی سیرت پر عمل

کرنے پر کوئی اعتراض نہ کیا، اسی طرح سہاجرین و انصار اور افواج اسلام کے امراء میں سے کسی نے بھی منازعہ و انکار نہ کیا، بلکہ اتباع سیرۃ شیعین کے التزام کا عہد کیا، یہ افضلیت شیعین کی ایک قطعی دلیل ہے۔

افضلیت شیعین پر حضرت علیؑ کے خلاف کے زمانہ میں متعدد مجالس میں حضرت علیؑ نے احوال مقدسہ نے افضلیت شیعین بیان فرمائی، اس مسئلہ میں جو لوگ فاسد فہم رکھتے تھے، انہیں تنبیہ کی، یہ آثار و علامات تک پہنچنے میں انہیں فرماتے ہیں اسی حقیقت یہ ہے کہ یہ سلسلہ بتا حضرت علیؑ نے واضح فرمایا ہے، اتنا کسی نے بھی واضح نہیں کیا، اہل سنت کا کلی اعتماد آپ کے ہی فرامین مقدسہ پر ہے، فرماتے ہیں۔

۵۔ خیر ہذا الامۃ ابو بکر اس امت میں سب سے افضل ابو بکرؓ
ثم عمرو و لہ طرق۔ میں ابو بکرؓ عمرؓ اس حدیث کی سندیں مستحکم
نیز مروی ہے۔

قال محمد بن الحنفیہ قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال عمرو عشیبت ان یقول عثمان۔ قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین۔
(مرواۃ البخاری)

محمد بن حنفیہ کہتا ہے میں نے اپنے آبا سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا، ابو بکرؓ میں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا، عمرؓ میں نے سوچا آگے کہیں عثمانؓ نہ کہہ دیں اس لئے میں نے سوال کیا، اور پھر آپؐ فرمایا میں تو مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں۔ (صحیح بخاری)

۱۔ نہ اس کی کو سندین معتبرہ و صحیحہ ۲۵۔
۲۔ حدیث وہب بن قتیبہ کی روایت۔

اخبیرکم بالثالث لفعلت
اخرجه احمد۔

۴۔۔ عن عون بن ابی جعیفۃ
قال کان ابی من شرط علی و
کان تحت المنبر فقد ثنی ابی
انہ صعد المنبر یعنی علیا
فحمد اللہ و اشخی علیہ
وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال خیر ہذا
الامۃ بعد نبیہا ابو بکر
والثانی عمرو قال یجعل اللہ
الخبیر حیث شاء و احب اخرجہ احمد۔

۵۔۔ اخرج الدائم قطعی و
المحافظ ابو ذر عبد بن حمید
بن محمد الانصاری الہروی
من طرق متنوعۃ عن ابی جعیفۃ
قال دخلت علی علی فی بیتہ
فقلت یا خیر الناس بعد
را سول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال ہلا یا ابا
جعیفۃ الا اخبیرک بخیر
الناس بعد را سول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ابو بکر و عمر

تو قیسرے کی بھی تمہیں اطلاع دے دیں
تو دے سکتا ہوں۔ (احمد)

عون بن ابی جعیفۃ کہتا ہے ابو بکر
علی و کاسپاہی تھا اور منبر کے نیچے
بیٹھا تھا مجھے میرے باپ نے روایت
کی کہ علی و منبر پر چڑھے اور اللہ کی
تقریب کی اور ثناء کی۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا پھر کیا اس
امت کے نبی کے بعد اس امت میں
افضل ابو بکر ہے اور دومرا عمر۔ نیز
کہا اللہ تعالیٰ جہان سے چاہے اور پسند
کرے بھلائی بنادیتا ہے (احمد)

دارقطنی اور حافظ ابو ذر عبد بن
حمید بن محمد انصاری الہروی ابو جعیفۃ
سے مختلف اسانید سے روایت
کرتے ہیں کہ میں علی کے گھر گیا میں
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد اے سب سے افضل انسان
تو علی نے فرمایا رنگ بھالے ابو جعیفۃ
میں تجھے بتا دیتا ہوں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل کون ہے
ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما ابو جعیفۃ میرا بعض
اور ابو بکر و عمر کی محبت کسی مومن کے

وہی کہ بابا جحیفۃ لا یجتمہ بغضی حباً لکرم دل میں بھی نہیں ہو سکتے۔

ماخرجہ الدارقطنی عن ابی جحیفۃ ان کان یری ان علیاً افضل الامۃ فسمع اقواماً من ہذا القبۃ فحزن حزناً شديداً فقال لہ علی بعد ان اخذ بیدہ وادخلہ بیتہ ما اخبرتک بابا جحیفۃ فذکر لہ الخبر فقال لہ الا خبرک بخیر ہذا الامۃ خیر ہا ابو بکر ثم عمر قال ابو جحیفۃ فاعطیت اللہ عہدا ان لا اتم هذا الحدیث بعد ان شافنی بہ علی ما بقیت۔

دارقطنی ابو جحیفۃ سے روایت ہے کہ اس کا خیال تھا کہ اس امت میں علیؑ افضل ہے، کئی قوموں کو اس کے خلاف پایا تو بہت غمگین ہوا، علیؑ نے اس کا ہاتھ پکڑا اپنے گھر لے گیا اور فرمایا: اے ابو جحیفۃ کیا میں تجھے اطلاع نہیں دے چکا کہ اس امت میں افضل ترین ابو بکر ہے، پھر عمرؓ نے میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ علیؑ کا مجھے جب بالمشافہہ حدیث مجھے بتائی ہے میں اسے چھپاؤں گا نہیں جب تک زمرہ ہوں۔

۱۶۔ ما اخرجہ الحافظ محمد بن حنین الأجرى البغدادی عن ابی جحیفۃ قال سمعت علیاً علی منہما الکوفۃ یقول خیر ہذا الامۃ بعد نہیہا ابو بکر ثم عمر استثنی۔

حافظ محمد بن حسین الأجرى البغدادی ابو جحیفۃ سے روایت کرتا ہے کہ اس نے علیؑ سے کوفہ کے منبر پر سنا انہوں نے فرمایا اس امت کے نبی کے بعد اس امت میں افضل ترین ابو بکرؓ ہے، پھر عمرؓ

روایات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؑ نے یہ ارشاد کوفہ کے منبر پر بھی فرمایا اور اپنے گھر میں بھی اس کا اظہار کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ سے ایک اور روایت مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:۔

عاصم بن حنیب بن ثابت اسی یعنی عبدالغیر
سے وہ علیؑ سے کہا میں تمہیں
اس امت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد سب سے افضل کا پتہ دوں ؟
ابو بکر ہے، اور پھر عمرؓ (احمد)

عاصم بن عبدالغیر اپنے باپ سے
راوی ہے، اس نے علیؑ سے سنا
انہوں نے فرمایا اس امت میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل ابو بکر
ہے، اور ان کے بعد عمرؓ (احمد)

عاصم بن حنیب وہ اس سے کہا
میں نے علیؑ سے سنا منبر پر فرما رہے
تھے، اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد افضل ابو بکر ہے، اور پھر عمرؓ
اگر میں تمہارے کانام لینا چاہوں، تو
لے سکتا ہوں۔ (احمد)

عبد الملک بن سلیم وہ اس
سے کہتا ہے، میں نے علیؑ سے سنا کہ
انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وفات پا گئے، اس سے بہترین
حالت پر جس پر انبیاء نے وفات پائی
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی اور
پھر کہا، پھر ابو بکر خلیفہ ہوا، اور پھر

احمد بن حنیب بن ثابت
عند عن علیؑ انه قال الا انتکم
یخیر هذه الامة بعد نبیہا
صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر
ثم عمر اخرجہ احمد۔

۱۲۔ عن المسیب بن عبد الغیر
عن ابيه قال سمعت علیاً یقول
ان خیر هذه الامة بعد نبیہا
ابو بکر ثم عمر۔
اخرجہ احمد

۱۳۔ عن ابی اسحاق عنہ قال
سمعت علیاً یقول عن المنبر
خیر هذه الامة بعد نبیہا ابو بکر
وعمر ولوشئت ان اسمی
الثالث لسمیة۔
اخرجہ احمد۔

۱۴۔ عن عبد الملك بن سلیم عن
قال سمعت علیاً یقول قبض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علی خیر ما قبض نبی
من الانبیاء وانشی علیہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال ثم
استخلف ابو بکر فعمل

بعمل ما رسول الله صلى الله عليه وسلم وبسنته ثم قبض ابو بكر على خير ما قبض عليه احد وكان خير هذه الامة بعد نبينا ثم استخلف عمر فعمل بعلماء وسنة ما ثم قبض على خير ما قبض عليه احد وكان خير هذه الامة بعد ابى بكر۔

صلی اللہ علیہ وسلم کا سائل کیا، اور آپ کی سیرت کے مطابق پھر ابو بکر فوت ہوا، بہترین اس حالت پر جس پر کوئی فوت ہو سکتا ہے، اس امت کے نبی کے بعد یہ افضل ترین تھا، پھر عمرؓ خلیفہ ہوا اور دونوں مذکورہ کی سیرت و سنت کے مطابق عمل کیا اور عہدہ حالت پر وفات پائی، ابو بکرؓ کے بعد اس امت میں یہ افضل ترین تھا۔

عن عبد الله بن سلمة قال سمعت عليا يقول خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر وعبد الله بعد ابى بكر، ثم اخبرنا ابن شاذان

عبداللہ بن سلمہ کہتا ہے میں نے علیؓ سے سنا انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل ابو بکرؓ ہے، اور ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ۔

(ابن ماجہ)

امام جعفر صادقؑ چاہتے ہیں کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بعد لوگوں میں سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کہا میں آپ کو خطبہ میں یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں۔

اللهم صلحنا بما اصلحت

میں اللہ بھری اصلاح فرما جس کے ساتھ آپ نے خلفاء راشدین مہدیین کی اصلاح فرمائی ہے۔

یہ خلفاء راشدینؑ کرن ہیں، حضرت علیؓ کی چشم مبارک میں آنسو آگئے، اور فرمایا۔

ہم حبیبی ابو بکرؓ و عمرؓ وہ میرے پیارے ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں

اما ما الهدى وشيخنا الامير

ہدایت کے امام، اسلام کے شیخ

سے میں بہت افضل ہوں، گئے سند احمد بن محمد بن حنفیہ و مشاف

الاسلام ورجلا قریش والمقدی بہما بعد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
 اقتدی بہما عصم ومن اتبع آثار
 ہدی الی الصراط المستقیم ومن
 تمسک بہما فہو من حزب اللہ
 اخرجا الحفاظ ابو طاهر احمد بن
 السلفی الاجتہاد فی السنن ۵۔

قریشی نوحمان، اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے بعد مقتدا ہجوان کی اقتدا
 کرے وہ بچ گئے، جہان کے آثار
 کی اتباع کرے، صراط مستقیم پر گامزن
 ہوا، جہان کی سیرت کو مضبوط پکڑے
 وہ اللہ کے گروہ میں شامل ہے۔
 (حافظ ابو طاهر احمد بن السلفی)

ایک شخص فضیلت شیخین کا مقتدر تھا۔ حضرت علیؑ نے اسے تنبیہ فرمائی۔
 عن المحکم بن جمل قال قال
 علی لا یفضلنی احد علی ابی بکر
 وعمر الا جلدہ تجدہ المقتدی
 اخرجا ابو عمرو فی الاستیعاب ۱۔

حکم بن جمل سے کہہ دیا ہے کہ جو
 شخص ابو بکر و عمر پر مجھے فضیلت
 دے گا، میں اسے مضرے کی حد لگاؤں
 گا۔ (الاستیعاب)

بقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے
 چلے گئے، آپ کے بعد ابو بکرؓ و حضرت
 ہوئے، اور پھر عمرؓ تشریف لے گئے
 اس کے بعد فقہ و حکم پیدا ہو گئے ہیں
 اللہ تعالیٰ جیسے چاہے گا معاف کرے
 گا۔ (حاکم)

بقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ وسلم و علی ابوبکر و ثلث
 عمر ثم خطبتنا فقتلہ و یعقوب
 اللہ من یشاء اخرجا الحفاظ
 من حدیث قیس المناذری
 عندہ۔

فضیلت عمرؓ میں قول علی بن ابی طالبؑ
 ما من الناس احد احب الی
 وگوں میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں

لفظ ۱۲۲۲۔ نزدیک ہوا ابی بکرؓ و عمرؓ و ثلث

لکھ فائدہ کہ ۱۲۲۲۔ سیرۃ شہاب علیہ السلام ۵۱۲۲۔ منہ احمد و زعم صاحب

ان النبی اللہ بما فی صحیفۃ من
هذا المسجی یعنی عمر و لہ
طریق ۔

منہا حدیث ابن عباس
قال وضع عمر علی سریرہ فیکفہ
الناس ید عون و یصلون قبل
ان یوقع و انا فیہم قلہ یرفعی
الارض لاجل اخذ منکبہ فاذا علی
فترجہ علی عمرو قال ما خلعت
احدا احب الی ان النبی اللہ
بمثل علمہ منک و الیہ اللہ ان
كنت لاظن ان یجعلک اللہ
مع صاحبیک و حسب ان
كنت کثیرا امع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم بقول ذہبت
انا و ابوبکر و عمر دخلت انا
و ابوبکر و عمر و خرجت انا
و ابوبکر و عمر ۔ اخوچہ البخاری ۔

وقتہا حدیث سفیان بن
عیفۃ عن جعفر الصادق عن
ابیہ محمد الباقر عن جابر بن عبد اللہ
ان علیا حمل علی عمرو ہو مسجی فقال

لہ لا یجوز علیہ و بہ تبرک ۔

ہے کہ میں اس کے نامہ اعمال میں اللہ تعالیٰ
سے ملوں اسوائے اس کپڑوں میں ٹاپنے
شخص یعنی عمر کے ۔

ابن عباس فرماتے ہیں عمر نکلاٹ
پر رکھے گئے لوگ ارد گرد جمع ہو گئے
و مار رہے تھے میں بھی ان میں تھا پہلے
ایک شخص نے میرا کا ہدھا پکڑا ۔ وہ
علی ہوتا تھا اس نے عمر کے حق میں دعا
کی اور کہا تو اپنے پیچھے کوئی ایسا آدمی
نہیں چھوڑے جا رہا کہ میں پسند کروں
اس کے سے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ
سے ملوں خدا کی قسم میں یقین میں تھا
کہ اللہ تعالیٰ ضرور تجھے تیرے ساتھیوں
کے ساتھ اکٹھا کرے گا کیونکہ میں عام
طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا کرتا تھا فرماتے ہیں گیا اور
ابوبکر و عمر میں اندر آیا اور ابوبکر و
عمر میں نکلا اور ابوبکر و عمر و جعفر بن محمد
ام جعفر صادق اپنے باپ محمد باقر
سے وہ جابر بن عبد اللہ سے روایت
کرتے ہیں کہ عمر کھانے ہوئے تھے
علی نے آئے کہا خدا تیرے پر دم کرے

لوگوں میں کوئی ایسا انسان نہیں جس کے صحیفہ اعمال کے ساتھ میں خدا سے ملنا چاہوں سوائے تیرے۔ (حکم)
 محمد بن حنفیہ نے بھی الآثار مجازیت ابو حنیفہ یہ حدیث ابو جعفر الباقی سے مرسل روایت کی ہے،

ابن عمرؓ کہتے ہیں عمر بن خطابؓ کا جنازہ منبر اور قبر کے مابین رکھا گیا، علیؓ آیا اور صوفی کے آگے کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ بارگاہِ نبوی ہے، پھر کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اللہ تعالیٰ کسی ایسے کو پیدا نہیں جس کے نامہ اعمال کے صحیفہ کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے مناسبت کروں، اس کھالے ہوئے شخص کے سوا اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنیٰ ہیں۔ (راحد)

ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں میں عمرؓ کے ساتھ تھا، وہ فوت ہو چکے تھے، اور کفن میں مستور تھے، علیؓ پیٹھ پر سے کپڑا ہٹایا، اور کہا ہے ابو حنیفہؒ تم تجھ پر رحم کرے، خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص باقی نہ ہے، جس کے صحیفہ اعمال کے

صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من الناس احد احب الی ان اتقى الله بما فی صحیفته من هذا المسجی اخرجہ المحاکم۔
 واخرجه محمد بن الحسن فی الآثار عن ابی حنیفہ عن ابی جعفر الباقی مرسل۔

وتمہا حدیث ابن عمر قال وضع عمر بن الخطاب بین المنبر والقبر فجاء علی حتی قام بین یدئ الصوفی فقال هو هذا ثلث مرات ثم قال، حنك الله عليك ما خلق الله احدا احب الی ان القاه الله بصحیفته بعد صحیفته النبوی صلی اللہ علیہ وسلم من هذا المسجی ثوبہ اخرجہ احمد۔

وتمہا حدیث ابی حنیفہ قال كنت عند عمرو هو مسجی ثوبہ وقد قضی ثوبہ فکشف علی الثوب عن وجهہ، ثم قال رحمۃ اللہ علیک ابا حنیفہ فواللہ ما بقی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد احب الی

صلی اللہ علیہ وسلم

ان الفی الا بصحیفۃ منک - ساتھ میں خواتمائی سے ملاقات پسند کروں

اخرجہ احمد - تیرے سوا (احمد)

حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت پر علیؓ کا ایک اور فرمان بوقت وفات نقل کی ہے کہ جب ابن ابی سلمہ نے علیؓ کو مار مار کر ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے کہا -

یا امیر المؤمنین استخلف علینا فقال ان یرحمہ اللہ فیکم خیرا یول علیکم خیرا کہ قال علی فعلمہ اللہ فیما خیرا فولی ابا بکر - اخرجہ البخاری

اے امیر المؤمنین آپ ہم پر خلیفہ مقرر کریں، فرمایا، اگر خدا تعالیٰ تم میں اچھائی پائے گا، تو تم میں سے افضل کو مستوی بنائے گا، ہمارے اندر اچھائی پائی تو ابو بکرؓ کو اس نے مستوی کیا تھا۔ (حاکم)

معنی یہ ہے کہ فضیلت شیخین پر حضرت علیؓ کے اقوال باسانید متواتر ثابت ہیں۔ کسی کو انکار کرنے کی گنجائش نہیں ہے، موافقی ان اقوال کو تفسیر پر محمول کرتے ہیں تفسیر کی تردید ہم پہلے کر کے ہیں، مذکورہ مواقع پر تفسیر کا احتمال ہی نہیں پیدا ہو سکتا، اس لئے کہ حضرت علیؓ نے اپنے فرزند کا استخارہ پر فضیلت بیان کی، اس کے سامنے تفسیر کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے، ابو جحیفہ کی حدیث میں وارد ہے کہ حضرت علیؓ نے فضیلت شیخین منبر کوفہ پر بیان کی، علیؓ کوفہ میں مکمل فتح کے بعد اور جنگ اہل بصرہ کے بعد گئے تھے، اس وقت کوفہ میں ان کا ہی غلبہ تھا، اور وہ وہاں نہایت طاقتور تھے، ابو بکرؓ عمرؓ کو فوت ہوئے اعدت مدید گور چکی تھی، تفسیر کس لئے کرتے، ابو جحیفہ ہی کی ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے گھر میں یہ ارشاد فرمایا تھا، جبکہ ابو جحیفہ ان کا عقیدت مند تھا اور علیؓ کے خواب کی طرح کی گفتگو سے وہ غمگین ہو جاتا تھا، اس کے سامنے تفسیر ایسا فرمانے میں کیا ممکن ہے، اگر تفسیر کرتے یا کسر نفسی فرماتے تو معاویہؓ کے ساتھ منافقت کیوں کیا، اور کسر نفسی نہ کی، بلکہ اس

نہ دخل فی حدیث من روایت ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹،

کے مقابلہ میں فرماتے ہیں۔

انی عبد اللہ و انحر رسول
اللہ و انا الصدیق الاکبر
لا یقولہا بعدی الا کاذب۔
صلیت قبل الناس
بسع سنین۔

میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ کے رسول
کا ہمراہی۔ میں صدیق اکبر ہوں، میرے
بعد جو شخص یہ کہے گا، وہ جھوٹا ہوگا۔
میں نے لوگوں سے سات سال
پہلے نماز پڑھی ہے۔

افضلیت شخین بزبان
عبد اللہ بن مسعودؓ ہیں، فرماتے ہیں۔

۱۶۔ قال ابن مسعود اجمعوا امامکم
خیر کوفان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جعل امامنا
خیرنا بعدہ و قال لوضع علمہ
احیاء العرب فی کفۃ میزان
و وضع علمہ عمر فی کفۃ لوزجہ
علم عمر و لقد کانوا اندھب
بتسعة اعشار العلم و لجنس
کنت اجلی من عمر اوشی
عندی من عمل سنۃ۔

ابن مسعودؓ نے فرمایا تم اپنے میں
سے افضل کو امام بناؤ، رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ہمارا امام اپنے بعد افضل
کو ہی بنایا۔ اور فرمایا قبائل عرب کا علم
اگر ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور
عمر کا علم دوسرے پلڑے میں تو عمرؓ کا
علم بڑھ جائے۔ کہتے تھے کہ علم کے دو ٹکڑے
حصوں میں تو عمرؓ سے گئے۔ یہ وہ مجلس
جس میں عمرؓ کے ساتھ بیٹھا، میرے
نزدیک عمل بالسنۃ سے زیادہ
پرہیزگار ہوتی تھی۔

یہ اقوال امام ابو عمروؓ نے استیجاب میں صحیح فرماتے ہیں۔

۱۷۔ سنن ابن ماجہ میں اس کا سنہ مگر یہ تفصیل پہلے مذکور ہوئی۔

۱۸۔ مستجاب ۲۵ ص ۲۳۳۔

۱۹۔ مستجاب ۲۵ ص ۲۳۳۔

۸ شان عمر بنیان سلفیہ حضرت عذیبہ صحابی فرماتے ہیں۔

کان علما الناس قد دس فی حجو
عمر مع علم عمر (الاتحاب لابن عمرو)
سب لوگوں کا علم عمر کے علم
میں سما چکا ہے۔

۸ شان عمر بنیان سدید بن ابی وقاص سدید بن ابی وقاص فرماتے ہیں۔

کان عمار زهد نافی الدنیا۔
اخرجہ ابن ابی شیبہ۔
عمر بن ہم میں دنیا سے سب زیادہ
بے رغبت تھے۔

۹ اشعار حسن بن ابی بکرؓ امام مالکؒ حبیب بن ابی حبیب سے روایت کرتے ہیں
کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کو فرمایا تم نے ابو بکر کے
بارہ میں کوئی شعر کہے ہیں، ہنسا، حضرت حسنؓ نے فرمایا میں

۱۔ وثانی اثنتین فی الفاس وقد
طاف الحدوبان صامدا الجبل
عمر میں وہ دوسرا تھا لہذا
وہ نے پہاڑ پر چڑھ کر کہا

(۲) وکان حب رسول اللہ وقد علموا

من الخلائق لہ یعدل بہ بدلا

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب تھا۔ سب جانتے ہیں کہ آپ نے

مخلوق میں اس کا بدلہ کسی کو نہیں بنایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا شاعرین کہہ سکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
مسکراہٹا مندی کی دلیل ہے، لہذا یہ روایت حکام فرما رہے ہیں۔

نیز مالک بن سید کہتا ہے، شعبی سے پوچھا گیا سب سے پہلے اسلام کس نے
قبول کیا، شعبی نے جواب دیا کہ تم حضرت حسنؓ کے شعر نہیں سنے، وہ فرماتے ہیں کہ

(۳) خیر البیت نقاہا واعدلہا

بعد النبی وادفاھا بما حملا

وہ مخلوق میں افضل سب سے زیادہ متقی اور انصاف والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

لہ حدیث ص ۲۲۲۔

کے بعد اور ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبائے والا کہ

(۳) الثانی الثانی المأمود مشہد

وادل الناس منهم صدق الو سلا

وہ دوسرا آپ سے متصل ان کا حضور قابلِ قرین اور لوگوں میں سب سے

پہلے رسولوں کی تصدیق کرتے والا

ابو محمد ثقفی کا ابو بکرؓ کے حق میں ایک شعر ابو عیسیٰ ثقفی نے حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت

میں اشعار کہے ہیں جو کہ الاستیاب میں مذکور ہیں ایک شعر یہ ہے کہ

و مصیبت صدیقاً و کل مہاجر

سوالک یسعی بامہ غیر منکر

و آپ کا نام صدیق رکھا گیا جب کہ آپ کے سوا دوسرے مہاجرین

اپنے ہی ناموں سے موسوم ہیں

حضرت بن عمرؓ اور سعید بن المسیب کے اقوال اور پر میان ہو چکے ہیں۔

امام سرقیؒ فرماتے ہیں۔

ابو بکرؓ عمرؓ کی محبت اور ان

کے فضل کا پہچانا سفت ہے (استیاب)

حب ابی بکر و عمر معرفة فضلہما

من السنة اخرجہ ابو عمرو۔

امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں۔

جو شخص کہتا ہے کہ علیؓ ولایت

میں ان دونوں سے زیادہ استحقاق

رکھتے تھے وہ ابو بکرؓ و عمرؓ اور مہاجرین

و انصار کو خطا پر کہتا ہے۔ خدا تعالیٰ

ان سب پر راضی ہوا۔ میں دیکھتا ہوں

کہ ایسے شخص کے عمل آسان کیلئے پورا کر دیا

من زعمان علیاً کان الحق

بالولاية منها فخذ خطأ ابابکر و

عمر و المہاجرین و الانصار

رضی اللہ عنہم و ما اصابہ

یرتفع مع هذا عملی الی السماء

رواہ ابو داؤد۔

طہ السنن محمد بن حنفیہ ص ۳۳۳ بہذا الثقفین۔

ایک سوال | ابو عمرو الاستیعاب میں فرماتے ہیں:-

ذكر عبد الرزاق عن معمر
قال لو ان رجلا قال عمرا افضل
من ابى بكر ما عتقت وكنى لك لو قال
على عندى افضل من ابى بكر لم
اعتقت اذا ذكر فضل الشيخين
واحدهما وان شئ عليهما باهما اهل
فذا كرت ذلك لو كبر فاجبه
واشتهاء وقال ابو عمرو واختلف
السلف في تفضيل ابى بكر و
على-

عبد الرزاق معمر سے روایت کرتے
ہیں، انہیں نے کہا اگر ایک شخص عمرؓ کو
ابو بکرؓ سے افضل کہے، میں اس کو نہ روکوں
اسی طرح اگر وہ کہے علیؓ ابو بکرؓ سے
افضل ہے، تو اسے کچھ نہ کہوں ہاں
جیکہ شیخین کے فضل کا قائل ہو ان
سے محبت کرے، اور ان کی ان کے
استحسان کے قندہ تحریر کرے، میں نے
معمر کی یہ بات دیکھ کر سنائی، تو انہوں
نے اس پر تعجب کیا، اور اس کو پسند کیا،
ابو عمرو فرماتے ہیں سلف میں ابو بکرؓ و علیؓ کی
تفضیل میں اختلاف ملے۔

جواب | اولاً یہ ہے کہ امام ابو عمرو نے معمر کے مذکورہ کو ذکر کر کے اس کی تردید کی ہے،
جیکہ آثار و مآذ میں مرفوعہ (جو کہ شیخین کی علیؓ پر تفضیلیت پر دلالت کرتی ہے) ذکر کریں
لہذا معمر کا قول ختم ہو گیا، نیز معمر کے اس قول سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ان کے مابین عدم
تفضیل کا قائل ہے، ہو سکتا ہے اس کے ہاں تفضیل شیخین دلیل ظنی سے ثابت ہو
جیسا کہ امام بائکدانی اور امام الحرمین کا نظریہ ہے معمر نے دلیل قطعی پر عدم اطلاع کی وجہ
سے لم اعنتہ کہا۔ یعنی اسے تعین نہ کروں۔

باقی رہا ابو عمرو کا یہ کہنا کہ تفضیل ابی بکرؓ و عمرؓ اور علیؓ میں سلف کا اختلاف ہے،
امام ابو عمرو کے سابق کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلفاء ثلاثہ کے بعد سب لوگوں پر تفضیلیت
علیہ ثابت کرنا چاہتا تھا اور یہی نہ سب اہل سنت و جماعت کا ہے۔

ان کے کلام کا ماحول یہ ہے کہ چونکہ بعض سلف سے ایسے اقوال منقول ہیں، جو کہ صدیق و
 پر علی کی تفضیل کے موہم ہیں، ہم ان اقوال کے ظاہر سے صرف نظر کریں گے، کیونکہ کوئی
 اولہ کا قائل خاص ہے کہ شیخین افضل ہیں، پس ان بہم اقوال سے یہ ضرور ثابت ہو جائے گا
 کہ غیر خلفاء ثلاثہ پر علی کی تفضیلیت حاصل ہے۔

ثانیاً اس لئے کہ اجماع میں فقہاء کا قول معتبر ہے، عوام کی باتیں نہیں، فقہاء صحابہ
 مثلاً ابو بکر و عمر و عثمان، علی، ابن مسعود، ابو موسیٰ اشعری، ابن عمر، سعد بن ابی وقاص، زبیر بن
 العوام، عبدالرحمن بن عرف، ابو عبیدہ بن الجراح، طلحہ، ناس، ابو ہریرہ، اجابہ، حذیفہ، عائشہ
 حسان بن ثابت، ابو جحیفہ، وغیرہ وغیرہ اور سعید بن المسیب، سفیان ثوری، سفیان بن
 عیینہ، شعبی، حسن بصری، بارہم النخعی، علی بن حسین، محمد باقر، جعفر صادق، عبدالغیر، ابو صفینہ
 شافعی، مالک، احمد بن حنبل ایسے فقہاء امت کے مقابلہ میں کوئی غیر مجتہدان کے خلاف
 بات کہے، اس سے اجماع نہیں ٹوٹے گا، اکثر اجماعی مسائل میں اختلافات آ کر بھی ہوا، جیسا
 کہ حدیث شریفہ، فتح القرآن و مساحت وغیرہ میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں، حق ظاہر ہو
 جانے کے بعد ایسے اقوال مروج قرار پائے، اور اجماع منقذ ہو گیا۔

ثالثاً۔ جمہور کے نظریے کے برعکس سلف میں سے تفضیلیت کے بارہ میں کسی کا قول
 ثابت ہو بھی جائے، اسے جزئی تفضیلیت پر عمل کیا جائے گا۔ جیسا کہ امام مالک نے
 حضرت فاطمہ کے حق میں فرمایا۔

لا تعدل بہضعة رسول اللہ
 حم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی جگہ گوشہ کے برابر کسی کو نہیں کرتے۔

اس قول سے معلوم ہوا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ سے بھی افضل ہیں، حالانکہ اس کا کوئی بھی
 قائل نہیں، اس قول کا عمل بھی جزئی تفضیلیت ہے۔

اس تحقیق کی روشنی میں ممبرانہ کے قول کا یہ مطلب بنتا ہے، جس میں کوئی نزاع نہیں۔

لو ان رجلاً قال عمر افضل
 من ابی بکر یعنی من وجلا اعظم
 اگر کوئی شخص کسی خاص بات میں عمر
 کو ابو بکر سے افضل کہے، میں اس کو نہ دیکھتا

ولوں رجلا قال علی افضل من ابی بکر اور اگر کسی خاص بات میں علی کو البرکے سے
فضیلت ہے تو بھی تعین نہ کروں
من وجہ لا اعتقد۔

افضلیت شخنین پر ایک عقلی دلیل

مبدأ فضیلت افضلیت ایک چیز کی دوسری پر کسی قدر مشترک صفت میں زیادتی کا نام
ہے، اگر دو صفت مشترک کا اعتبار نہ کیا جائے، یا وہ صفت ایک میں زیادہ نہ ہو، فضیلت
ثابت نہ ہوگی، کلی فضل کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز اس صفت میں جس کا تکلم اکثر اوقات
واصول میں اعتبار کرتا ہے دوسری چیز پر فائق ہو، لہذا عرف عام میں فضل کی کامیہ منہوم ہوگا،
کہ اکثر عقل مند اور اشرف مذاہن جس صفت کا اعتبار کرتے ہیں، وہ کس میں زیادہ ہے جیسے طرح
الماس بلور پر کلی فضل رکھتا ہے، کیونکہ عام عقل مندان کی قیمت کے اعتبار سے ان کی
فضیلت کا نیلہ کرتے ہیں، ہو سکتا ہے کسی چیز کی بات میں بلور کو الماس پر زیادتی حاصل
ہو، اسی طرح گھوڑا گائے سے بہتر ہے، اگرچہ کھیتی باڑی کے اعتبار سے گائے بہتر ہے،
اشیاء میں فضیلت کا معیار پھر ہر طالب علم کے اعتبار سے مختلف ہو جاتا ہے، بادشاہوں
کے نزدیک کلی فضل اسے حاصل ہے، جو بادشاہ کی ضروریات کے لئے دریاں چھوڑ کر لے
جنگی تلواریں سوچ سکے، اموال خراج کی وصولی کر سکے سیاست علن میں ماہر ہو، اور وہ
اور جن کا تعلق ریاست کے ساتھ ہوتا ہے، مثلاً سخاوت، شجاعت حسن تدبیر، صلاح
امور عوام ونا احمد، داناتی، مہارت وغیرہ وغیرہ زیادہ ہو۔

علامہ کے ہاں فضل کا معیار کچھ اس طرح ہوگا، کہ ایک فرد عقل و فہم و حفظ و درست علم
میں فائق ہو، تحریر و تقریر پر قدرت کا ملکہ رکھے، لوہاروں کے اعتبار سے فضل یوں ہے کہ
اہل حرب اور لوگوں کی ضروریات کی چیزیں عمدہ بنا سکے، اب کسی دوسری بات
میں مفضول کو افضل سے برتری حاصل ہو بھی جائے، مثلاً اسے علو نسب حاصل ہے،
یا جفاست زبان یا جسمانی جمال سے متصف ہے، تو اسے جزئی فضیلت کہا جائے گا،
اس کے لئے افضل کلی کا اطلاق نہ ہو سکے گا۔

اس تمہیدی بیان سے آپ جان چکے ہیں کہ ہر قوم کے اعتبار سے فضل کلی

مختلف ہے، ایک امت جس کی طرف اللہ کا رسول علم و کتاب کے ساتھ مبعوث ہو چکا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ اس پیغمبر کی اتباع میں ہی سعادت حاصل ہو سکتی ہے، اور یہ رسول فضل و کمال کا میزبان ہے، اور تمام انسانوں اور فرشتوں سے اللہ کے قرب میں برتر ہے، اور قیامت کے دن اجرو ثواب میں سب پر فائق ہے اس امت میں فضل کی اس انسان کو حاصل ہو گا جو کہ صفات رسالت میں رسول کے ساتھ سب سے زیادہ آتش برہنگا ہے، اور اس کی سب سے زیادہ مدد کی اس کے دین پہیلانے میں سب سے زیادہ تکالیف برداشت کیں، رسول اور اس کی امت کے درمیان توحید و بیعت معلوم اور تربیت امت میں واسطہ بنا رہا، جس کے اندر یہ صفات بدرجہ اتم و اکمل موجود ہیں، جو افضل ہے، اور اگر کوئی دوسرا شخص کمال کی کسی ایک صفت میں مثلاً شرافت نسب میں یا حسن و جمال میں یا حسن خلق میں یا بے ریشی و دنیا میں و دوسروں سے زیادہ ہے، اسے جزئی بات میں فضل کہا جائے گا اور فضل کل کا مستحق نہیں ہے۔

لہذا پہلے رسالت کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات متعین کیجئے، اور وہ صفات بھی جو کہ اللہ کے نزدیک اقریبیت کا سبب ہیں، اور کثرت ثواب کا باعث۔ تاکہ اس میزبان پر افضل کا پہر چل سکے۔

صفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم | جانتا چاہئے، اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ انسان راہ ہدایت معلوم کریں، معرفت حق انہیں حاصل ہو، دنیا و آخرت کی نلاح و مسہود کے کاموں سے مکمل آگاہی پائیں، اللہ تعالیٰ کی یہ حیثیت وارادہ تمام اسباب ذریعہ، اگر وہ چاہتا ہو واسطہ سب کو ہدایت دے دیتا ارشاد ہے:-

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدًى جَا. (الرحمہ السجود ۱۳) اگر ہم چاہتے ہر نفس کو ہدایت دے دیتے۔

چونکہ عادت الہی یہ ہے کہ امور دنیا اس نے اسباب سے معلق فرما دیئے ہیں، لہذا ہدایت کے لئے اپنے رسل اور انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے، اور ان لوں کی اپنی برادری اور انہیں کی جنس سے تاکہ تاثیر کل ترین ہو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو اللہ تعالیٰ نے واسطہ رحمت اور جوارِ رحمت قرار دیا، ارشادِ عالی ہے:-

وما ادرمنك الا رحمة
للعالمين۔ (الانبیاء ۱۰۷)

نیز ارشاد ہے:-
وما امرت اذرمیت ولكن
الله رمی (الانفال ۱۷)

نیز فرمایا ہے:-
ان الذین یمایعونک
انما یمایعون اللہ ید اللہ فوق
ایدهم (الفتح ۱۰)

جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے
ہیں یہود حقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت
کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں کے اوپر اللہ
کا ہاتھ ہے۔

اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور محبت حاصل
کرنے کا ذریعہ بنایا۔ ارشاد ہے:-

من یطع الرسول فقد اطاع
الله (النساء ۸۰)

نیز ارشاد ہے:-
قل ان کنتم تحبون اللہ
فأتبعوا فی حبیبکم اللہ۔

اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو
میری اتباع کرو، خدا تمہیں محبوب
بنائے گا۔

(آل عمران ۳۱)

آپ کے باطن کو طبعِ مستقیم پر پیدا فرمایا تاکہ فیوضِ الہی کے اخذ سے انحراف
نہ کرے، اور مبداءِ فیاض سے علومِ لدنی و تشریفی کما ہی حاصل کرے، ارشاد ہے:-

ما ذا اذ البصیر وما طفی
(النجم ۱)

نگاہ نہ مٹی اور نہ آگے
بڑھی۔

آپ کو عقل کامل اور قلب سلیم عطا فرمائی، تاکہ علوم و معارف میں مخزن کرے، ارشاد ہے:-

ماکذہ بالقلوب المادی (النجید ۱۱) جو رکھیا جانے غلط نہیں سمجھا۔

آپ کی عقل کو مطہر علوم ربانی اور آپ کے نفس کو تابع عقل اور آپ کے جوہر روح کو تابع نفس بنایا۔ ارشاد ہے:-

وانک لعلی خلقی عظیمہ یقیناً آپ عظیم اخلاق کے مالک

(القلم)

اللہ کی مہربانی و لطف آپ کے شامل حال ہوئی کہ فرشتہ کی رسالت سے اور براہ راست علوم حق آپ کی طرف نازل ہوئے، ارشاد ہے:-

ووجدک ضالاً فہدیٰ اور آپ کو نادان قاف پایا پس

(الضحیٰ ۷)

ہدایت کی۔

مذکورہ الصورت تمام صفات کا تعلق اجتہاد و کمال سے ہے، اس طرح آپ کو قوت باطنی مؤثرہ سے سرفراز فرمایا مگر آپ اس باطنی قوت کی بدولت اپنے معین کہنے لگیں گے تھے ہیں، اور کج طبع لوگوں کو براہ راست پر تا کردہ آپ سے کسب فیوض کریں زیلع و انحراف مذکور ہیں۔

آپ کے قلب میں قوت جذب پیدا فرمائی، تاکہ آپ انسانوں کو اپنی محبت سے سرشار فرمائیں اور ان میں بہشت کی آمد پیدا ہو جائے، تاکہ آپ کے اوامر و نواہی سے سرتابی نہ کریں، اسی تاثیر کا نتیجہ ہے کہ:-

من داک من بعید ہابہ و جو آپ کو دور سے دیکھتا رعب میں

من داک من قریب احبہ۔ آتا، اور قریب سے دیکھتا محبت کرتا ہے۔

آپ کی ہمت اور خرمی و شجاعت کا حکم اللہ اور علوم ربانی کو قوت قلب اور فصاحت زبان کے ساتھ براہ راست یا اپنے ساتھیوں کی معرفت خلق خدا تک پہنچانے اس راہ میں جہاد کی صعوبتیں اور دیگر تبلیغی تکالیف برداشت کیں۔

آپ کو مہاجرین و انصاریں سے ایسے ساتھی ملے جو کہ آپ کے جوارح کی مانند ثابت ہوئے، انہوں نے آپ کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے دین کی آبیاری کی اور کمال تک پہنچایا۔ ارشاد ہے:-

کمزور و اخراجہ شطا کا خاندانہ
استغلت فاستوی علی سوقہ
یعجب الذراع۔
(الفتح ۲۹)

ایک کھیتی کی طرح وہ اپنا تان لگاتی
ہے، اسے طاقت دیتا ہے، اور
وہ مضبوط ہو جاتا ہے، اور وہ اپنے
ساق پر کھڑا ہوتا ہے، اور کاشتکاروں
کو پسند آتا ہے۔

اس نعمت و احسان کی طرف حق تعالیٰ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

هو الذی ایدک بنصرہ و
بالمؤمنین و الف بین قلوبہم
لو انقلب ما فی الارض جسیعا
ما الف بین قلوبہم و لکن اللہ
الف بینہم۔
(الانفال ۶۲)

اپنی امداد اور ایمان داروں کے
ساتھ آپ کی تقویت کی ہے، ان کے
دلوں کو باہم جوڑ دیا، اگر آپ زمین کی
کل چیزیں خراب کر ڈالتے تو ان کے دلوں
کو نہ جوڑ سکتے، مگر اللہ نے ان کو جوڑ
دیا ہے۔

صفات ہدایت و تکمیل ہدایت کی طرف یہ صفات راجع ہیں:-
یہ صفات کمال تکمیل تکمیل و جبر سے بھول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انصافیت
ہدایت کو ثابت کرتی ہیں۔

۱۔ آپ کی طہیت و مرشد ہی پاک و ہدایت فرمائی اس میں صلاحیت عصیان منہ
تھی، باغرض ہدایت مانی ساتھ نہ بھی جیتی تو بھی حق سے اتنا زیادہ دور نہ ہوتے
ارشاد ہے:-

یکادنا بیتہا یغی و لو قسمہ
نار نور علی نور (النور ۳۵)

قریب ہے کہ اس کا تیل چک اٹھے
چاہے آگ اس تک نہ پہنچے تو وہ شمع بجھ جاتی ہے

اس معنی کی طرف اس آیت میں ارشاد ہے۔

اولا ان ثبتناک لقد کنت
توکن الیہم شیئا قلیلا۔
اگر ہم آپ کو کرم پر ثابت نہ رکھتے تو
قریب تھا، اگر آپ کفار کی طرف تھوڑا سا جھکا
کر دیتے، یعنی حمایت ربانی کے بغیر بھی آپ
بہت میلان نہ کرتے۔

۱۲۔ آپ کے ہاں فیوض الہی بلا واسطہ پہنچتی ہیں، اور دوسروں کو بلا واسطہ لہذا آپ
میں فیوض ربانی بدرجہ اتم واکمل موجود ہیں، جس طرح کہ ایک زمین جو سمندر کے سامنے
ہے، نہ زیادہ روشن اور نہ نور ہوتی ہے، اس زمین سے جو دوسری زمین سے انعکاس
لے رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرف اشارہ فرمایا۔
ان اعلیکم و اتقکم
بالحکم انہ۔
تم میں زیادہ جانتے والا اور اللہ سے زیادہ
ڈرنے والا میں ہی ہوں۔

۱۳۔ امت چونکہ آپ کی تربیت سے فیض یاب ہوئی، ان کے ہر طرح کے اعمال
ایمان ہو، یا اخلاق یا افعال جو ارج و درحقیقت آپ کا عمل ہیں، لہذا صحیح امت کا ثواب
آپ کے نام اعمال میں داخل ہے۔
اور یہ اعمال آپ کے کلمات، اعمال سے بھی زیادہ جلتے ہیں، امت کو بھی پورا پورا بدلہ
دے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من من حسنہ
فلہ اجرہا و اجر من عمل
بہا من غیر ان ینقص من
اجورہم شیئا۔
جو ایک نیکی کو رواج دیتا ہے اس
کا ثواب اسے ملے گا، اور اتنا ثواب
جتنا اس پر عمل کرنے والوں نے
حاصل کیا، مگر ان کے ثواب میں کوئی
کمی نہ ہوگی۔

لے صحیح مسلم ۲۰، مشکوٰۃ ۱۰۰۰
لے مسکن ابن ماجہ مطہرین من سترۃ حضرت موسیٰؑ۔

آپ نے اوصاف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھے اور میزانِ انصافیت مجھ پر اس
میزان پر انصافیت صحابہ و رسول پر اور بعض اصحاب کی انصافیت بعض پر۔ اور شیخین
کی انصافیت باقی صحابہ کرام پر دریافت کی جاسکتی ہے۔

صحابہ کرام ثبوت امت سے انقل ہیں | صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم امت محمدیہ علی
صحابہ الصلوٰۃ والسلام میں سب سے افضل ہیں، پھر درجہ۔

۱۔ فطری طور پر ان کی تخلیق نیکی پر ہے، اسی لئے خیر القریٰ قرار پائے، اس پاکی
طہنت کی طرف اس حدیث میں ارشاد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ان الله اختارني اصحابا
فیتے ہیں، اور ان میں میرے لئے سسر
واختارني مناصرا اصحابا
اور مددگار پسند فرمائے ہیں۔

۱۲۔ دین کی ترویج اور علقِ خدا کی ہدایت و راہِ نمانی میں یہ ہستیاں اعضا و آلات
رسول صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوئے، مگر یہ دولت رسالت میں شریک کار ہیں، حق تعالیٰ
فرماتا ہے۔

هو الذي ايداك بهنصره
اور ایمان داروں کے ساتھ آپ کی
وبالمؤمنين، الآية
تقریب کی۔
(الانفال ۶۲)

نیز فرمایا۔

حبك الله ومن اتبعك
آپ کو اللہ تعالیٰ اور آپ کے متبع
من المؤمنين (الانفال ۶۳)
ایمان دار کافی ہیں۔

۱۳۔ بلا واسطہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد فیض حاصل ہے، اور آپ کی
محبت کی برکت سے تزکیہ قلب اور تصفیہ نفس و دماغ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ
میں رنگین ہیں، لہذا یہ لوگ مطاع اور امامِ خلوائی ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔

اصحابی کا لغو و بایہم اعتدالیتھ میرے صحابہ ستودوں کی طرح شخص کی
اعتدالیتھ۔ اعتدال کر کے ملہ پاؤ گے۔

اسی سبب سے کہ باطنی صلاح کے اعتبار سے آپ کے رنگ میں ہیں ایک صحیح حدیث
میں آئی ہے۔

لو ان احدا کما ائقثی مثل احدا اگر تم میں سے کوئی احدا تانا سونا خرچ
ذہبا ما یبلغ مداحدا حد تو بھی صحابہ کے ایک مداح اور نصرت کو نہ
ولا نصیفہ۔ پہنچے۔

۱۲۔ صحابہ کرام امت احمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطہ ہیں لہذا امت
کے صحیح اعمال صحابہ کے نامہ اعمال میں داخل ہیں، امت کے ثواب میں کسی طرح کی
کمی کے بغیر۔

اور ان کے اپنے ذاتی اعمال کا ثواب اتنا ہے کہ وہ ایک ٹھوکر خرچ کریں، تو واحد
پہاڑ کے مثل سونا کا ثواب پائیں۔

صحابہ کرام میں ایک سے بڑے برتر تفضل | مذکورہ حقائق سے آپ نے جان لیا کہ دوسروں
پر صحابہ کرام کو کوا فضلیت مراتب حاصل ہے، اسی طرح جاننا چاہیے کہ صحابہ میں بعض کو
بعض پر برتری حاصل ہے، یہ بھی بخیر و میر ہے۔

۱۔ یہ تفضل خلق قرآن میں موجود ہے، اس حدیث میں شاید یہی اشارہ ہے۔
الناس من معادن کخادن الذهب لوگ کانوں کی مانند ہیں جس طرح سونا
والفضیۃ خیاد کھ فی الجاہلیۃ چاندی کی کانیں۔ یا اہل دور میں جو اچھے
خیاد کھ فی الاسلام میں بھی اچھے ہیں جب کہ
فقہ و دانش کے مالک ہوں۔

۱۔ یہ تفضل خلق قرآن میں موجود ہے، اس حدیث میں شاید یہی اشارہ ہے۔

۲۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جو صحابی صحیح علم و عمل سے بہتر ہے وہ سب صحابہ۔

۳۔ یہ تفضل خلق قرآن میں موجود ہے، اس حدیث میں شاید یہی اشارہ ہے۔

۴۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جو صحابی صحیح علم و عمل سے بہتر ہے وہ سب صحابہ۔

یہ تفادیت پندرہ مرتبہ تاثیر میں ظاہر ہوتا ہے بشرط اجتماع اسباب و شرائط و کمال عقل و فراست جو کہ عام طور پر دینی کے مطابق ہو جانے، ایسا کہ حضرت عمرؓ میں ہے، اور بشرطیکہ بلا تردد و توقف ابدی طلب مجزہ حق قبول کرنے میں طبیعت کی صلاحیت حاصل ہو، جس طرح کہ صدیقی فرمیں ہے، یہ امور موجب افضلیت ہیں۔

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کثرت صحبت و محبت جس کی وجہ سے باطنی رنگینی حاصل ہوئی، جسے حاصل ہوا اس کی برتری مسلم ہے۔

۱۳۔ دین کی اطلاع اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تائیدی میں اپنی بہت صرف کرنا جسے حاصل ہو۔

۱۴۔ اسباب و شرائط مجتمع ہو جائیں، اور حق تعالیٰ کی نصرت سے دین کی ترویج، اس کے فدیہ و وقوع پذیر ہو جانے، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ قلندر خیمبر کی فتح کے لئے صحابہ کرامؓ نے پوری جدوجہد کی، مگر مقدر یہ تھا کہ یہ فتح حضرت علیؓ کے ہاتھ پر ہو، اس صورت میں ہر ایک کو اپنی اپنی جدوجہد اور بہت کے مطابق ثواب ملے گا، مگر فتح حضرت علیؓ کے نامہ اعمال میں ثبت ہوئی۔ واللہ یجعل فقلادہ حیث شاء۔

صحابہ کرامؓ کے تین طبقات | یہ بھی جانتا ہوا ہے کہ دین کی نصرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں صحابہ کرامؓ کی خدوات و خفایاں میں اعتبار و ماضیہ اسلام | پہلے یا بعد غزوہ بدر یا احد و غزوہ بدر کے بعد دین اسلام کی مدد کرتے رہے، ہجرت سے پہلے یا بعد غزوہ بدر یا احد و غزوہ بدر میں وفات پائی، یا شہید ہوئے، اپنے عمل کے بقدر ان بہتوں نے ثواب پایا۔ بعض کو یہ دولت نصیب نہ ہوئی، بلکہ ایم رسالت کے آخر میں فتح مکہ سے کچھ پہلے یا بعد ازاں مشرف باسلام ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یا آپ کے بعد جو مقدر تھا ان کے فدیہ و وقوع پذیر ہوئے، انہیں بھی اپنے عمل کے مطابق ثواب حاصل ہوا، مگر پہلا فریق جسے ثواب میں افضل ہے کہ فریق اول نے اسلام کی خدمت کمزوری کے دنوں میں کی، بلکہ بعد والوں کے اعمال بھی پہلوں کے نامہ اعمال

میں داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا یستوی منکم من انفق
من قبل الفتح وقاتل اولئک
اعظم درجة من الذین انفقوا
من بعد وقاتلوا۔
(الحديد: ۱۰)

تم میں یہ دو فرق برابر نہیں ہیں جنہوں
نے فتح سے پہلے خرچ کیا، اور لڑائی
کی، یہ فرق ان سے درجہ میں بڑا ہے
جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا، اور
لڑائی کی۔

پھر تفصیل صحابہ میں ادھر بھی نظر ڈالنی چاہیے کہ مشاہدہ و معاشی جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وقوع پذیر ہوئے ان میں کون کون لوگ شریک و حاضر
تھے مثلاً غزوہ بدر، احد، خندق، بیتہ الرضوان اور حبشہ العسرة وغیرہ و غیرہ کلاں میں حصہ
لیئے والوں کے فضائل و مناقب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں مفسر اور مفسرین میں
یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ابھی جزیرہ العرب بھی کفار سے کلی طور پر صاف و پاک نہ ہوا تھا
اور اسلام کا تیر پہلا ڈیڑھ سالانہ دور دشمنان کو غضب ناک کر رہا تھا کہ سید
المسلمین صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے، اور بعض قبائل عرب مرتد ہو گئے، اگر اس وقت حق
تعالیٰ کی تائید و نصرت صحابہ کرام کی دست گیری نہ کرتی انھیں دین تباہ ہو جاتا، کیونکہ اس
وقت مسلمان ہر قتل و کسری اور قیصر کے مقابلہ میں کوئی خاص حیثیت نہ رکھتے تھے۔

اس وقت حق تعالیٰ نے اپنے دین کے تحفظ کے لئے جس شخص کے نصیب میں
یہ دولت بنائی وہ تائید دین کے لئے اٹھا۔ اور اس کے ہاتھ پر وہ کاربائے مقدرہ
برآمد ہوئے، جس کے تجربہ میں عرب و عجم میں اسلام پھیل گیا، اور حمایت اور شہ کا محتاج نہ رہا
بعض اصحاب کو اللہ تعالیٰ نے ملکہ یمینوں انعام کی مناصب اور تائید سے مشرف
فرمایا جیسا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کیونکہ انہوں نے ابتداء اسلام میں بھی خدمت
سرا انجام دی، درمیان میں ابھی تمام سرکوں میں حاضر رہے، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کے بعد بھی وہ خدمات سر انجام دیں جن کا تذکرہ آگے آئے گا۔

صحابہ کرام میں تفاضل بعض اصحاب تنگ صحت تھے، انہیں مالی عبادت میسر نہ ہوئی ایک اہم حیثیت سے اور بعض کو مالی عبادت کا موقع ملا مگر بدنی عبادت میں کمی تھی، بعض نے بدنی عبادت کی بعض زاد، عابد، ساید اور متضعف فی الدنیا تھے، بعض نے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تلواریں نکالیں، بعض مشورہ جیسے میں حملہ رائے رکھتے تھے، کچھ اور صحابی محدث تھے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے حافظ اور بروی جیسا کہ ابو ہریرہ بعض صحابہ کرام قرآن میں ماہر تھے، جیسا کہ ابی بن کعب بعض فقاہت میں مشہور تھے، جیسا کہ ابن مسعود، عائشہ۔ مجاہدین فی سبیل اللہ تھے عابدین سے افضل ہیں، حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

لَا يَهْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ غَيْرِ أُولَى الضَّرْدِ
وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
الْإِيمَانُ دَارُونَ فِي بَيْتِهِمْ دُلَّ
تَكْلِفُ الدُّلَّ كِي اسْتِثْنَاءُ كَرَكِ الْوَد
الشَّرْكَ رَاهِ فِي جِهَادِ كَرَنَ دَلَّ
بِرَّ كَرَنِيهِ يِي - (النساء ۹۵)

علامہ کے عینوں گروہ یعنی قراہ، محمد بن اور فقہانہ جہادوں سے بہتر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
فَقَاتِلِ الْعَالِمَ عَلَى الْعَالِمِ كَقَضَى
عَلَى إِذَا كَر - عالم کی عابد پر برتری ایسے ہے
جیسا کہ میری برتری تمہارے اہل پر۔

نیز فرمایا:-
الْعَالِمُ قَدْ نَشَأَ الْإِنْبِيَاءُ خَان
الْإِنْبِيَاءُ صَادِقًا دِيَارًا وَلَا دِيَارًا
وَالْحَاوِثُ وَالْحَاوِثُ
عَلَامِ نِيَمِيوں كِ دَارِثِ يِي كِ انْبِيَاءِ
دِيَارِ وَحَدِّ مِيرَاثِ يِي نِيَمِي چھوٹے
بلکہ علم کی وراثت چھوڑتے ہیں۔

نیز فرمایا:-
أَتَمَّ بَحْثٍ مَحَلًا - میں معلم نہ کر بھیجا گیا ہوں۔

لہذا حاجت ترقی کے لئے علم کی تعلیم ضروری ہے۔
لہذا ایسا۔ علم کی تعلیم ضروری ہے۔

اور مسلمان کلمہ کلا اسلامی حکام پر عمل کرنے لگے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے باعث بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، گو یا حضرت عثمان کا اسلام بھی صدیق اکبر کی ایک نیکی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے عہدہ کارنامے وقوع پذیر ہوئے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شمشیر زنی کے جوہر دکھائے تو عثمان رضی اللہ عنہ سے اسلامی پیش کے خوب بات اور اسی طرح کی مالی عبادت میں کارہائے نمایاں سرزد ہوئے شیخینؑ کے کارناموں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان خوب روشنی ڈالتا ہے۔

انہ لا تعنی فی عنہما انہما من الدین میں ان سے بے نیاز نہیں ہو سکتا
بہانزلہ الرأس من الجسد۔ یہ دونوں دین میں جسم کے سر کی مانند ہیں۔

چونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کام بھی ان سے مشورہ کے بغیر نہ کرتے تھے اس لئے تمام کاموں میں یہ دونوں شریک ثواب تھے۔ وزارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں منحصر تھی، جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔

وذرنا من اهل الدین زمین والوں میں میرے وزیر ابو بکرؓ
ابو بکرؓ و عمرؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام کی اولین نگرہ بانی اور سرمدین و کفار سے قتال ایسا ہم فراغ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہی سر انجام دیئے اور انہوں نے ہی عمرہ کو خلیفہ منتخب فرمایا ان کی نیکیاں بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے کھاتہ میں بھی داخل ہیں۔ حضرت عمرؓ کے ایام خلافت میں اسلامی علوم کی نشر و اشاعت، ترویج دین اور فتوحات اسلامیہ کی پوری تفصیل آگے آ رہی ہے ان شاء اللہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

انما احسانات عمر کحسنۃ واحده عمرہ کی جمیع نیکیاں ابو بکرؓ کی ایک
من حسنات ابی بکر۔ نیکی کی مانند ہیں۔

۱۔ انما احسانات عمر کحسنۃ واحده عمرہ کی جمیع نیکیاں ابو بکرؓ کی ایک

۲۔ انما احسانات عمر کحسنۃ واحده عمرہ کی جمیع نیکیاں ابو بکرؓ کی ایک

۳۔ انما احسانات عمر کحسنۃ واحده عمرہ کی جمیع نیکیاں ابو بکرؓ کی ایک

حضرت عمرؓ کے بعد چھ سال تک عثمانی خلافت صحیح طریق پر چلتی رہی، اور فتوحات ہادی میں، اس کی وجہ بھی فاروق اعظم کی مستحکم پالیسیاں تھیں، اس دور کی جملہ فتوحات اسلامی حضرت عمرؓ کے اعمال میں بھی داخل ہیں، ان کے بعد حضرت عثمانؓ کی حد سے زیادہ بڑھے ہوئے عظم دجیا اور مسلمہ رجمی کی وجہ سے موافق اور دیگر نئی امور کو معاملات خلافت میں زیادہ عمل دخل ہو گیا جنہوں نے شیخین کی پالیسیاں ترک کر دیں، جبکہ حضرت عثمانؓ اس اجتہاد میں مستدر رکھے، تقبیر ان کی شہادت کی صورت میں نکلا۔

جب حضرت علیؓ کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور آئی اس وقت مسلمان کی باہمی نزاکت کی وجہ سے حالات اتنا خراب ہو گئے تھے کہ جہاد و ترویج دین اور نشر علوم کلی طور پر موقوف ہو گئے، اس میں حضرت علیؓ مستدر تھے، اگر انہیں فرصت ملتی تقویت دین کے لئے وہ کوئی کمی نہ کرتے، بہر حال فیصلہ حق تعالیٰ ایسے ہی تھا۔

یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ کے زمانہ میں ان کے ذریعہ جو فتوحات سرانجام پائیں حضرت عثمانؓ و علیؓ کے زمانہ میں ان کے ہاتھ سے ایسا نہ ہوا، لہذا شیخین ابتداء وسط اوسط اپنے آخری دور میں مذکور دونوں بزرگوں پر فائق و سابق ہے۔

ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے
واللہ ذو الفضل العظیم (الحمدید ۲۱) وہ، وہ عظیم فضل کا مالک ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:-

یجعل اللہ الخیر فی من اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں اچھا
احب۔ بناتا ہے۔

صحابہؓ اور خلفاءؓ کی خدمات جلیلہ جن کا ہم نے ذکر کیا، روز روشن کی طرح عیاں ہیں کسی صاحب حدیث پر غرضی نہیں۔

ماثر جمیلہ خلفاء ربیعہ

ماثر جمیلہ اللہ کے ہوتے ہیں آزاد مردوں میں سب سے پہلے ابو بکرؓ نے اسلام قبول فرمایا۔

اکثر علماء کا قول یہی ہے، بعض کہتے ہیں کہ سب سے پہلے علیؑ نے اسلام قبول کیا مگر علیؑ نے اپنے والد ابو طالب کے خوف سے اپنے اسلام کو خفیہ رکھا، ابو بکرؓ نے مسلمان ہوتے ہی اعلان کر دیا، اور اپنے گھر کے قریب مسجد بنائی، پہلا قول جہود کا ہے، اور دوسرا محمد بن کعب قرظی کا۔

محمد بن ابی بکر کے علاوہ ابو بکر صدیقؓ کے والد، والدہ، لڑکے، دختران، پوتے، ابو عقیق اور نواسہ عبداللہ بن زبیر سب کو شرف صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے، جاہلی دور میں ابو بکرؓ قریش کے سرداروں میں شمار ہوتے تھے، لوگ ان کا خیال رکھتے، فطری پاکیزگی اور کمال عقل کا اقتضار سے بیت کو کبھی بھی مسجد نہ کیا، جاہلیت میں انہوں نے اور عثمانؓ نے کسی شراب نہ پی۔ یہ ان کی پاکیزگی کی دلیل ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد لوگوں کو دین الہی کی دعوت شروع کر دی، آپؐ کی دعوت سے حضرت عثمانؓ، زبیر بن العوامؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور طلحہؓ مسلمان ہوئے، یہ سب اپنے اپنے قبائل کے سردار اور رئیس تھے۔ اس گروہ کے مسلمان ہونے سے قریش کی شوکت کو دھچکا لگا، ابیہ ابو بکرؓ کے ہاتھ اسلام کی بہت بڑی خدمت تھی۔

ابو بکرؓ جب مسلمان ہوئے، مال دار تھے، چالیس ہزار درہم ان کے گھر میں موجود تھا، تمام کا تمام براہ خدا اور رسول صرف فرمایا، قریشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی پر آمادہ ہوئے، تو خود کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کر دیا، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔ حقیقہ بن ابی معیط نے آپؐ کو نماز میں دیکھا، آپؐ کے گلے مبارک میں چادر ڈال دی، اور گلا گھونٹ دیا، ابو بکرؓ نے اسے بھگایا اور فرمایا۔

ان قلت لون سما جلا ان يقول
سما في الله وقد جاء
کیا تم ایک انسان کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، حالانکہ وہ تمہارے پاس واضح بالبینات۔

نشانیاں لایا۔

(المؤمن ۲۸)

لے ملکہ جی کہ کتاب تفسیر سورۃ المؤمن نیز باب عقل ابی بکر علیہ السلام۔

امام ابو عمروؒ الاستیاب میں لکھتے ہیں :-

مشرکین مسجد حرام میں بیٹھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تذکرہ ہو چلا کہ آپ ایک خدائی دعوت دیتے ہیں، اعدان کے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں، اتفاقاً آپ بھی اُدھر آ گئے، مشرکین نے آپ کو گھیر لیا، اُدھ کہتا ہمارے خدایوں کو بُرا کہتے ہو، آپ نے فرمایا واقعی میں تمہارے بتوں کی تردید کرتا ہوں۔ کفار نے آپ کو پکڑ لیا، ابو بکرؓ کو پتہ ہوا مسجد میں آئے، اور فرمایا :-

انفتلون ما جلا ان يقول
ما جی اللہ وقد جاء ک
بالبینات من ربکم۔
کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل
کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے، میرا رب
اللہ ہے، حالانکہ وہ تمہارے پاس
واضح نشانیاں لایا ہے۔
(المومن ۲۸)

مشرکین نے آپ کو چھوڑ دیا، اور ابو بکرؓ کو پکڑ لیا، اور بہت مارا جب ابو بکرؓ
ان سے رہائی پا کر گھر گئے، تو حالت یہ تھی سر کے جس حصہ پر ہاتھ رکھتے بال ہاتھ
کے ساتھ گرجاتے، صدیق اعظمؓ نے فرمایا :-

تبارکت یا ذا الجلال
والاکرام۔
اے جلال و اکرام کے صاحب گپ
برکت دے دیں۔

غرض ایک صدیق اکبرؓ نے غربت اسلام کے وقت میں اپنے جان و مال کو اتنا
بھروسہ نہ کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکر کیا کہ آپ نے فرمایا :-

ما نفعی مال احد قط ما فتعی
مال ابی بکر ما واکه ابو عمرو۔
مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں
دیا جتنا کہ ابو بکرؓ کے مال نے
نیز فرمایا :-

ما لاحد عندنا من الاقد
ہمارے پر کسی کا احسان نہیں ہے۔

۱۔ مسند احمد ۱۰/۲۸۱، مسند ابی بکر صدیقؓ -

۲۔ الاستیاب ج ۱ ص ۲۵، مسند -

۳۔ ۲۵۵، ترمذی ۲۵، مسند ابی بکرؓ -

کافیۃ ماعلا ابابکر خان لہ
عندنا یدایکا فیہ اللہ بہا لہوم
القیامۃ۔
نیز فرمایا:-

ان من امن الناس علی فی صحبہ
ومالہ ابوبکر بن اخرجہ البخاری
نیز فرمایا:-

ما نفعنی مال احد قط ما
نفعنی مال ابوبکر اخرجہ الترمذی
عجے کسی کے مال نے اتنا نفع
نہیں دیا جتنا کہ ابوبکرؓ کے مال نے۔
ابتداء اسلام سے لے کر وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیقؓ
آپ سے جہاد ہوئے، سفر میں حضر میں عیشہ ساتھ رکھے۔
الایہ کہ آپ نے صدیق اکبرؓ کو حج کے لئے یا کسی غزوہ میں بھیجا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں رہے، روزانہ صبح شام ابوبکرؓ کے
گھر تشریف لے جاتے جہ مغازی اور طایفوں میں آپ کا معاون اور ساتھی رہا احد
کے دن یحییٰ بن کے روز جبکہ عام لشکر کا ہوا گئے تھے، صدیق اکبرؓ نہ بھاگے، اور
ثابت قدم رہے، جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلا توفیق صدیقؓ
نے قبول کیا اور اسناد صدقنا کہا، چنانچہ آپ کے دعویٰ نبوت پر کئی ہجڑہ کے طلب
کئے بغیر ایمان لائے تھے، واقعہ معراج سن کر کسی قسم کا استہزاء نہ فرمایا، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

دعوانی صاحبی فانک
قللہ کذبت وقال صدقت
میری وجہ میرے ساتھی کو چھوڑ دو تم نے
جب کہا تھا تو غلط کہا ہے تو اس نے کہا تھا

لہ جامعہ باب فی الخصال ص ۱۰۰ لہ باب فی الخصال ص ۱۰۰ لہ باب فی الخصال ص ۱۰۰

لہ جامعہ ص ۱۰۰ لہ باب فی الخصال ص ۱۰۰ لہ باب فی الخصال ص ۱۰۰

لہ جامعہ ص ۱۰۰ لہ باب فی الخصال ص ۱۰۰ لہ باب فی الخصال ص ۱۰۰

لے رسول آپ پک کہتے ہیں۔

آپ کا لقب صدیق مشہور ہوا، مذکورہ حقائق ابو بکرؓ کی پاکی طینت اور مہدی
فطرت کی دلیل ہیں، اگر یا کروہ باطنی طور پر۔

ماکانہ ب اللہ زاد ما رأی (ما انجم) دل نے جو دیکھا غلط نہیں سمجھا۔
کے نمونہ تھے، صدیق اکبرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیت میں ہجرت کی
جیوی بچے مکہ میں چھوڑے، اور یہ مقام حاصل کیا۔

ثانی اثبتین اذھا فی الغار (التوبہ: ۲۰) غار میں تھے تو وہ دوسرا تھا۔

غزوہ بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عریش کے قریب نگہبانی کی،
جنگ بدر میں ابو بکرؓ میکائیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف تھے، اور علیؓ
دائیں طرف۔

ابو بکرؓ کو سارا قرآن حفظ تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ کی وفات تک سارا
قرآن ایک جگہ جمع نہ تھا، یہ بات غلط ہے، یا اس کی تاویل کر دینی چاہیے، اگر ایک
مصحف میں ان کے پاس جمع نہ تھا۔

علم و فقاہت میں یہ مرتبہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فتویٰ
میتے تھے۔ احمدؒ کے دن ابوسفیانؓ نے مسلمانوں کی فوج کا پتہ لگانے کی کوشش
کی، اس موقع پر تین اشخاص کے نام صراحت سے زبان پر لایا، گویا اسے ان تینوں
سے ہی اندیشہ تھا، ابن اسحاقؒ وغیرہ فرماتے ہیں:-

لربما من هذه الثلاثة اس نے تین اشخاص کا سامنے پوچھا
الا لعلمہ و علمہ قومہ ان قیام کر یہ اور اس قوم کو معلوم تھا کہ اسلام کا قیام
الاملاہ بحد۔ انہیں تینوں کی بدورت ہے۔

ایک سوال ابوسفیانؓ نے حبیب پوچھا کیا تم میں محمدؐ ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہنسنے لگا کہ میں محمدؐ ہوں، اس کے بعد اس نے ان تینوں سے پوچھا کہ تم میں سے کون ہے محمدؐ؟ انہوں نے کہا میں نہیں ہوں، میں نہیں ہوں، میں نہیں ہوں۔
دوسرے نے کہا میں محمدؐ ہوں، اس کے بعد اس نے ان تینوں سے پوچھا کہ تم میں سے کون ہے محمدؐ؟ انہوں نے کہا میں نہیں ہوں، میں نہیں ہوں، میں نہیں ہوں۔
تیسرے نے کہا میں محمدؐ ہوں، اس کے بعد اس نے ان تینوں سے پوچھا کہ تم میں سے کون ہے محمدؐ؟ انہوں نے کہا میں نہیں ہوں، میں نہیں ہوں، میں نہیں ہوں۔

نے فرمایا تم اسے جواب نہ دو، جیسا کہ بخاری میں ہے، اس کے باوجود عمرؓ نے کیوں کہا، کذب یا عند اللہ لے انشر کے دشمن تو جھوٹ بول رہا ہے۔

جواب | حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس کا جواب دیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے جواب دینے سے منع فرمایا تھا، تیسری بار جواب دینے کی اجازت دی تھی، حالانکہ طبرانی روایت کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے کہا۔

یا رسول اللہ الا حبیہ یا رسول اللہ میں اسے جواب نہ
قال بلی۔ وہ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔

صحیح بخاری میں ہے ابوسفیان نے تین بار کہا۔

انی القوم ابن ابی قحافة
کیا مسلمان قوم میں ابوبکرؓ ابن ابی قحافہ
موجود ہے، کیا خطاب کا بیٹا موجود ہے،
کسی نے جواب نہ دیا تو ابوسفیان نے کہا یہ سب لوگ قتل ہو گئے، حضرت عمرؓ
ضبط ذکر سکے، اور فرمایا۔

کذب یا عند اللہ البقی لے انشر کے دشمن تو جھوٹ بول رہا ہے
اللہ لک ما یخزیک۔ تجھے ذلیل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ
زفرہ پاتی رکھا ہے۔

غزوہ خندق میں ایک جانب کی حفاظت کی ذمہ داری ابوبکرؓ کے ہاتھ تھی،
اس جگہ مسجد صدیقؓ آج تک موجود ہے۔

صلح حدیبیہ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخول مکہ اور طواف بیت اللہ
کا وعدہ فرمایا کرتے تھے، صلح کی وجہ سے ایک سال کی تاخیر ہو گئی، لوگ اس بارے
میں مشکل میں پڑ گئے، اور صلح سے تنگ دل ہوئے، مگر ابوبکرؓ کسی اشکال میں نہ
پڑے، اور کہا۔

اللہ رسول اللہ ولین بعضی آپ اللہ کے رسول ہیں، خداوند کی

صلح حدیبیہ ۶۲۸ء ۱۱ھ میں ہوئی، اس صلح سے پہلے ہی کہیں سے اختلاف ظہور میں آیا، مگر یہ

صلح صحیحہ تھی، ۶۲۹ء ۱۲ھ میں غزوہ بدر میں کتب الشریعہ

وہونا صبرہ وانہ ما وعدک
ان تاتیه العام فانک
اتیه ومطوف بہ۔
ناظرانی نہیں کرتے۔ ہذا آپ کا نام و مدکار
ہے، اللہ نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ اسی سال
مکہ جائیں گے، واقعی آپ ضرور جائیں گے
اور طواف بھی کریں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا و آخرت
میں اختیار دیا ہے، حضرت کی مراد و منشا ابو بکر کے سوا کوئی نہ سمجھ سکا، انہوں نے سمجھ
لیا، اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد ہے، اور رونے لگے۔
سریج بنی فزارہ ہیں آپ کو میر فرج بنایا گیا، شہر میں آپ کو امیر لے سقر کیا گیا،
اور مرض الموت میں امامت نماز آپ کے سپرد کر دی گئی، کسی اور کی امامت پر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہ ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ابو بکرؓ کو اتنا غم و اندوہ لاحق ہوا کہ دو سال
چند ماہ زندہ رہ سکے، زندگی بے لذت بن گئی، اور روز بروز کمزور و لاغر ہوتے گئے۔
آخر اسی غم میں وفات پائی۔ رواہ الماکم عن ابی عمر۔

اس غم و اندوہ کے باوجود خطبہ ارشاد فرمایا، اور لوگوں کو تسلی دی،
جمع صحابہؓ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل سمجھتے تھے، اسی لئے
ان کے اہم پر بیعت کی، ابو بکرؓ نے اسی حالت میں حضرت اسامہؓ کا لشکر روانہ فرمایا
مزدین کے ساتھ لڑائی کے لئے، اُسے اور مسیلہؓ کذاب اور مرتدین ختم کر خلیفے
کئے، اور بعض پھر مسلمان ہو گئے، اسامہؓ صحابہ اس وقت قوت قتال کو قرب
مصلحت سمجھتے تھے، ابو بکرؓ نے اس رائے کو رد کیا، بالآخر جمع صحابہؓ نے صدیق اکبرؓ
کی رائے کو ماننا قبول کر دیا۔

جنگ یدلمہ میں بیشتر قراء قرآن شہید ہو گئے، ابو بکرؓ نے مناسب سمجھا کہ قرآن
پاک ایک صفحت میں جمع کر لیا جائے۔ پہلے اس رائے کو ایک نیا خیال قرار دیا گیا، آخر

اسے صحیح قرار دیا، اس وقت اس خطبہ میں جمع صحابہؓ نے اس رائے کو قبول کیا۔

ابو بکرؓ کی رائے کو درست اور صحیح قرار دیا گیا، اور قرآن پاک ایک صصت میں جمع کیا اور قرأت کے بعض اختلافات ختم ہو گئے، اور تحریف کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔

جہاد کے لئے آپ نے عراق و شام کی طرف لشکر روانہ کئے، یہ علاقے خلافت صدیق میں ہی فتح ہو گئے تھے۔

ان کے اثر و سرور کا یہ عالم تھا کہ ان کی خلافت کے بارے میں کوئی بھی اختلاف نہ ہوا، اور کبار صحابہ کرام کا آپ کے نظم و نسق میں منگنا رہنا تا ئید الٰہی ہی ہے۔

چنانچہ ابو عبیدہ بن جراح آپ کے صاحب شرط تھے، پھر انہیں لشکر شام کا امیر بنا دیا گیا، عثمان بن عفان اور زبیر بن ثابت آپ کے کاتب تھے، عمر بن الخطاب نائب اور قاضی تھے، خالد بن ولید لشکر عراق کا امیر۔

ان کے نائب میں انہی فضیلت یہ تھی کہ اپنی وفات کے وقت کسی رشتہ دار کو خلافت سپرد نہ کی بلکہ مسلمانوں میں سے اس کی اہل الامر بن گیا۔

وراثت میں کوئی جھگڑا نہ چھوڑی، ان کی وفات پر مدینہ سو گوار ہو گیا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سو گوار ہوا تھا، علیؓ آتے ہوئے اور انہیں لاش پڑھتے ہوئے آئے، اور کہا آج خلافت نبوت منقطع ہوئی۔ آپ کی بہت مدد و ستائش کی اور کہا۔

احضت الخلافة حين ارتد الناس وقتت بالاموالهم	جب لوگ پھر گئے، آپ نے خلافت کو درست کیا، دین کی اقامت
يقوم به خليفة بني هاشم	اتنا فرمائی کہ کسی نبی کے خلیفہ بنے نہیں
حين وهن اصحابك وبورت	کی۔ آپ کے ساتھی مست ہو گئے مگر قرآن
حين استكانوا وقويت حين ضعفوا ولزمت منه ابر رسول	میں ڈرٹ گئے، کمزوری دکھانے لگے تو آپ نے قوت و طاقت کا مظاہرہ کیا

اے حضرت! میری تم سے دعا ہے کہ میں بھی ان میں سے ہوں جو خدا کو چاہتے ہیں کہ اس مخلوق کو سب سے بہتر بنائے۔
 کہ اے اللہ! میری دعا ہے کہ میری دعا کو قبول کرے اور میری دعا کو مستجاب فرمائے اور میری دعا کو مستجاب فرمائے۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کنت خلیفۃ حق کذا فی کی مدوش کو قابو پکڑا اس لئے کہ آپ
 ان کے بچے خلیفہ تھے۔

حضرت علیؓ کے اس قول سے جو کہ بچہ ابلاغتہ میں موجود ہے، اسی سے انکار نہیں کر سکتے۔
 کہ یہ ان کے نزدیک صحیح ترین کتاب ہے اور یہ قول مذکورہ، اثر و فضائل کا مصدق ہے۔
خلاصۃ المسائل | ذکر کردہ فضائل و مناقب سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ افضلیت کی جمیع
 حیثیتوں کے اعتبار سے ابو بکرؓ ہر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہت تامہ
 رکھتے ہیں اس بارہ میں کوئی آپ کی برابری نہیں کر سکتا۔

پاکیزگی طینت اکمال صفا باطن۔ قوت عقل و فراست، کثرت صحبت بلکہ از اول تا
 آخر دوام صحبت، اپنی تمام قوت نصرت دین میں صرف کرنا۔ تا ئید الہی سے اسباب و
 شرائط کا مجتمع ہوتے رہنا دین کے اہم کام آپ کے ذریعہ ہونا آپ کے ہاتھ پر ابتدا اسلام
 سے تا بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدنی اور مالی عبادات کی توفیق پانا، علم قرآن
 و فقہیت میں کمال یا ایسی صفات ہیں جو کسی دوسرے کو حاصل نہ ہوئیں، اسی وجہ سے اہم
 شافی نے فرمایا ہے، کہ اس وقت لوگ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر مجبور تھے، کیونکہ
 آسمان کے نیچے ان سے بہتر کوئی انسان نہ پاتے تھے۔

ابو بکرؓ کے ارشادات طینہ سے ہے۔

العجز عن دلائل الاحدائش اور اک تنگ پہنچنے سے قاصر
 احداک۔ برہنہ بھی احداک ہے۔
 نیز فرمایا۔

من ذاق خالص حب اللہ جس نے حب اللہ کا مزہ چکھا وہ
 شغلہ لک من طلب الدنیا۔ طلب دنیا سے بے نیاز ہو گیا۔

ماثر جمیلہ حضرت عمر بن الخطاب

عمر بن الخطاب سے پہلے انتہائیں یا چوالیس یا پچاس ہزار اسلام قبول کر چکے تھے۔

بعثت کے ساتھ تک آپ سے پہلے مسلمان اپنے گھروں میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے، ان کا اسلام کے بعد یہ مصیبت حال نہ رہی گو یا اسی سال سے ابتداء اسلام ہوئی۔
حضرت علیؓ فرماتے ہیں:-

صِدْقٌ قَبْلَ النَّاسِ صَبْرٌ
میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی۔

حضرت عمرؓ کا اسلام کے بعد کافی لوگ اسلام قبول کرنے لگے، اور ایک سال کے اندر اندر مکمل طور پر شروع ہو چکا۔ حضرت علیؓ نے بھی سات سال مراوا لئے ہیں۔
عمرؓ کے مسلمان ہونے کے بعد مسلمان علاقہ نماز پڑھنے لگے۔ اور یہایت نازل ہوئی:
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ
لے نبی و صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو من اتبعك من المؤمنين (النور: ۶۴) اشر اور آپ کے متبع ایمان دار کافی ہیں۔
اسی وجہ سے آپ کا لقب خدوق ہے، امام طبرانی حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں:-

كان اسلام عمرؓ فضا وكافت
عمرؓ کا اسلام قبول کرنا فتح تھا ان کی ہجرت نصرت اور ان کی امامت و جت
صحبتہ نعماً و امامتہ رحمة
ہم نے ایسا وقت بھی دیکھا کہ بیت اللہ
ولقد رأيتنا وما نستطيع ان
میں نماز پڑھ سکتے تھے۔ جب یہ مسلمان
نصل الى البيت حتى اسلم
ہوئے اگلا سے لڑ پڑے، اور پھر وہ
عمرؓ خلا اسلام قاتلہم حتى
ایک طرف ہو گئے، اور ہم نے نماز پڑھی۔
تو کوئی فصلینا۔

امام بخاریؒ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں:-

ما شأ لنا اعزجة من
جب سے عمرؓ نے اسلام قبول کیا ہم
اسلمہ عمر۔
بڑھتے ہی ہے۔

ابن حاکم علی مرتضیٰ سے روایت کرتا ہے:-

و فرماتے ہیں میں نے عمرؓ کو مخاطب کیا کہ ملائکہ ہجرت کی ہو

لے ہم کو خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم کو نصرت فرمائے۔

عمر بن الخطاب نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو لوگ گردن میں ڈالی تیر کمان ہاتھ میں لئے، اور کعبہ میں آئے، اشرف قریش وہاں موجود تھے، سات بار طواف بیت اللہ کیا، مقام ابراہیم کے پاس دو گانہ ادا کیا، اور حلقہ کفار کے پاس آکر کہا، ادا ایک ایک کا نام لیکر کہا جو چاہتا ہے، اگر اس کی ماں اسے روئے، اس کے بچے قیم ہو جائیں اس کی بیوی بیوہ ہو جائے، اسے چاہئے کہ میرے سامنے ہو، میدان میں کوئی شخص نہ نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت فرمانے سے پیش تر ہی مدینہ پہنچ گئے ان کے ساتھ ہیں اشخاص از صحابہ کرام بھی تھے۔

عمر بن الخطاب جیسے شاہد و غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے، امداد و حنین کے دن صحیح قول یہی ہے کہ ثابت قدم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں صفا باطن اور عقل سلیم اس قدر عطا کی تھی کہ ہمیں مواقع سے زیادہ ان کی رائے کے مطابق آیات قرآن نازل ہوئیں۔

ابن مردودہ مجاہد سے نقل کرتا ہے کہ جو بات عمرو مقل سے کہتے تھے، اس کے موافق قرآن نازل ہوتا، طبرانی اور حاکم ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں، اگر عمر کا علم ایک ترازو میں ہو، تو دوسرے میں تو عمرو کا پلڑا بھی بھاری رہے گا۔

بلکہ کے قیدیوں کے بارہ میں عمرو کی رائے ان کے قتل کرنے کی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کی رائے کے مطابق مذہب قبول فرمایا، حق تعالیٰ کی طرف سے کتاب نازل ہوا۔

لولا کتاب من اللہ سبق
لمسکد فیما اخذتمہ عذاب
عظیم۔ (التوبة ۶۸)
اگر اللہ کا پہلے سے فیصلہ نہ ہو چکا
ہوتا تو تمہارے اس کئے پر عذاب
عظیم تمہیں پہنچ جاتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عذاب آنا تو عمرو کے سوا کوئی نہ پہچتا، کمال ذکا۔ بلندی فطرت اور پاکیزگی طبیعت اتنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عمرؓ کی علمی خدمات | دین و شریعت کو معاشرہ میں رواج دینے کے سلسلہ میں کتاب و سنت و اجماع اور قیاس سے اولہ کو ترتیب دی، آپ بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے، ابن مسعود فرماتے ہیں اپنے زمانہ کے سب سے زیادہ علم رکھنے والے شخص عمرؓ ہیں اس کے باوجود جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا، صحابہ کرامؓ کو جمع کرتے، اور باہمی مشورے اور بحث و مباحثہ کے بعد کسی ایک فیصلہ پر اتفاق اور اجماع ہو جاتا، اکثر اجماعی مسائل حضرت فاضلؓ کی سعی سے جمع علیہ ہوئے، جس مسئلہ میں اس وقت اختلاف رفع نہ ہو سکا اس میں آج تک اختلاف باقی ہے، الاما شاء اللہ۔

ہر شہر میں قرآن پاک اور حدیث پڑھانے والے معلم مقرر کئے، تاکہ لوگ علم کتاب و سنت حاصل کریں۔

الاشیاع میں من بصری سے مروی ہے، عبداللہ بن عقیل ان دنوں معلوم میں سے ایک تھے، جنہیں حضرت عمرؓ نے ہماری طرف بھیجا تھا۔ امام دارقطنی ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو موسیٰ بصرہ میں آئے تو کہا مجھے حضرت عمرؓ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں کتاب خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سکھاؤں۔

حضرت عمرؓ اپنے خطبہ میں مسائل دین بیان کیا کرتے تھے، حدیث و اعمال بالنبات جو کہ تمام دین کی بنیاد و اساس ہے، حضرت عمرؓ سے یہ حدیث و سنت سے تراشدا شتماس روایت کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے یہ حدیث و سنت خطبہ ارشاد فرمائی تھی، خطبہ میں لوگوں کو علماء کی نشان دہی کرتے، چنانچہ ایک دفعہ فرمایا جو شخص قرآن کے معانی پر چھٹا چاہتا ہے، وہ ابی بن کعبؓ کے پاس جائے، جو شخص حلال و حرام کے مسائل دریافت کرنا چاہتا ہے، وہ معاذ بن جبلؓ کے پاس جائے، اور جو شخص علم فرائض کی تحقیق چاہتا ہے، وہ زید بن ثابتؓ کے سامنے پڑنے غفرلہ کرے، اور جو شخص مال لینا چاہتا ہے، وہ میرے پاس آجائے کہ مسئلہ فی کے

خزائن میرے سپرد ہیں۔ درواہ الحکم۔
اما اگر بھی روایت کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ علم کن لوں میں محفوظ کر لو گریا حضرت عمرؓ نے کتب
دین کی تالیف و تصنیف کا حکم صادر فرمایا۔

قرینہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف متوجہ ہے، امام دارمی تمہید داری
سے روایت کرتے ہیں، عمرؓ کے زمانہ میں لوگ عمارت میں تطاول کرنے لگے تو غلام

یا معشر العرب الارض انہ
لا اسلام الا بجماعة۔ ولا جماعة
الا بامارة ولا امارة الا بجماعة
فمن سودا قومہ علی الفقة
کان حیوة له ولہم ومن
سودا قومہ علی غیر فقه کان
ہلاکاً لہ ولہم۔
لے عرب قوم زمین زمین ہے
جماعت کے بغیر اسلام نہیں بلکہ امارت کے بغیر
جماعت نہیں، اور امارت کے بغیر
نہیں، سوچو جو کس کس کی قوم نے
اپنا قائد چنا وہ اپنے اور اپنی قوم کی
حیات کا باعث بنا اور بغیر سوچے جگے
جس کو سردار بنایا گیا وہ اپنے لئے،
اور قوم کے لئے تباہی کا وسیع ہوگا۔

شیخین کے اکثر خطوط جو امر اور نہی کی طرف لکھتے ان میں اکثر امر بالمعروف
نہی عن المنکر کی تلقین ہوتی۔ حفظ حدود و نماز کا حکم دیا جاتا، اور زکوٰۃ کی تفصیل
کا بیان ہوتا۔ اگر اس کی پوری تفصیل احاطہ تحریر میں لائی جائے، تو ایک مہر
کتاب تیار ہو جائے۔

شیخ ولی اللہ رحمہ اللہ نے عبادت و معاملات پر مشتمل حضرت عمرؓ کے فتاویٰ
لکھے ہیں اور یہ جملے خود ایک مستقل کتاب بن گئے۔

فتح بلا میں حضرت عمرؓ کی فتاویٰ علیہ السلام عمرؓ کی فتاویٰ علیہ السلام کا تعلق فتوحات
بلاد سے ہے، اظہر من الشمس ہیں اور احاطہ صر سے باہر۔

عربوں میں بادشاہی اور فوج کشی نہ تھی اس پر یہاں نہ رسوم سے بھی ناراض تھے

ان کے خیال میں بھی نہا سکتا تھا کہ قیصر و کسری کے ساتھ مقابلہ آرائی کریں گے،
 فاروق اعظم نے فوجی ڈسپلن قائم کی لشکرِ بنائے قیصر و کسری کی ہیبت اور عجب
 جوروگوں کے سینے میں سختی اس کو دور کیا، آپ کے بعد خلفاء نے جہاد کیا یا علاقے
 فتح کئے اور فاروقی قائم کردہ بنیادوں پر ہی ہو سکے اس کا ثواب بھی عمر کے اندر اعمال
 میں داخل ہے۔

امام سیوطی فرماتا ہے: عمر نے ہماری شش بکھنے کا رواج ڈالا۔ بیت المال
 مقرر کیا۔ دینار بکھے، لشکریوں کے وظائف مقرر کئے، مصر سے دینار میں غلہ کی درآمد
 کی حدود و تعزیرات قائم کرنے کے لئے درہ استعمال کیا، ہجو گوئی کو قابل سزا
 جرم قرار دیا، وعیزہ وغیرہ۔

سختی و زہی کا استعمال ایسے عمدہ طریق سے کیا شاید ہی لقمان کر سکا ہو عثمان
 بن عفان فرماتے ہیں:-

هنا استطيع ان اكون مثل
 لقمان الحكيم۔
 کیا میں لقمان حکیم کی مانند ہو
 سکتا ہوں!

علیؑ فرماتے ہیں:-

لقد تراءى حمرا حبيب من
 سيفك۔
 عمرؓ کے دُورہ کی ہیبت تمہاری
 تلوار سے زیادہ تھی۔

اس نفسیاتی قوت کا یہ اثر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی طرح
 ان کی مخالفت میں کوئی شخص ان کا حکام سے انکار نہ کر سکا اور کسی نے بھی ان
 کی مخالفت میں اختلاف نہ کیا۔

کسریٰ قیصر کو تہس نہس کر دیا گویا تمام علاقے انہیں کے ہاتھ پر فتح ہوئے
 ہرگز بادشاہِ روم حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا، آپ نے کفار کے ساتھ
 جہاد کے بارے میں اس کا مشورہ طلب کیا کہ کیسے کیا جائے، ہر مرنے کہا۔ تمام عالم ایک

لے لے رہا تھا، یہاں تک کہ یہ تہذیب و تمدن نہ رہی۔

ماؤنزا الحجر کے آخر میں مدینہ پہنچے اور خطبہ ارشاد فرمایا :-

ایہا الناس قد استجبت لکم
السنن وقرضت لکم القراض
وترکتکم علی الواضحة الا ان قضا
بالناس بیننا و شما الا وضرب باحدی
بیدایہ علی الکفری۔
لے لوگوں میں نے تمہاری نیکی
کی مد میں متعین کیں، کچھ امور لازمی
قرار دیئے، اور میں تمہیں واضح اور
بدشمن حالت پر چھوڑ رہا ہوں الا یہ
کہ تم خود راہیں بائیں مڑ جاؤ۔

ماؤنزا الحجر ختم ہوتے سے پہلے شہید ہو گئے، راہ مالک بن سعید بن السیب امام احمد
نے سعد بن ابی طلحہ سے روایت کیا، حضرت عمرؓ نے آخری عمر میں خطبہ جمعہ پڑھا۔
اس خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کا ذکر کیا، اور اپنی موت کا بھی ذکر کیا۔
اور خلافت چھ اشخاص کے شوروی پر متعین کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان افراد
سے توافقات مبارک دے دینی ہے تھے، پھر فرمایا :-

افی قد حلت ان توما سیطعون
فی هذا الامرنا حینما یتہم بیدی
علی الاسلام فان فعلوا فاولئک
اعداء اللہ الکفرة الضلال۔
میں جانتا ہوں کچھ لوگ اس معاملہ
میں طعن کریں گے۔ جن کو میں نے
اپنے ہاتھ سے مارا ہے مگر وہ ایسا
کریں تو مجھنا یہ لوگ اللہ کے دشمن
ہیں اور گم راہ کافر۔

اللہ کا ذکر بھی کیا اور پھر فرمایا :-
اللہم ا فی اشہد لک علی امراء
الاعمصار فانما یبحثہم لیعلمون
الناس دینہم و منہ نبیہم
صلی اللہ علیہ وسلم و یقنعوا
اے اللہ میں آپ کے گواہ بناتا ہوں
کہ میں نے شہروں کے امراء کو اس
لئے مقرر کیا کہ وہ اپنے دین اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا پرچار

۱۔ المستدرک ج ۲ ص ۱۷۱۔

۲۔ کلارنس کے فاروقی میں دو فقرہ باقی۔

فیرہم فیہمہد ویعدوا علیہم
ویرفعوا الی ما اشدکل
علیہم من ادرہم۔
کریں، اور مسلمانوں میں مالی فحش تقسیم
کریں، اور ان میں انصاف قائم کریں
اور جو بات ان پر مشکل ہو، تو میری
طرف مراجعت کریں۔

بدھ کے دور ۲۶ ذوالحجہ کو ابو لؤلؤ جو کہ مغیرہ بن شعبہ کا ایک غلام تھا کے ہاتھ
زخمی ہوئے، اور تین دن بعد وفات پائی، اور حکیم عرم ^{۳۳}ؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے جوار میں مدفون ہوئے، ارجمہ اللہ رحمۃ واسۃ۔ آپ کے زہین اقوال میں ہے۔
ایاکہ ومخاضاۃ الاحی
فانہ رہما اسناد ان یثقل
فیضک۔
بے وقوف کی مدد سنی سے بھروسہ
تجھے نفع پہنچانا چاہیگا، مگر نقصان
کریٹھے گا۔

ان کے زخمی ہونے کے بعد وفات سے قبل ابن عباسؓ نے کہا۔

ایہا بالجنة یا امیر
المؤمنین املت حین کفر
الناس وجاہدت مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حین
خذ لہ الناس وقبض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وفوجت
راض ولم یختلف فی خلافتک
اشنان وقتلت شہیداً۔
اے امیر المؤمنین آپ بہشت
کی خوشخبری حاصل کریں جب لوگوں
نے کفر کیا، آپ مسلمان ہوئے جب
لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
چھوڑ گئے، آپ نے مدد کی، رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی
تو آپ پر راضی تھے، اور آپ کی
خلافت مخلوفاؤں میں نے بھی اختلاف
نہیں کیا، اور آپ شہید مقتول ہیں۔

ان کی وفات کے بعد علیؓ غرض غبط کرتے ہوئے فرمایا۔

لہ الشک لکم علیکم سلام۔
لہ الشک لکم کہ مسلمانوں کو سلام پہنچانے میں اللہ کی رحمت و توفیق ہے۔

ما من الناس احدا احب الى ان اتقى الله بما في صحيفته من هذا المسجي لوگوں میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کے اعمال کو اے کریم اللہ سے ملنا چاہوں سوا اس طرح اپنے ہوئے۔

مذکورۃ الصدر یا فرد مناقب سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ بعد نمازت دین میں اور پاکیزگی طہیثت، کمال عقل و علم میں اور اس کے ہاتھوں دین کے عظیم الشان کاموں کے صدور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغ رسالت میں اگر کار ہونے میں عموماً کی مثل کوئی اور شخص نہیں ہے۔

شیخین کے بعد افضل عثمان ہیں شیخین کے بعد سب سے افضل عثمان بن عفان ہیں اور ان کے بعد علی بن ابی طالب۔

سفیان ثوری کا کہنا ہے عثمانؓ سے علیؓ افضل ہیں وہ کہتا ہے اس لئے کہ مناقب علیؓ میں جتنا احادیث جیدہ اسناد وارد ہوئیں کسی دوسرے صحابی کے مناقب میں اتنا احادیث مروی نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن حجر و مستطانی فرماتے ہیں حضرت علیؓ کے دور خلافت میں بہت اختلافات برپا ہو گئے، ایک جماعت نے ان کے خلاف خروج کیا اور بغاوت کی اور لڑائیاں لڑیں۔ اور دوسرے ممبران کی بدگونی کی۔

انہی کے زمانہ میں فرقہ خوارج نے ظہور کیا جو کہ علیؓ کے ساتھ انتہائی بغض رکھتے تھے، اور تکفیر کرتے تھے اہل سنت نے خارجیوں کے مذہب و نظریہ کے باطل ثابت کرنے، اور بنی امیہ کو ازام دینے کے لئے علیؓ کے مناقب پسیدلانے میں سعی و تبلیغ کی۔ ورنہ تمام خلفاء راشدین کے حق میں احادیث مناقب بڑی کم ہیں۔ پھر اعتبار کثرت احادیث مناقب کا نہیں کیا جاتا، افضلیت کے لئے تو بنا افضلیت کو دیکھا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اللہ کے ہاں کثرت ثواب کا استحقاق کے حامل ہے۔ یہ بات عقل سے نہیں جانی جاسکتی ہے۔

والطبرانی عن معاذ بن جبل نَحْوَهُ
اسامہ بن شریک مثله۔

اس حدیث کے بعض طریق صحیح ہیں، اور بعض ضعیف، مگر کثرت طرق سے
حدیث درجہ صحت کو پہنچ جاتی ہے، نیز بن اسامہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک جگہ ذکر
ہوا ہے، عثمان کا تذکرہ علی رضی اللہ عنہ سے مقدم کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا۔

ارحمہم اعمیٰ بامتی ابو بکر
واشدھم فی امر اللہ عمرو
امید فرمے حیاہ عثمان واقضاهم
علی سوادہ ابو یحییٰ عن
انس۔

میری امت میں امت پر سب
سے زیادہ رحم کرنے والا ابو بکر ہے
اللہ کے دین میں سخت عمر ہے، اور
حیا میں پختہ عثمان ہے، اور قضا کا
ماہر علی ہے، اور اہل بروایت انس

اس قسم کی کافی روایات موجود ہیں :-
اجماع سے یہ دو جہاستلال کیا گیا ہے۔
ابولاء ابن عمر فرماتے ہیں :-

کنا نخبر بہن الناس فی زمان
صول اللہ علیہ وسلم فنجیر
ابا بکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان اخو حمہ
البحارثی۔ وفی رواية کنا فی زمن
النبی علیہ وسلم لا نعدل
بانی بکر احد انهم عمر ثم عثمان
ثم متروک اصحابہ، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں تفصیل دیتے تو پہلا درجہ
ابو بکر کا ہوتا، پھر عمر رضی اللہ عنہ کا پھر عثمان رضی اللہ عنہ
کا درمیان بخاری، ایک روایت میں
ہے، ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہ جانتے
تھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ کا پھر عثمان رضی اللہ عنہ کا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تفاضل

لہجہ منورہ ص ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱

نہ کرتے۔

بہین ہمد۔

ثانیاً حضرت عمرؓ نے خلافت کو چھ اشخاص میں شریعی بنایا، مگر دو اشخاص کے لئے یہ تفصیل وصیت فرمائی، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ مشورہ کے لئے جمع ہوئے، زبیرؓ نے کہا میں اپنا استحقاق علیؓ کے سپرد کرتا ہوں سعدؓ نے کہا میں عبدالرحمنؓ کے سپرد کرتا ہوں، طلحہؓ نے کہا میں عثمانؓ کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں، عبدالرحمنؓ بن عوفؓ نے کہا میں خلافت کا ارادہ نہیں رکھتا، تم دونوں میں سے جو چاہے اسے مقرر کر دوں۔ میں خدا واسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ افضل کو خلافت کے لئے اختیار کرو، عثمانؓ بنو علیؓ دو دونوں خاموش رہے، عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا یہ کام تم میرے سپرد کرو، خدا کا واسطہ افضل کے انتخاب میں کی نہ کر دوں گا، دونوں نے بات قبول کر لی، گویا پانچوں اشخاص نے اپنے اپنے اختیارات عبدالرحمنؓ بن عوفؓ کے سپرد کر دیئے، عبدالرحمنؓ بن عوفؓ تین دن رات صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے رہے، جو تھے دن مذکورۃ الصدہ، چھ بزرگ منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹھے ہوئے، مہاجرین و انصاریوں سے جو افراد اس وقت مدینہ میں موجود تھے، انہیں جمع کیا، تمام امراء لشکر کو جو موجود تھے جمع کیا، تمام لوگوں کے جمع ہونے کے بعد نام خدا اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فرمایا:-

اما بعد!۔ اے علیؓ! میں نے جمع صحابہ سے مشورہ کیا ہے ان میں کوئی بھی عثمانؓ کے ہم پیر کسی کو نہیں جانتا، یعنی عثمانؓ کو سب سے افضل مانتے ہیں، لہذا آپ اس بارہ میں ناخوش نہ ہوں، اور عثمانؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی، اور کہا میں تجھ سے احکام خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر وہ حقیقہ کے طریق کار پر کار بند رہنے پر بیعت کرتا ہوں۔

۱۔ حضرت عمرؓ کا ہر وقت کو چھ اشخاص کو سپرد کرنا، اور پھر حضرت عثمانؓ کے لئے متفقہ فیہد کیلئے دیکھیں صحیح بخاری ص ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳

عبدالرحمن بن عوف کے بعد علیؑ نے بیعت کی، علیؑ کے بعد مہاجرین انصار اور امراء
اجناد اور تمام مسلمانوں نے بیعت کر لی، امام سیوطی فرماتے ہیں۔

عبدالرحمن بن عوف نے سب سے پہلے علیؑ کی بیعت کی، حضرت عثمانؓ سے مشورہ
کیا، اور کہا، اگر تیرے ساتھ بیعت نہ کروں یا کروں، مجھے مشورہ دو، عثمانؓ نے اعلیٰ ہند
کے ساتھ پھر علیؑ کے ساتھ، پھر علیؑ سے پوچھا، اگر تیرے ساتھ بیعت نہ کروں یا کروں
مشورہ دو، علیؑ نے کہا عثمانؓ کے ساتھ، پھر سعدؓ سے مشورہ پوچھا، سعدؓ نے بھی عثمان
کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے کہا، بعد ازاں اعیان صحابہؓ سے مشورہ کیا، اکثر کی
رانے حضرت عثمانؓ کے لئے تھی، اس کے بعد تین رات دن، مشورہ کرتے رہے،
عبدالرحمن بن عوفؓ نے فیج مہاجرین انصار کے سامنے فرمایا میں انہیں پاتا ہوں
کہ وہ کسی کو عثمان کے برابر نہیں قرار دیتے، اس پر کسی نے رد و قدح نہ کی، لہذا افضلیت عثمان
پر اجماع منقطع ہو گیا ہے۔

ایک سوال:- اگر کوئی کہے علیؑ نے عثمانؓ کی افضلیت پر مناقشہ فرمایا ہے، کہا:-

انشدھمکھ باللہ هل احد	میں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں
فیکھ ما سول اللہ صلی اللہ	کہ کیا تم میں میرے سوا ایسا موجد ہے
علیہ وسلمینہ وبعینہ اداخی	کوئی رسول بشر صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں

عبدالرحمن بن عوفؓ کی بیعت عثمانؓ کے لئے فیج مہاجرین انصار اور امراء
اجناد اور تمام مسلمانوں نے بیعت کر لی، امام سیوطی فرماتے ہیں۔
عبدالرحمن بن عوفؓ نے سب سے پہلے علیؑ کی بیعت کی، حضرت عثمانؓ سے مشورہ
کیا، اور کہا، اگر تیرے ساتھ بیعت نہ کروں یا کروں، مجھے مشورہ دو، عثمانؓ نے اعلیٰ ہند
کے ساتھ پھر علیؑ کے ساتھ، پھر علیؑ سے پوچھا، اگر تیرے ساتھ بیعت نہ کروں یا کروں
مشورہ دو، علیؑ نے کہا عثمانؓ کے ساتھ، پھر سعدؓ سے مشورہ پوچھا، سعدؓ نے بھی عثمان
کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے کہا، بعد ازاں اعیان صحابہؓ سے مشورہ کیا، اکثر کی
رانے حضرت عثمانؓ کے لئے تھی، اس کے بعد تین رات دن، مشورہ کرتے رہے،
عبدالرحمن بن عوفؓ نے فیج مہاجرین انصار کے سامنے فرمایا میں انہیں پاتا ہوں
کہ وہ کسی کو عثمان کے برابر نہیں قرار دیتے، اس پر کسی نے رد و قدح نہ کی، لہذا افضلیت عثمان
پر اجماع منقطع ہو گیا ہے۔

بین المسلمین غیری قالوا لا۔
 میں مواخات فرمائی، تو اس کے اور اپنے
 امین آپ نے مواخات فرمائی ہوگی کہ جس

لہذا علیؑ کی افضلیت پر اجماع منعقد ہوا۔

جواب | علیؑ نے اس بارہ میں مناقشہ کیا، اور عثمانؓ پر اپنی افضلیت پر دلیل
 میں مواخات کو پیش کیا، مگر یہ استدلال ضعیف ہے، اس لئے کہ صحابہ کرامؓ میں مواخات
 باہمی نرم روی ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت پر مبنی تھی نہ کہ فضائل و علم
 میں مماثلت پر اس کی بنیاد تھی، کئی ایک انصاریوں کی تقریضوں کے ساتھ مواخات
 ہوئی بعض موالی خالص عربی النسل کے درج قرار دیئے گئے، اور فاضل کو فضول
 کا درجہ بنایا، جیسا کہ دفتر مواخات قدیرۃ ابن ابی نعیم کے مقالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ
 ایسا ممکن ہے کہ ایک غیر عربی اور ایک عربی کا مزاج ایک دوسرے کے ساتھ
 متفق ہو جبکہ دو عربیوں کا ایسے نہ ہو، اسی طرح دو ہمایوں کے درمیان مواخات
 بہتر تھی، جبکہ دونوں فضیلت میں متفاوت تھے، ان دونوں مواخات نہ بنائی، جو کہ
 فضیلت میں تو برابر تھے، مگر ان کا گھر در در رہتا، لہذا مواخات دلیل فضیلت
 نہیں ہے۔

صحابہ کرامؓ مواخات کی تفصیلات جانتے کے باوجود حضرت عثمانؓ نے کو علیؑ پر
 فضیلت دیتے ہیں، علیؑ نے بھی اپنی رائے سے رجوع کر لیا، اور دوسرے صحابہ کرامؓ
 کی رائے کو، درست قرار دے کر عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، لہذا عثمانؓ
 کی افضلیت پر اجماع منعقد ہوا۔

نیز ترتیب خلافت سے بھی ہم ترتیب افضلیت ثابت کرتے ہیں، اس طرح کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

من استعمل رجلاً من
 عصابتی ففی تلك العصابتی
 من هو ارضی الله منه فقد
 جو شخص کسی کو ایک جماعت پر
 عامل مقرر کرتا ہے، اور اس جماعت
 میں اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ

خان اللہ و خان رسولہ و خان
المؤمنین اخرجہ الحاکم من
حدیث ابن عباس۔
پسندیدہ موجود ہے اس نے الشریعہ
رسول اور ایمان داروں کی خیانت
کی۔ حاکم برایت ابن عباس

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من ولی من امر المسلمین شیئا
قامرہ علیہم احدا محاباة
فعلیہ لعنة الله لا یقبل الله منه
صرفا ولا عدلا حتی یدخلہ
جہنم۔
اخرجہ الحاکم من حدیث
ابی بکر الصدیق۔
جو شخص مسلمانوں کے معاملات
کا متولی ہوا اور ان پر کسی کو راستحقیق
کے بغیر بطور عطیہ کے امیر بنا دیا اس
پر اللہ کی لعنت اس کی فریضی اور
نقلی عیادت قبول نہ ہوں گی اللہ تعالیٰ
اسے جہنم رسید کرے گا۔ (حاکم برایت
ابی بکر صدیق)

ان احادیث سے معلوم ہوا اگر افضل کے ہوتے مفسدوں کو خلیفہ بنا دیا گیا،
گو اس کی خلافت صحیح ہے، جیسے کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے، مگر خلیفہ
بنا لے والا کہنگار اور غائن ہو گا۔
فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

لا یجتمع امتی علی الضلالة
میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی
اہل اجماع کا مصیبت کے کام پر اجماع کرنا اعمال ہے، لہذا ترتیب خلافت
سے جو کہ اجماع ثابت ہوئی، افضلیت کی دلیل لینا متحقق ہوا، لہذا لایعنی۔
خلافت و افضلیت مطلقاً و ثلاً شریعہ امامیہ کو خاموش کرانے کے لئے ایک
قبول علی مذہب ائمہ کتب امامیہ اسلامی استدلال پیش کرتے ہیں، امامیہ

۱۔ مستدرک ج ۴ ص ۶۱

۲۔ مستدرک ج ۴ ص ۶۱

۳۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۵۱ باب فی ذمہ الخلفاء

اپنی کتب میں حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں مگر انہوں نے معاویہؓ کو ایک مکتوب لکھا جس میں تحریر تھا۔

اما بعد۔ فان بیعتی یا معاویة لزمک وانت بائع لانی۔ یا یحیی القوم الذین بايعوا ابابکر وعمر و عثمان علی ما بايعوهم فلیکن للشاهد ان یختار الحدیث وتدمرون قبل۔ د عجم الکبائر۔

اما بعد۔ اے معاویہ تجھے میری بیعت لازم ہو گئی اور تو قسام میں ہے اس لئے کہ میرے ساتھ ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمر و عثمان سے بیعت کی تھی، اور انہیں شرطوں پر جو ان سے نہیں تھیں، رنج البلاغہ

خلفاء ثلاثہ کی خلافت علیؑ سے پہلے ہو چکی تھی، امامیہ کے مسلہ قول کی بنیاد پر ذکر فاضل کے ہوتے مفسول کی امامت صحیح نہیں ہے، اور نہ مساری کی امامت بلکہ افضل کی امامت واجب ہے، خلفاء ثلاثہ کی افضلیت علیؑ پر ثابت ہو جاتی ہے، اور ہوا المقصود۔

ایک سوال اگر خلافت افضلیت کی دلیل ہے تو معاویہؓ کو حسنؓ و حسینؓ عبد اللہ بن عمرؓ، عبد اللہ بن زبیرؓ، وغیرہ وغیرہ سے افضل مانتا پڑے گا حالانکہ ایسے نہ ہے۔

جواب حدیث شریفہ میں ہے:-

الخلافۃ ثلاثون سنة ثم یجد جابرۃ ملکیت ہوگی۔

بکون ملک عضوہ۔

اس حدیث کی رو سے خلافت نبوتہ میں پیر اختتام پذیر ہوئی، اس سے حسنؓ کی افضلیت اپنے اہل زمان سے ثابت ہو جاتی ہے، مذکور ان اشخاص

یہ تمہاری آزمائش ہے، اور ایک وقت تک زندگی بسر کرنا۔

خلفاء ثلاثہ کے بعد جمیع صحابہؓ سے علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں، مناقب علیؓ پر وال احادیث پہلے مذکور ہو چکی ہیں، حضرت عمرؓ نے جمیع صحابہؓ میں سے ہاتھ اٹھنا اس کو انتخاب کیا، اور چھ میں سے دو شخص منتخب کئے تھے، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے بھی عثمانؓ کو علیؓ کے سوا کسی اور کو اس کام کے اہل نہ سمجھا۔ اب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں داماد عثمانؓ و علیؓ کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

ماثر حمیدہ حضرت عثمانؓ بن النورینؓ

ابن اسحاقؒ نے ذکر کیا ہے، البرکۃ، علیؓ اور زید بن حارثہؓ کے بعد حضرت البرکۃؓ کی تبلیغ سے آپؐ نے اسلام قبول کیا، انتہی۔ اسلام لانے پر ان کے چچا حکم بن عاصؓ نے انہیں بازو دیا کہ یا دین ترک کر دے، عثمانؓ نے کہا۔

واللہ لا اذہہ ابدالاً
خدا کی قسم میں اسے نہیں چھوڑوں گا،
اور نہ اس سے جلا ہوں گا۔

حکمؓ نے دیکھا کہ یہ اپنے عقیدہ میں پختہ ہے، تو چھوڑ دیا، اپنی اہلیہ رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں پہلے حبشہؓ کی ہجرت کی، اور پھر مدینہؓ کی طرف۔

جمیع شاہدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے، غزوہ بدرؓ میں رقیہؓ

و خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، یا خیر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے آپؐ کو ان کی بیمار ماری کے لئے مدینہؓ میں پہنچنے کا حکم دیا، اجر و غنیمت

میں اہل بدرؓ کی طرح انہی بھی حصہ ملا۔ اسی وجہ سے آپؐ بدری صحابہؓ میں شمار ہوتے

ہیں۔ شہدہ اہل بدرؓ میں رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئیں، تو

لکھ انظر صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۳۵ مناقب عثمان۔

اپنے ظہور نبوی کا منت میں اس کی منت ہے ایک رفیق سزا ہے اور ہر رفیق
بہشت میں عثمان ہے۔

آخر کلام خلافت میں مروان کی دخل اندازی سے مختصر یہاں اور امام شریقی
میں شہید ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے لئے لفظ سیدہ و سوا ہے یہاں
کہ یہ سیدہ مذکور ہوا ہے لفظ سیدہ سے مراد سیدہ زینب بنت جحش ہے۔

ماثر جمیلہ علی رضی اللہ عنہ

آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور ہجرت کے موقعہ پر ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وہم کے بستر پر سوئے تاکہ لوگ ہمیں گڑھوں میں نہ لے سکیں اور ہمیں گئے، مولا
کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی مولا کے میں لیا، جب صدر میں علیؑ
اور عبیدہ بن جراح نے کفار قریش کے آئی پہلوؤں کا مبارزہ قبول کیا اور غالب آئے آیت
لقد اان خصمان اختصموا فی شأنہما وکنت مرے کے دشمن میں اور
تراجعوا (الحج ۱۹)

انہی میں سے تارل ہوئی، جنگ احد میں شہادت قدم سے ڈالنے میں سے حضور
خدا کے موقع پر عربوں پروردگار کے رسول کو قتل کیا اور قلمبر صحابی کے ہاتھوں فتح
ہوا، ان کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سایت عذابا رجلا یحب
اللہ ورسولہ و یحبہ اللہ
وہ رسولہ۔
میں کل ایک شخص کو دھانہ کر دوں
جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے
میں اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔

۱۵ ماہ بروز ۱۵ ربیع الثانی ۱۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۶ ماہ بروز ۱۶ ربیع الثانی ۱۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۷ ماہ بروز ۱۷ ربیع الثانی ۱۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۸ ماہ بروز ۱۸ ربیع الثانی ۱۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔

۱۹ ماہ بروز ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔

انی عبد اللہ واخوہ رسولہ
وانا العبد بین الاکبر لا یقولہا
بعدی الا کاذب صلیت
قبل الناس لیسع سنین۔
میں انٹر کا بندہ اور اس کے رسول
کا بھائی ہوں، میں حدیق اکبر ہوں،
میرے بعد جھوٹا ہی یہ لفظ کہے گا۔
میں نے لوگوں سے سات سال
پہلے نماز پڑھی ہے۔

ان کے حق میں حضرت حذیفہ فرماتے ہیں:-
لایا یبع بعدا الا اصغر
او ابزر۔
اس کے بعد کسی اصغر یا ناقص سے
بھی بیعت کی جائے گی۔
ان کے مناقب میں سے ہے کہ انہوں نے بخاری حرمیہ کو قتل کیا، ایک حدیث
میں اس کا اشارہ موجود ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-
لا قطع العاقبة فقال لہ
حذیفہ اوعلی۔
جبریل نے کہا یا علی قتل کریں گے۔
ابن ابی ناری نے انہیں شہید کیا، آپ کے قاتل اور قاتلہ ماتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر اشی جناس کا اطلاق حدیث میں آیا ہے، ان کے مناقب میں دیگر بے شمار احادیث
موجود ہیں جن کی اس جگہ گنجائش نہیں ہے، واللہ اعلم۔

افضلیت صحابہ کرامؓ بعد خلفاء الراشہ بر جمیع امت

حق الدلیل کے علاوہ صحابہ کرامؓ کے سب پر فضیلت رکھتے ہیں اور یہ بات کئی حدیث
اجماع اور عقلی دلائل اور آثار و روایہ سے ثابت ہے۔
افضلیت صحابہ از کتاب اللہ و احادیث ا حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

لے السنن نام مسند امام ابن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں، روایت حضرت دینارؒ سے ہے کہ ہم نے حضرت علیؓ سے کہا کہ میں نے
السنن فرماتے ہیں، یہ فضیلت اللہ کی ہے، اللہ کی جتنی حدیث روایت کرتا ہے، اگر اس کی بات کو نہیں
کرتا، اس کی مسند میں نہیں لکھی جی، اس کو ضرور لکھ کر بیعت کرتے ہیں، امام احمدؒ نے اس کی روایت کی ہے
نور الدینؒ نے لکھ کر روایت کیا، سنن ابی داؤدؒ نے لکھ کر روایت کیا۔

ماہرین کے ہر جواب میں سوال کے
لئے لکھے گئے۔

تیسری بار یہ سوال کیا گیا کہ اس بار

اسی طرح ہم نے تم کو افضل جنم

دیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو۔

یہاں تک کہ یہ بیان ہر جگہ سے

سب سے بہترین دور میں آئے۔

جس کی شاندار گواہی ہو گئی۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

میں نے اس شاندار گواہی میں

سے روایت کرتے ہیں اسی طرح مباحث اور حروف میں احساس سے بھی روایت کرتے ہیں
قبول حدیث کے بارے میں کسی کو شک نہیں کرنے دیتا۔

منقبت صحابہ پر ایک عقلی دلیل اسماء کرام ان حضرت علی ابن ابی طالب کے حواری
اور اعضاء کی مانند ہیں، اور بلا واسطہ آپ سے فیض یافتہ اور امت اور رسول کے
ماہین واسطہ اور وسیلہ۔ یہ تینوں پیشیں صحابہ کرام کی فضیلت اور برتری عقلی
صحابہ کے شان میں کتب و امانہ میں مروی آثار و مقالہ اول میں بیان ہو چکے ہیں۔

انکار محمد بن ابی بکر کی جگہ پر لکھتے ہیں: ان کے بارے میں حضرت علی ابن ابی طالب
ان الله قال لموسیٰ یا موسیٰ ان الله تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام

اسما علیہ السلام ان فضیل اصحاب محمد علی اصحاب جمیع المومنین
کہا کہ یا موسیٰ موسیٰ کیا آپ نہیں جانتے

کے اصحاب پر فضیلت اس طرح ہے
جس آل محمد علیہ السلام کو منع

قال یحییٰ بن محمد بن ابی الطیبین
مسلین کی آل پر فضیلت حاصل ہے

وعیانا اصحابا المنتخبین
آدم علیہ السلام نے کہا تھا، یحییٰ محمدی

فضیل صحابہ میں شجاعت پیشیوں کا اعتبار مختلف مقامات کے اعتبار سے بعض
صحابہ درمروں پر فضیلت رکھتے ہیں۔ جنہوں کے پہلے مذکور ہوا، جو کہ خلفاء راشدین

کی ترتیب پر امت کا اجماع ہے، لہذا درمروں میں سے کسی ایک کو حقین کر کے
امضیٰ کا حکم نہیں لگاتے، ہاں کل اوصاف سے حکم لگا یا جاتا ہے، چنانچہ کہتے

ہیں، سابقین اولین لا حقین سے بہتر ہیں، اصحاب بدر واحدہ حدیث درمروں
سے افضل ہیں، خیرہ و غیرہ کی مانند۔

امت محمدی میں صحابہ کرام کی بڑی بڑی دو حساب ہیں، علم و عمل پھر علم و عمل سے بہتر
ایک علم باطن یعنی علم باطن پھر علم باطن کا کیا جاتا ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

عدل کی پابندی اور نفس کا ریل لٹق سے متنوع علم و بصیرت پر عمل کرنے کا حکم اور صحابہ کی محبت سے ہمیں ہر اور طریقہ
بہرہ ور کلاس میں یہ تعظیم و تکریم کو دخل نہ ہے، بلکہ یہی فلسفہ کلامی مانا جاتا ہے۔

دوسرا علم ظاہر جس کا تعلق تعلیم و تعلم سے ہے یعنی عقائد و فقہ، تفسیر، حدیث،
اور وجوہ قرأت و تجوید اسی طرح عمل بھی دو قسم ہے، (۱) ریاضات و عبادات بدنی
عالمین کو عابد اور زائد کہا جاتا ہے، (۲) جہاد فی سبیل اللہ جس کے عالمین کو فانی
کا نام دیتے ہیں۔

صحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ دونوں انواع علم و عمل مجتمع تھے، البتہ
بعض کسی ایک صفت میں اتم و اکمل ہیں، اور دوسرے بعض دوسری صفات میں جامع
و اکمل، اور بعض جملہ صفات میں اتم و اکمل تھے۔

صحابہ کرام کے بعد علم و عمل کا مقام میں امت کے افراد پیدا ہو گئے، اور الگ
الگ نام پایا، صوفیاء، علمائے اہل فرائض وغیرہ وغیرہ۔

ان میں سب سے افضل صوفیاء مگر وہ ہے کہ ملی کی صفائی کی وجہ سے اخلاص و پاک
پہنچ گئے، ہرگز جمیع اعمال کے لئے بمنزلہ روح کے ہے، اور تزکیہ نفس کی وجہ سے لازمی
اخلاق سے پاک و صاف ہو گئے، ان کے بعد علم ظاہر کا مقام ہے، پھر زہاد کا اور
پھر فانیوں کا، ہر ایک کی تفصیل بہت بسط چاہتی ہے۔

مشاجرات صحابہ یعنی پر خطا اجتہادی تھے، مقالہ و مطاعن صحابہ میں واضح ہو چکا
ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی جھگڑے اور طائیاں اجتہادی غلطی کی وجہ سے ہوئیں جس
سے کسی فریق کا کفر نہیں ثابت ہوتا چنانچہ ایز المؤمنین علی غیرتے ہیں۔

انما اصبحنا متقاتل اخوانا	ہم اپنے مسلمان بھائیوں
فی الاسلام علی ما دخل فیہا	کے ساتھ ٹوٹ پڑے ہیں، کیونکہ
من الزیغ والاعوجاج والشبهة	ان میں کمی اور غلطی اور شبہ و تامل
والتاویل۔ (صحیح البخاری)	داخل ہو گیا ہے۔

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسنؓ کے بارہ میں فرمایا کہ۔

ابن ہذا سیدنا لعل اللہ۔
میرا یہ بیٹا سرور ہے شاید کہ
یصلح بہ بین فتنین عظیمین اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو عظیم
من المسلمین۔ گردہوں میں صلح کرائے گا۔

لہذا یہ مشاجرات معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ کے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے معافی نہ ہیں۔ یہ بزرگ صحابی رسول ہیں تو خیر صحابی سے ان کی فضیلت اور برتری عموماً کتب و سنت کے ضمن میں لادم آتی ہے، اگرچہ انصاف

انصافیت میں از عرش تا فرش سے بھی زیادہ تفاوت ہو۔ یہاں مقصود۔
لہذا جملہ صحابہ کرامؓ کو ٹھیک اور دعا سے یاد کرنا چاہئے۔ ان کے حق میں کینہ اور عداوت
نہیں رکھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

والذین جاؤا من بعدہم
اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے
یقولون ما ہذا الا حفر لنا ولاخراتنا
کہتے ہیں، اے ہمارے رب ہمیں اور
الذین سبقونا بالایمان وکلا
ہمارے ان بھائیوں کو بخش جو ہم
تجعل فی قلوبنا غلا للذین
سے پہلے ایمان میں گزر گئے، اور
امنوا۔ ایمان والوں کے خلاف ہمارے دل
(الحشر، ۱۰) میں کدورت نہ بنا۔

صحیفہ کاملہ میں حضرت حسینؓ سے مروی ہے کہ وہ صحابہ کے لئے دعا کرتے تھے،
ان پر درود بھیجتے اور ان کی مدد و ستائش فرماتے تھے، جیسا کہ مقالہ اولیٰ بیان
ہو چکا ہے۔

مشاجرات صحابہ میں خاموشی اختیار کرنا چاہیئے | مشاجرات صحابہؓ کے بارہ میں بیان
نہیں کرنا چاہیئے، اور اچھی تاویل کرنی مناسب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
یا ایہا الذین آمنوا علیکم
اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو براہ

عن محمد بن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یسب المسلمون المسلمین۔

فقیر کے نزدیک منکرات یہ ہے کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے اور محققین اہل حدیث کا مذہب بھی یہی ہے۔ ان میں امام ابو الفرج ابن الجوزی بھی ہیں، علم و جلالت شان میں بہت اونچے انہوں نے اس سلسلہ پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام ہے، الروایۃ المتعصب العنید المانع من ذم یزید۔ اس کتاب میں لکھا کہ ایک شخص نے محمد سے پوچھا یزید بن معاویہ پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہ؟ میں نے جواب دیا، علماء و متقدمین اسے جائز کہتے ہیں، امام احمد بن حنبل نے یزید کے بارہ میں لعنت سے بھی زیادہ الفاظ ذکر کئے ہیں، ابن الجوزیؒ نے قاضی ابویعلیٰ سے روایت کی کہ انہوں نے اپنی کتاب مستدرک میں اپنی اسناد سے صلح بن احمد بن حنبل سے روایت کی کہ صلح نے کہا، اباجی ایک قوم ہمیں یزید کی دوستی کا الزام دیتی ہے، امام احمد نے فرمایا اے بیٹے جو خدا پر ایمان رکھتا ہے، وہ یزید کے ساتھ دوستی نہیں کر سکتا، احمد جس پر غلطی اپنی کتاب میں ثبت فرمائی اس پر لعنت کیوں نہ کی جائے؟ میں نے کہا خدا نے اپنی کتاب میں کہا یزید پر لعنت فرمائی ہے، فرمایا جس جگہ حق تعالیٰ کو یہ اشارہ موجود ہے۔

کیا توقع ہے اگر تم متوفی بن
قبل حسبتم ان تولیتہم ان
تفسدوا فی الارض و تفتطعوا
ارواحکم اولئک الذین
لعنہم اللہ فاصحہم و اصما
ابصارہم (صحیح ۲۲-۲۳)

ابن الجوزی فرماتے ہیں قاضی ابویعلیٰ نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں مستحقین لعنت کا ذکر کیا ہے۔ ان میں یزید کو بھی شمار کیا ہے اس کے بعد ابن الجوزی نے بھی یہ حدیث ذکر کی۔

سبحانک اہل المداینۃ
ظلموا اطفال اللہ و علیہ لعنة
اللہ و املا مکتہ الناس
جو شخص تاجائز اہل مدینہ کو خوف
زدہ کرے، اللہ اس کو خوفزدہ کرے گا
اور اس پر اللہ فرشتوں اور سب

اجتہادین۔ انسانوں کی لعنت ہے۔

اسلام میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یزید نے مدینہ پر چڑھائی کے لئے لشکر بھیجا اور اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا، ملا سعد الدین شرع عقائد نسفی میں لکھتا ہے، "یزید کا قتل حسینؑ پر ماضی ہونا اور اہل بیت نبوتؑ کی قوانین کا معنی طور پر اقرار کے مترتبہ میں پہنچتا ہے، اگرچہ الگ الگ روایات کا حوالہ دیں، اس لئے ہم اس کے حال وایمان میں توقف نہ کریں گے، یعنی وہ کافر ہے لعنتہ اللہ علیہ وعلیٰ احوالہ۔"

یزید کے کفر پر صریح دلیل مل رہی ہے کہ جب حضرت حسینؑ کا سر مبارک اس کے پاس لایا گیا، اور اس لعین کے سامنے ڈالا بہت خوش ہوا، ہاتھ کی چھڑی سر مبارک

لے دیکھنے میں مسرور ہوا، یزیدؒ نے جو شخص مدینہ پر چڑھا تو اس کو شرفی اس طرح کھڑے کر کے جس طرح وہیں لگے وہاں لگ دیا تو اس میں مل ہو جاتا ہے (درمجموعہ مسلم)۔
 امام نقیؒ نے لڑائی میں شہید ہونے کے بعد مدینہ میں لڑائی کے بعد مدینہ پر چڑھنے والوں کے ساتھ ایسا ہی مسلم بن حنفیہؑ کا حال ہوتا ہے کہ وہاں اس طرح اس کو پہنچنے والا یزید بن معاویہؒ نے ختم ہو گیا، اور شرعاً صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۱

۴۴۱ صفحہ ۴۴۱ صحیح کہ جابرہؒ صحابی سے یزیدؒ کی ایک شکایت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹا کر دیا وکار لکھی تھی حسینؑ کی۔ (درمجموعہ مسلم)۔

اور اس کے خلاف میں ابو سعید خدریؒ حضرت ابو سعید الخدریؒ کے پاس آیا اور کہا، اس جنگ کی وجہ سے مجھ کو بے گناہی دیں وہاں سے جھڑپن ہونا چاہتا ہوں (درمجموعہ مسلم)۔
 بہت خونریزی ہوئی، اہل مدینہ شکست کھا گئے، بعد شہر مدینہ غارت ہو گیا، حتیٰ کہ مسجد نبویؐ کی آٹا نہیں بچ رہی، اور یہ مسندوں کا مسکن بنادیا اور وہاں لگائے) سن ۴۰ھ میں ۱۵۰
 جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ گرا گیا ہے، اللہ عز و جل حرم آسمان (درمجموعہ مسلم جلد ۴۴۱ صفحہ ۴۴۱)۔

یزیدؒ کا قتل حسینؑ کی ماضی ہونا کسی حد تک دلیل سے ثابت نہیں ہوا۔ البتہ بعد از شہرین زیاد سے مزاحمتہ دیکھا اس کے خلاف اور نظام حکومت کی نشان دہی ہو رہی ہے۔

۴۴۱ صفحہ ۴۴۱ یہ بات بھی کسی دلیل سے ثابت نہیں، البتہ ثابت ہے کہ خاندان حسینؑ کو جیب یزید کے پاس پہنچا، ان کا بعد ازاں احترام ملحوظ رکھا گیا اور ان میں مدینہ پہنچا دیا گیا۔

۴۴۱ صفحہ ۴۴۱ البتہ یہ ثابت نہیں ہے کہ یزیدؒ ان کے اقرار معنی حاصل ہو۔

۴۴۱ صفحہ ۴۴۱ یہ ثابت ہوا، البتہ یہ ثابت نہیں ہے۔

۴۴۱ صفحہ ۴۴۱ یہ ثابت نہیں ہے، بلکہ بعد از شہرین زیاد سے مزاحمتہ دیکھا اس کے خلاف اور نظام حکومت کی نشان دہی ہو رہی ہے۔
 صحیح جلد ۴۴۱ صفحہ ۴۴۱ البتہ یہ ثابت نہیں ہے، البتہ یہ ثابت نہیں ہے۔
 فعل کی بنا پر غور و فکر سے ثابت کرنا جہاں بہت ہے تحقیق نہیں۔

پر دہ کی اور اس کے برعکس کے اختیار رکھے، ان میں دو بیت اپنی طرف سے نہیں رکھتے
جو کہ اس کے اکثر حالات کہتے ہیں، وہ کہ جس کے صبیحہ و شام میں سے کسی ایک پر اپنے
پیشانی رکھ کر پڑھ لے، اس سے اس کے دل میں نور پیدا ہوگا اور اس کے دل میں نور پیدا ہوگا
جس سے اس کی ہر بات پر عمل کرنے کے بعد اس کے دل میں نور پیدا ہوگا اور اس کے دل میں نور پیدا ہوگا
ان ہذا کا خلافت حیدر اللہ

ہاں جب وہ اپنے حیدر اللہ کے ساتھ اپنے دل میں نور پیدا کرے گا تو اس کے دل میں نور پیدا ہوگا
وہ اپنے دل میں نور پیدا کرے گا تو اس کے دل میں نور پیدا ہوگا اور اس کے دل میں نور پیدا ہوگا
ان ہذا کا خلافت حیدر اللہ

حقیقت تو یہ ہے کہ ہر انسان کے دل میں نور پیدا ہونا چاہیے، اس کے دل میں نور پیدا ہونا چاہیے
ان ہذا کا خلافت حیدر اللہ

ان ہذا کا خلافت حیدر اللہ

عَمَّ اَصْحَابُهَا فَيَا قَوْمِ
 كَذِبَتْ اَنْفُسُكُمْ فَانْظُرُوا
 نَفْسِيَا مَا اَصْحَابُوا مِنْهَا فَاَنْتُمْ
 اَمْرًا كَذِبًا وَمَنْ مَرَّ عَلَيْهِمْ
 فَوَلَّوْهُ فَقَدْ خَلَعَتْ عَلَيْهِمْ عَن
 اَعْيُنُهُمْ وَالْاَلَامُ -
 گویا نفسیں ہر جا چلا گئی
 گویا ہر جا کھینچ لی گئی
 تم اسے لے چکے ہو، میں تمہاری
 گردنوں سے اپنی بیعت کی دھڑکی
 اتار رہا ہوں، تم جسے چاہو، اپنا
 متولی لیاؤ۔

اس خطبہ سے ظاہر ہوا کہ زید شراب کو شجاع کہتا تھا۔ اور یہ نص قرآنی کا انکار
 ہے جس سے کفر لازم آتا ہے، جس طرح ردوافض اور خود رج آیات قرآنی کا انکار کرتے
 ہیں، اور تکفیر صحابہ کے مرتکب ہوتے ہیں بالنعوس اور کبر صدیق و خادق و ذوالنورین اور
 علیؑ کی، حالانکہ ان کا خاتمہ تہذیب اور اخلاص نیت قطعی نعوس سے ثابت ہے، اَلْهٰذِهِمْ
 پاک کے انکار سے کافر ہو گئے۔

فقیر کے نزدیک یزید اور وافض اور خود رج پر جواز لعنت کی یہ دلیل ہے کہ انہوں نے
 صحابہ رابل بیت کو ایذا پہنچائی، چنانچہ چہنچاہتے رہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا :-

مَنْ اَذَاهُمْ فَقَدْ اَذَانِي و
 مَنْ اَذَانِي فَقَدْ اَذَى
 جو ان کو ایذا دیتا ہے، اس نے مجھے
 ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس
 نے اللہ کو ایذا دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-
 اِنَّ الَّذِي يُّؤْذِنُ اللّٰهَ و
 مَسُوْلُهُ لَفِي عَذَابٍ اَلَدٍّ
 جو لوگ اللہ اور اس کے رسول
 کو ایذا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر
 دنیا و آخرت میں لعنت کی۔

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْاَشْقٰى
 عَلِيَّتِ اَمْرِيْ عَنَّا لَمْ يَكُنْ
 لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْاَشْقٰى
 عَلِيَّتِ اَمْرِيْ عَنَّا لَمْ يَكُنْ

اب ہم روافض کی خرافات جو کہ ان کے کفر کو مستلزم ہیں، اور قرآنی کلمات کے انکار کے مترادف ہیں، بیان کرتے ہیں، تاکہ ان کا استحقاق لعنت ثابت ہو جائے۔

چھٹا مقالہ

خرافات و باطنی کے بیان میں اور کچھ ان کے بوجہ فضیلت غروعی مسائل کا ذکر کروا
 شیخین کے بارے میں بدعتیہ کی [۱۱] حضرات شیخین کے بارہ میں ان کا خیال
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا معاملہ نفاق کا تھا۔ دونوں کو اصحاب
 عقبہ سے شمار کرتے ہیں، اصحاب عقبہ کی وضاحت یوں کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس آ رہے تھے، یہ لوگ رات کے وقت ایک
 عقبہ پر جمع ہوئے، وہاں چند منافقوں نے ارادہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 قتل کریں، ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ابو بکر کو ہجرت کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اس لئے اپنے ساتھ کر لیا تھا کہ وہ مشرکین کو بتانے لگے، نعمتہ اللہ
 علی الکاذبین۔

یہ علالت شیخین نہیں درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمنی
 ہے، اور قرآن پاک کا انکار۔ روایات متواتر سے ثابت ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن
 عبد المطلب ایک امی انسان تھے۔ دعویٰ نبوت فرمایا اور لوہن و اعرین کے علوم کی
 ضیا پاشی کی، ہجرات دکھائے، اور تواتر سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم تنہا تھے اور تمام کفار قریش آپ کی دشمنی اور علالت میں آٹھ کھڑے ہوئے
 تھے، اس وقت کا پہلا ساتھی، ابو بکر صدیق تھا، اور چالیس اشخاص کے مسلمان ہو جانے
 کے بعد عمرؓ مسلمان ہوئے، ائمہؓ کے اسلام سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہوئی، یہ
 کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کی پیروی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رفاقت منافقانہ تھی، کیونکہ
 اس وقت طاقت و شوکت کفار کے ہاتھ میں تھی جو مسلمان ہونے لگے گونا گوں
 اذیتوں میں مبتلا کر دیا جاتا، عقل کسی طرح باور نہیں کر سکتی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تنہائی اور کفار کے غلبہ کے باوجود کوئی شخص مظلوم کی رفاقت منافقانہ
 کرے گا، اور غالبین کے ساتھ دشمنی خریدے گا، اور لذیت و تکالیف برداشت

کرے گا، شیخین کا انکار اور حقیقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار شیخین کا انکار ہے جو شیخین کے انکار سے نہیں ڈرتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار سے بھی خائف نہ ہوگا۔ ان کے مابین تفرقہ نہایت کرنا بدیہیات کا انکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا۔
(التوبة: ۴۰)

جب آپ اپنے سامع کو فرما رہے تھے، غم نہ کر اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی سمیت اپنے اور ابو بکرؓ کیلئے ثابت فرمائی ہے، اور سمیت الہی کی بنیاد پر ہی حزن کرنے سے منع فرمایا ہے، ابو بکرؓ کی دشمنی گریختی تعالیٰ سے دشمنی ہے۔
اصحاب عقبہ کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

يا ايها الذين آمنوا اذكروا انكم كنتم كفارا
وا لمنافقين ما خلط عليهم احد
ما واهم جهنم وبئس المصير
يصلفون بالله ما قالوا ولقد قالوا
كلمة الكفر وكفروا بعد اسلامهم
وهو بالمرء بينا وما نقموا الا
ان اخناهم الله ورسوله من
فضله فان يتولوا يك خيرا لهم
وان يتولوا يعدهم الله عذابا
اليم في الدنيا والاخرة وما
لهم في الارض من ولي ولا نصير

اے نبی! کفار اور منافقین کے ساتھ
جہاد کرو اور ان سے شدت کریں،
ان کا شککانا جہنم ہے، اور یہ رجوع
کا برا مقام ہے، خدا کی قسمیں کھاتے ہیں
کہ انہوں نے کفر یہ کلمہ نہیں کہا تھا کہ
انہوں نے کفر یہ کلمہ کہا ہے، اور اسلام
کے بعد کافر ہو گئے ہیں، اور وہ جو نہیں
حاصل کر سکے، اس کا ارادہ کیا لکھا اس
بابت کا انتقام لے رہے ہیں، کہ اللہ
نے اور اس کے رسول نے اللہ کے
فضل سے ان کو عسیٰ کر دیا ہے اگرچہ

(التوبہ ۶۳-۶۴)

ہے، اگر یہ لوگ توبہ کریں تو ان
کے لئے بہتر ہے، اگر سزا میں کریں
گے، خدا تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں
سزا دے گا اور زمین پر ان کا کوئی
دوست اور مددگار نہ ہوگا۔

یہ ایسا ہی مضمون میں صریح ہے کہ دغروہ تبوک کے موقع پر، اصحاب عقیدہ اگر توبہ
نہ کریں، انہیں دنیا میں عذاب آئے گا، اور زمین پر کوئی بھی ان کا مددگار نہ
ہوگا، نیز ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین اور کفار کے ساتھ مجاہدہ
اور لڑائی کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔

ان کے ساتھ دوستی، محبت، نرمی اور نرمی میں اپنی جگہ کھڑا کرنے کا حکم نہیں
دیا، اور اگر خود مرزا کے جملہ ساتھی ان کے معاذن و بہرہ ور رہے حتیٰ تعالیٰ نے ان کی تائید
و تقویت عطا فرمائی کہ قبائل عرب ان کی مساعی سے ہدیت یافتہ ہوئے کچھ بارے
گئے، اور کچھ فیدی ہوئے، قیصر و کسری کی حکومتیں ان کے ہاتھوں مغلوب ہوئیں
اور منافقوں کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ اَنْ
تَخْزِلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تَنْجِيْهِمْ
يَهَيِّىْ قُلُوْبُهُمْ قُلْ اَسْتَهْزِئُوْا
اَنْ اَنْتُمْ تَخْرِجُوْنَ مَا تَعْلَمُوْنَ -

(التوبہ ۶۴)

منافقوں کو ڈر ہے کہیں ان کے
بارہ میں سورۃ نہ اتر آئے جس کے
فردیہ آپ ان کو ان کے دل کی بات
کہیں، فرمائیے استہزاکر، اللہ تعالیٰ
تمہارے اندیشوں کو ظاہر کرنے
والا ہے۔

تیز فرمایا:-

منافقوں کو ہم دوبارہ عذاب میں مبتلا
کریں گے، دنیا میں خرمندہ کر کے

سَنَعْلِقُ الْبَشٰرَ مَدِيْنَةٍ ثُمَّ
يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ -

(الثوبۃ ۵۱)

اور قبر میں اور پھر روزِ قیامت

آخر کار اللہ تعالیٰ نے منافقین کو شرمندہ و ذلیل کیا اور ان کے اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف فرمائیے، حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ الْمُؤْمِنِينَ
حَتَّىٰ يَأْتِيَ الْخَبِيرَ مِنَ الطَّيِّبِ
اللَّهُ تَعَالَىٰ أَيْمَانُ رُءُوسِهِ
فِي يَوْمِ ذِي الْحِجَّةِ
یہاں تک کہ پلید اور پاک کو الگ الگ نہ ممتاز کرے۔

(آل عمران ۵۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی منافق کا جنازہ اس کے گھر کے جو کہ متعلق مسلمان تھا کی خاطر پڑھا حضرت عمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا، آپ جنازہ نہ پڑھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَا تَقْبَلُ عَلٰی أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ
أَبَدًا وَلَا تَقْبَلُ عَلٰی قَبْرِهِ
آپ کبھی بھی ان میں سے کسی پر جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔

(الثوبۃ ۸۴)

آیات مذکورہ کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کو امام نماز مقرر فرمایا جبکہ نماز دین کا ستون ہے، لہذا ابو بکرؓ و عمرؓ کے حق میں یہ بدترین نفقہ استعمال کرنا آیات مذکورہ کا انکار ہے، کمالاً بختمی۔

حضرت عائشہؓ کے حق میں کہتے ہیں کہ قیامت کے روز حق تعالیٰ آپ کے چہرہ کو لگ لگایا کہ آپ کے چہرے میں بدل دیں گے۔ (نور الباشا)

ایسا کہ حق تعالیٰ کا اس فرمانِ عالی کے انکار ہے۔

الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ الطَّيِّبِينَ
لِلطَّيِّبَاتِ أُولَٰئِكَ مَبْعُودُونَ
پاک عورتیں پاک مردوں کے
لئے، اور پاک مرد پاک عورتوں کے
لئے، اور بری ہیں مٹے سے جو کہ کچھ ہیں
ان کے لئے مغفرت ہے، اور

(الثوبۃ ۲۶)

عمرؓ کے بارے میں (۳۱) اکافر، فاجر کہتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دعویٰ ریاست کیا، اور شر کا دروازہ کھول دیا، اور کفر برپا کیا، اور مرتد ہوا، سلطنت کے لئے تحریف قرآن کی دعویٰ کا کفر جلایا، اور دین میں تبدیلی برپا کی، بدعات کو رواج دیا۔ (توضیحات من القرآن) اس قسم کا عقیدہ رکھنے والے انسان پر خدا لعنت کرے، اس کا بڑا صیوٹ ۱۔

بدیہیات کا انکار یہود کے علاوہ روافض سے ہی ممکن ہے کہ قذات میں غیر کے ذکر اور صاف کے باوجود انکار کرتے ہیں، روافض کا اصل عید الشہین سبا بھی یہودی تھا، اور ان میں بعض نصرانی تھے جیسا کہ علماء کہتے ہیں کہ لوگ مسلمانوں کے جیسے بن گئے، تاکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین غلاب کریں مگر ان کی مراد حق تعالیٰ کے ارادہ پر غالب نہا سکی جیسا کہ اہل سنت کا نظریہ ہے۔

بریدون ان یطفئوا نورا للہ
یا فواہرہ و یا با اللہ ان یتم
نورہ و لو کما الکافرون
(التوبة ۳۲)

ان کا ارادہ ہے، کہ اپنے چھوٹوں
سے اللہ کا نور بجھا دیں، اور اللہ ایسا
نہیں ہونے دے گا، وہ اپنے نور کو
تام کرے گا، چاہے کافروں کو ناپسند ہو

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ سے
چراغی ہو کہ ایزد بر فرد ز د
دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں چراغ مصطفویٰ جزیرۃ العرب
میں روشن تھا، آپ کی وفات کے بعد نبی صلیغہ وغیرہ قبائل عرب کے درتلا کی تیز ہوا
نے اسے بجھا دیا، مگر مشیت ایزدی نے ابا افریاء، اور ابوبکرؓ و عمرؓ کی مساعی حسنہ
سے جزیرۃ العرب کفر سے مکلا پاک ہو گیا، اللہ یہ چراغ آشا روشن ہوا کہ اطراف عالم کی
ضیا پا سخی کی۔

اس وقت قیسروں کا ارد نے زمین کے بادشاہوں کے رئیس تھے، بادشاہان
مہنت اقلیم نہیں خراج ادا کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے عہد ہی تلوار سے ان کا

صنایا گیا اور اکثر علاقے فتح ہو گئے، روئے زمین میں اسلام پھیلا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس کے برعکس یہودیوں نصاریٰ اور مجوسیوں کا خیال ہے، کہ قادیان کے ہاتھ سے شر کا دوا نہ کھلا۔

لیغیظ بہامہ الکفار الایہ تاکران کے ذریعہ کفار کو غفرت دلائے۔ (الفقہ ۲۹)

جو شخص متواتر دہدہیات مذکورہ کا انکار کرتا ہے، اس سے پوچھنا چاہیئے کہ مشرق سے مغرب تک اور قطب شمال سے جنوب تک اسلام کا شیوع اور پھیلاؤ کس کے ہاتھ ہوا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تمام جزیرہ عرب میں بھی اسلامی سلطنت مستحکم نہ ہوئی تھی، علیٰ غر کے دور میں مسلمان آپس میں لڑتے رہے بلکہ معاویہ کی جنگ میں بھی فتح حاصل نہ ہوئی، اشاعہ عشریٰ ائمہ میں کسی سے بھی یہ کارنامہ وقوع پذیر نہ ہوا، عہد مہدی صاحب، تو دشمنوں کے ڈر سے غار سرمن میں چھپے ہیں، گوہ قاف کے پرے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا یہ شیوع اور ترقی صدیق خمدیق اور ذوالنورین یا ان کے شاخواہوں کے ہاتھوں ہوئی، ارشاد حق تعالیٰ ہے۔

والذین جاودا من بعدہم
یقولون ربنا اغفر لنا ذلنا
ثوٰنا الذین سبقونا بالایمان
الایہ۔ (الحجرات ۱۰)

وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے،
کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں بخش
اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان
میں ہم سے پہلے تھے۔

ایک سوال اگر کوئی کہے کہ خلافت شیعہ مسیحوں کا مذہب ہے یا اسلام نہیں۔

جواب اگر ایسی ہی ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ کتنی تعالیٰ ایمان داروں کے مذہب کو جسے وہ پسند کرتا ہے، ظاہر فرمائے گا، پورا نہ ہوا۔ ایسا عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے، کہ آیت ذیل کا انکار اسلام آتا ہے۔

الذین ان مکناہم فی (مہاجین) اگر ہم ان کو دین میں

الارض اقاموا الصلوة و آتوا
الزکوٰۃ و امروا بالمعروف و نہوا
عن المنکر (الحجہ ۴۱)
قدرت عطا کریں تو نماز کی پابندی
کریں، زکوٰۃ دیں۔ معروف کا حکم
کریں، اور منکر سے روکیں گے۔

صحابہ پر سب کرتے ہیں | (۵۱) یہ لوگ ابو بکرؓ، عمرؓ، عائشہؓ، حفصہؓ کو سب کرنا
عبادۃ جانتے ہیں، بلکہ ہشام اہولہ عجلۃ مجسمہ ملعون نے امام صادقؑ پر جھوٹ بولا کہ
انہوں نے فرمایا: جو ان پر لعنت کرے اسے ستر نیکیوں کا ثواب ملے، دین گناہ
دور ہو جائیگا، اور دوس دس بجے بلند ہو جائیگا واللہ علی الکاذبین۔

وہ کیسا ایمان ہے جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعوں اور آپ کے
اہل بیت کے سب کو عبادت سمجھا گیا ہے، حق تعالیٰ کفار کے بارے میں فرماتا ہے۔
و ما کان صلاتہم عندا البیت
الامکا و تقصدیۃ (الانفال ۳۵)
بیٹیاں اور تالیاں ہی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کے قریب نماز پڑھتے تو کفار
قرأت میں تغلیط پیدا کرنے کے لئے تالیاں بجاتے، سیٹیاں مارتے، حق تعالیٰ
نے ان کی عبادت اور ان کا وظیفہ زندگی اسی کو قرار دیا ہے۔

شریعت میں سب کرنے کا حکم | ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کفار علی و ذوالان کو قنوت میں سب کی، جبریل علیہ السلام پیغام لائے۔

یا محمد ان اللہ مابعدک
سبا یا ولا لعنا انما بعثک
مرحمت لیس لک من الامر
شیء و یتوب علیہم و یغفرہم
لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ
نے آپ کو سب کرنے والا نہیں بنایا
اور نہ ہی لعنت کرنے والا۔ آپ کو
رحمت بنایا، آپ کے اختیار میں
کوئی چیز نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو توبہ
ناہم ظالمون۔

اس کے تفصیلی احادیث ابھراؤں میں مذکور ہو چکی ہیں۔
مسلم نے اپنے تفسیر میں ۱۵۵۵ - ۱۵۵۶ - ۱۵۵۷ - ۱۵۵۸ - ۱۵۵۹ - ۱۵۶۰ - ۱۵۶۱ - ۱۵۶۲ - ۱۵۶۳ - ۱۵۶۴ - ۱۵۶۵ - ۱۵۶۶ - ۱۵۶۷ - ۱۵۶۸ - ۱۵۶۹ - ۱۵۷۰ - ۱۵۷۱ - ۱۵۷۲ - ۱۵۷۳ - ۱۵۷۴ - ۱۵۷۵ - ۱۵۷۶ - ۱۵۷۷ - ۱۵۷۸ - ۱۵۷۹ - ۱۵۸۰ - ۱۵۸۱ - ۱۵۸۲ - ۱۵۸۳ - ۱۵۸۴ - ۱۵۸۵ - ۱۵۸۶ - ۱۵۸۷ - ۱۵۸۸ - ۱۵۸۹ - ۱۵۹۰ - ۱۵۹۱ - ۱۵۹۲ - ۱۵۹۳ - ۱۵۹۴ - ۱۵۹۵ - ۱۵۹۶ - ۱۵۹۷ - ۱۵۹۸ - ۱۵۹۹ - ۱۶۰۰ - ۱۶۰۱ - ۱۶۰۲ - ۱۶۰۳ - ۱۶۰۴ - ۱۶۰۵ - ۱۶۰۶ - ۱۶۰۷ - ۱۶۰۸ - ۱۶۰۹ - ۱۶۱۰ - ۱۶۱۱ - ۱۶۱۲ - ۱۶۱۳ - ۱۶۱۴ - ۱۶۱۵ - ۱۶۱۶ - ۱۶۱۷ - ۱۶۱۸ - ۱۶۱۹ - ۱۶۲۰ - ۱۶۲۱ - ۱۶۲۲ - ۱۶۲۳ - ۱۶۲۴ - ۱۶۲۵ - ۱۶۲۶ - ۱۶۲۷ - ۱۶۲۸ - ۱۶۲۹ - ۱۶۳۰ - ۱۶۳۱ - ۱۶۳۲ - ۱۶۳۳ - ۱۶۳۴ - ۱۶۳۵ - ۱۶۳۶ - ۱۶۳۷ - ۱۶۳۸ - ۱۶۳۹ - ۱۶۴۰ - ۱۶۴۱ - ۱۶۴۲ - ۱۶۴۳ - ۱۶۴۴ - ۱۶۴۵ - ۱۶۴۶ - ۱۶۴۷ - ۱۶۴۸ - ۱۶۴۹ - ۱۶۵۰ - ۱۶۵۱ - ۱۶۵۲ - ۱۶۵۳ - ۱۶۵۴ - ۱۶۵۵ - ۱۶۵۶ - ۱۶۵۷ - ۱۶۵۸ - ۱۶۵۹ - ۱۶۶۰ - ۱۶۶۱ - ۱۶۶۲ - ۱۶۶۳ - ۱۶۶۴ - ۱۶۶۵ - ۱۶۶۶ - ۱۶۶۷ - ۱۶۶۸ - ۱۶۶۹ - ۱۶۷۰ - ۱۶۷۱ - ۱۶۷۲ - ۱۶۷۳ - ۱۶۷۴ - ۱۶۷۵ - ۱۶۷۶ - ۱۶۷۷ - ۱۶۷۸ - ۱۶۷۹ - ۱۶۸۰ - ۱۶۸۱ - ۱۶۸۲ - ۱۶۸۳ - ۱۶۸۴ - ۱۶۸۵ - ۱۶۸۶ - ۱۶۸۷ - ۱۶۸۸ - ۱۶۸۹ - ۱۶۹۰ - ۱۶۹۱ - ۱۶۹۲ - ۱۶۹۳ - ۱۶۹۴ - ۱۶۹۵ - ۱۶۹۶ - ۱۶۹۷ - ۱۶۹۸ - ۱۶۹۹ - ۱۷۰۰ - ۱۷۰۱ - ۱۷۰۲ - ۱۷۰۳ - ۱۷۰۴ - ۱۷۰۵ - ۱۷۰۶ - ۱۷۰۷ - ۱۷۰۸ - ۱۷۰۹ - ۱۷۱۰ - ۱۷۱۱ - ۱۷۱۲ - ۱۷۱۳ - ۱۷۱۴ - ۱۷۱۵ - ۱۷۱۶ - ۱۷۱۷ - ۱۷۱۸ - ۱۷۱۹ - ۱۷۲۰ - ۱۷۲۱ - ۱۷۲۲ - ۱۷۲۳ - ۱۷۲۴ - ۱۷۲۵ - ۱۷۲۶ - ۱۷۲۷ - ۱۷۲۸ - ۱۷۲۹ - ۱۷۳۰ - ۱۷۳۱ - ۱۷۳۲ - ۱۷۳۳ - ۱۷۳۴ - ۱۷۳۵ - ۱۷۳۶ - ۱۷۳۷ - ۱۷۳۸ - ۱۷۳۹ - ۱۷۴۰ - ۱۷۴۱ - ۱۷۴۲ - ۱۷۴۳ - ۱۷۴۴ - ۱۷۴۵ - ۱۷۴۶ - ۱۷۴۷ - ۱۷۴۸ - ۱۷۴۹ - ۱۷۵۰ - ۱۷۵۱ - ۱۷۵۲ - ۱۷۵۳ - ۱۷۵۴ - ۱۷۵۵ - ۱۷۵۶ - ۱۷۵۷ - ۱۷۵۸ - ۱۷۵۹ - ۱۷۶۰ - ۱۷۶۱ - ۱۷۶۲ - ۱۷۶۳ - ۱۷۶۴ - ۱۷۶۵ - ۱۷۶۶ - ۱۷۶۷ - ۱۷۶۸ - ۱۷۶۹ - ۱۷۷۰ - ۱۷۷۱ - ۱۷۷۲ - ۱۷۷۳ - ۱۷۷۴ - ۱۷۷۵ - ۱۷۷۶ - ۱۷۷۷ - ۱۷۷۸ - ۱۷۷۹ - ۱۷۸۰ - ۱۷۸۱ - ۱۷۸۲ - ۱۷۸۳ - ۱۷۸۴ - ۱۷۸۵ - ۱۷۸۶ - ۱۷۸۷ - ۱۷۸۸ - ۱۷۸۹ - ۱۷۹۰ - ۱۷۹۱ - ۱۷۹۲ - ۱۷۹۳ - ۱۷۹۴ - ۱۷۹۵ - ۱۷۹۶ - ۱۷۹۷ - ۱۷۹۸ - ۱۷۹۹ - ۱۸۰۰ - ۱۸۰۱ - ۱۸۰۲ - ۱۸۰۳ - ۱۸۰۴ - ۱۸۰۵ - ۱۸۰۶ - ۱۸۰۷ - ۱۸۰۸ - ۱۸۰۹ - ۱۸۱۰ - ۱۸۱۱ - ۱۸۱۲ - ۱۸۱۳ - ۱۸۱۴ - ۱۸۱۵ - ۱۸۱۶ - ۱۸۱۷ - ۱۸۱۸ - ۱۸۱۹ - ۱۸۲۰ - ۱۸۲۱ - ۱۸۲۲ - ۱۸۲۳ - ۱۸۲۴ - ۱۸۲۵ - ۱۸۲۶ - ۱۸۲۷ - ۱۸۲۸ - ۱۸۲۹ - ۱۸۳۰ - ۱۸۳۱ - ۱۸۳۲ - ۱۸۳۳ - ۱۸۳۴ - ۱۸۳۵ - ۱۸۳۶ - ۱۸۳۷ - ۱۸۳۸ - ۱۸۳۹ - ۱۸۴۰ - ۱۸۴۱ - ۱۸۴۲ - ۱۸۴۳ - ۱۸۴۴ - ۱۸۴۵ - ۱۸۴۶ - ۱۸۴۷ - ۱۸۴۸ - ۱۸۴۹ - ۱۸۵۰ - ۱۸۵۱ - ۱۸۵۲ - ۱۸۵۳ - ۱۸۵۴ - ۱۸۵۵ - ۱۸۵۶ - ۱۸۵۷ - ۱۸۵۸ - ۱۸۵۹ - ۱۸۶۰ - ۱۸۶۱ - ۱۸۶۲ - ۱۸۶۳ - ۱۸۶۴ - ۱۸۶۵ - ۱۸۶۶ - ۱۸۶۷ - ۱۸۶۸ - ۱۸۶۹ - ۱۸۷۰ - ۱۸۷۱ - ۱۸۷۲ - ۱۸۷۳ - ۱۸۷۴ - ۱۸۷۵ - ۱۸۷۶ - ۱۸۷۷ - ۱۸۷۸ - ۱۸۷۹ - ۱۸۸۰ - ۱۸۸۱ - ۱۸۸۲ - ۱۸۸۳ - ۱۸۸۴ - ۱۸۸۵ - ۱۸۸۶ - ۱۸۸۷ - ۱۸۸۸ - ۱۸۸۹ - ۱۸۹۰ - ۱۸۹۱ - ۱۸۹۲ - ۱۸۹۳ - ۱۸۹۴ - ۱۸۹۵ - ۱۸۹۶ - ۱۸۹۷ - ۱۸۹۸ - ۱۸۹۹ - ۱۹۰۰ - ۱۹۰۱ - ۱۹۰۲ - ۱۹۰۳ - ۱۹۰۴ - ۱۹۰۵ - ۱۹۰۶ - ۱۹۰۷ - ۱۹۰۸ - ۱۹۰۹ - ۱۹۱۰ - ۱۹۱۱ - ۱۹۱۲ - ۱۹۱۳ - ۱۹۱۴ - ۱۹۱۵ - ۱۹۱۶ - ۱۹۱۷ - ۱۹۱۸ - ۱۹۱۹ - ۱۹۲۰ - ۱۹۲۱ - ۱۹۲۲ - ۱۹۲۳ - ۱۹۲۴ - ۱۹۲۵ - ۱۹۲۶ - ۱۹۲۷ - ۱۹۲۸ - ۱۹۲۹ - ۱۹۳۰ - ۱۹۳۱ - ۱۹۳۲ - ۱۹۳۳ - ۱۹۳۴ - ۱۹۳۵ - ۱۹۳۶ - ۱۹۳۷ - ۱۹۳۸ - ۱۹۳۹ - ۱۹۴۰ - ۱۹۴۱ - ۱۹۴۲ - ۱۹۴۳ - ۱۹۴۴ - ۱۹۴۵ - ۱۹۴۶ - ۱۹۴۷ - ۱۹۴۸ - ۱۹۴۹ - ۱۹۵۰ - ۱۹۵۱ - ۱۹۵۲ - ۱۹۵۳ - ۱۹۵۴ - ۱۹۵۵ - ۱۹۵۶ - ۱۹۵۷ - ۱۹۵۸ - ۱۹۵۹ - ۱۹۶۰ - ۱۹۶۱ - ۱۹۶۲ - ۱۹۶۳ - ۱۹۶۴ - ۱۹۶۵ - ۱۹۶۶ - ۱۹۶۷ - ۱۹۶۸ - ۱۹۶۹ - ۱۹۷۰ - ۱۹۷۱ - ۱۹۷۲ - ۱۹۷۳ - ۱۹۷۴ - ۱۹۷۵ - ۱۹۷۶ - ۱۹۷۷ - ۱۹۷۸ - ۱۹۷۹ - ۱۹۸۰ - ۱۹۸۱ - ۱۹۸۲ - ۱۹۸۳ - ۱۹۸۴ - ۱۹۸۵ - ۱۹۸۶ - ۱۹۸۷ - ۱۹۸۸ - ۱۹۸۹ - ۱۹۹۰ - ۱۹۹۱ - ۱۹۹۲ - ۱۹۹۳ - ۱۹۹۴ - ۱۹۹۵ - ۱۹۹۶ - ۱۹۹۷ - ۱۹۹۸ - ۱۹۹۹ - ۲۰۰۰ - ۲۰۰۱ - ۲۰۰۲ - ۲۰۰۳ - ۲۰۰۴ - ۲۰۰۵ - ۲۰۰۶ - ۲۰۰۷ - ۲۰۰۸ - ۲۰۰۹ - ۲۰۱۰ - ۲۰۱۱ - ۲۰۱۲ - ۲۰۱۳ - ۲۰۱۴ - ۲۰۱۵ - ۲۰۱۶ - ۲۰۱۷ - ۲۰۱۸ - ۲۰۱۹ - ۲۰۲۰ - ۲۰۲۱ - ۲۰۲۲ - ۲۰۲۳ - ۲۰۲۴ - ۲۰۲۵ - ۲۰۲۶ - ۲۰۲۷ - ۲۰۲۸ - ۲۰۲۹ - ۲۰۳۰ - ۲۰۳۱ - ۲۰۳۲ - ۲۰۳۳ - ۲۰۳۴ - ۲۰۳۵ - ۲۰۳۶ - ۲۰۳۷ - ۲۰۳۸ - ۲۰۳۹ - ۲۰۴۰ - ۲۰۴۱ - ۲۰۴۲ - ۲۰۴۳ - ۲۰۴۴ - ۲۰۴۵ - ۲۰۴۶ - ۲۰۴۷ - ۲۰۴۸ - ۲۰۴۹ - ۲۰۵۰ - ۲۰۵۱ - ۲۰۵۲ - ۲۰۵۳ - ۲۰۵۴ - ۲۰۵۵ - ۲۰۵۶ - ۲۰۵۷ - ۲۰۵۸ - ۲۰۵۹ - ۲۰۶۰ - ۲۰۶۱ - ۲۰۶۲ - ۲۰۶۳ - ۲۰۶۴ - ۲۰۶۵ - ۲۰۶۶ - ۲۰۶۷ - ۲۰۶۸ - ۲۰۶۹ - ۲۰۷۰ - ۲۰۷۱ - ۲۰۷۲ - ۲۰۷۳ - ۲۰۷۴ - ۲۰۷۵ - ۲۰۷۶ - ۲۰۷۷ - ۲۰۷۸ - ۲۰۷۹ - ۲۰۸۰ - ۲۰۸۱ - ۲۰۸۲ - ۲۰۸۳ - ۲۰۸۴ - ۲۰۸۵ - ۲۰۸۶ - ۲۰۸۷ - ۲۰۸۸ - ۲۰۸۹ - ۲۰۹۰ - ۲۰۹۱ - ۲۰۹۲ - ۲۰۹۳ - ۲۰۹۴ - ۲۰۹۵ - ۲۰۹۶ - ۲۰۹۷ - ۲۰۹۸ - ۲۰۹۹ - ۲۱۰۰ - ۲۱۰۱ - ۲۱۰۲ - ۲۱۰۳ - ۲۱۰۴ - ۲۱۰۵ - ۲۱۰۶ - ۲۱۰۷ - ۲۱۰۸ - ۲۱۰۹ - ۲۱۱۰ - ۲۱۱۱ - ۲۱۱۲ - ۲۱۱۳ - ۲۱۱۴ - ۲۱۱۵ - ۲۱۱۶ - ۲۱۱۷ - ۲۱۱۸ - ۲۱۱۹ - ۲۱۲۰ - ۲۱۲۱ - ۲۱۲۲ - ۲۱۲۳ - ۲۱۲۴ - ۲۱۲۵ - ۲۱۲۶ - ۲۱۲۷ - ۲۱۲۸ - ۲۱۲۹ - ۲۱۳۰ - ۲۱۳۱ - ۲۱۳۲ - ۲۱۳۳ - ۲۱۳۴ - ۲۱۳۵ - ۲۱۳۶ - ۲۱۳۷ - ۲۱۳۸ - ۲۱۳۹ - ۲۱۴۰ - ۲۱۴۱ - ۲۱۴۲ - ۲۱۴۳ - ۲۱۴۴ - ۲۱۴۵ - ۲۱۴۶ - ۲۱۴۷ - ۲۱۴۸ - ۲۱۴۹ - ۲۱۵۰ - ۲۱۵۱ - ۲۱۵۲ - ۲۱۵۳ - ۲۱۵۴ - ۲۱۵۵ - ۲۱۵۶ - ۲۱۵۷ - ۲۱۵۸ - ۲۱۵۹ - ۲۱۶۰ - ۲۱۶۱ - ۲۱۶۲ - ۲۱۶۳ - ۲۱۶۴ - ۲۱۶۵ - ۲۱۶۶ - ۲۱۶۷ - ۲۱۶۸ - ۲۱۶۹ - ۲۱۷۰ - ۲۱۷۱ - ۲۱۷۲ - ۲۱۷۳ - ۲۱۷۴ - ۲۱۷۵ - ۲۱۷۶ - ۲۱۷۷ - ۲۱۷۸ - ۲۱۷۹ - ۲۱۸۰ - ۲۱۸۱ - ۲۱۸۲ - ۲۱۸۳ - ۲۱۸۴ - ۲۱۸۵ - ۲۱۸۶ - ۲۱۸۷ - ۲۱۸۸ - ۲۱۸۹ - ۲۱۹۰ - ۲۱۹۱ - ۲۱۹۲ - ۲۱۹۳ - ۲۱۹۴ - ۲۱۹۵ - ۲۱۹۶ - ۲۱۹۷ - ۲۱۹۸ - ۲۱۹۹ - ۲۲۰۰ - ۲۲۰۱ - ۲۲۰۲ - ۲۲۰۳ - ۲۲۰۴ - ۲۲۰۵ - ۲۲۰۶ - ۲۲۰۷ - ۲۲۰۸ - ۲۲۰۹ - ۲۲۱۰ - ۲۲۱۱ - ۲۲۱۲ - ۲۲۱۳ - ۲۲۱۴ - ۲۲۱۵ - ۲۲۱۶ - ۲۲۱۷ - ۲۲۱۸ - ۲۲۱۹ - ۲۲۲۰ - ۲۲۲۱ - ۲۲۲۲ - ۲۲۲۳ - ۲۲۲۴ - ۲۲۲۵ - ۲۲۲۶ - ۲۲۲۷ - ۲۲۲۸ - ۲۲۲۹ - ۲۲۳۰ - ۲۲۳۱ - ۲۲۳۲ - ۲۲۳۳ - ۲۲۳۴ - ۲۲۳۵ - ۲۲۳۶ - ۲۲۳۷ - ۲۲۳۸ - ۲۲۳۹ - ۲۲۴۰ - ۲۲۴۱ - ۲۲۴۲ - ۲۲۴۳ - ۲۲۴۴ - ۲۲۴۵ - ۲۲۴۶ - ۲۲۴۷ - ۲۲۴۸ - ۲۲۴۹ - ۲۲۵۰ - ۲۲۵۱ - ۲۲۵۲ - ۲۲۵۳ - ۲۲۵۴ - ۲۲۵۵ - ۲۲۵۶ - ۲۲۵۷ - ۲۲۵۸ - ۲۲۵۹ - ۲۲۶۰ - ۲۲۶۱ - ۲۲۶۲ - ۲۲۶۳ - ۲۲۶۴ - ۲۲۶۵ - ۲۲۶۶ - ۲۲۶۷ - ۲۲۶۸ - ۲۲۶۹ - ۲۲۷۰ - ۲۲۷۱ - ۲۲۷۲ - ۲۲۷۳ - ۲۲۷۴ - ۲۲۷۵ - ۲۲۷۶ - ۲۲۷۷ - ۲۲۷۸ - ۲۲۷۹ - ۲۲۸۰ - ۲۲۸۱ - ۲۲۸۲ - ۲۲۸۳ - ۲۲۸۴ - ۲۲۸۵ - ۲۲۸۶ - ۲۲۸۷ - ۲۲۸۸ - ۲۲۸۹ - ۲۲۹۰ - ۲۲۹۱ - ۲۲۹۲ - ۲۲۹۳ - ۲۲۹۴ - ۲۲۹۵ - ۲۲۹۶ - ۲۲۹۷ - ۲۲۹۸ - ۲۲۹۹ - ۲۳۰۰ - ۲۳۰۱ - ۲۳۰۲ - ۲۳۰۳ - ۲۳۰۴ - ۲۳۰۵ - ۲۳۰۶ - ۲۳۰۷ - ۲۳۰۸ - ۲۳۰۹ - ۲۳۱۰ - ۲۳۱۱ - ۲۳۱۲ - ۲۳۱۳ - ۲۳۱۴ - ۲۳۱۵ - ۲۳۱۶ - ۲۳۱۷ - ۲۳۱۸ - ۲۳۱۹ - ۲۳۲۰ - ۲۳۲۱ - ۲۳۲۲ - ۲۳۲۳ - ۲۳۲۴ - ۲۳۲۵ - ۲۳۲۶ - ۲۳۲۷ - ۲۳۲۸ - ۲۳۲۹ - ۲۳۳۰ - ۲۳۳۱ - ۲۳۳۲ - ۲۳۳۳ - ۲۳۳۴ - ۲۳۳۵ - ۲۳۳۶ - ۲۳۳۷ - ۲۳۳۸ - ۲۳۳۹ - ۲۳۴۰ - ۲۳۴۱ - ۲۳۴۲ - ۲۳۴۳ - ۲۳۴۴ - ۲۳۴۵ - ۲۳۴۶ - ۲۳۴۷ - ۲۳۴۸ - ۲۳۴۹ - ۲۳۵۰ - ۲۳۵۱ - ۲۳۵۲ - ۲۳۵۳ - ۲۳۵۴ - ۲۳۵۵ - ۲۳۵۶ - ۲۳۵۷ - ۲۳۵۸ - ۲۳۵۹ - ۲۳۶۰ - ۲۳۶۱ - ۲۳۶۲ - ۲۳۶۳ - ۲۳۶۴ - ۲۳۶۵ - ۲۳۶۶ - ۲۳۶۷ - ۲۳۶۸ - ۲۳۶۹ - ۲۳۷۰ - ۲۳۷۱ - ۲۳۷۲ - ۲۳۷۳ - ۲۳۷۴ - ۲۳۷۵ - ۲۳۷۶ - ۲۳۷۷ - ۲۳۷۸ - ۲۳۷۹ - ۲۳۸۰ - ۲۳۸۱ - ۲۳۸۲ - ۲۳۸۳ - ۲۳۸۴ - ۲۳۸۵ - ۲۳۸۶ - ۲۳۸۷ - ۲۳۸۸ - ۲۳۸۹ - ۲۳۹۰ - ۲۳۹۱ - ۲۳۹۲ - ۲۳۹۳ - ۲۳۹۴ - ۲۳۹۵ - ۲۳۹۶ - ۲۳۹۷ - ۲۳۹۸ - ۲۳۹۹ - ۲۴۰۰ - ۲۴۰۱ - ۲۴۰۲ - ۲۴۰۳ - ۲۴۰۴ - ۲۴۰۵ - ۲۴۰۶ - ۲۴۰۷ - ۲۴۰۸ - ۲۴۰۹ - ۲۴۱۰ - ۲۴۱۱ - ۲۴۱۲ - ۲۴۱۳ - ۲۴۱۴ - ۲۴۱۵ - ۲۴۱۶ - ۲۴۱۷ - ۲۴۱۸ - ۲۴۱۹ - ۲۴۲۰ - ۲۴۲۱ - ۲۴۲۲ - ۲۴۲۳ - ۲۴۲۴ - ۲۴۲۵ - ۲۴۲۶ - ۲۴۲۷ - ۲۴۲۸ - ۲۴۲۹ - ۲۴۳۰ - ۲۴۳۱ - ۲۴۳۲ - ۲۴۳۳ - ۲۴۳۴ - ۲۴۳۵ - ۲۴۳۶ - ۲۴۳۷ - ۲۴۳۸ - ۲۴۳۹ - ۲۴۴۰ - ۲۴۴۱ - ۲۴۴۲ - ۲۴۴۳ - ۲۴۴۴ - ۲۴۴۵ - ۲۴۴۶ - ۲۴۴۷ - ۲۴۴۸ - ۲۴۴۹ - ۲۴۵۰ - ۲۴۵۱ - ۲۴۵۲ - ۲۴۵۳ - ۲۴۵۴ - ۲۴۵۵ - ۲۴۵۶ - ۲۴۵۷ - ۲۴۵۸ - ۲۴۵۹ - ۲۴۶۰ - ۲۴۶۱ - ۲۴۶۲ - ۲۴۶۳ - ۲۴۶۴ - ۲۴۶۵ - ۲۴۶۶ - ۲۴۶۷ - ۲۴۶۸ - ۲۴۶۹ - ۲۴۷۰ - ۲۴۷۱ - ۲۴۷۲ - ۲۴۷۳ - ۲۴۷۴ - ۲۴۷۵ - ۲۴۷۶ - ۲۴۷۷ - ۲۴۷۸ - ۲۴۷۹ - ۲۴۸۰ - ۲۴۸۱ - ۲۴۸۲ - ۲۴۸۳ - ۲۴۸۴ - ۲۴۸۵ - ۲۴۸۶ - ۲۴۸۷ - ۲۴۸۸ - ۲۴۸۹ - ۲۴۹۰ - ۲۴۹۱ - ۲۴۹۲ - ۲۴۹۳ - ۲۴۹۴ - ۲۴۹۵ - ۲۴۹۶ - ۲۴۹۷ - ۲۴۹۸ - ۲۴۹۹ - ۲۵۰۰ - ۲۵۰۱ - ۲۵۰۲ - ۲۵۰۳ - ۲۵۰۴ - ۲۵۰۵ - ۲۵۰۶ - ۲۵۰۷ - ۲۵۰۸ - ۲۵۰۹ - ۲۵۱۰ - ۲۵۱۱ - ۲۵۱۲ - ۲۵۱۳ - ۲۵۱۴ - ۲۵۱۵ - ۲۵۱۶ - ۲۵۱۷ - ۲۵۱۸ - ۲۵۱۹ - ۲۵۲۰ - ۲۵۲۱ - ۲۵۲۲ - ۲۵۲۳ - ۲۵۲۴ - ۲۵۲۵ - ۲۵۲۶ - ۲۵۲۷ - ۲۵۲۸ - ۲۵۲۹ - ۲۵۳۰ - ۲۵۳۱ - ۲۵۳۲ - ۲۵۳۳ - ۲۵۳۴ - ۲۵۳۵ - ۲۵۳۶ - ۲۵۳۷ - ۲۵۳۸ - ۲۵۳۹ - ۲۵۴۰ - ۲۵۴۱ - ۲۵۴۲ - ۲۵۴۳ - ۲۵۴۴ - ۲۵۴۵ - ۲۵۴۶ - ۲۵۴۷ - ۲۵۴۸ - ۲۵۴۹ - ۲۵۵۰ - ۲۵۵۱ - ۲۵۵۲ - ۲۵۵۳ - ۲۵۵۴ - ۲۵۵۵ - ۲۵۵۶ - ۲۵۵۷ - ۲۵۵۸ - ۲۵۵۹ - ۲۵۶۰ - ۲۵۶۱ - ۲۵۶۲ - ۲۵۶۳ - ۲۵۶۴ - ۲۵۶۵ - ۲۵۶۶ - ۲۵۶۷ - ۲۵۶۸ - ۲۵۶۹ - ۲۵۷۰ - ۲۵۷۱ - ۲۵۷۲ - ۲۵۷۳ - ۲۵۷۴ - ۲۵۷۵ - ۲۵۷۶ - ۲۵۷۷ - ۲۵۷۸ - ۲۵۷۹ - ۲۵۸۰ - ۲۵۸۱ - ۲۵۸۲ - ۲۵۸۳ - ۲۵۸۴ - ۲۵۸۵ - ۲۵۸۶ - ۲۵۸۷ - ۲۵۸۸ - ۲۵۸۹ - ۲۵۹۰ - ۲۵۹۱ - ۲۵۹۲ - ۲۵۹۳ - ۲۵۹۴ - ۲۵۹۵ - ۲۵۹۶ - ۲۵۹۷ - ۲۵۹۸ - ۲۵۹۹ - ۲۶۰۰ - ۲۶۰۱ - ۲۶۰۲ - ۲۶۰۳ - ۲۶۰۴ - ۲۶۰۵ - ۲۶۰۶ - ۲۶۰۷ - ۲۶۰۸ - ۲۶۰۹ - ۲۶۱۰ - ۲۶۱۱ - ۲۶۱۲ - ۲۶۱۳ - ۲۶۱۴ - ۲۶۱۵ - ۲۶۱۶ - ۲۶۱۷ - ۲۶۱۸ - ۲۶۱۹ - ۲۶۲۰ - ۲۶۲۱ - ۲۶۲۲ - ۲۶۲۳ - ۲۶۲۴ - ۲۶۲۵ - ۲۶۲۶ - ۲۶۲۷ - ۲۶۲۸ - ۲۶۲۹ - ۲۶۳۰ - ۲۶۳۱ - ۲۶۳۲ - ۲۶۳۳ - ۲۶۳۴ - ۲۶۳۵ - ۲۶۳۶ - ۲۶۳۷ - ۲۶۳۸ - ۲۶۳۹ - ۲۶۴۰ - ۲۶۴۱ - ۲۶۴۲ - ۲۶۴۳ - ۲۶۴۴ - ۲۶۴۵ - ۲۶۴۶ - ۲۶۴۷ - ۲۶۴۸ - ۲۶۴۹ - ۲۶۵۰ - ۲۶۵۱ - ۲۶۵۲ - ۲۶۵۳ - ۲۶۵۴ - ۲۶۵۵ - ۲۶۵۶ - ۲۶۵۷ - ۲۶۵۸ - ۲۶۵۹ - ۲۶۶۰ - ۲۶۶۱ - ۲۶۶۲ - ۲۶۶۳ - ۲۶۶۴ - ۲۶۶۵ - ۲۶۶۶ - ۲۶۶۷ - ۲۶۶۸ - ۲۶۶۹ - ۲۶۷۰ - ۲۶۷۱ - ۲۶۷۲ - ۲۶۷۳ - ۲۶۷۴ - ۲۶۷۵ - ۲۶۷۶ - ۲۶۷۷ - ۲۶۷۸ - ۲۶۷۹ - ۲۶۸۰ - ۲۶۸۱ - ۲۶۸۲ - ۲۶۸۳ - ۲۶۸۴ - ۲۶۸۵ - ۲۶۸۶ - ۲۶۸۷ - ۲۶۸۸ - ۲۶۸۹ - ۲۶۹۰ - ۲۶۹۱ - ۲۶۹۲ - ۲۶۹۳ - ۲۶۹۴ - ۲۶۹۵ - ۲۶۹۶ - ۲۶۹۷ - ۲۶۹۸ - ۲

کی توفیق دے، یا عذاب کرے کہ
یہ لوگ ظالم ہیں۔

حضرت علیؑ سے منہج الہدایہ میں مروی ہے۔

علیؑ نے اپنے دوستوں سے سنا کہ شامیل پر لعنت کہتے ہیں، تو فرمایا۔
انی اکبر لکم ان تکو حوا میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ
تم گالی دینے والے بنو۔

عمرؓ نے زبردستی دختر فاطمہؑ کی ۶۱ کلمات خبیثہ سے ہے، یہ بات کہ عمرؓ نے
زبردستی دختر فاطمہؑ کو کشتوم بنت علیؑ چھین لی تھی، اور ایک غلط بات امام صادقؑ
کی طرف منسوب کی جاتی ہے، کہ ان سے کسی نے ام کشتومؑ کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا۔
ہو اول فوجہ غصہ بٹاؤ۔
یہ خمر گاہ ہم سے چھین لی گئی ہے۔

یہ لوگ علیہم علیہم مرتضوی حمیت وغیرت سے بھی نہیں ڈرتے کہ اس قسم کے
الفاظ انہی برادرہ کایں کوئی بھی اپنی عزت کے لئے گوارا نہیں کرتا پھر جائید
طبیہیں اور طبیات کے حق میں ایسے نازیبا الفاظ استعمال کئے جائیں، علیؑ نے کی
بہادری ستم ہے، اور حقی کہ فریق مخالفت کی ایک سردایت میں ہے۔

کہ عمرؓ نے خیسان، علیؑ کا تذکرہ حقیر الفاظ سے کیا تو علیؑ نے ناراض ہو گئے، جھگڑ
پڑے، اور مکان زمین پر پھینکی وہ اندھا بن گئی، وغیرہ وغیرہ مکمل واقعہ پہلے مذکور
ہو چکا ہے۔ عجیب بات ہے کہ علیؑ اپنی جماعت کی برائی تو گوارا نہ کریں، اور
اپنی پاک دختر کا غضب ہونا برداشت نہ کریں۔

حضرت علیؑ کی شان میں غلو اور افراط ۷۱، اس حد تک کرتے ہیں کہ اس سے
صریح کفر لازم آتا ہے، غالی و افراط کا عقیدہ ہے کہ علیؑ خدا ہے، یا خدا ان میں حلول
کر چکا ہے، اور یہ کہ علیؑ ہی رسول ہیں۔ جبریلؑ بھول کر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آ گئے، اور یہ کہ علیؑ رسالت میں ناپ کے شریک ہیں۔ اثنا عشری اگر چہ انہی رسول

سے علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام کتاب الکمل باب تدریجہ الموعظہ

کا علی بن ابی طالب نے اطلاق نہیں کرتے، مگر الوہیت اور رسالت کے معانی کا اطلاق علی بن ابی طالب پر کرتے ہیں، اعتبار معانی کا ہے نہ کہ الفاظ کا یہ لوگ بھی اس معاملہ میں خالیوں کے رنگ میں رنگین ہیں۔

اثنا عشری کہتے ہیں کہ منہ جہذیل آیات میں رب سے مراد علی نہیں۔

۱۔ انہم ملقواہم و انہم الیہ۔ انہوں نے رب سے ملنا ہے اور یہ اسی کی طرف رجوع کریں گے۔
۲۔ وکان للکافرا علی ربہم ظہیرا۔ (انفاق ۵۵)

۱۳۔ یا ایہنا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک (الفجر ۲۸-۲۹)
اے مطمئن نفس اپنے رب کے پاس واپس چل۔

حالا کہ رب اور الہ ایک ہی ہے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح امیر المؤمنین علی بن ابی طالب سے یہ غلط روایت منسوب کرتے ہیں، اگر انہوں نے ایک خطبہ میں فرمایا،

انا اخذ العہد من الادیار
فی الاموال انا المناوی المست
بر حکم انا منشئ الانام
میں نے ہی ازل میں اودھ سے عہد لیا تھا، اور میں المست حکم (کیا میں تمہارا رب نہیں) کی نذر لگائی تھی، میں لوگوں کو پیدا کرتا ہوں۔

یہ روایت کفر میں بتائی روایت سے بھی زیادہ واضح ہے۔

نیز ایک اور غلط روایت علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہے، اگر انہوں نے فرمایا،

انا المنتقم من علی غیرہ۔ میں دوسروں پر بڑھا ہوا ہوں۔

اس سے تو علی بن ابی طالب کی جیسے پیغمبروں حتیٰ کہ سرورِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فوقیت لازم

ملہ حضرت علی بن ابی طالب سے فرمائی، حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب سے فرمائی، حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب سے فرمائی۔

آتی ہے، نیز کہتے ہیں:-

الرسول كانوا يعني يدينون
و بحسبه كانوا يشهدون ذكوه
ابن طائوس سبط محمد بن
الحسن الطوسي:-

نیز کہتے ہیں:-

ان الله بعث الرسول و
النبيين على ولاية علي بن ابي طالب محمد
بن العباس بن مردان:-

نیز کہتے ہیں:-

لولا علي لما خلق الانبياء
معاذ ابن المجمر عن محمد بن
الحنفية عن علي:-

نیز کہتے ہیں:-

آدم عليه السلام نے علی رضی اللہ عنہ اور ائمہ پر محمد کی، بعد از ایم علیہ السلام نے علیؑ سے
پسے گروہ میں آنے کی درخواست کی قرآن میں نازل ہے:-

وان من شيعته لا يراهيبر
اس کے شیعہ میں سے ہے
(الصافات ۸۳) البرہم:-

اس قسم کے اور بھی غلط کلمات کے قائل ہیں، ان کذبات و مغزیات سے جو کہ
علیؑ اور ائمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، علیؑ کی اللہ کے رسول پر تفضیل و افضلیت
ہے، گویا انہوں نے رسالت کا مفہوم علیؑ کے لئے ثابت کیا، لیکن کجیت للفضل بقو فضل
نیز کہتے ہیں:-

احدنا الصراط المستقيم من عرلا مستقيم من عرلا حبل ہے:-

اللہ کے رسول علیؑ کی اتباع کرتے
تھے، اور اس کی حبس کی، شاہد تھے
ابن طائوس سبط محمد بن الحسن
طوسی نے اسے نقل کیا ہے:-

اللہ تعالیٰ نے ولایت علیؑ پر
پسے انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے ہیں،
(محمد بن عباس نے اسے روایت کیا،

علیؑ نہ ہوتا تو انبیاء کو پیدا نہ کرتا،
اسے ابن العلم نے محمد بن حنفیہ عن علیؑ
نقل کیا ہے:-

نیز کہتے ہیں:-

لئن اشرکت لیحبطن
عملک (الزمر ۶۵)

اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے
عمل ضائع ہو جائیں گے۔

کا مضموم یہ ہے:-

لئن اشرکت یا محمد
مع علی فی الخلافۃ لیحبطن
عملک۔

اے محمد اگر آپ نے خلافت میں علی
کے ساتھ کسی کو شریک کیا تو آپ کے
عمل ضائع ہو جائیں گے۔

نیز کہتے ہیں:-

بدشعب مزاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ کو خدا کے نزدیک باپ
ان اقول سے علیؑ کی عمر صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت لازم آتی ہے۔

ان کا ایک اور قول ہے جس سے مالکیت یوم الدین میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علیؑ
کی مشارکت اللہ تعالیٰ کے ساتھ لازم آتی ہے، کہتے ہیں، قیامت کے روز انہوں میں
حاکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علیؑ ان کے شریک کار ہوں گے، یہ سب اقوال منفرقا اور
صورت ہیں، حضرت علیؑ اور ان سے ثابت نہیں۔

(۸) اس گروہ کے بعض فصول نے ایک دعا قنوت وضع کر کے حضرت علیؑ کی طرف
منسوب کر دی جس میں شیخینؑ کی جناب میں سبے لمن کیا گیا ہے، وہ قنوت یہ ہے۔

اللہم العن صباہی قرایش
وغیرہم و طاعو متہم
الذین خالفوا امرک وانکرا
وحیک و جحدوا انعامک و
عصیا مامولک و قلبا دینک
و حرما کتابک۔

اے اللہ قریش کے دو بتوں اور ان کے
خجیثوں اور ان کے طاغوتوں پر لعنت کر
جنہوں نے تیرے حکم کی خلاف ورزی
کی تیرے وحی کا انکار کیا، تیرے انعام
سے انکاری ہوئے، تیرے رسول کی
نافرمانی کی، تیرا دین بدل دیا، تیری
کتاب کو حرام کہا۔

یہ موضوع دعا ہے، حضرت علیؑ سے ثابت نہیں ہے، اور پھر اس میں بیان کردہ اوصاف حضرات شیعین میں موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سبے لعن ان سے دور ہو گیا جس طرح قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مذہم کے لقب سے گالی دیتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو محمد ہوں، اللہ تعالیٰ نے کلمہ کی گالیاں میرے سے پھیر دی ہیں کہ یہ لوگ کسی مذہم کو گالی دے رہے ہیں۔

عجب علیؑ دوزخ میں نہ جایا گیا ۱۱۹۱ھ کا ایک غلط اور مغتری عقیدہ یہ ہے کہ شیعہ عجب علیؑ دوزخ میں نہ جائیں گے۔ اور شیعہ کے سوا کوئی بھی بہشت میں نہ جائے گا، گویا کہ خود سے احکام شرع بھی ساقط کر دیتے، اگر کوئی بڑا جہنم اور حصول بہشت کے لئے حب علیؑ کو کچھ کافی سمجھ لیا ہے، اس طرح کافر یہود و نصاریٰ کا عقیدہ تقاریر کہتے تھے۔

لن یدخل الجنة الا من کان
ہودا او نصاریٰ (البقرة ۱۱۹)
جنت میں کوئی بھی نہ جائے گا، سوا
یہود اور نصاریٰ کے۔
نیز کہتے تھے۔

نحن ابناؤا لله واحباءہ
(المائدة ۱۸)
ہم اللہ کے فرزند اور اس
کے محبوب ہیں۔

اس عقیدہ کی رفاقت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صغیر یا کبیر و گناہ کوئی بھی شیعوں کے لئے ضرور مہل نہیں ہے۔

چنانچہ ابن بابویہ علیہ السلام مصادقؑ سے نقل کرتا ہے۔

محب علیؑ لا یدخل
النار وحب علیؑ حنة لا یفتر
عقیدہ کا حب علیؑ دوزخ میں نہ
جائے گا، اور حب علیؑ ہی ایک ایسی نیکی
ہے، جس کے ساتھ کوئی گناہ نقصان
نہیں پہنچاتا۔

نیز روایت کرتے ہیں۔

لا يدخل المجنة الاشعة

جنت میں شیخ علی کے علاوہ کوئی

10

42625

ابن ابیہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے:-

من والى علياً لا يُعَذِّبُهُ اللهُ

جو علی غصہ دیتی کہتا ہے ان لوگوں کو

والله اعلم

عزت شریک اچھے اس کی نافرمانی کرے،

مذکورہ مجموعے اور منفرد مقالات سے مرعع شریعت کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ اس

صورت میں نماز پڑھنے کا کوئی قائلہ نہ ہو گا اور نہ نقصان دہ نہ ہو گا۔ محب علیؑ کو نماز کی کیا حاجت؟ اور اگر کوئی شیعہ نہیں یا محب علی نہیں چاہے تعوی کی کارندگی بسر کرنے بہشت میں نہ جائے گا، یہ تو مرجعہ کا نظریہ ہے، اور اس سے تمام شریعت کا انکار لازم آتا ہے اس کے برعکس ائمہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فمن يعمل مثقال ذرة خيرا

جو ایک قدرہ نیکی کرتا ہے اسے پانے

بيرة ومن يعمل مثقال ذرة خيرا

گاہ اور سخاوتِ قرۃِ نبوی کریمؐ

بيروت - الرياض ١٢

254

ان کے چند فروعی غلط مسائل | امام مہدی کے غیبت کے ایام میں جہاد فاسد

ہے خصوصیات کا فیصلہ ناقامت حدود و اقتضات کئی کے لئے بھی جائز نہیں ہو سکتا ہے۔ اس طرح تو نظام عالم تباہ ہو جائیگا، انصاف مام پر ایک دلیل تھی یہ کہ اصلح و اطہر اللہ تعالیٰ پر واجب اور حق ہے اس عقیدہ سے وہ بھی ختم ہو گئی۔ البتہ یہ کہتے ہیں کہ شروط نیابت کا جامع مجتہد جس سے اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا بڑا عالم نہ ہو، وہ اقامت حدود و اقتضات اور خصوصیات کے فیصلے کر سکتا ہے، مگر جہاں وہ بھی نہیں کر سکتا، ہاں یہ مہانتا کہ اس سے بڑا اور کوئی عالم نہ ہے، محال ہے۔ نیز وہ ایک عالم جمیع بلاد اسلام کے فیصلے کرے، ناممکن ہے۔ کلام بختمی۔

[illegible]

۱۸۔ غیر مکمل نہ ہونا اور پابندی میں نہ لگنا واجب نہیں کہتے۔

۱۹۔ عورت پر اعتدال سے قبل واجب کہتے ہیں، مگر یہ بھی کہتے ہیں، امام صادق نے عورتوں کو مسئلہ اعتدال سکھانے سے منع فرمایا ہے۔

۱۰۔ کہتے ہیں، امہ نے مخلوق کو تعلیم اصل دین سے منع فرمادیا ہے۔

۱۱۔ کہتے ہیں کہ محمد باقر خاں اور صفیر صادقؑ کو اللہ تعالیٰ نے کتاب ممنوم میں تفسیر ترک کرنے کا حکم دیا تھا، مگر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا، اس قول سے امہ کا عصیان ثابت ہوا جو کہ عصمت کے منافی ہے،

۱۲۔ کہتے ہیں اگر کوئی شخص کسی مضطر کو طعام نہ دے، تو مجبور شخص اسے قتل کر دے، اور طعام چھین لے جائز ہے، اسی طرح اگر وہ طعام کی قیمت گراں طلب کرے تو بھی اسے قتل کر کے طعام چھین لے درست ہے،

۱۳۔ نابینا سے قصاص نہیں لیا جاتا۔

۱۴۔ والدین، اولاد یا اولاد اولاد یا بھائیوں کی موت پر گریبان پھیلا نا جائز

کہتے ہیں۔

فرقہ بین امامیہ کی مشابہت یہ | امامیہ کے فرقوں میں غالب فرقے باطنیہ، سہیو، یہود و نصاریٰ و مجوس و مشہور | قراسلیہ، آرائیہ، غزالیہ، اصفیہ کی یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت نہایت واضح ہے، کہ یہ مشرک گروہ ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، یہودیوں کے ساتھ ان کی دیگر مشابہت یہ ہے کہ یہ بھی یہودی کی طرح کتاب کی بعض باتیں مانتے ہیں، اور بعض کا انکار کر دیتے ہیں کہ قرآن میں تعزیت کے قائل ہیں۔ نیز یہود کہتے ہیں، خروج و جہاں تک جہاد جائز نہ ہے امامیہ کہتے ہیں، خروج مہرباں تک جہاد موقوف ہے، مغرب نماز کی تاخیر تاروں کے مکمل ظہور تک کرتے ہیں، اور سحری جلدی کرتے ہیں، یہودی مسلمانوں کا قتل جائز سمجھتے ہیں، امامیہ قتل سنی کو نیکی شمار کرتے ہیں، اگر کوئی مرد اپنی عورت سے کہوے، طلاق نکلائیں، تو تھے تین طلاق

دی، امامیہ اور یہود کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوتا یہودی کہتے ہیں۔

لیس علیہا فی الاممین سبیل ذالک علیہا امامیہ کہتے ہیں انیس علیہا فی السبیل۔ یہودی علی علیہ السلام اور ان کے حواریوں کو برا بھلا کہتے ہیں، امامیہ صحابہؓ اور بعض اہل بیت سے بعض رکھتے ہیں، یہودی انور کچھ اور باہر کچھ کا مذاق کرتے ہیں، اور امامیہ تقیہ کے قائل ہیں، اثنا عشریہ کی نصاریٰ کے ساتھ مشابہت یہ ہے کہ نصاریٰ نجاست سے تنزہ نہیں کرتے، اور امامیہ بھی تین بار حجاب لینے کو کافی سمجھتے ہیں، چاہے مذاتو تک پیشاب سے آلودہ ہو۔ نصاریٰ چاروں سمت منہ کر کے نماز جائز کہتے ہیں، امامیہ بھی نقل میں چاروں سمت منہ کرنا جائز جانتے ہیں، امامیہ نصاریٰ کی طرح بعض ایام کو بغیر حکم خداوندی عید کے طور پر مناتے ہیں، جیسے عید غدیر عید بروز قتل عمرؓ وغیرہ۔

اثنا عشریہ کی مشابہت مانعین کے ساتھ یہ ہے کہ صابی بعض مخلوق کو مؤثر بقادر سمجھتے ہیں، اور امامیہ حیوانات کو اپنے افعال کا خالق جانتے ہیں۔

اثنا عشریہ کی مجوس کے ساتھ مشابہت یہ ہے کہ مجوس یزدان کو خالق خیر اھساہرمن کو خالق شر کہتے ہیں، اور یہ بھی کہ اہرمن کی سر اور زیادہ وقوع پذیر ہے اور یزدان کی کمتر ماسی طرح، امامیہ خالق خیر حق کو کہتے ہیں، اور خالق شر شیطان اور گنہگاروں کو، اور یہ بھی کہ اہلیس کی ہر اکثر برائی ہے، انہ کو مراد خدا انہوں نے مجوس سے بھی زیادہ شر کا بنا ڈالا ہے۔

فیروز مجوس کہتے ہیں کہ مال اھد بہن اور بڑی کے ساتھ جماع کرتے ہیں کوئی باک نہیں امامیہ کہتے ہیں عیب ملی کو کسی گناہ سے عذاب نہ ہوگا۔ مجوس اپنی کنیزیں اور اہمات الادلاد کو مردوں پر حلال کرتے ہیں، اور اسے عبادت سمجھتے ہیں، اسی طرح امامیہ۔

امامیہ کی ہندوؤں کے ساتھ مشابہت یہ ہے کہ ہندو بھی نجاست سے اعتراف نہیں کرتے اور چاروں طرف سجدہ کرتے ہیں، جبکہ امامیہ نواقل اللہ سجدہ و تلامذت اور سہرہ ہیں۔

ہندو روزہ میں بعض چیزیں کھانا جائز کہتے ہیں، امامیہ بھی غیر متاد اشیاء
 روزہ میں کھا لینا جائز قرار دیتے ہیں، ہندو ذکوة کے قائل نہ ہیں، امامیہ بھی غیر
 مسکوک میں ذکوة کے قائل نہیں۔ نکاح میں گواہ ہندوؤں کے نزدیک مشروط
 نہیں، اور متفرق میں امامیہ کے ہاں شرط نہیں۔

اہل سنت کے نزدیک امام کا [امام میں صفت عصمت کا ہونا شرط نہیں ہے، معصوم ہونا ضروری نہیں ہے] اور متقی ہونا صفت کمال ہے، اہل سنت و جماعت کے نزدیک بادشاہ کے خلاف اگرچہ وہ ظالم اور فاسق ہو خود ج کرنا جائز نہیں ہے، اس کی اطاعت فرض ہے، لایکہ تا فرمانی خدا کا حکم کرے، قرآن پاک میں ہے۔

والجاء في (٥٩)

غیر اشتغال فرما ہے۔

فان بغت احدھما علی الآخرین
فقا تلوا الہی تبعی حتی ظہر
الی اسر اللہ۔ (الحجرات ۹)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

الاطاعة لخلق في معصية
الخالق۔

ابن خلدون و قاضی شاد کی معیت میں کھارلورڈ باغیوں کے خلاف جہاد کرنا چاہئے
 طہ البیہ فی شرح السنۃ مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۱۔

امام نماز کیلئے بھی | امام صلح اصفہانی کے قہرے نماز پڑھنا جائز ہے، اگرچہ بہتر معصوم ہونا ضروری نہیں | یہ ہے کہ اعظم بالسنۃ اقرار بکتاب اللہ اور اتقی ہو۔ جیسا کہ کتب مسائل میں مذکور ہے۔

مذکورہ بالا دونوں مسائل پر جامع امت بھی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، علماء مجتہدین اور ائمہ اہل بیت بنو عباس و بنو عباس کے ظالم بادشاہوں کے ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے۔ ابوالیوب انصاری صاحب رمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت معاویہ میں فتح قسطنطنیہ کے لشکر میں جن کا امیر یزید بن معاویہ تھا، شریک ہونے، اور اسی میں شہید ہونے، حضرت سینؑ نے اپنے بھائی حضرت حسنؑ کے جنازہ پڑھانے کے لئے سعید بن العاص کو کہا جو کہ معاویہؓ کی طرف سے حاکم مدینہ تھے، اور فرمایا اگر مسنون طریقہ اس طرح نہ ہوتا میں آپ کو امام نہ بنانا کہ کتب امیر میں امیر المؤمنین سے مروی ہے۔

لا بد للناس من امیر ہذا
لو گوں کے لئے کوئی امیر نیک یا
اذا جاور (منع الجائزۃ) برا ہونا ضروری ہے۔

موزوں پر مسج کرنا جائز ہے | موزوں پر مسج کرنا جائز ہے، ستر صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، لہذا یہ حکم قوت کی حد تک پہنچ چکا ہے، تخصیص کتاب خبر مشہور ہے بھی جائز ہے، جو کہ متواتر سے کم تر ہے، وار حکم کی جبر کی قوت کو پاؤں کو موزوں کے اندر ہونے کے وقت پر بھی ٹھہر کیا جاتا ہے، کہ اس حالت میں مسج کیا جائے، وضو میں پاؤں دھونے کی فرضیت اور حرمت متفقہ فیہ مسائل کا تفصیلی تذکرہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

چار عورتوں سے زیادہ کے ساتھ ایک | ایک وقت میں کوئی شخص بھی چار عورتوں ہی وقت نکاح کرنا جائز ہے | سے زیادہ کو نکاح میں نہیں رکھ سکتا قرآن پاک میں ہے۔

فانکحوا طایبکم من النساء مثنیٰ تو دو دو تین تین اور چار چار میں سے

وَالَّذِي دَفَعُ (الضاء ۳) جو تھیں پسنداً میں نکاح کرو
 مجموعہ کا مقابلہ مجموعہ کے ساتھ احادیث کا مقابلہ احادیث کے ساتھ کثافت کرتا ہے
 (اس لئے ایک ایک کے لئے دو، تین، چار تک جواز ہو گا) اس مسئلہ کی پوری تفصیل
 کتب فقہ میں مذکور ہے۔

کرامات اولیا حق ہیں | اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں قرآن پاک میں ہے۔

کلام دخل علیہا ذکر کیا جب مریم کے پاس حضرت زکریا
 المحراب وجد عندہا ساقا عبادت گاہ میں گیا تو اس کے پاس
 قال یا مریہ ائی لک هذا رزق پایا کہا اے مریم یہ تیرے لئے
 قالت ہومن عند اللہ۔ کہاں سے ہے، کہا یہ اللہ کی طرف
 (ال عمران ۴۰) سے ہے۔

نیز فرمایا۔

قال الذی عندہ حلوم اس نے کہا جس کے پاس کتاب
 الکتاب انا اتيک ہم قبل کا علم تھا میں اسے تیرے پاس لاتا
 ان یرتد الیک طرفک۔ ہوں اس سے پیش تر کہ تیری
 (النمل ۲۰) آنکھ کھلے۔

یہ جائز ہے کہ کوئی کو اپنی ولایت کا پتہ نہ ہو۔

ولایت کا معنی اور اس سے متعلق مسائل مراتب قرب، احوال اور مقامات جو کہ
 کتاب و سنت اور کشف اولیا نامہ سے ثابت ہیں، ایک جلیلہ کتاب میں ذکر کر
 دیئے ہیں۔ جس کا نام ارشاد الطالبین ہے معنی مہذب و جامع الیہ۔

مبتدعین کے ساتھ دوستی | روافض، خوارج اور دوسرے اہل ہوا کے ساتھ محبت
 رکھنا حرام ہے | اور دوستی قائم کرنا حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایہ الذین آمنوا لا تقنوا اے ایمان والو! دوسروں کو نہ لٹکان
 بطناً من دینکم خیالاً و دوا قناد نہ بناؤ یہ تمہارا انگلیت میں پڑنا

ماستحق قد بدات الیغضباء
من افواھہم وما تخفی صدورہم
اکبر (ال عمران ۱۱۸)
پسند کرتے ہیں، ان کی زبان پر کلمات بغض
جاری ہیں اور گھٹان کے سینہ میں ہے
اس سے بھی زیادہ ہے۔

نیز فرماتا ہے۔
ولا ترکنا ان الذین ظلموا
فتمسکوا النار (ہود ۱۱۳)
ظالموں کی طرف نہ جھکے کہ تمہیں آگ
پہنچ جائے۔
نیز فرماتا ہے۔

لا تتولوا قوما غضب اللہ
علیہم (الصفت ۱۳)
جس قوم پر اللہ کا غضب ہے،
ان کے ساتھ دوستی نہ رکھو۔

ایک سوال | ان آیات میں دوستی اور مولادہ کفار سے منع کیا گیا ہے نہ کراہی قبلہ سے۔
جواب | اکثر مبتدعین فرقوں کے عقائد کفر تک جا پہنچے ہیں، بھرا اعتبار عموم الفاظ کا کیا
جاتا ہے، نہ کہ خصوص امور کا مذکورہ بالا آیات کے عموم میں کفار کے ساتھ ساتھ وہ گروہ
بھی آجاتے ہیں جن کے عقائد ان کے مشابہ ہیں خوارج و روافض وغیرہ وغیرہ۔ یا یوں
کہیں کہ روافض و خوارج کو قیاس کر کے اس آیت کے حکم میں داخل کیا جائے گا، لہذا جو کام
محبت کی ذیہوتی کا باعث بنتے ہیں، مثلاً سلام کہنا، بدیہے بھیجنا ان کے ساتھ ہم نشینی
کرنا، ان کے بیمار کی عیادت کرنا وغیرہ جائز نہیں ہیں۔ اور ان کا قتلا میں نماز پڑھنا
احدان کا جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ اختارنی واختار
لی اصحابی واصحابی و سیاق
قومہ یسبونہم ویستقصونہم
فلا تقبالوہم ولا تناسروہم
ولا تناکبوہم۔
اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا، اور میرے
دوست چنے، اور میرے اصحاب، ایک
قوم کائنات کی، وہ انہیں ست کریں گے،
اور ان کی تحقیق کریں گے، ان کیساتھ
نہ بیٹھنا نہ کھانا پینا، اور نہ مناکحت کرنا

رواہ العقیلی۔ ورواہ المثنیٰ معی
الدین عبد القادر الشریف الجلی
وتماد ولا تقبلوا معہم ولا
تقبلوا علیہم علیہم حلت
اللعنة۔
امام حنفی نے اسے روایت کیا، اور
شیخ عبد القادر جیلانی نے بھی اسے
ذکر کیا ہے، اور مزید یہ کہ ان کے
ساتھ نماز نہ پڑھو، ان کا جنازہ نہ
پڑھو، ان پر لعنت اتر چکی ہے۔

اس طرح رافضیہ، خارجیہ عورت کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ ہے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان لاتا کہ تم کی وجہ سے اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
ولامة مؤمنة خیر من مشرکة
ایمان دار عورت مشرکہ سے بہتر
ولوا عجبتمکم (المجاد ۲۲)
ہے چاہے تمہیں پسند آئے،
امادیت صحیح سے ثابت ہے کہ نکاح کے لئے جہاں اور مال پر نظر نہیں رکھنی
چاہئے، بلکہ دین اور تقویٰ کو بد نظر رکھنا چاہئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
حلت نفس ما قد مت و
آخرت (الانطارہ)
بھیجا، اور کیا اچھے چھوٹا۔

یہ بات دل سے کہ ہر معاملہ میں دین و تقویٰ کو دنیاوی مفادات پر ترجیح دینی
چاہئے جیسا کہ حق تعالیٰ بل عبودہ فرماتے ہیں۔
ولا تمدن عینیک الی ما متعنا
ہذا و اجانہم زہمتا الخلوۃ الدنیا۔
(طلحہ ۱۳۱)
ہم نے جو ان کو گونا گوں دنیا کا
سازد سامان دیا ہے، ان کی طرف
اپنی نظر نہ رکھیں۔

نیز ارشاد حق ہے۔

المال والبنون زینۃ الحیوۃ
الدنیا والباقیات الصالحات
خیر عند ربک ثوابا وخیرا
املا۔ (الکہف ۴۶)
مال اور اولاد دنیا کی زندگی کی
زینت ہے، تیرے لئے پاس بہتر بدلہ
باقی رہنے والی نیکیوں کا ہے، اور یہی اچھی
امید والی چیز ہے۔

سب شیخین کی سزا اور رواقس | قاضی کے سامنے گواہوں کے ذریعہ یا اقرار سے
 کے بارہ میں پیش گوئیاں | ثابت ہو جائے کہ ظلال شخص علی کو شیخین سے
 افضل جانتا ہے حضرت علیؓ نے ایسے شخص کو جو آخر امارت کا حکم دیا، جیسا کہ اوپر مذکور
 ہوا، اکثر علماء نے فتویٰ دیا ہے، کہ اسے تعزیری سزا دی جائے اس لئے کہ جس معاملہ
 میں حد شرعی ثابت نہ ہو اس پر حد جاری ناجائز نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
 سے منع فرمایا ہے، کہ لو کہ حدیث اور قیاس سے حد ثابت نہیں ہوتی، فقیر کی رائے
 یہ ہے کہ ایسے شخص کو انتہائی درجے مارے جائیں، امام ابوحنیفہ کا قول ہے، استانتانیں
 درے لگائے جائیں، اگر کوئی شخص شیخین کو سب کرے، (لغوہ بالشر) اس کی سزا قتل ہے،
 حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لے ابوالحسن تم اور تیرا گروہ جنت
 میں ہوں گے، ایک قوم دعویٰ کرے گی
 کہ وہ تیرے سے محبت کرتے ہیں
 اسلام کی تعمیر کریں گے اس سے لیے نکل
 جائیں گے، جس طرح تیرا کمان سے نکل
 جاتا ہے، ان کی علت ہے کہ انہیں
 رافضیہ کہا جائے گا، اگر تو اسے پائے
 تو قتل کرنا یہ مشرک ہیں۔ (روایت علیؓ)
 نیز علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سے روایت کیا کہ آپؐ نے فرمایا میرے بعد
 ایک قوم آئے گی، انہیں رافضیہ کہا
 جائے گا، اگر تم ان کو پکڑو۔ تو قتل
 کر دینا، وہ مشرک ہیں، حضرت علیؓ نے
 نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ یا ابوالحسن اما انت
 وشيعتك في الجنة فان قوما
 يزعمون انهم يحبونك ...
 يصغر دن الاسلام ثم يلقطونه
 يماقون منه كما يماقون السهم
 من كيد القوس لهم نيز يقال
 لهم الرافضية فان ادركتهم فاقتلهم
 فانهم مشركون ماواه الدار قطعي۔

۲۔ وروى ايضا عن علي عن
 النبي صلى الله عليه وسلم انه
 قال ما في بعدى قومة لهم نيز
 يقال لهم الرافضية فان ادركتهم
 فاقتلهم فانهم مشركون قال
 قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم

لے ذکرہ ابھار کئی، الحیرت رعبہ اہل ایمان سے

ان کی نشانی کیا ہے، فرمایا اگر تم فیصلہ
میں وہ باتیں لائیں گے، جو تجھ میں نہیں
اور سلف پر ظن کریں گے، ایک
دوسری سند سے دارقطنی نے اس طرح
روایت کیا ہے، اس میں یہ الفاظ ڈانڈ
ہیں کہ وہ اہل بیت کی محبت کے مٹتی
ہوں گے، حالانکہ ایسے نہیں ہیں، اس
کی نشانی یہ ہے کہ وہ ابو بکر و عمر کو لگائی
دیں گے،

دارقطنی صریح حدیث ایک اور سند
سے بروایت قاسم بن ہزاع و ام سلمہ بھی
اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

علیؑ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں
تجھے ایک عمل بتاتا ہوں، جب تو
اس کو بہہ کرے گا، اہل جنت سے ہو
جائیگا، میری بعد ایک قوم آئیگی، انہیں
رافضہ کہا جائے گا، جب تو انہیں پائے
قتل کرے، کیونکہ وہ مشرک ہیں، علیؑ
نے پوچھا ان کی نشانی کیا ہے، فرمایا وہ
ابو بکر و عمر کو لگائی جائیں گے۔
(طبرانی و بیہقی)۔

نیز حضرت علیؑ کہتے ہیں رسول اللہ

ما العلامة قال يقولونك
بالمس فيك ويطعون على
السلف واخرج الدارقطني
من طريق اخر نحوه و زاد
فيه يخلون جنا اهل البيت
وليسوا كذلك واية ذلك
انهم ليسون ابا بكر و
عمر۔

مردم۔۔۔ و اخرج ايضا من طريق
اخر من فاطمة الزهراء و ام سلمة
رضي الله عنهما خرج۔

۵۔۔۔ وعن علي بن ابي طالب قال قال
رسول الله صلى الله عليه
وسلم الا ادلك على عمل اذا
فعلته كنت من اهل الجنة
سيكون بعدى اقوام يقال
لهم الرافضة اذا اذركم فانتقام
فانهم مشركون قال علي قلت ما
علامة ذلك قال انهم ليسون
ابا بكر و عمر و ما داة الطبراني
والبیہقی۔

۶۔۔۔ وعن علي قال قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت
میں ایک قوم ہوگی، جنہیں رافضیہ
کہا جائے گا اور اسلام کو چھوڑ دیں گے
فاطمہؓ فرماتی ہیں نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کی طرف
نظر کی اور فرمایا، یہ جنتی ہے، اس
کے شیعہ میں ایک قوم ہے جو اسلام
کو ترک کر دیں گے، ان کا نام ہوگا رافضیہ
اے علی جب تو انہیں پائے قتل کر دینا
(طبرانی و بغوی)

نبوی معاملہ میں علیؓ سے روایت
کرتا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تیری میراث جنت کی ہے
ایک قوم جو تیری محبت کا دعویٰ کریں
گے، قرآن پڑھیں گے، اگلاں کے حلق
کے نیچے نہ اترے گا اور رافضیہ ہیں، اگر تو
ان کو پائے تو ان سے جہاد کر کیونکہ
وہ مشرک ہیں۔

ہروی ابراہیم بن من بن علی بن
ابی طالب سے وہ اپنے باب سے وہ
اپنے دادا سے روایت کرتے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمان
میں ایک قوم ظاہر ہوگی۔ رافضیہ نام

صلی اللہ علیہ وسلم کیوں فی امتی قوم
یسمون الرافضیۃ یرفضون الاسلام
مرواۃ البیہقی۔

۷۔۔۔ ومن فاطمة الزهراء قالت
نظرا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم
الی علی فقال هذا فی الجنة وان
من شیعته قوما یرفضون
الاسلام لہم نذر یسمون
الرافضیۃ یا علی اذا درکتم فاقتلہم
فانہم مشرکون مرواۃ الطبرانی والبیہقی

۸۔۔۔ وروای البیہقی فی المعالیم
عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان من یرک ان
تکون من اهل الجنة فان قوما
یتصلون حبک یتقون القدان
لا یجاءونہما قین ہمد نابذہم الرافضیۃ
فان ادراکتہم فجاہدہم فانہم
مشرکون۔

۹۔۔۔ وروای البرہدی عن ابراہیم بن
حسن بن علی بن ابی طالب عن ابیہ
عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ینظرون امتی
فی آخر الزمان قوم یسمون

ٹیٹے جائیں گے، اسلام کو چھوڑ دیں گے۔

توم یسعون الرا فضیة یفرضون الاسلام۔

حافظ ابو موسیٰ المدنی اور حافظ رضی الدین احمد بن اسماعیل بن یوسف بن الحاکم، بروایت ابن عمرؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے کہا کہ یہ تو جنتی ہے، میرے بعد ایک قوم ہوگی انہیں برا فضیہ کہا جائیگا۔ حسب تو انہیں پائے، تو قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہیں، علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ان کی نشان دہی کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جمعہ اور جماعت کے قاتل نہ ہوں گے، اللہ ابوبکر و عمرؓ کو گائی دیں گے،

۱۲۔ وروی الحافظ ابو موسی المدنی والحافظ رضی الدین احمد بن اسماعیل بن یوسف بن الحاکم عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لعلی یا علی انت فی الجنة وسیكون بعدی قوم یقال لہم الرا فضة فاذا ادراکتمہم فاقتلہم فانہم مشرکون فقال علی یا رسول اللہ وما علامۃ هؤلاء قال علیہ السلام لا یرون الجمعة والجماعة ویشتقون ابابکر وعمر۔

طوائف احکام اور الحامی عورین ساعد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میرے لئے دوست پسند قریشیوں میں وزیر، مددگار اور خاندان کسر بنائے جو ان کو گائی دے گا اس پر اللہ کی فرشتوں اور جلا ان لوں کی لعنت ہے۔

۱۱۔ واخرج الطبرانی والحاکم والحامی عن عوی بن ساعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار لی اصحابا وجعل لی فیہم وزراۃ وانصارا واصحابا من سہمہ فطیعہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔

طہ فی سندک جلد ۲ صفحہ ۱۲۳۔

اس حدیث کے طرہی اگرچہ منیعت ہیں مگر کثرت طرق، اوجہ سے درجہ
صحیح یا حسن میں ہیں۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں اس حدیث کی اسانید کثیرہ ہیں۔

عثمان و علی کو سب کے نیوالے کی سزا اگر کسی شخص پر عثمان و علی کو سب کرنا ثابت
ہو جائے، تو اکثر علما کہتے ہیں اس پر تعزیری سزا یعنی قتل واجب نہ ہے، اگر فقیر
کے نزدیک مفار یہ ہے کہ عقین (عثمان و علی) اور عائشہ صدیقہ اور فاطمہ زہرا کو سب
کرنے والے شخص کو بھی سزا قتل دی جائے۔ اس لئے کہ ان کو سب کرنا درحقیقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من سب علیاً فقد سبني ومن
أذى علياً فقد أذاني۔ جس نے علی کو گال دی اس نے
مجھے گال دی، اور جس نے علی کو ایذا دی
اس نے مجھے ایذا دی۔

نیز فرمایا۔

لہذا منقولہ حدیث صحیح ہے، جیسا کہ امام ہاکم نے صحیح کہا، اسناد بھی نے میں اسے صحیح کہا ہے، دیکھئے تخفیف
الاستبصار للذہبی صفحہ ۱۱۱ جلد ۱۔

تھ مجھے ہے بلکہ سزا قتل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت متدہ منعت ہے یہیں کوئی بھی دی جا سکتی ہے، جیسا کہ
صحیح ہے، بلکہ نہ صرف اس کا کسی شخص مذکور کو سب کرنا ہی ہے بلکہ اس کے ساتھ کسی اور کو سب کرنا بھی ہے، جس سے قتل
کے بدلہ کو سب کرنا صحیح ہے، نیز فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے سب کرنا مستحق نہیں ہے، بلکہ اس پر عقیدہ
کا وجہ ہے تاہم کہ قتل کر دیا جائے، دیکھئے بسن صلی ۲۵۲ ج ۱، ابی حنین سب ابی ہریرہ و سب
تھ میں ملک کے قانون اسلام کے حوام کا نظام زندگی اسلام پر مشروری ہے، لہذا اس ملک کے قانون
ہیں ان لوگوں کی حیثیت محفوظ رکھنا، جنہیں عین میں داخل مقام کامل ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء و راشدین ان پر عقیدہ کرنا حکمت کا قانون ہونا لازم ہے، چہ جائیکہ کہ ان
انسان ان پر سب کرنا مستقیم کرے، ایسا کرنا درحقیقت اپنے مسلمہ نظریہ حیات اسلام سے منکر وافی
ہے۔ اور قانون میں اس کی سزا موتی چاہیے، ورنہ قانون کی حیثیت ہی خراب ہو جائے گی۔
انام ابوجہا لب العنکاری نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کو چہ سب کرنا ابن ابی اسحاق و ابی بکر و عمرؓ
کی تنقیص کرتا ہے، تو اسے بھرا اور غلام مشکوفی، اور اسے قتل کرنا چاہا، مگر لوگوں کے
کہنے پر چھوڑ دیا، اور فرمایا میں شہر میں ہوں، یہ نہیں رہ سکتا، چنانچہ وہ ان کی
طرف جارہا، مگر وہاں تک پہنچا تو ان کے مقتول ہوئے۔

تھ اگر دیکھئے بحوالہ مذکور ص ۱۱۱۔

یو تعیننی مارا بہا۔

جو اسے تکلیف دیتی ہے، میرے

لے تکلیف دہ ہے۔

عالم صحابہ کرامؓ کو گالی | عام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے
دینے والے کی سزا کے لئے زہر اور تعزیری سزا واجب ہے، اور قید
کی سزا بھی دی جا سکتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْوَ مَا اكْتَسَبُوا
فَقَدْ احْتَلَوْا بِهِمْ اَنَا وَمَنْ مِّمَّنَّا
(الاحزاب ۵۸)

وہ لوگ جو ایمان دار مردوں اور
عورتوں کو ایذا دیتے ہیں، ان کاموں
میں جو انہیں نہیں کئے، ایسا کرنے والے
بہتان باز دھوکے ہیں، اور صاف گناہ

سوال میرے صحابہؓ کے بارے میں وارد ہے:-

اللَّهُ فِي أَصْحَابِي لَا تَقْذِرُونِمْ
خَوْفُنَا مِنْ بَعْدِي فَمِنْ أَحِبِّهِمْ
فَبِعِزَّتِي أَحِبُّهُمْ وَمَنْ أَحْبَبَهُمْ
فَبِعِزَّتِي أَحِبُّهُمْ وَمَنْ أَحْبَبَهُمْ
فَقَدْ أَذَانِي وَمَنْ أَذَانِي فَقَدْ
أَذَى اللَّهِ -

میرے صحابہؓ کے بارے میں خدا کا
خوف کرو! میرے بعد انہیں نشان نہ
بنا لینا، جو ان سے محبت کرے گا،
میری محبت سے لیا کرے گا اور جو
بغض رکھے گا، یہ میرے ساتھ بغض
ہوگا، جو انہیں ایذا دے گا اس نے
مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی
اس نے اللہ کو ایذا دی،

اس حدیث کی سند سے صحابہ کرامؓ کے حق میں گالی پکنے والے پر قتل واجب ہونا
چاہیئے، جیسا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سب کرنے والے کا حکم ہے۔

جواب یہ حدیث جین صحابہؓ کے حق میں وارد ہے البتہ لفظ اصحابؓ احتمال رکھتا ہے،

طہ ۲۷۲ ترمذی علیہ السلام ۲۷۲ باب فی قتل غایب ۲۷۲ صحیح ترمذی جلد ۲ ص ۲۷۲ باب فی قتل
سب صحابہؓ صلی اللہ علیہ وسلم

اسودہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہوا ہے ایک بار بھی۔

۱۲۔ وہ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کافی مدت رہے، عورت کا انتہاء بھی یہی ہے کثرت صحبت کی بعض نے چھ ماہ سے تعین کی ہے، لہذا شہپر کی وجہ سے اس کے قتل کا حکم نہیں ہوگا۔

ہاں مہاجرین و انصار سے کبار صحابہ جن کا صحابی ہونا متواتر ہے، جیسا کہ ابن مسعود، ابن عمر، معاذ بن جبل، ابو موسیٰ الاشعری، ابو ہریرہ، انس بن مالک، فرید بن ثابت وغیرہ وغیرہ۔ اگر کوئی شخص ان کی تکفیر کرے، ایسا شخص یقیناً اللہ اللہ الحنفی کا منکر ہے، باوجودیکہ متواتر ذریعہ سے مذکورہ اکابرین کا اس وعدہ میں داخل ہونا ثابت ہے، ان کی تکفیر کرنے والے کے لئے قتل کا فیصلہ ہو سکتا ہے، مگر فقہاء میں سے کسی سے بھی یہ فتویٰ مروی نہیں ہے۔

حضرت علیؓ کا ایک اہم خطبہ ہم اس مقالہ کو حضرت امیر المؤمنین علیؓ بن ابی طالب کے خطبہ سے ختم کرنا چاہتے ہیں۔

حافظ ابوسعید بن علی بن الحسین بن

الخروج الحافظ ابو سعید بن

سلمان روایت کرتا ہے، سلمان سے وہ

علی بن الحسین بن سلمان عن سلمان

سعود بن غنم سے وہ کہتا ہے میں نے

عن سوبین بن غنمۃ انہ قال

علیؓ نے کہا میں ایک قوم شیعوں کے پاس

قلت لعلی انما مررت بقوم من

سے گزرا وہ ابو بکر و عمر کی تنقیص کر رہے

الشیعة یذکرون ابا بکر و عمر

تھے، مگر وہ آپ کے ان کے متعلق انوکھا

و ینتقصونہما ولولا یعلمون

خیالات یہ جان چکے ہوتے، تو ایسا نہ

انک تضمر ہما علیہم یجثون

کہتے علیؓ نہیں خدا سے پناہ مانگتے ہوں

علی ذلک فقال علی اعدوا باللہ

کہ ابو بکر و عمر کے بارے میں اچھے خیالات

عزوجل ان امسرو لہما الا الحسن

کے علاوہ دل میں لالچ، وہ رسول اللہ

الحبیب اخا رسول اللہ صلی

صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے، اللہ آپ کے عزیز

اللہ علیہما و صلحہ و و صلحہ و صلحہ

نہض دافع العین یکی قابضہا
 علی ید یدہ حتی صعدا المنبر
 قابضہا بحیثہ فیظہا وہی
 بیضاء وقد اجتمع الناس نقاء
 وخطب خطبة موجزة فقال
 ما بال اقوام یذکرون سیدی
 قرائش وایوی المؤمنین بما انا
 عنہ منزہ وما یقولون معاً
 فوالذی خلق الجنة و بسور
 النسمۃ انه لا یحبہما الا مؤمن
 ولا یبغضہما الا کافر سادی
 من لکم مثلہما من احبہما فقد احبنی
 ومن ابغضہما فقد ابغضنی و
 وانا منہ برئ فقال ان قوما
 یفضلوننی علیہما فی قلوبہم
 بقیۃ من النفاق یریدون
 فرقة اهل الاسلام و اختلاف
 الامة قد نبأ فی بخبرہم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم و امرنی بقتلہم
 اخوان العلامیۃ اعداء
 السریۃ یحسن الکذب
 عندہم و یظہروا الفجور بینہم

پھر علی فرماتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں
 کو بند کر کے منبر پر چڑھے، اور دافعی
 پکڑی، لوگ بھی مجھ ہو گئے، کھڑے
 ہو کر مختصر خطبہ دیا اور فرمایا ان اقوام
 کا کیا حال ہے جو قرائش کے دوسراوں
 مؤمنین کے دوسرائی باپوں کا تذکرہ ایسا
 کرتے ہیں، جس سے میں پاک و صاف
 ہوں، اور اس پر ان کو سزا دیں گا، انہ
 پیدا کرنے والے اللہ روح بنانے والے
 خدا کی قسم ان دونوں صحابہ کی طرف بھی
 محبت کرتے ہیں، اللہ تا بر روی ہی بخیر
 سمجھتے ہیں، ان کی مثل تم کہاں سے لے سکتے
 ہو، جو ان سے محبت کرتا ہے، اس نے
 مجھ سے محبت کی اور جو ان سے بغض رکھتا
 ہے، وہ میرا دشمن ہے، میں اس سے برکات
 ہوں، نیز فرمایا ایک قوم ان دونوں
 پر مجھے فضیلت دیتی ہے، اس قوم کے
 دل میں نفاق ہے، اور یہ مسلمانوں میں
 افتراق پیدا کرنا چاہتے ہیں، اختلاف
 امت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مجھے اطلاع دی تھی، مجھے حکم دیا تھا،
 کہ ان لوگوں کو قتل کروں جو ظاہر کے
 بھائی ہوتے ہیں، اور اندر کے دشمن

يَبْطُلُونَ الْمَصَاحِفَ وَيَتَوَاصِلُونَ
 الْفُجُورَ لِيَشْتَمَ اصْحَابُ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَرَضِيَ عَنْهُمْ وَالْوَقِيعَةُ فِيهِمْ
 وَاتِّبَاعُ مَا شَجَرُوا بَيْنَهُمَا قَدْ
 غَضِبَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُمْ يَتَّبِعُهُ
 الصَّغِيرُ مِنَ الْكَبِيرِ وَيُرِيدُ عَلَى
 ذَلِكَ الصَّغِيرُ حَتَّى يَكُونَ كَبِيرًا
 فَيَنْدِرُ مِنَ السَّنَةِ وَيَجِيءُ الْبَيْتُ
 الْقَتْلُكَ بِسَنَةِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
 ذَلِكَ أَفْضَلُ الْمَبَاهِدِ يَنْ
 قَطُو فِي لَهُمْ لِيَرَى دَرَجَتُهُ
 وَجْهَ الْأَرْضِ الْبَقِصَ عَلَى اللَّهِ
 مِنَ الرِّوَاغِضِ - إِمْرَاضُ اللَّهِ
 سَجَانُ - عَلَيْهِمْ غَضَابُ اللَّهِ وَالسَّمَاءُ
 تَظِلُّ كَارِهَةً لَهُمْ عَلَيْهِمْ هُمْ
 يَوْمَئِذٍ شَرُّ مَنْ أَظْلَمَ السَّمَاءَ
 مِنْ عِنْدِ هُمْ تَخْرِجُ الْفِتْنَةَ
 وَفِيهِمْ تَعْوِدُ أَوَّلُ ذَلِكَ يَسْمُونَ
 فِي ذَلِكَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 الْأَرْجَاسِ -

ان کے ہاں جھوٹ بولنا مستحسن ہے،
 ان میں گناہ عام ہے اور مصاحف قرآن کا
 انکار کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم کے صحابہ کو سب و شتم کر کے
 گناہ کاتے ہیں اور ان باتوں کے پیچھے
 پڑتے ہیں جو ان کے مابین آپس میں
 اختلافات ہوئے اجملاً انکا اثر تعالیٰ
 ان کو معاف کر چکا۔ چھوٹا بڑے سے
 یہ باتیں سیکھتا ہے اس طرح سنت
 کو مٹاتا ہے اور بدعت کو زندہ
 کرتا ہے اس بارہ میں جس شخص نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل
 کیا، وہ اقل المباحین سے ہے ان
 کے لئے خوشی ہے، ان کے نزدیک ان
 سے زیادہ اللہ کوئی نہیں دے رہا زمین پر
 نہیں ہے، ان کے زمین ان پر ناراض
 ہے، آسمان ناپسندیدگی میں ان
 پر سایہ کن ہے ان کے علماء آسمان
 کے نیچے رہنے والوں میں بدترین ہیں
 انہیں سے فتنے نکلیں گے اور ان
 میں عود کریں گے، آسمانوں اور
 زمین بخیر و کرم گندے کا نام دینے
 لگے ہیں۔

روافض ان احادیث کو نہیں مانتے، چونکہ آیات قرآن و احادیث اور آثارِ امامیہ جواہروں نے اپنے ائمہ سے روایت کئے، احادیث مذکورہ کی تائید میں ہیں اس لئے روافض کے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہ ہے۔

کتاب ہذا کے طرز استدلال میں شرائط | ماننا چاہیے کہ ہم نے شرط کی تھی کہ اس کی پوری پابندی ہوئی ہے | کتاب میں اہل سنت کی مرویہ احادیث

سے استدلال پر بھی اکتفا نہ کریں گے، بلکہ روافض کی مرویہ روایات بھی بیان کریں گے، ہم نے اس شرط کی پوری پابندی کی ہے، چنانچہ پہلے مقالہ میں مذہب روافض کا باطل ہونا اور مذہب اہل سنت کا ثبوت اجمالاً اور دوسرے مقالہ میں تفصیلاً ہم نے پیش کیا ہے۔ تیسرے مقالہ میں مسئلہ امامت پر بحث ہے، امامیہ، خدا تعالیٰ پر نصبِ امام واجب قرار دیتے ہیں، اور یہ کہ امام معصوم ہوتا ہے، اس کی امامت پر عیسیٰ کی نص صریح یا امام اہل کی تصریح ضروری ہے، امام اپنی امامت کا دعویٰ کرے، اور اس سے معجزہ کا صدور ہو یہ بھی ضروری شرط مانتے ہیں، اہل سنت ان باتوں کو نہیں مانتے، خدا تعالیٰ پر نصبِ امام واجب نہیں سمجھتے، اور نہ ہی امام جانتا جزو ایمان قرار دیتے ہیں، نصبِ امام انسانوں کا فریضہ ہے، اور امام کے لئے اسلام کے سوا کوئی دیگر لازمی شرط نہ ہے، اس مسئلہ میں امامیہ مدعی ہیں، دلائل مہتیا کرتا ان کی ذمہ داری ہے، اہل سنت کا موقف دفاع کا ہے، چونکہ مقالہ میں اہل سنت کا موقف مدافعت ہے کہ امامیہ کے مطاعن پر سلف کا جواب دیا گیا ہے، تیسرے اور چوتھے مقالہ میں اہل سنت کی معتبرہ کتب سے احادیث بھی پیش کی گئی ہیں، پانچواں مقالہ تفصیلت کے بارے میں ہے، اور ساتواں اہل سنت کے بعض فردی مسائل کے بیان میں، ان دونوں میں بھی احادیث اہل سنت پیش ہوئی ہیں۔ کہ ان کی بنا مذہب اہل سنت کی صحت پر ہے پانچواں اور ساتواں مقالہ میں روافض کے ساتھ نزاع نہیں ہے، بلکہ اہل سنت میں بعض لوگ جن سے ان مباحث میں غلطیاں ہوئیں، وہی اس کے مخاطب ہیں۔

۱۔ کلمات دلالت جو کہ عامہ اولیا کرٹے یہ کلمات تا قیام قیامت جاری رہائی ہیں، ان کلمات کے بارباب کی کثرت کے اعتبار سے ارشاد ہوا۔

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ - ایک جماعت پہلوں میں اور ایک جماعت پچھلوں میں۔

اولین سے مراد سابق انبیاء اور ان کی امتیں ہیں، اور آخرین سے مراد امت مرحومہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

۲۔ کلمات نبوت جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے جمع صحابہ کرام کرٹے، اور تابعین اور تبع تابعین میں بہت کم۔ کلمات نبوت کے اصحاب کی قلت کی وجہ سے ارشاد ہوا۔

ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَثَلَاثَةٌ مِنَ الْآخِرِينَ - (الواقعة ۱۲-۱۳) پہلوں میں ایک جماعت ہے اور پچھلوں میں تھوڑے ہیں۔

گزشتہ ادوار میں بے شمار انبیاء پیدا ہونے، اور اس زمانہ کے لئے ایک ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تفریق لائے، اس امت میں جس کو بھی یہ دولت نصیب ہوئی، آپ کے طفیل اور تبع کی حیثیت سے ہوئی، اور متبوع کے مقابلہ میں طفیلی کا چرنا اعتبار نہیں ہوتا۔ یہ کلمات قرون ثلاثہ گزرنے کے بعد مشہور ہوئے۔ ہو سکتا ہے، بعضی زمانہ میں کلمات نبوت سچر منصفہ ظہور میں نہجائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مِثْلُ آصَتِي كَمِثْلِ الْمَطَرِ لَا يَذَرِي أَوَّلَهَا خَيْرًا مَّا أَخْرَجَ وَلَا كَحَدِ يَفْقَةِ أَطْعَمَ فَوْجًا مِثْلَهَا عَامًا وَفَوْجًا مِثْلَهَا عَامًا - لَعَلَّ أَخْرَجَ فَوْجًا وَحَدَّيْهَا عَرَضًا وَاعْمَقَهَا عَمَقًا وَاحْنَهَا حَسَنًا۔ میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے، انہیں جانا ہوتا کہ اس کے اول میں خیر ہے یا آخر میں، یا بارش کی طرح اس سے ایک سال ایک فوج کو کھلائے اور دوسرے سال دوسری کڑی کر شاید کہ آخری عرض حق میں لوگوں میں زیادہ ہو۔

لَعَلَّ أَخْرَجَ فَوْجًا وَحَدَّيْهَا عَرَضًا وَاعْمَقَهَا عَمَقًا وَاحْنَهَا حَسَنًا۔

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ آخر زمانہ میں کمالات نبوت کا ظہور ہوگا اور کمالات ولایت آنکھی بھی کمر نہیں جوئے۔

علی قطب ارشاد کمالات ولایت میں | ماننا چاہیے کثرت سے ثابت ہوا کہ علیؑ قطب ارشاد کمالات ولایت میں ان کمالات میں دوسرے صحابہ کرام علیؑ کے حجاج ہیں، یہی وہی ہے کہ کمالات ولایت کے مالک ہر چند کمال سنت کے عقیدہ کے مطابق افضلیت شیخین کے قائل ہیں، مگر بحکم الانسان عبید الاحسان شکر یہ علیؑ کا زیادہ ادا کرتے ہیں، اور ان کے ساتھ بہت گرویدگی رکھتے ہیں۔

ابو بکر و عمر و عثمان قطبے شاد کمالات نبوت میں | شیخینؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وزیر قرار دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ابو بکر و عمر و عثمان قطب ارشاد کمالات نبوت ہیں۔

اور حضرت عثمانؓ قطبیت کمالات نبوت اور ولایت دونوں میں محترم رکھتے ہیں، اسی لئے ان کا لقب ذوالنورین ہوا، کمالات نبوت میں صفات کے پردہ کے بغیر تجلی ذات ہے، لہذا کمالات ولایت میں تجلی صفات یا بہ پردہ صفات، تجلی ذات ہے، سے پہلو فضل علیؑ علیؑ کو علم کامل و نذرہ فرمایا جو کہ علم صفات سے تعبیر ہے، اور ابو بکر و عمر و عثمان مقام ستر میں فائز ہوئے، جماعت صحابہؓ کی نظر کمالات نبوت پر تھی، ان کے مقابلہ میں کمالات ولایت کا انہوں نے اعتقاد نہ کیا، اس لئے جمیع صحابہؓ میں تھی کہ خود حضرت علیؑ افضلیت شیخین کے قائل تھے، اور اسی پر اجماع کیا، بعد کے لوگوں نے بھی ان کی متابعت میں اس پر اتفاق کیا، لہذا افضلیت مطلقہ و تلامذہ کے لئے ثابت ہوئی۔

۱۰ اس پر کوئی شک؟

۱۱ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۲۱ کی یہ حدیث شام کو داخل ثابت کرتی ہے، کان اعلیٰ من الناس و من حیاة فاطمةؑ فکما توفیت استنکر علیؑ و حیوة الناس فالتس مصالحة ابی بکر و معاہداتہ، یہی صورت ظاہر کی زندگی میں لوگوں کی توجہ علیؑ کی طرف تھی، ان کے فوت ہوجانے کے بعد ان لوگوں کے جیسے متغیر عکس کئے، لہذا انہوں نے ابو بکرؓ کے ساتھ مصالحت اور بیعت چاہی، انتہی اس سے معلوم ہوا صحابہؓ میں حضرت علیؑ کی عظمت کے لئے کہ انہوں نے ان سے اس کی تعمیل نہ کی، انہیں تیرہ کے قتل میں دوسرے لوگوں نے بھی ہے، مگر میں اس سے کہہ کر کہ وہ لوگ نہ تھے نہ ہفت انتہا میں

فصل

مہدی بنکی صفات اور ان کی مثال کے بیان میں۔

اہل سنت و جماعت کے مذہب میں عہد مہدی اولاد فاطمہ سے ہوگا اکثر اولاد حسینؑ سے قرار دیتے ہیں، البرواد کی ایک روایت میں اولاد حسنؑ سے ہونا بھی آیا ہے، علامہ شہر باطن کا علم و تحقیق یہ ہے کہ تیرھویں صدی ہجری کے اوائل میں ان کا ظہور ہوگا، مگر ان کے ظہور کی تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت نہیں۔

آقا اور ماوردی روایت کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔

عہدہ میری اولاد سے ہوگا، لوگوں کے اختلاف اور لغزش کی حالت میں آئے گا۔
اور زمین کو عدالت سے پر کرے گا، جس طرح کہ پہلے ظلم سے پر تھی، اس سے آسمان زمین
کے ساکنین راہنی ہو جائیں گے۔ ۵

ابو حنیفہ اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے جو میراج نام ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے ہم نام یعنی محمد بن عبداللہ مال کی تقسیم برابر کرے گا، لوگوں کے دلوں کو غنا ہے پر کسے گا۔

حاکم کی ایک روایت میں ہے:-

آخری زمانہ میں ایک سخت مصیبت آئیگی، اس سخت کوئی مصیبت پہلے نہ سنی ہوگی لوگوں کے لئے کوئی جانے پناہ نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ میری اولاد سے ایک شخص کو اٹھائے گا، اور وہ زمین کو عدالت سے بھرے گا جس طرح پہلے علم سے بھر لیا رہتی، اس کو مسلمان

[illegible]

اس مقام پر جب کہ خط و نشان ہیں ہے چودہ صفحات پر یہ ساری باتیں لکھی گئی ہیں۔

آدم وحواء از کجای جهان آمدند؟

لله الشكر على كل شيء -

وزن کے باہمی دوست، دکھیں گے آسمان سے بہت بدش ہوگی، اور زمین خوب پیداوار دے گی، اس وقت کوئی فتنہ نہ ہوگا، سائنٹ سال یا کمرہ سال یا نو سال اس طرح نہ ملے گی۔

طبرانی اور ابن ابی شیبہ اسی طرح روایت کرتے ہیں طبرانی کی ایک روایت میں بیس سال ان کا رہنا آیا ہے۔

ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”حق تعالیٰ میری رحمت سے ایک سو کوہ عیلا جس کے انت چوبستہ اور چنانی کثرہ ہوگی:-
طبرانی اور ذریابی ایک روایت میں ہے۔

ان کا چہرہ ستارے کی طرح روشن ہوگا، رنگ عام عربی جوانوں کی طرح ہوگا اور انھیں اسلیموں کی طرح ہوں گی۔

ایک روایت میں ہے:-

”صیقلی علیہ السلام نازل ہوں گے اور ان کی خلافت کے وقت ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور فلسطینی علاقہ میں دجال کے قتل میں تمام نیک نمرانوں کے بعد اللہ اعظم۔

مہدی کے متعلق امامیہ کا عقیدہ [جمہور امامیہ اور کیسانہ کہتے ہیں، مہدی آفران میں اس وقت زندہ موجود ہے، مگر دشمنوں کے ڈر سے رو پوش ہے، ان کا یہ نظریہ عقل و نقل دونوں کے خلاف ہے۔ اس دعویٰ کا باعث صرف یہ بات ہے کہ ان کا دعویٰ ہے، ہر زمانہ میں امام مقرر کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہے، اور امام معصوم ہوتا ہے، اور یہ دونوں باتیں غلط ہیں، کلام۔

اگر اس نظریہ کو مان لیا جائے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جہاں درویش بھی امام معصوم یا غریب لگا، پھر ایسے امام کی مخلوق کو کیا ضرورت ہے، جس سے کوئی استفادہ نہ کیا جاسکے، لہذا ان کا یہ ادعا بھی لغو اور بے فائدہ ہے، اس پر اتفاق کے بعد کہ مہدی مخفی ہے، امامیہ فرقے اختلاف کرتے ہیں۔

۱۔ سنن ابی داؤد ج ۲ صفحہ ۵۵۵۔

۲۔ سنن ابی داؤد ج ۲ صفحہ ۵۵۵۔

۳۔ صحیح بخاری ج ۱ صفحہ ۵۵۵۔

افشاہی کہتے ہیں، وہ محمد بن حسن عسکری ہے، جو کہ مروانہ مہرمن برای میں بچہ چار سال یا پانچ سال مخفی ہو گیا، درمے گروہ اس سے انکار کرتے ہیں، بعض کے نزدیک عسکری کا کوئی بیٹا خلف نہ تھا، اس کی جانشینہ بھی کسی کے بھائی قلی تھی، اور امامت بھی اسی کو منتقل ہو گئی، بعض کہتے ہیں عسکری کے ہاں محمد باقی ایک لڑکا پیدا ہوا تھا، باپ کی موت سے دو سال پہلے، مگر یہ محمد صاحب غرت ہو گئے تھے، اس باب میں امامیہ آٹھ فرقوں میں مغزق ہیں۔

کیا یہ کہتے ہیں کہ محمد بن حنیفہ ہی مہدی ہے، اسماعیلیہ کا ایک فرقہ کہتا ہے، وہ اسماعیل بن جعفر ہے، بعض کہتے ہیں محمد بن اسماعیل بن جعفر ہے، امامیہ کا ایک فرقہ کہتا ہے، محمد مہدی بن علی الباقی ہے، بعض جعفر صادق کو بعض موسیٰ کاظم کو مہدی کہتے ہیں بعض کہتے ہیں مہدی محمد بن الحسن المثنیٰ بن الحسن المجتبیٰ ہے۔ ایک فرقہ کہتا ہے کہ محمد بن الحسن ہے، اس کو مقسم نے قید کر دیا تھا، ایک سال قید میں رہا اس کے بعد باہر آیا، اس کے بعد کی خبر نہیں کہ وہ کہاں گیا، ایک فرقہ کہتا ہے، مہدی، محمد بن عبداللہ بن الحسین ہے، ایک اور فرقہ کے ہاں یحییٰ بن عمر جو کہ زید بن علی بن الحسین کا ایک بیٹا تھا، ہی مہدی ہے یہ ہے۔

ولو کان من عند خیر اللہ
لو جددوا فیہا خلافا کثیرا (النساء)

یہ کتاب ہم نے اہل بیت کے ذکر پر مکمل کر لی ہے، مناسب ہے اس تذکرہ خیر کو حسینؑ کے آیات (جو کہ انہوں نے کربلا میں بوقت شہادت درج یہ طہر پر ترغیم کے ساتھ کہے) کے ساتھ اختتام کریں۔ فرماتے ہیں۔

انا ابن علی الخیر من آل ہاشم
میرا والد خیر سے خلیفہ علیؑ کا بیٹا ہوں
کفافی هذا منہجنا حین افخر
جب میں فخر کریں یہ فخر مجھے کافی ہے
و عنہم مداح اللہ فی الارض یزہا
و عنہم مداح اللہ فی الارض یزہا
یہ انشاء اللہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ عزت

وفاطمة امی سلالۃ احمد وحمی یدعی ذوالجناس جعفر
 فاطمہ علیہ السلام ہے، احمد کی بیٹی۔ میرا چچا ذوالجناس جعفر کے نام سے مشہور ہے
 وغینا کتاب اللہ اتزل مادقا وغینا المہدی والوحی والتعزید کر
 ہم میں اشکی ملوک کتاب آری۔ ہم میں مہدی، وحی اور خیر کا تذکرہ ہے،
 وشیعتنا فی الناس اکبر شیعة ومعفضنا یوم القیامة یخص
 لوگوں پہلا گروہ باعزت ہے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کے روز میں بڑا
 اللہ صبل وسلم وبارک علی سید الخلق ورسول الحق محمد الہ واصحابہ
 وانہ واجہ وامہاتہ المؤمنین وعذرت الطیبین الطاہرین۔
 کما صلیت سلمت مبارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔
 ویک ان احببت نیل المطالب فلا تعد عن توفیل آئی المناقب
 انہیں ہے مگر تو مطالب لینا چاہتا ہے تو آیات مناقب کی تلاوت سے توفیق نہ کر
 مناقب آل المصطفیٰ قدوة النوری بھر بہتھی مطلوب کل طالب
 یعنی مصطفیٰ خیر النوری کی آئی کے مناقب، ہر طالب ان کی بدولت مطلوب پاتا ہے۔
 مناقب اصحاب النبی المہدی ہم انامک العلیا ووعی الرغائب
 اور ہدایت والے نبی کے اصحاب کے مناقب ان کے نزدیک ہمیں بہت ہی عزیز ہیں۔
 علیک بہا سرا وچہرا فانہا تحاول عند اللہ علی المناقب
 ظاہر اور پوشیدہ ان آیت کو لازم کرے اللہ کے ہاں مناقب دین گی۔
 وجد عندنا ما تملوا السالك ایہا بدعوة قلب حاضر غیر غائب
 اے مالک جب پڑھے تو حاضر کی دعا ان کی تلاوت کر۔
 فمن سأل اللہ انکر غیر یا صابۃ فقد جاءہ الاقبال من کل جانب
 جو دوست طریق سے غلط ہے انکے ہر جانب سے اس کے پاس اقبال آئے گا۔

تمام شد

در شیعیت پر

مولانا عبد العزیز مناظر مرحوم خان کے

سمٹھ رسائل کا مجموعہ

مجموعہ رسائل

فیصلہ قاتلان حسینؑ	البرہان المعقول
فیصلہ نکاح ام کلثومؑ	خلافت صادقہ
فیصلہ حدیث قرطاس	فضائل خلفاء صادقین
فیصلہ بارغ مذک	اہتمام جازہ خیر الانام

آفسٹ طباعت کاغذ سفید گلبرگ قیمت ۱۶/-

فاز قیامت خانہ دارالکتاب

فیض عالم صدیقی کی کتاب

اختلاف امت کا المیہ

نیا ایڈیشن - بہترین ترمیم و اضافہ

بہترین آفٹ طباعت

مفید کافہ

قیمت صرف

۱۸/- روپے

فاروق کتب خانہ ملتان

فاروقی کتب خانہ ملتان کی دیدہ زیب عکسی مطبوعات

۴۶	۱۶۶	۱۶۷	۱۶۸	۱۶۹	۱۷۰	۱۷۱	۱۷۲	۱۷۳	۱۷۴	۱۷۵	۱۷۶	۱۷۷	۱۷۸	۱۷۹	۱۸۰	۱۸۱	۱۸۲	۱۸۳	۱۸۴	۱۸۵	۱۸۶	۱۸۷	۱۸۸	۱۸۹	۱۹۰	۱۹۱	۱۹۲	۱۹۳	۱۹۴	۱۹۵	۱۹۶	۱۹۷	۱۹۸	۱۹۹	۲۰۰	۲۰۱	۲۰۲	۲۰۳	۲۰۴	۲۰۵	۲۰۶	۲۰۷	۲۰۸	۲۰۹	۲۱۰	۲۱۱	۲۱۲	۲۱۳	۲۱۴	۲۱۵	۲۱۶	۲۱۷	۲۱۸	۲۱۹	۲۲۰	۲۲۱	۲۲۲	۲۲۳	۲۲۴	۲۲۵	۲۲۶	۲۲۷	۲۲۸	۲۲۹	۲۳۰	۲۳۱	۲۳۲	۲۳۳	۲۳۴	۲۳۵	۲۳۶	۲۳۷	۲۳۸	۲۳۹	۲۴۰	۲۴۱	۲۴۲	۲۴۳	۲۴۴	۲۴۵	۲۴۶	۲۴۷	۲۴۸	۲۴۹	۲۵۰	۲۵۱	۲۵۲	۲۵۳	۲۵۴	۲۵۵	۲۵۶	۲۵۷	۲۵۸	۲۵۹	۲۶۰	۲۶۱	۲۶۲	۲۶۳	۲۶۴	۲۶۵	۲۶۶	۲۶۷	۲۶۸	۲۶۹	۲۷۰	۲۷۱	۲۷۲	۲۷۳	۲۷۴	۲۷۵	۲۷۶	۲۷۷	۲۷۸	۲۷۹	۲۸۰	۲۸۱	۲۸۲	۲۸۳	۲۸۴	۲۸۵	۲۸۶	۲۸۷	۲۸۸	۲۸۹	۲۹۰	۲۹۱	۲۹۲	۲۹۳	۲۹۴	۲۹۵	۲۹۶	۲۹۷	۲۹۸	۲۹۹	۳۰۰	۳۰۱	۳۰۲	۳۰۳	۳۰۴	۳۰۵	۳۰۶	۳۰۷	۳۰۸	۳۰۹	۳۱۰	۳۱۱	۳۱۲	۳۱۳	۳۱۴	۳۱۵	۳۱۶	۳۱۷	۳۱۸	۳۱۹	۳۲۰	۳۲۱	۳۲۲	۳۲۳	۳۲۴	۳۲۵	۳۲۶	۳۲۷	۳۲۸	۳۲۹	۳۳۰	۳۳۱	۳۳۲	۳۳۳	۳۳۴	۳۳۵	۳۳۶	۳۳۷	۳۳۸	۳۳۹	۳۴۰	۳۴۱	۳۴۲	۳۴۳	۳۴۴	۳۴۵	۳۴۶	۳۴۷	۳۴۸	۳۴۹	۳۵۰	۳۵۱	۳۵۲	۳۵۳	۳۵۴	۳۵۵	۳۵۶	۳۵۷	۳۵۸	۳۵۹	۳۶۰	۳۶۱	۳۶۲	۳۶۳	۳۶۴	۳۶۵	۳۶۶	۳۶۷	۳۶۸	۳۶۹	۳۷۰	۳۷۱	۳۷۲	۳۷۳	۳۷۴	۳۷۵	۳۷۶	۳۷۷	۳۷۸	۳۷۹	۳۸۰	۳۸۱	۳۸۲	۳۸۳	۳۸۴	۳۸۵	۳۸۶	۳۸۷	۳۸۸	۳۸۹	۳۹۰	۳۹۱	۳۹۲	۳۹۳	۳۹۴	۳۹۵	۳۹۶	۳۹۷	۳۹۸	۳۹۹	۴۰۰	۴۰۱	۴۰۲	۴۰۳	۴۰۴	۴۰۵	۴۰۶	۴۰۷	۴۰۸	۴۰۹	۴۱۰	۴۱۱	۴۱۲	۴۱۳	۴۱۴	۴۱۵	۴۱۶	۴۱۷	۴۱۸	۴۱۹	۴۲۰	۴۲۱	۴۲۲	۴۲۳	۴۲۴	۴۲۵	۴۲۶	۴۲۷	۴۲۸	۴۲۹	۴۳۰	۴۳۱	۴۳۲	۴۳۳	۴۳۴	۴۳۵	۴۳۶	۴۳۷	۴۳۸	۴۳۹	۴۴۰	۴۴۱	۴۴۲	۴۴۳	۴۴۴	۴۴۵	۴۴۶	۴۴۷	۴۴۸	۴۴۹	۴۵۰	۴۵۱	۴۵۲	۴۵۳	۴۵۴	۴۵۵	۴۵۶	۴۵۷	۴۵۸	۴۵۹	۴۶۰	۴۶۱	۴۶۲	۴۶۳	۴۶۴	۴۶۵	۴۶۶	۴۶۷	۴۶۸	۴۶۹	۴۷۰	۴۷۱	۴۷۲	۴۷۳	۴۷۴	۴۷۵	۴۷۶	۴۷۷	۴۷۸	۴۷۹	۴۸۰	۴۸۱	۴۸۲	۴۸۳	۴۸۴	۴۸۵	۴۸۶	۴۸۷	۴۸۸	۴۸۹	۴۹۰	۴۹۱	۴۹۲	۴۹۳	۴۹۴	۴۹۵	۴۹۶	۴۹۷	۴۹۸	۴۹۹	۵۰۰	۵۰۱	۵۰۲	۵۰۳	۵۰۴	۵۰۵	۵۰۶	۵۰۷	۵۰۸	۵۰۹	۵۱۰	۵۱۱	۵۱۲	۵۱۳	۵۱۴	۵۱۵	۵۱۶	۵۱۷	۵۱۸	۵۱۹	۵۲۰	۵۲۱	۵۲۲	۵۲۳	۵۲۴	۵۲۵	۵۲۶	۵۲۷	۵۲۸	۵۲۹	۵۳۰	۵۳۱	۵۳۲	۵۳۳	۵۳۴	۵۳۵	۵۳۶	۵۳۷	۵۳۸	۵۳۹	۵۴۰	۵۴۱	۵۴۲	۵۴۳	۵۴۴	۵۴۵	۵۴۶	۵۴۷	۵۴۸	۵۴۹	۵۵۰	۵۵۱	۵۵۲	۵۵۳	۵۵۴	۵۵۵	۵۵۶	۵۵۷	۵۵۸	۵۵۹	۵۶۰	۵۶۱	۵۶۲	۵۶۳	۵۶۴	۵۶۵	۵۶۶	۵۶۷	۵۶۸	۵۶۹	۵۷۰	۵۷۱	۵۷۲	۵۷۳	۵۷۴	۵۷۵	۵۷۶	۵۷۷	۵۷۸	۵۷۹	۵۸۰	۵۸۱	۵۸۲	۵۸۳	۵۸۴	۵۸۵	۵۸۶	۵۸۷	۵۸۸	۵۸۹	۵۹۰	۵۹۱	۵۹۲	۵۹۳	۵۹۴	۵۹۵	۵۹۶	۵۹۷	۵۹۸	۵۹۹	۶۰۰	۶۰۱	۶۰۲	۶۰۳	۶۰۴	۶۰۵	۶۰۶	۶۰۷	۶۰۸	۶۰۹	۶۱۰	۶۱۱	۶۱۲	۶۱۳	۶۱۴	۶۱۵	۶۱۶	۶۱۷	۶۱۸	۶۱۹	۶۲۰	۶۲۱	۶۲۲	۶۲۳	۶۲۴	۶۲۵	۶۲۶	۶۲۷	۶۲۸	۶۲۹	۶۳۰	۶۳۱	۶۳۲	۶۳۳	۶۳۴	۶۳۵	۶۳۶	۶۳۷	۶۳۸	۶۳۹	۶۴۰	۶۴۱	۶۴۲	۶۴۳	۶۴۴	۶۴۵	۶۴۶	۶۴۷	۶۴۸	۶۴۹	۶۵۰	۶۵۱	۶۵۲	۶۵۳	۶۵۴	۶۵۵	۶۵۶	۶۵۷	۶۵۸	۶۵۹	۶۶۰	۶۶۱	۶۶۲	۶۶۳	۶۶۴	۶۶۵	۶۶۶	۶۶۷	۶۶۸	۶۶۹	۶۷۰	۶۷۱	۶۷۲	۶۷۳	۶۷۴	۶۷۵	۶۷۶	۶۷۷	۶۷۸	۶۷۹	۶۸۰	۶۸۱	۶۸۲	۶۸۳	۶۸۴	۶۸۵	۶۸۶	۶۸۷	۶۸۸	۶۸۹	۶۹۰	۶۹۱	۶۹۲	۶۹۳	۶۹۴	۶۹۵	۶۹۶	۶۹۷	۶۹۸	۶۹۹	۷۰۰	۷۰۱	۷۰۲	۷۰۳	۷۰۴	۷۰۵	۷۰۶	۷۰۷	۷۰۸	۷۰۹	۷۱۰	۷۱۱	۷۱۲	۷۱۳	۷۱۴	۷۱۵	۷۱۶	۷۱۷	۷۱۸	۷۱۹	۷۲۰	۷۲۱	۷۲۲	۷۲۳	۷۲۴	۷۲۵	۷۲۶	۷۲۷	۷۲۸	۷۲۹	۷۳۰	۷۳۱	۷۳۲	۷۳۳	۷۳۴	۷۳۵	۷۳۶	۷۳۷	۷۳۸	۷۳۹	۷۴۰	۷۴۱	۷۴۲	۷۴۳	۷۴۴	۷۴۵	۷۴۶	۷۴۷	۷۴۸	۷۴۹	۷۵۰	۷۵۱	۷۵۲	۷۵۳	۷۵۴	۷۵۵	۷۵۶	۷۵۷	۷۵۸	۷۵۹	۷۶۰	۷۶۱	۷۶۲	۷۶۳	۷۶۴	۷۶۵	۷۶۶	۷۶۷	۷۶۸	۷۶۹	۷۷۰	۷۷۱	۷۷۲	۷۷۳	۷۷۴	۷۷۵	۷۷۶	۷۷۷	۷۷۸	۷۷۹	۷۸۰	۷۸۱	۷۸۲	۷۸۳	۷۸۴	۷۸۵	۷۸۶	۷۸۷	۷۸۸	۷۸۹	۷۹۰	۷۹۱	۷۹۲	۷۹۳	۷۹۴	۷۹۵	۷۹۶	۷۹۷	۷۹۸	۷۹۹	۸۰۰	۸۰۱	۸۰۲	۸۰۳	۸۰۴	۸۰۵	۸۰۶	۸۰۷	۸۰۸	۸۰۹	۸۱۰	۸۱۱	۸۱۲	۸۱۳	۸۱۴	۸۱۵	۸۱۶	۸۱۷	۸۱۸	۸۱۹	۸۲۰	۸۲۱	۸۲۲	۸۲۳	۸۲۴	۸۲۵	۸۲۶	۸۲۷	۸۲۸	۸۲۹	۸۳۰	۸۳۱	۸۳۲	۸۳۳	۸۳۴	۸۳۵	۸۳۶	۸۳۷	۸۳۸	۸۳۹	۸۴۰	۸۴۱	۸۴۲	۸۴۳	۸۴۴	۸۴۵	۸۴۶	۸۴۷	۸۴۸	۸۴۹	۸۵۰	۸۵۱	۸۵۲	۸۵۳	۸۵۴	۸۵۵	۸۵۶	۸۵۷	۸۵۸	۸۵۹	۸۶۰	۸۶۱	۸۶۲	۸۶۳	۸۶۴	۸۶۵	۸۶۶	۸۶۷	۸۶۸	۸۶۹	۸۷۰	۸۷۱	۸۷۲	۸۷۳	۸۷۴	۸۷۵	۸۷۶	۸۷۷	۸۷۸	۸۷۹	۸۸۰	۸۸۱	۸۸۲	۸۸۳	۸۸۴	۸۸۵	۸۸۶	۸۸۷	۸۸۸	۸۸۹	۸۹۰	۸۹۱	۸۹۲	۸۹۳	۸۹۴	۸۹۵	۸۹۶	۸۹۷	۸۹۸	۸۹۹	۹۰۰	۹۰۱	۹۰۲	۹۰۳	۹۰۴	۹۰۵	۹۰۶	۹۰۷	۹۰۸	۹۰۹	۹۱۰	۹۱۱	۹۱۲	۹۱۳	۹۱۴	۹۱۵	۹۱۶	۹۱۷	۹۱۸	۹۱۹	۹۲۰	۹۲۱	۹۲۲	۹۲۳	۹۲۴	۹۲۵	۹۲۶	۹۲۷	۹۲۸	۹۲۹	۹۳۰	۹۳۱	۹۳۲	۹۳۳	۹۳۴	۹۳۵	۹۳۶	۹۳۷	۹۳۸	۹۳۹	۹۴۰	۹۴۱	۹۴۲	۹۴۳	۹۴۴	۹۴۵	۹۴۶	۹۴۷	۹۴۸	۹۴۹	۹۵۰	۹۵۱	۹۵۲	۹۵۳	۹۵۴	۹۵۵	۹۵۶	۹۵۷	۹۵۸	۹۵۹	۹۶۰	۹۶۱	۹۶۲	۹۶۳	۹۶۴	۹۶۵	۹۶۶	۹۶۷	۹۶۸	۹۶۹	۹۷۰	۹۷۱	۹۷۲	۹۷۳	۹۷۴	۹۷۵	۹۷۶	۹۷۷	۹۷۸	۹۷۹	۹۸۰	۹۸۱	۹۸۲	۹۸۳	۹۸۴	۹۸۵	۹۸۶	۹۸۷	۹۸۸	۹۸۹	۹۹۰	۹۹۱	۹۹۲	۹۹۳	۹۹۴	۹۹۵	۹۹۶	۹۹۷	۹۹۸	۹۹۹	۱۰۰۰
----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	------